حضرت علامہ راشد الخیری کے مضامین کے متفرق مجموعے

فردوس مشرق — مغربی تہذیب کے زہرآلود اثر سے خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے نہایت موثر مضامین ۔ ۱۲ر

گدڑی میں لعل — عورتوں کو سگھڑ، ہنرمند، کفایت شعار اور منتظم بنانے کے لیے۔ ۸ر

مسلئہ حقوق نسواں — حقوق نسواں کی حمایت میں درد و اثر میں ڈوبے ہوئے مضامین۔ ۸ر

نالۂ زار — عورتوں کی مظلومیت کا مرقع، اُن کے مصائب و آلام کی درد انگیز داستان۔ ۱۴ر

بلبل بیمار — لڑکیوں کی تربیت اور تعلیم اور بے بہا خیالات۔ ۱۲ر

ساجن موہنی — تسخیر شوہر کا راز۔ میاں بیوی کے تعلقات کی خوشگواری کا نسخہ۔ ۵ر

شادی کا انتخاب — اولاد کی شادی کے وقت کیا باتیں ضرور دیکھنی چاہئیں۔ ۱۰ر

فریب ہستی — مسلمان گھرانے اندر ہی اندر کس طرح کھوکھلے ہو رہے ہیں۔ ۷ر

بیگم کی آخری دن — اور دوسرے مضامین جنھیں پڑھ کر لڑکیاں کنوارپنے کی قدر کریں گی۔ ۵ر

بہنستان مغرب — خواتین کے مطلب کے چند بہترین انگریزی مضامین کے عام فہم ترجمے ۔ ۸ر

بکھری ہوئی پتیاں — مختلف موضوعوں پر متفرق مضامین کا دلکش مجموعہ۔ ۸ر

تصانیف محترمہ خاتون اکرم مرحومہ

جمال ہمنشین — فلسفیانہ و شاعرانہ مضامین مع دیباچہ علامہ راشد الخیری مرحوم۔ ۸ر

گلستان خاتون — زنانہ لٹریچر کے بلند پایہ غیر فانی افسانوں کا حسین مجموعہ آرٹ کاغذ بار سوم ۔ ۱۲ر

پیکر وفا — ایک دلآویز سبق آموز نتیجہ خیز افسانہ بار چہارم ۔ ۴ر

بچھڑی بیٹی — ایک مختصر افسانہ جسے پڑھ کر مرحومہ کے کمال افسانہ نگاری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بار چہارم ۔ ۴ر

تصانیف محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ

نجمہ — مصنفہ کا بہترین ناول جس کے صرف ایک اعلان پر پانچ سو درخواستیں آگئی تھیں ۔ ۱ؔ۴ر

جان باز — مصنفہ کا بہت مشہور اخلاقی اصلاحی ناول حد درجہ دلچسپ ۔ ۱ؔ۴ر

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

مشیر نسواں یا زہرہ — ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس سے لڑکیوں کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں ۔ ۱۲ر

سرگذشت ہاجرہ — دلچسپ سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اصلاحی اخلاقی جواہرات کا ذخیرہ ۔ ۸ر

تحریر النساء — مستورات کے لیے جدید طرز پر خطوط جن میں کام کی باتیں بتائی گئی ہیں ۔ ۸ر

موہنی — اخلاقی معاشرتی افسانہ جس میں ایرانی معاشرت پر بھی دلچسپ معلومات ہیں ۔ ۱۴ر

تصانیف محترمہ ملقین بیگم (و۔ ا۔) صاحبہ

خانہ داری کے تجربات — گھرداری کے متعلق بے بہا مشورے پھوہڑوں کو سگھڑ بنانے کے لیے ۔ ۸ر

مفید نسواں — خانہ داری کے تجربات کا دوسرا حصہ تندرستی بیماری باورچی خانہ کے متعلق قیمتی مضامین ۔ ۱۲ر

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز علی

ادب زریں — چھوٹے چھوٹے لطیف مضامین۔ طرز بیان حد درجہ دلآویز ۔ ۱۲ر

لحات موت — شاعرانہ خیالات تخیل کی بلندی۔ عبارت کی رنگینی۔ ہر مضمون درد میں ڈوبا ہوا ۔ ۱۰ر

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی ادیب فاضل

دولت پر قربانیاں — روپیہ کے لالچ میں تعلیم یافتہ روشن خیال لڑکیوں کی شادیوں کے عبرتناک نتائج ۔ ۱۲ر

تاریخی لطیفے — دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں بادشاہوں شہزادیوں کی بذلہ سنجی حاضر جوابی کے نمونے ۔ ۱۲ر

ہنسی کی باتیں — عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں۔ مہذب ظرافت کی کتاب بار سوم ۔ ۸ر

عقل کی باتیں — بڑے بڑے پیغمبروں بادشاہوں ادیبوں فلاسفروں کے زریں اقوال ۔ ۱۴ر

تصانیف محترمہ سرور جہاں، عثمانی۔ اے

پھول پھلواری — پھولوں کی کاشت۔ اور باغیچہ کی نگہداشت موسموں اور بیجوں کا حال ۔ ۱۴ر

شہزادی نیلوفر — اور دوسری کہانیاں، چھوٹے بچوں اور بچیوں کے طلب کی نہایت دلچسپ ۔ ۸ر

تصانیف منشی پریم چند

دودھ کی قیمت — منشی جی کی زندگی کے آخری ۲ سال کے بہترین افسانے ۔ ۱ؔ۲ر

روحانی شادی — دلچسپ اور نتیجہ خیز عبرتناک اور تفریحی ڈرامہ ۔ ۱۰ر

تصانیف مولانا رازق الخیری

سیدہ کی بیٹی — حضرت زینب کبریٰ کی مفصل و جامع سوانح عمری کربلا کا درد انگیز حال ۔ ۱ؔ۴ر

وداع راشد — حضرت علامہ راشد الخیری کا ہم دلنشین ذاتی دعات از مختلف انسانی حیثیتوں کا دردناک تذکرہ ۔ ۱۲ر

عصمت کی کہانی — مشہور زنانہ رسالہ عصمت کی قریباً نصف صدی کی تاریخ افسانے سے زیادہ دلچسپ ۔ ۱۲ر

تصانیف مولوی عبد الشفا صاحب الخیری

بچوں کی تربیت — پیدائش سے بچوں کی پرورش اور تربیت پر عام فہم زبان میں بے نظیر مشورے

حلیمہ — ایک نیک لڑکی کی زندگی کے سبق آموز حالات دلچسپ پیرایہ میں

تالیفات سید رضا احمد صاحب جعفری

دیسی کی دستکاری — کارچوب و زرد باسیہ کے کام کی ماہر ہو کر عورتیں کس طرح مالی پریشانی دور کر سکتی ہیں

لکڑی کا ہار یک کام — یعنی فریٹ ورک۔ یہ کام سیکھ کر معقول آمدنی کی صورت نکل سکتی ہے

تصنیفات مولانا سیماب اکبرآبادی

زنانہ بستہ — بچیوں کے لیے دس مفید کتابیں بہت آسان زبان میں بار چہارم

آفتاب زندگی — ایک لڑکی کے کنوارپنے کے دلچسپ اور سبق آموز حالات

شباب زندگی — آفتاب زندگی کا دوسرا حصہ شادی کے بعد اسی عورت کے حالات

صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایف

مختصر دنیا — بالشتیوں کی دنیا میں ایک سیاح جا نکلا جسے بونے دیو سمجھنے لگے۔ بار دوم

انشائے سلمیٰ — لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے کے لیے پسندیدہ کتاب

انوکھا سفر — ایک مہاراجہ کے سفر انگلستان کے نہایت ہی دلچسپ حالات نصف صدی پہلے کے

علمی و ادبی تصانیف

دیہاتی گیت — ڈاکٹر اعظم کریوی نے بڑی محنت سے دیہاتی گیت جمع کرکے ان کا مطلب بیان کیا

خیابان نسواں — مولوی نصیر الدین ہاشمی کے دلچسپ پیرایہ میں عورتوں کے لیے مفید مضامین مشرقی اور اخلاقی

دامن باغباں — ڈاکٹر سعید احمد بریلوی کے مختصر افسانے دلآویز پیرایہ میں

پردہ و تعلیم — ہندوستان کے دو مشہور ادیبوں کے خیالات، اپنی نوعیت کی ایک ہی کتاب ہے

خواتین اندلس — سپین میں مسلمانوں کے عہد میں کیسی کیسی مدبر بذلہ سنج قابل خواتین گذری ہیں

افسانۂ حرم — دس کہانیاں لڑکیوں کے لیے جن سے اچھی اچھی باتیں معلوم ہوں گی

مثنوی عائشہ صدیقہؓ — ام المومنین کے منظوم حالات زندگی بے حد موثر از جناب وقار دانقی

بچوں اور بچیوں کے لیے مزیدار کتابیں

جاپانی کہانیاں — مسز فضل جاپان گئی تھیں وہاں سے بچوں کے لیے پسندیدہ تحفہ لائی ہیں

بچوں کی دنیا — روسی مصنف ٹالسٹائی نے بچوں کے لیے جو کہانیاں لکھی تھیں ان میں سب سے اچھی کہانیاں

مزیدار کہانیاں — واقعی ایسے مزے کی کہ ننھے بچے لطف لے کر بار بار پڑھیں۔ باتصویر

زنانہ نظمیں

شمع خاموش — مرحومہ منجھو بیگم لکھنوی کی درد انگیز موثر نظموں کا مجموعہ مرتبہ مولانا رازق الخیری

آئینۂ جمال — دور حاضرہ کی مشہور شاعرہ محترمہ بلقیس جمال بریلوی کی ۴۰ نظموں کا مجموعہ

عورتوں کی خاص کتب

زچہ خانہ — از کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب۔ ہندوستانی عورتوں کے لیے اس سے بہتر کسی بات میں کوئی کتاب نہیں چھپی باتصویر ہے۔ دو حصے ہیں۔ حاملہ ۱۲ر زچہ ۱۲ر ہر دو حصے۔

سنگھار خانہ — عورتوں کے لیے سنگھار و آرائش اور خوبصورتی کے قابل قدر مشورے۔

نامور افسانہ نگار خواتین کے افسانے اور ناول

انوری بیگم — از مسز خدیو جنگ مرحومہ۔ زنانہ لٹریچر کا مشہور و مقبول بلند پایہ ناول بار سوم

غیرت کی پتلی — از محترمہ فاطمہ بیگم منشی فاضل تین مختلف الخیال عورتوں کا افسانہ

شہید وفا — محترمہ امۃ الوحی کے ۹ دلچسپ مختصر افسانے بار دوم

چار رخ — چار عورتوں کی آپ بیتی از محترمہ انیس فاطمہ

فیروزہ — از محترمہ جمیلہ بیگم۔ ایک دولت مند یتیم لڑکی کا درد بھرا مگر نتیجہ خیز افسانہ

نہایت کار آمد کتابیں

صنعت و حرفت — از محترمہ امۃ الحفیظ۔ مختلف چیزیں بنانے کی تجربہ شدہ ترکیبیں مفلسی دور کرنے کا علاج تجارت کرکے کس طرح مالی حالت اچھی بنائی جا سکتی ہے

تندرستی ہزار نعمت — از محترمہ زہرا تقی۔ صحت قائم رکھنے کے اصول یورپ امریکہ کے مشاہدے

کپڑے کی چھپائی — سائنٹفک طریقوں سے کپڑے کس طرح چھاپنے چاہییں رنگوں کے متعلق معلومات

آئینۂ موٹر — موٹر کی مشینری سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اردو میں سب سے بہتر کتاب

محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ: عصمت بکڈپو۔ کوچہ چیلان

بنات دہلی

خریداری نمبر

سال نوان	مضامین فہرست	اپریل ۱۹۴۵ء	جلد ۳۶ نمبر ۱

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں اپریل کے پرچے کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے۔ اِس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں۔ ورنہ مئی کا رسالہ ایک روپیہ بارہ آنے (۱؎۱۲) کا وی پی حاضر خدمت ہوگا۔

۱۵-۱۶-۴۶-۵۸-۹۳-۹۶-۱۰۴-۱۲۲-
۱۵۳-۱۵۶-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۱-۱۷۷-۲۲۰-
۲۲۱-۲۲۳-۲۹۴-۳۰۷-۳۰۹-۳۱۱-۳۱۲-
۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۲۲-
۳۲۳-۳۲۵-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۱-۳۳۲-
۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۹-
۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-
۴۰۹-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۴-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-
۴۰۸۶-۴۰۹۴-۴۱۰۶-۴۱۱۰-۴۱۱۱-۴۱۳۰-۴۱۱-
۴۱۱۷-۴۱۱۹-۴۱۲۱-۴۱۲۷-۴۱۳۱-۴۳۱۰-
۴۴۰۹-۴۴۲۰-۴۴۲۴-۴۴۲۷-۴۴۲۸-۴۴۳۰-
۴۴۳۸-۴۴۴۳-۴۴۴۵-۴۴۴۶- (۹۷۸)
۴۲۰۵

منیجر

...ہے اس کا بدلہ لو
...خاتون پہلے ہی سے
...کے سامنے کھڑے ہو کر
وہ قلعہ کے اندر رہ
...ہر چلے جائیں"
...ہر بھی خاتون کا
...وں نے فوراً قلعہ
...یوں کو لے کر
...نے تیر و کمان
...نے بھی ایسا ہی
...بہت بڑی فوج
...ر اس کے سپاہیوں
...نے سے روک دیا۔
...سردار جر اسمعیل
...یوں کے ساتھ
...تون کی طرف
...سے کے سپاہی
...یہ کیا کرے۔
...ھی تو اس سے
...ا کی خبر جب
...ری سے
...پہنچا دیا۔
...ئے سپاہیوں کا
...ھا عورتیں ایسی...

باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا۔

تعریف

خدا نے تم کو عطا کی ہیں نعمتیں کیا کیا
اُسی نے بخشا ہے ماں اور باپ کا سایا
اُسی نے تم کو دیا ہے لباس اور کھانا
اُسی نے روشنی دی ہے تمہیں اُسی نے ہوا
خدا کا شکر کرو تم خدا کا شکر کرو

چمن میں پھول اُسی کی ثنا سناتے ہیں،
پرندے اُس کی بڑائی کے گیت گاتے ہیں
جو رنگ رنگ کی چیزیں یہ ہم اُس سے پاتے ہیں
تو بار بار یہی لفظ لب پہ آتے ہیں
خدا کا شکر کرو تم خدا کا شکر کرو

سمجھ ملی ہے کہ نیکی بدی کو پہچانو!
ملی ہے عقل کہ تم نیک راستے پہ چلو
ملے ہیں کان کہ تعریف تم خدا کی سنو
زبان کا ہے مطلب، خدا کا شکر کرو
خدا کا شکر کرو تم خدا کا شکر کرو

شکیلہ اختر

لطیفہ

اِک شاہ اور ایک شاہزادہ
گھر سے پہنے ہوئے لبادہ
جنگل کو چلے شکار کرنے
چیتل پہ ہرن پہ وار کرنے
گرمی جو بڑھی اُتار ڈالے
وہ گرم لبادے اُون والے
اِک مسخرا بھی تھا ساتھ اُن کے
آیا تھا کہیں سے ہاتھ اُن کے
کاندھے پہ یہ اُس کے ڈال کر وہ
کہنے لگے دیکھ بھال کر وہ
"اب بوجھ ہے تجھ پہ اِک گدھے کا"
یہ سُنتے ہی مسخرا وہ بولا
"یہ بات نہیں حضور والا
ہے بوجھ یہ مجھ پہ دو گدھوں کا"

محمد شفیع الدین نیّر۔ جامعہ نگر دہلی

پونجی خاتون

پونجی خاتون بڑی بہادر اور ہوشیار عورت تھی۔ یہ دکن کے مشہور عادل شاہی خاندان جس کا دارالسلطنت شہر بیجاپور تھا مشہور بادشاہ یوسف عادل شاہ کی بیوی تھی۔ شروع ہی سے بہت بہادر اور ہوشیار تھی سلطنت بیجاپور کو اس پر بڑا ناز تھا۔ اپنے شوہر یوسف عادل شاہ کے انتقال کے بعد بہت سی پریشانیوں میں پھنس گئی مگر ہر مشکل کو بہت عقلمندی سے ٹال دیا۔ اپنے کمسن بچے اسمٰعیل عادل شاہ کی جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا تھا ساری دیکھ بھال خود کرتی تھی۔ اُس کی سلطنت کا سارا انتظام اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔

کمال خاں دکنی اس سلطنت کا وزیر تھا۔ بڑا ہوشیار، لالچی اور چالاک آدمی تھا۔ وہ ہر وقت اسی کوشش میں رہتا کہ کسی طرح اسمٰعیل عادل شاہ اور اُس کی ماں پونجی خاتون کو مار کر خود بادشاہ بن بیٹھے۔ پونجی خاتون نے اُس کے ارادوں کو بھانپ لیا۔ بہت عقل سے کام لیا۔ مگر کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔ اگر کمال خاں کو نوکری سے الگ کرتی ہے تو ساری فوج اور رعایا کمال خاں کے ساتھ ہے۔ اُس کے الگ ہونے سے سب بگڑ جائیں گے۔ چنانچہ اُس نے ایک آدمی کو راضی کر لیا جس نے ایک ہی خنجر سے کمال خاں کا کام تمام کر دیا۔

کمال خاں کی ماں بھی بہت ہوشیار اور چالاک عورت تھی اُس نے کمال خاں کی موت کو شہرت نہ دی اُس کے بیٹے صفدر خاں سے کہا کر پونجی خاتون سے اس کا بدلہ لو قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔ پونجی خاتون پہلے ہی سے ہوشیار تھی اُس نے تمام سپاہیوں کے سامنے کھڑے ہو کر ایک چھوٹی سی تقریر کی اور کہا:-

"تم لوگوں میں سے جو لوگ ہمارا ساتھ دیں وہ قلعہ کے اندر رہ جائیں اور جو ہمارے دشمن کا ساتھ دیں وہ باہر چلے جائیں"

ساری فوج میں سے دو یا تین سو آدمی پونجی خاتون کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ پونجی خاتون نے فوراً قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اپنے سپاہیوں کو لے کر قلعہ کی چھت پر پہنچ گئی۔ پونجی خاتون نے تیر و کمان ہاتھ میں لیا۔ اُس کے سارے سپاہیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ کمال خاں کے بیٹے صفدر خاں نے بہت بڑی فوج کے ساتھ قلعہ پر حملہ کیا۔ مگر پونجی خاتون اور اُس کے سپاہیوں کے تیروں نے اُس کے سپاہیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُسی وقت ایک سردار جو اسمٰعیل عادل شاہ کو بہت چاہتا تھا اپنی پچاس توپوں کے ساتھ آ گیا۔ اب کیا تھا۔ تیروں کے علاوہ پونجی خاتون کی طرف سے دنادن گولے بھی چھوٹنے لگے۔ صفدر خاں کے سپاہی بہت گھبرائے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ کمال خاں کی ماں نے اس کی جب یہ حالت دیکھی تو اس سے ڈانٹ کر کہا کہ "تم بھی اپنا توپخانہ لے آؤ۔" اس کی خبر جب پونجی خاتون کو ہوئی تو بہت گھبرائی مگر عقلمندی سے کام لیا۔ اپنے سارے سپاہیوں کو قلعہ کے نیچے پہنچا دیا۔ جب قلعہ کی طرف سے گولے نہ گئے تو صفدر خاں کے سپاہیوں نے بھی غور سے دیکھا کہ چھت پر صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں۔

اندازِ گفتگو

اندازو طرزِ گفتگو ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے
انسان کی حقیقت اور قابلیت معلوم ہوتی ہے اور
جس کی خوبی انسان کو ہر دلعزیز بناتی ہے۔ جو انسان
گفتگو کرنے کی خوبیاں نہیں رکھتا وہ نہ صرف ذلیل و
خوار رہتا ہے بلکہ اُس کا مذاق بھی بنتا ہے۔ مجھ کو
اپنی سابق پرنسپل مس کیٹ الائس مائیلر کا لکچر
اس موضوع پر کبھی نہیں بھولے گا اور اسی کا یہ
اثر ہے کہ جب مجھ کو کسی سے پہلی مرتبہ ملنے کا اتفاق
ہوتا ہے تو میں اُس کی بات چیت پر غور کرتی ہوں
اور یہ دیکھتی ہوں کہ اُس کی گفتگو کا انداز کیا ہے۔
عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر لڑکیاں بات چیت
کرتے وقت بالکل اس بات کا خیال نہیں رکھتیں
بات چیت میں کونسی حرکتیں ہم ایسی کر رہی ہیں
دوسروں کو ہنسنے کا موقع دے رہی ہیں۔
ناگوار گذر رہی ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کا قدوقامت
حلیہ بیان کرنا منظور ہے تو اپنے ہاتھوں کو وہ
مختلف طریقوں سے ہلا ہلا کر اُس کا حلیہ اور قدوقامت
بیان کریں گی۔ اگر وہ شخص چھوٹا ہے تو ہاتھ سے
بتاتی ہیں کہ اتنا چھوٹا ہے۔ اور بڑا ہے تو سر کو
اُٹھا کر ہاتھوں کو جنبش دے کر بتائیں گی۔
یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لڑکیاں باتیں کرتے وقت
آنکھیں چلاتی ہیں، مُنہ ٹیڑھا کر لیتی ہیں۔ ناک
سے قسم قسم کی آوازیں نکالتی ہیں۔ باتوں میں ہُوں
ہُوں کرتی رہتی ہیں۔ مُنہ بناتی ہیں۔ چوڑیوں سے
کھیلتی رہتی ہیں۔ رومال کو ہاتھوں سے ملتی رہتی
ہیں کہ وہ ملتے ملتے گندہ اور خراب ہو جاتا ہے
بے وجہ ہاتھوں میں رومال لے کر اُس سے کوئی
بے کار شغل کرنا یا کھیلنا کم علمی اور بدتہذیبی کی نشانی
ہے۔ اسی طرح پاؤں سے کوئی چیز ٹھکرانا، یا
کسی چیز سے گیند کی طرح کھیلنا نہ صرف بے تہذیبی
ہے بلکہ بعض اوقات اس سے نقصان بھی ہو جاتا
ہے۔ چٹ چٹ اُنگلیوں کو محفل میں توڑنا بھی
سخت بے تہذیبی ہے۔ والدین اس حرکت سے
باز رکھنے کے لئے ہی یہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بہت
منحوس ہے۔

بات کرتے وقت سر کو ضرورت سے زیادہ
جنبش دینا، جسم کو ہلانا، کسی کے پاس اکڑوں
بیٹھ کر باتیں کرنا۔ کسی کو جھنجھوڑ کر بات کرنا سب
بے تہذیبی میں داخل ہے۔

بعض لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ وہ اسکول
میں پڑھ رہی ہیں یا گھر پر اوکسی اونچی چیز پر پیر لٹکا کے
بیٹھی باتیں کر رہی ہیں اور پاؤں کو بلا وجہ ہلا رہی
ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لڑکیاں اُستاد سے بات
کر رہی ہیں اور ان کی نگاہیں دوسری طرف ہیں۔ یا

[illegible] احمد

چوکی سے کھیل رہی ہیں۔ یہ تمام باتیں ادب شرم اور لحاظ کے خلاف ہیں۔ اور ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کو اپنے اوپر قابو نہیں ہے۔

غرض سمجھ دار لڑکیوں کو چاہیئے کہ وہ گفتگو میں ادب کو پیش نظر رکھیں۔ اور جو الفاظ استعمال کریں سوچ سمجھ کر استعمال کریں۔ یعنی صحیح الفاظ بولیں۔ جس سے بات کر رہے ہیں اُس کی بزرگی برابری اور خوردی کا لحاظ رکھیں۔ اور بے تمیزی کی کوئی حرکت گفتگو میں نہ کریں۔

گفتگو میں ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی لفظ نامناسب اور ناگوار زبان سے نہ نکلے۔ جس سے بات کی جا رہی ہے اُس کے خلاف کوئی ایسا لفظ نہ کہیں جو ناگوار ہو۔ اور پھر گفتگو میں وہ انداز اختیار کیا جائے جو تہذیب و ادب کے خلاف نہ ہو۔

عارفہ صفیہ سلطان لسرانی

(بقیہ ص۳ کا) مردوں کا کہیں نام ہی نہیں وہ سمجھے ہمارے توپ خانے کے ڈر سے سب سپاہی بھاگ گئے ہیں۔ انہوں نے بڑے زوروں سے حملہ کیا۔ قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا موقع غنیمت تھا۔ اب لوچی خاتون نے اپنی سپاہیوں کو بھی لڑنے کا حکم دیا۔ سپاہی ننگی تلواریں لئے نکل پڑے اور ہزاروں کو ککڑی اور کھیرے کی طرح کاٹ ڈالا۔

بہادر اور عقلمند لوچی خاتون نے اپنے دو تین سو سپاہیوں سے دشمن کی بہت بڑی فوج کو بھگا دیا۔ اور قلعہ دشمنوں سے پاک ہو گیا۔ شفاعت سندیلوی

سفر کا سامان باندھنا

سفر کا سامان مناسب طریقے سے باندھنا بھی ایک سلیقہ ہے۔ جو لوگوں میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ اکثر لوگ سفر پر روانگی ہی کے وقت سامان باندھتے ہیں اس طرح بڑی گڑبڑ ہو جاتی ہے اور بعض وقت پریشانی میں ساتھ لے جانے کی چیزیں بھی بھول جاتے ہیں۔ پھر جلدی میں سامان کو بے ترتیبی سے ٹرنکوں میں بھر دیا جاتا ہے جس سے سفر میں ضرورت کی چیزیں نکالنے میں دقت ہوتی ہے اور کوئی چیز نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے تو سارا سامان اُلٹ پلٹ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح بعض اوقات قیمتی چیزیں گم ہو جاتی ہیں۔ جس کا عمر بھر افسوس رہتا ہے۔

سب سے اچھا طریقہ سامان سفر باندھنے کا یہ ہے کہ سفر پر روانگی کے وقت سے کچھ پہلے وہ سب چیزیں جو ساتھ لے جانا ہیں نکال کر رکھ لیں۔ پھر اطمینان سے تمام چیزوں کو بکسوں میں مناسب جگہوں پر رکھ کر بند کر دیں۔ ضرورت پڑنے پر آسانی سے ہر چیز مل جائیگی۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ بھاری چیزیں بکسوں میں سب سے نیچے رکھنی چاہئیں اور اُوپر ہلکی چیزیں۔ ٹرنکوں میں سامان رکھتے وقت اس کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے کہ چیزوں کو ٹھونس ٹھونس کر نہ رکھا جائے۔ اس سے سامان ٹوٹنے اور خراب ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

جُوتے اور سینڈل وغیرہ کی ٹوپیوں میں کاغذ بھر کر رکھیں گے تو ٹو دب کر خراب نہ ہوگی۔ موزے بھی (باقی صفحہ ۱۵ پر)

سونے کی چڑیا

قدیم زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس کا ایک عالیشان محل تھا اور محل کے قریب ہی ایک بڑا باغ جس میں ہر قسم کے پھل پھولوں کے درخت اور پودے لگے ہوئے تھے۔ اس باغ میں ایک درخت سیب کا بھی تھا جس میں سونے کے سیب لگتے تھے۔ بادشاہ کو یہ پیڑ بہت عزیز تھا جب اس میں سیب لگتے لگے تو بادشاہ نے اس کی بہت حفاظت کی۔ پھر جب سیب پکنے لگے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سیبوں کو روزانہ گنا جائے۔ مالی نے جب سیبوں کو گننا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ روزانہ رات کے وقت ایک سیب غائب ہو جاتا ہے۔ مالی نے بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ کو چور پکڑنے کی فکر ہوئی۔ اُس نے سوچا کہ اگر کسی ملازم کو پہرے پر مقرر کرتا ہوں تو لوگوں کو خبر ہو جائے گی اور چور ہاتھ نہ آسکے گا۔ یہ سوچ کر بادشاہ نے اپنے تینوں بیٹوں کو بلایا۔ اُن سے مشورہ کیا۔ بڑے شہزادہ نے چور کو گرفتار کر لینے کا وعدہ کیا اور رات کو پہرہ دینے کے لئے باغ میں گیا۔ مگر جب شاہی گھڑیال نے بارہ بجے کا گھڑیال بجایا تو شہزادے کو نیند آنے لگی۔ اور وہ پڑکر سو گیا۔ صبح اُٹھ کر دیکھتا ہے کہ سیب غائب ہے۔ وہ دل میں بہت شرمندہ ہوا۔ دوسری رات کو منجھلا شہزادہ چور کو پکڑنے کے لئے بادشاہ سے اجازت لے کر باغ میں گیا۔ بارہ بجے کے بعد وہ بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح سو گیا۔ اور سیب پھر چوری گیا۔ اب چھوٹے شہزادہ کی باری تھی اُس کی درخواست پر بادشاہ نے کہا "بیٹا! جب تمہارے بھائی ہی سو گئے اور چور کو نہ پکڑ سکے تو تم کیونکر چور کو پکڑ سکتے ہو؟" شہزادے نے کہا "آپ مجھے اجازت دیدیجئے میں انشاء اللہ چور کو پکڑ کر آپ کے سامنے حاضر کر دوں گا" بادشاہ نے اجازت دیدی۔ جب رات ہوئی تو چھوٹا شہزادہ سیب کے درخت کے نیچے جاکر لیٹ گیا۔ رات کے بارہ بجے اُس کو بھی نیند آنے لگی۔ مگر اُس نے ٹہلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کیا دیکھتا ہے کہ درخت پر کوئی پرندہ بیٹھا پروں کو پھڑپھڑا رہا ہے۔ شہزادے نے چڑیا پر تیر مارا۔ چڑیا کا بازو زخمی ہو گیا۔ اور پرندہ کا ایک پر اڑتا کر نیچے آگرا۔ اور چڑیا اُڑ گئی۔ شہزادے نے پر اُٹھا لیا دیکھا تو وہ سونے کا تھا۔ صبح ہوئی تو شہزادے نے پر باپ کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ سیب کا چور ایک چڑیا ہے بادشاہ نے وزیروں کو طلب کیا اور پر دکھلایا وزیروں نے پر کی قیمت کا اندازہ کیا اور ساری سلطنت سے زیادہ قیمت بتائی۔ یہ سُن کر بادشاہ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کسی طرح سونے کی یہ چڑیا میرے قبضہ میں آجائے خواہ اُس کو حاصل کرنے میں کتنی ہی مصیبتیں اُٹھانی پڑیں۔ بادشاہ نے اپنا ارادہ اپنے بیٹوں پر ظاہر کیا۔ بڑے شہزادہ نے جو اپنے آپ کو

بہت عقلمند سمجھتا تھا بادشاہ سے سونے کی چڑیا کی تلاش کی اجازت چاہی اور اجازت مل جانے پر چڑیا کی تلاش میں روانہ ہوا۔ راستے میں ایک جنگل پڑا شہزادے نے دیکھا کہ جنگل میں ایک لومڑی کھڑی ہے اُس نے لومڑی پر تیر چلانا چاہا تو لومڑی نے کہا "آپ مجھے نہ ماریئے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سونے کی چڑیا کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ میں آپکو ایک نصیحت کرتی ہوں"۔ آپ جب آگے کے گاؤں میں پہنچیں گے تو آپ کو وہاں دو مسافرخانے ملیں گے اُن میں سے ایک تو ویران پڑا ہے اور دوسرا بہت بارونق ہے۔ آپ ویران مسافرخانے میں جاکر قیام کریں"۔ شہزادے نے ہنس کر کہا۔ "او چالاک لومڑی تم مجھے مشورہ دینے آئی ہو" یہ کہہ کر اُس نے تیر چلایا۔ لومڑی اپنی گھنی دُم پھیلا کر تیزی سے جھاڑیوں میں غائب ہوگئی۔ غرض جب شہزادہ گاؤں میں پہنچا تو اُس نے لومڑی کے بتائے ہوئے دونوں مسافرخانوں کو دیکھا۔ وہ بارونق مسافرخانے میں ٹھہرا اور رنگ رلیوں میں مشغول ہوگیا۔ اور چند روز بعد وہ یہ بھی بھول گیا کہ وہ کس غرض سے آیا اور اُس کے عزیز و اقربا بھی ہیں یا نہیں۔

جب بادشاہ کو اپنے بڑے لڑکے کی کامیاب واپسی کا انتظار کرتے عرصہ ہوگیا تو دوسرے شہزادے نے بادشاہ سے اجازت چاہی۔ بادشاہ نے اُس کو بڑی مشکل سے اجازت دی۔ اور وہ بھی سونے کی چڑیا کی تلاش میں روانہ ہوگیا۔ جنگل میں اُس کو بھی لومڑی ملی۔ اور وہی ہدایت اُس کو بھی کی۔ جو پہلے شہزادے کو کی تھی۔ مگر اس نے بھی لومڑی کا کہنا نہ مانا۔ اور گاؤں میں پہونچ کر اپنے بڑے بھائی کے ساتھ رنگ رلیوں میں مصروف ہوگیا۔ اب بادشاہ دونوں شہزادوں کے غائب ہونے کے سبب بہت پریشان تھا۔ اور جب چھوٹے شہزادے نے اجازت چاہی تو بادشاہ نے اُس سے کہا "جب تمہارے دونوں بھائی چڑیا کو نہ لا سکے تو تم کیونکر لاؤگے۔ تمہارے بھائی تم سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اُن کو مشکلات پیش آئینگی تو وہ اُن سے اپنے آپ کو بچا سکیں گے۔ تم اُن سے بہت چھوٹے ہو تم مشکلات میں مبتلا ہوئے تو کیا کروگے۔ میں تم کو اجازت نہیں دے سکتا"۔ مگر جب شہزادے نے ضد کی تو باپ نے اس اُمید پر اُس کو اجازت دے دی کہ اگر وہ سونے کی چڑیا نہ بھی لا سکا تو ممکن ہے اپنے بھائیوں کو تلاش کر لائے۔ آخر چھوٹا شہزادہ جب جنگل میں پہنچا تو اُس کو بھی لومڑی ملی۔ اور لومڑی نے اُس کو بھی وہی نصیحت کی۔ شہزادہ تھا عقلمند اور رحم دل اُس نے لومڑی سے وعدہ کرلیا کہ ویران مسافرخانے میں قیام کرے گا۔ لومڑی بہت خوش ہوئی۔ اور شہزادہ کو اپنی گھنی دُم پر بٹھا کر گاؤں میں لے گئی۔ رات بھر شہزادہ وہاں رہا۔ صبح وہ ناشتہ کرکے جب سونے کی چڑیا کی تلاش میں نکلا تو تھوڑی دُور جاکر کیا دیکھتا ہے کہ لومڑی جھاڑی میں چھپی کھڑی ہے۔ لومڑی نے اُس سے کہا "چلو میں تم کو سونے کی چڑیا کے محل تک پہنچا دوں۔ مگر ایک بات کا خیال

رکھنا تم جب قلعہ کے پاس پہونچو گے تو تم کو قلعہ کے
باہر سینکڑوں سپاہی سوتے ملیں گے۔ تم ہوشیاری سے
قلعہ میں گھس جانا۔ کیونکہ سپاہی گہری نیند سو رہے ہونگے
محل کے اندر تم کو بہت سے کمرے ملیں گے۔ تم صرف
آخری کمرے میں داخل ہونا۔ وہاں تم کو دو پنجرے نظر
آئیں گے ایک تو بید کا بنا ہوا ہوگا اور دوسرا سونے کا بید
کے پنجرے میں سونے کی چڑیا بند ہے۔ تم اُس کو بید کے
پنجرے سے نکال کر فوراً سونے کے پنجرے میں بند کر لینا
اور باہر نکل آنا۔ اگر تم نے اس کام میں دیر کی تو یقیناً
مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔" یہ کہہ کر لومڑی نے دُم
پھیلادی اور شہزادہ اُس کی دُم پر سوار ہوگیا۔ لومڑی
اس قدر تیز دوڑی جا رہی تھی کہ ہوا شہزادہ کے کانوں
میں شائیں شائیں کرتی معلوم ہوتی تھی۔ شام کے وقت
شہزادہ اور لومڑی قلعہ کے قریب پہنچے اور جب رات
ہوگئی تو شہزادہ قلعہ میں داخل ہوا دیکھتا کیا ہے کہ قلعہ کا کمرہ
ایک سے ایک بڑھ کر خوبصورت ہے۔ وہ کمروں کے سامنے
سے گذرتا ہوا آخری کمرے تک پہنچ گیا۔ دیکھا تو وہاں
اُس کے والد کے باغ کے سونے کے سیب ایک طرف
رکھے ہیں اُس نے سونے کی چڑیا کو نکال کر اپنے ہاتھ میں
لے لیا۔ اور بہت دیر تک اُس کی خوبصورتی کو دیکھتا رہا
چڑیا نے پر پھڑپھڑائے اور اس زور سے سیٹی دی کہ محل
کے سارے سونے والے جاگ گئے۔ سپاہی دوڑے ہوئے
آئے اور شہزادے کو گرفتار کر لیا۔ صبح کو سونے کی چڑیا کے
مالک بادشاہ کے سامنے شہزادے کو حاضر کیا گیا۔
وزیروں نے شہزادے کے لئے موت کی سزا تجویز کی مگر
بادشاہ نے شہزادہ سے کہا۔" اگر تم میرا ایک کام کرو
تو میں تمہاری جان بخش دوں گا اور تم کو یہ چڑیا انعام
میں دے دوں گا۔ وہ کام یہ ہے کہ یہاں سے دور
ایک ملک ہے وہاں ایک سونے کا گھوڑا ہے تم اُس
کو میرے پاس لے آؤ" شہزادہ وعدہ کرکے قلعہ سے
باہر آیا تو لومڑی دروازہ پر موجود تھی۔ اُس سے سا
واقعہ بیان کیا۔ لومڑی نے کہا" تم نے میرا کہنا نہ مانا
اس مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اچھا اب تم میری
پر بیٹھ جاؤ۔ میں تم کو سونے کے گھوڑے کے محل
لئے چلتی ہوں مگر اس بات کو یاد رکھنا کہ جب تم اصطب
میں پہنچو گے تو تم کو وہاں دو زینیں نظر آئیں گ
ایک تو چمڑے کی اور دوسری سونے کی تم چمڑے
زین گھوڑے پر ڈال کر اُس کو لے آنا"
شہزادہ اور لومڑی محل کے قریب پہنچے تو شا
ہو چکی تھی۔ شہزادہ پہرہ داروں کی نگاہوں سے بچ
اصطبل میں داخل ہوا۔ وہاں اُس کے دل میں یہ خیا
پیدا ہوا کہ شاید لومڑی نے غلطی سے چمڑے کی زین
دی ہے میں تو سونے کی زین لگا کر گھوڑے کو لئے ج
ہوں۔ یہ سوچ کر جیسے ہی اُس نے دیوار سے زین
اُتارنا چاہا کہ سونے کا گھوڑا ہنہنانے لگا سپاہی جاگ
اور آکر شہزادے کو گرفتار کر لیا۔ صبح کو جب گھوڑ
کے مالک بادشاہ کے روبرو شہزادہ حاضر کیا گیا تو ا
کہا "میں تم کو اُس وقت آزاد کروں گا جب تم یہ
کروگے کہ اُس شہزادی کو جو سونے کے محل میں رہتی ہے
میرے پاس لے آؤ گے۔ اور یہ گھوڑا بھی تم کو انعام

شہزادہ یہ وعدہ کرکے غمگین محل سے باہر آیا لومڑی موجود تھی اُس نے کہا "افسوس تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے۔ اچھا اب تم میری دُم پر بیٹھ جاؤ میں سونے کے محل تک تم کو لے چلتی ہوں۔ شہزادی کو کس طرح حاصل کیا جائے گا۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ آدھی رات کے وقت شہزادی محل سے باہر آتی ہے جبکہ تمام سپاہی سو جاتے ہیں وہ محل کے تالاب میں غسل کرتی ہے تم ایسا کرنا کہ قریب کی جھاڑیوں میں چھپ جانا۔ جب شہزادی غسل کرکے واپس جانے لگے تو تم جھاڑی سے نکل کر عزت و عظمت کے ساتھ اُس کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اس کا اثر یہ ہوگا کہ شہزادی تمہارے ساتھ آجائے گی۔ ہاں اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ تمہاری کتنی ہی منت و سماجت کرے تم اُس کو اُس کے والدین سے ملنے ہرگز نہ جانے دینا" یہ کہہ کر وہ شہزادہ کو لیکر شہزادی کے ملک میں پہنچ گئی۔ رات ہوئی تو شہزادہ جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ اور جب شہزادی غسل کرکے واپس جانے لگی تو شہزادے نے لومڑی کی ہدایت پر عمل کیا۔ لیکن چونکہ وہ تھا رحمدل اس لئے جب اُس نے شہزادی کو روتے دیکھا تو اجازت دے دی کہ وہ اپنے والدین سے ملاقات کر آئے۔ جیسے ہی شہزادی محل میں داخل ہوئی تمام سپاہی جاگ گئے اور اُنہوں نے شہزادہ کو گرفتار کر لیا صبح کو بادشاہ کے سامنے شہزادے کو حاضر کیا گیا تو بادشاہ نے کہا "میں تم کو جان سے مار ڈالتا مگر میرا ایک کام ہے اگر تم اُس کو کردو گے تو میں تم کو چھوڑ دوں گا اور شہزادی کو بھی تمہارے حوالہ کردوں گا۔ وہ کام یہ ہے کہ محل کے سامنے جو پہاڑ ہے روزانہ رات کو اُس پر عجیب و غریب تماشے ہوتے ہیں جن سے میں بہت پریشان ہوں تم اُس کو کاٹ ڈالو کہ اُس کا نشان باقی نہ رہے میں اس کام لئے تم کو سات روز کی مہلت دیتا ہوں سات روز میں اگر پہاڑ غائب نہ ہوگیا تو میں تم کو مار ڈالوں گا"

شہزادہ محل سے باہر آیا تو اُس وقت وہ بہت رنج تھا۔ اس لئے کہ اُس نے لومڑی کے مشورہ پر عمل نہیں کیا اور اس کا خیال تھا کہ لومڑی اب اُس کی مدد نہیں کرے گ وہ چھ دن تک حیران اور پریشان پھرتا رہا اور پہاڑ کے کام میں کامیاب ہوا۔ ساتویں دن لومڑی آئی اور شہزا سے کہا "تم بہت پریشان اور تھکے ہوئے ہو سو جاؤ میں اس پہاڑ کو غائب کردوں گی" صبح کو شہزادے کی آنک کھلی تو اُس نے دیکھا لومڑی اُس کے پاس بیٹھی ہے ا پہاڑ غائب ہے۔ شہزادہ بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ اُ کام سے بہت خوش ہوا اور شہزادی کو شہزادے کے حوالہ کرد لومڑی نے کہا "اب تم ایسا کرنا کہ جب تم شہزادی کو بادشاہ کے پاس پہنچو اور وہ تم کو گھوڑا دے تو تم گھو پر بیٹھ کر سب سے مل کر آخر میں شہزادی سے ملاقات کرنا ا اُس کو گھوڑے پر بٹھا کر تیزی سے بھاگ جانا۔ بادشا سپاہی تمہارا پیچھا کریں گے مگر وہ تم کو پکڑ نہ سکیں گے جب تم سونے کی چڑیا کے بادشاہ کے پاس پہنچو تو وہ سونے کے گھوڑے کو دیکھ کر بہت خوش ہوگا اور فوراً تم کو سونے کی چڑیا دے دے گا۔ تم گھوڑ پر سوار ہو کر چڑیا کو لے کر باہر آجانا اور شہزادی کو لے کر بھاگ نکلنا۔ اس طرح تم سونے کی چڑیا۔ سونے کے گھو اور سب سے بڑی اور قیمتی چیز سونے کے محل کی شہزادی سب

ت ہو جاؤ گے۔" شہزادہ سونے کے گھوڑے کے مالک
بادشاہ کے پاس پہنچا تو اُس نے لومڑی کے بتائے ہوئے
طریقہ پر عمل کیا۔ اسی طرح سونے کی چڑیا والے بادشاہ
کے محل میں بھی چالاکی کی۔ آخر میں جب شہزادہ گھوڑے،
چڑیا اور شہزادی کو لے کر لومڑی کے جنگل میں آیا تو
لومڑی نے کہا "اب تم مجھے انعام دو" شہزادے نے کہا
"تم میری بڑی مددگار ثابت ہوئی ہو جو تم مانگو گی
دوں گا" لومڑی نے کہا "پہلے تم میری آخری نصیحت
سُن لو اور وہ یہ ہے کہ واپسی کے راستہ میں تم کسی کنوئیں کے
کنارے ہرگز ہرگز نہ بیٹھنا اور نہ کسی شخص کو پھانسی دینے
والوں سے خریدنا اگر تم ایسا کرو گے تو سخت مصیبت میں گرفتار
ہو جاؤ گے۔ اچھا اب میری آخری خواہش سنو اور وہ یہ ہے
کہ تم میرے ہاتھ پاؤں اور سر کاٹ ڈالو" شہزادے نے کہا:
"مجھ سے یہ ہرگز نہ ہو سکے گا کہ میں تمہارے ساتھ ایسا
سلوک کروں"

غرض جب شہزادہ اُس گاؤں کے قریب پہنچا جہاں
مسافر خانوں میں اُس کے دونوں بھائی مقیم تھے تو سڑک پر
اُس نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا جو دو آدمیوں کو پھانسی
دینے کے لئے لے جا رہے تھے۔ شہزادہ جب اُن لوگوں کے
قریب پہنچا تو دیکھتا کیا ہے کہ اُس کے دونوں بھائی گرفتار ہیں
اور اُن کو پھانسی دی جانے والی ہے وجہ دریافت کی تو معلوم
ہوا کہ یہ شہر میں اپنی بدمعاشیوں کے سبب بہت بدنام ہو چکے ہیں
اور لوگوں نے اِن کی شرارتوں سے تنگ آ کر ان کے لئے پھانسی
کی سزا تجویز کی ہے۔ یہ سُن کر شہزادے نے دونوں کو روپیہ
دے کر چھڑا لیا۔ قریب ہی ایک کنواں تھا۔ تینوں بھائی
کنوئیں پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ دونوں بڑے بھائی
چھوٹے بھائی کو باتیں کرتے کرتے کنوئیں میں ڈھکیل
اس کے بعد دونوں بڑے بھائی شہزادی، چڑیا ا
گھوڑے کو لے کر باپ کے ملک میں پہنچے اور باپ کی خ
میں حاضر ہو کر کہا کہ "یہ سب چیزیں ہم آپ کے لئے لا
ہیں" بادشاہ بہت خوش ہوا اور سارے ملک میں خ
منائی گئیں۔ لیکن جب نوکروں نے دیکھا تو حیرت میں ر
کہ گھوڑے کو گھاس دانہ دیا گیا تو اُس نے نہ کھایا
کی چڑیا بھی آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھی رہی۔ شہز
نے بھی نہ کسی سے کچھ بات کی اور نہ کھایا پیا بلکہ روتی
شہزادی کسی طرح چپ ہی نہ ہوتی تھی۔ مکار شہزادوں
شہزادی کو بہت کچھ ڈرایا دھمکایا مگر وہ رونے سے با

چھوٹا شہزادہ کنوئیں میں گرا لیکن خدا کی قدرت
نہ تو چوٹ آئی اور نہ کوئی اور ضرر پہنچا۔ کنوئیں میں پانی
تھا صرف بالو تھی۔ البتہ گہرا ہونے کے سبب وہ کنوئیں سے
نہ نکل سکا۔ وہ دیر تک کنوئیں کے اندر چیختا رہا لیکن کوئی
نہ آیا۔ آخر اُس کی دوست لومڑی پھر اُس کی مدد کے
وہاں پہنچی اور وہ کنوئیں میں کود کر شہزادے کو باہر نکا
پھر اُس نے شہزادے سے کہا "تم بھیس بدل کر اپنے
محل میں جانا کیونکہ تمہارے بھائیوں نے تمہیں مار ڈ
کا انتظام کر رکھا ہے۔ چاروں طرف اُنہوں نے آدمی چھوڑ
ہیں کہ جہاں کہیں وہ تم کو پائیں مار ڈالیں۔ اچھا تم اب
ہاتھ پاؤں اور سر کاٹ ڈالو"۔ شہزادے نے انتہائی ر
افسوس کے ساتھ لومڑی کی خواہش کے مطابق اُس کے
پاؤں اور سر کو کاٹ ڈالا اور جیسے ہی وہ اس کام سے

ہوا اُس نے دیکھا کہ اُس کے سامنے لومڑی کی جگہ ایک خوبصورت شہزادہ کھڑا ہوا ہے۔ اِس شہزادہ نے بتایا کہ مجھے ایک پری نے جادو سے لومڑی بنا دیا تھا اور میں سونے کے محل والی شہزادی کا بھائی ہوں۔ مختصر یہ کہ یہ دونوں فقیروں کا بھیس بدل کر بادشاہ کے محل میں پہنچے۔ ان کو دیکھ کر گھوڑا ہنہنانے لگا۔ اور گھاس دانہ کھانے لگا۔ چڑیا زور سے چلانے لگی۔ اور شہزادی نے بھی رونا بند کر دیا اور ہنسنے لگی۔ اس کے بعد شہزادی نے اپنے خسر بادشاہ کو سارا واقعہ سُنایا اور بتایا کہ کس طرح چھوٹا شہزادہ ان تینوں چیزوں کو لایا اور پھر کس طرح اپنے دونوں بھائیوں کو لوگوں کے ہاتھ سے چھڑایا اور ان دونوں نے کس طرح چھوٹے شہزادہ کو کنوئیں میں ڈالا۔ چھوٹا شہزادہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بادشاہ اُس سے مل کر بہت خوش ہوا اور فوراً سپاہیوں کو حکم دیا کہ محل کے سارے دروازے بند کر دیں اور محل کے اندر سے میرے حکم کے بغیر کوئی باہر نہ جانے پائے۔“ اس کے بعد بادشاہ نے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو سخت سزائیں دیں۔ چھوٹے بیٹے کو تخت و تاج کا وارث قرار دیا اور اعلان کرا دیا کہ ”میرے بعد میرے چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنایا جائے“

کچھ دنوں کے بعد شہزادی کی شادی نیک اور سعادتمند چھوٹے شہزادے کے ساتھ کر دی گئی۔ شہزادی اپنے بھائی سے مل کر بھی بہت خوش ہوئی اور سب ہنسی خوشی رہنے لگے۔

نتیجہ:- اِس کہانی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہم کسی کے ساتھ نیکی کریں گے تو ہمیں اس کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور جو شخص کسی کے ساتھ بُرائی کرے گا خدا اُس کو سخت سزا دیگا۔ اس لئے سب بچوں اور بڑوں کو چاہیئے کہ وہ سب کے ساتھ

پکنک پارٹی

نومبر کے مہینے میں ہماری ہردلعزیز گائیڈنگ کی ٹیچر مس نقوی صاحبہ و مس نیونگ نے گائیڈز کو پکنک پارٹی پر بہرام الہ جانے کے لئے کہا سوائے چند گائیڈز کے سب نے جانے کی خواہش ظاہر کی خرچ کے لئے سب نے ایک ایک روپیہ مس صاحبہ کو دیا۔ اور گھر سے اجازت کی عرضی بھی۔ نصف گائیڈز جو کہ نویں اور دسویں کلاس کی طالبات تھیں ٹرالی اور نصف جن میں جونیئر سپیشل اور چھٹی سے آٹھویں کلاس تک کی لڑکیاں تھیں تانگوں پر جانا تھا مقررہ دن یعنی ہفتہ کو جن لڑکیوں کو تانگہ پر جانا تھا آٹھ بجے اسکول آگئیں اور ٹرالی پر جانے والی۔ ۱بجے اسٹیشن پر ٹرین میں جانے کے لئے گئیں کیونکہ سمبڑیال تک ٹرین میں اور ہیڈ مرالہ ٹرالی پر جانا تھا۔ ہم لڑکیاں جن کو تانگے میں جانا تھا ٹھیک نو بجے سیالکوٹ سے روانہ ہو گئے۔ پانچ تانگوں میں لڑکیاں۔ ایک میں پانچ ٹیچر اور ایک تانگے میں تین نوکر اور کھانے کا سامان وغیرہ تھا۔

”تانگوں میں مٹی پوڈر کی جگہ ہمارے جسم اور کپڑوں پر پڑ رہی تھی۔ راستہ میں جو کوئی گاؤں آتا ہم وہیں پر ہم تانگہ ٹھہرا کر پانی پیتیں اور کھانے کی چیزیں خریدتیں۔ جب کوئی نصف راستہ ختم ہوا تو ہلکی ہلکی بوندیں پڑنے لگیں ہم نے خدا کے حضور میں دعا کی کہ خدایا آج تو بارش نہ ہو۔ خدا نے ہماری دعا سُن لی اور تھوڑی دیر کے لئے جب تک ہم مرالے پہنچیں بارش بند رہی۔ تانگوں میں خوب گانے گائے۔ مرالے جا کر ہیڈ کے پل پر ہمارے تانگے ٹھیرے کیونکہ ٹیچرز ابھی تک نہ آئے تھے۔ اس لئے اُنکے

تانگے کا انتظار کرنا پڑا۔ ہم نیچے پتھروں پر جہاں ہیڈ کا پانی بہہ رہا تھا چلی گئیں۔ اور گیت گائے۔ اُس وقت بہت ہی حسین سماں معلوم ہو رہا تھا۔ صاف شفّاف پانی بہہ رہا تھا۔ پنچھی چہچہا رہے تھے۔ پھر ہمارا گانا۔ اس گانے نے وجد کا عالم طاری کر رکھا تھا۔ سب کے چہرے ہشاش بشاش تھے۔ اتنے میں دُور سے ہماری ٹیچرز کا تانگہ آتا دکھائی دیا۔ ہم سب اُن کے استقبال کے لئے گئے۔ پھر اپنے اپنے تانگوں پر سوار ہو کر مرالہ کے ڈاک بنگلہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد ہم تو کھیتوں کی سیر کو نکلے اور ٹیچرز وغیرہ کھانا تیار کرنے لگے۔ کھیتوں میں ہریالی ہی ہریالی تھی۔ بہت سی لڑکیوں نے کسانوں سے اجازت لے کر کھیتوں سے مولیاں بھی اکھیڑیں۔ میں نے کبھی مولی نہیں کھائی لیکن اُس دن اور لڑکیوں کو دیکھ کر کھا ہی لی۔ صرف صبح کا ناشتہ کیا ہوا تھا اور تین بجے ہم وہاں پہنچے۔ اب جو خالی پیٹ مولی کھائی تو پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔ دیہاتی لڑکیاں جو بنگلے کے باہر کھڑی تھیں اُن کی صلاح سے کہ گڑ کھانے سے درد کو آرام ہو گا گاؤں میں گڑ ڈھونڈنے نکلیں۔ دیہاتی لوگ عام طور پر شہریوں سے زیادہ مہمان نواز ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے گاؤں کی اور بہت سی چیزیں پیش کیں لیکن ہم نے شکریہ ادا کر کے صرف گڑ لے لیا۔ پھر ہیڈ پوسٹ ماسٹر ڈاکٹر صاحب وغیرہ کے بنگلوں میں گئی۔ مختصر یہ کہ تمام گاؤں کی سیر کی۔

جب بنگلے میں واپس آئی سب فکر مند تھے۔ معلوم ہوا کہ ٹرالی والی لڑکیاں ابھی تک نہیں آئیں۔ ٹیچر اُن کو لینے کے لئے چلی گئی تھیں۔ اُن کے پیچھے ہم چند لڑکیاں بھی گئیں۔ شاید ہمارا ہی جانا مبارک ثابت ہوا اور اُن کی ٹرالیاں آتی دکھائی دیں۔ جُوں ہی وہ ہمارے پاس پہنچیں ایک دم سب نے مل کر ویل کم کہا اور پھر سب بنگلے چلے گئے۔ چونکہ بارش خوب ہو رہی تھی اور اِن سب کے کوٹ اور شالیں پانی سے تر تھیں۔ اُس وقت ہم نے گائیڈز ہونے اور ہمدردی کا پورا ثبوت دیا۔ اور اُن سب کو اپنے کوٹ اور شالیں اُتار کر دے دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کھانا چنا گیا۔ جتنی دیر ٹیچر ہمارے پاس کھانا وغیرہ تقسیم کرتی رہیں ہم بھی خاموش بیٹھ کر کھاتے رہے لیکن جونہی وہ خود کھانا کھانے کے لئے دوسرے کمرہ میں گئیں ہم نے خوب لُوٹ مار مچائی۔ کھانے کے بعد اُن ٹرالی والی لڑکیوں کو گاؤں کی سیر کرائی۔ پھر ہیڈ پر جانے کے لئے تیار ہوئے۔ وہاں کا نظارہ دیکھا۔ یہاں پر ایک شکاری نے مچھلی پکڑنے کا کانٹا لگا رکھا تھا۔ میں اور مسرت اُس کو دیکھنے کے لئے بڑھیں اور اُسے باہر نکال لیا۔ کانٹا ٹوٹ سا گیا تو پھر پانی میں پھینک دیا۔ اس ساری شرارت کو وہ آدمی (شکاری) دیکھتا رہا لیکن کچھ کہہ نہ سکا۔ اس شرارت پر بعد میں ہمیں بہت افسوس ہوا کہ اس بیچارے کی تمام دن کی محنت ہو گی اور ہم نے پانچ منٹ میں خراب کر دیا۔ تھوڑی دیر جھولا جھولتی رہیں۔ اب پانچ بج چکے تھے۔ اسلئے ہم واپس آنے کے لئے تیار ہوئیں۔ جو لڑکیاں اور ٹیچرز تانگوں میں آئی تھیں وہ ٹرالی میں سوار ہوئیں اور جو ٹرالی میں آئی تھیں وہ تانگوں میں۔ ٹرالی میں بیٹھ کر ٹیچروں نے پھل مٹھائی تقسیم کی اور ہم دوبارہ گاتی بجاتی روانہ ہوئیں۔ نصف راستہ بھی طے نہ ہوا تھا کہ بارش خوب زور سے شروع ہو گئی۔ جب ہم ڈبال آئے تو ٹرین چھوٹ چکی تھی۔ ہم سب بہت فکر مند ہوئیں کہ اب کیا ہو گا۔ مگر خدا بھلا کرے اسٹیشن ماسٹر کا کہ اُس نے ہمیں دو لاریوں کا انتظام کر دیا۔ اس عرصہ میں گھر سے کئی ٹیلیفون آ چکے تھے۔ خیر ہم لاریوں میں سوار ہو کر خدا خدا کر کے گھر پہنچے۔ اس سے پہلے کئی دفعہ ہم پکنک پر گئے تھے مگر یہ ہم

آیوڈین

انگریزی ادویات میں "آیوڈین" ایسی ضروری اور کارآمد دوا ہے جس کا اثر و استعمال موجودہ زمانہ میں میری بہنوں کو معلوم ہونا ضروری ہے۔ میرے خیال میں کوئی تعلیم یافتہ گھر ایسا نہ ہوگا جہاں اس کا مشہور مرکب ٹنکچر آیوڈین ہر وقت موجود نہ رہتا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ٹنکچر آیوڈین اوپری چوٹ کے لئے بہت زیادہ مفید ہے۔ میں نے اس کا استعمال چند امراض میں بہت مفید پایا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اس کے استعمال کی بابت کچھ لکھوں۔ بہنوں کو یہ بتانا بھی مناسب ہوگا کہ آیوڈین ہے کیا چیز۔ اور کہاں سے آتی ہے۔ جہاں تک مجھے دریافت سے معلوم ہوا یہ کسی خاص قسم کے سمندری پودوں کی راکھ سے حاصل کی جاتی ہے۔ دیکھنے سے اس کی ڈلیاں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا یہ کوئی معدنی چیز ہے۔ رنگ سرخ ہوتا ہے اور بھاری ہوتی ہے کسی چیز پر گرنے سے پگھلتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے ورق ہوتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی بو ہوتی ہے۔ تنہا یہ کبھی حل نہیں ہوتی۔ جب تک کہ پوٹاس اس میں نہ ملائی جائے۔ آیوڈین یا اس کے مرکب کا دھبہ اگر کسی کپڑے پر لگ جائے تو لائیکر امونیا پھر یری سے اس پر لگانے سے اُن کی آن میں دھبہ اُڑ جاتا ہے۔ اور سوڈا بائی پو سلفٹ لگایا جائے تو وہ بھی یہی اثر رکھتا ہے۔

اس دوا کے یوں تو بہت سے مرکب ہیں لیکن نہایت عام جو ہم استعمال کرتے ہیں وہ ٹنکچر ہے جو آیوڈین کو رکٹی فائڈ اسپرٹ میں ملانے سے بنتا ہے۔ اس کا اندرونی اور بیرونی استعمال حسب ذیل ہے۔

چھلے ہوئے کٹے ہوئے۔ اور کچلے ہوئے زخم۔ بال توڑ اور سوجی ہوئی جگہ۔ گٹھیا کے ورم اور موچ والی جگہ پر لگایا کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے جوتا پہننے سے جو چھالے پڑ جاتے ہیں دن میں تین بار چھالوں پر لگانا عجیب اثر رکھتا ہے۔

چھلی ہوئی جگہ پر لگانے سے تکلیف تو بہت ہوتی ہے مگر اس کے لگانے سے یہ فائدہ ہے کہ زخم پکتا نہیں۔ بہت سے خطروں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ ٹنکچر آیوڈین کا اندرونی استعمال بہت کم کرتے ہیں لیکن جو تجربہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ پلیگ کے مریض کو جبکہ گلٹی نکلی ہو اور بخار موجود ہو تو ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کے بعد حسب ذیل طریقہ سے دیا جائے تو فائدہ ہو سکتا ہے۔

۱۸ سال سے ۵۰ سال تک کے لئے ٹنکچر آیوڈین ۱۵ قطرے اور کسٹرئل ۲ تولہ۔ ۸ سال سے ۱۷ سال تک کے لئے ۱۰ قطرے کسٹرئل ۱½ تولہ۔ ۳ سال سے ۷ سال تک کے لئے ۵ قطرے کسٹرئل ایک تولہ۔ خارش میں حسب ذیل طریقہ سے استعمال مفید ثابت ہوتا ہے۔ صبح کے وقت ایک تباشہ کو اوپر سے توڑ کر گھی بھر دیا جائے اور اس گھی پر ۵ قطرے ٹنکچر آیوڈین کے ڈال کر مریض کو تین روز کھلایا جائے۔ انشاء اللہ خارش کی پھنسیاں تیسرے روز سے سوکھنا شروع ہو جائیں گی۔

تین روز کا وقفہ دے کر پھر تین روز استعمال کرنا چاہئے۔ اس طرح تین دور میں خارش جاتی رہتی ہے۔ اس درمیان میں کاربالک سوپ مل کر روزانہ نہانا چاہئے۔ یہ میرا آزمایا ہوا ہے۔

سید محمد عباس۔ نرسنگھ پور

عمر بچھیرا

ایک بادشاہ تھا اُس کے کوئی اولاد نہ تھی بیچارہ بہت غمگین رہا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک دن ایک فقیر آیا اور سوال کیا۔ مگر جب اُس نے بادشاہ کو فکرمند دیکھا تو بولا "آپ اس قدر غمگین کیوں ہیں"۔ بادشاہ نے کہا:- "میرے یہاں آج تک کوئی بچہ نہیں ہوا" فقیر نے کہا "یہ میرا ڈنڈا لو۔ کالے آم کے باغ میں جاؤ۔ آم کے درخت پر ڈنڈا مارو اور آم جب ٹوٹ کر گر پڑے تو سیدھے ہاتھ میں اُٹھا لینا۔ اور اپنی رانی کو کھلا دینا"۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ آم کے چھلکے بادشاہ نے اپنی گھوڑی کو کھلا دئے۔ خدا کی شان سال کے اندر اندر رانی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جو بہت خوبصورت تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور خوشی میں اپنا خزانہ خالی کر دیا۔ گھوڑی کے بھی اُسی دن بچھیرا پیدا ہوا۔ کچھ دنوں بعد رانی کا انتقال ہو گیا بادشاہ کو بڑا صدمہ ہوا۔ خیر لڑکے کی پرورش ہوتی رہی۔ جب لڑکا تعلیم کے قابل ہو گیا تو اُس کی تعلیم کا انتظام کیا گیا اور وہ پڑھنے لگا۔ لڑکے کو گھوڑی کے بچھیرے سے بہت محبت تھی جب وہ پڑھنے جاتا تو بچھیرے سے بات کرتا ہوا جاتا۔ کچھ دنوں بعد بادشاہ نے دوسری شادی کر لی۔ اور رانی سے کہہ دیا کہ لڑکے کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چونکہ سوتیلا لڑکا تھا رانی اُس سے بہت جلتی تھی۔ ایک روز اُس نے ملازمہ سے کہا کہ کسی ترکیب سے اِس لڑکے کو مار ڈالنا چاہیئے۔ ملازمہ نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتی میں نے ان کا نمک کھایا ہے مگر رانی نے بہت اصرار کیا اور کہا ہم تجھکو بہت انعام دیں گے۔ ملازمہ آخر لالچ میں آگئی اور زہر لاکر رانی کو دے دیا۔ دُودھ کے دو پیالے میز پر رکھے گئے۔ ایک پیالے میں زہر ملا ہوا دُودھ تھا اور دوسرے میں خالص دُودھ۔ لڑکا حسبِ معمول صبح کو بچھڑے کے پاس گیا۔ بچھڑے نے کہا آج آپ کو زہر دیا جائے گا۔ لڑکے نے کہا "کس طرح" بچھڑے نے کہا جب تم اسکول سے لوٹ کر گھر میں جاؤ گے وہاں میز پر دودھ رکھا ہو گا۔ رانی کہیں گی بیٹا دُودھ رکھا ہوا ہے تم بھوکے ہو گے پی لو۔ تو تم ایسا کرنا کہ رانی کو مخاطب کر کے یوں کہنا "ہمارے کمرے کی چھت کس قدر اچھی بنی ہوئی ہے" جس وقت رانی اُوپر دیکھے تم فوراً اپنے سامنے کا پیالہ رانی کے سامنے رکھ دینا اور رانی کے سامنے کا پیالہ اُٹھا کر پی جانا۔ اُس نے اِسی طرح کیا۔ رانی نے جب پیالہ مُنہ سے لگایا تو کڑواہٹ بہت محسوس ہوئی۔ فوراً سمجھ گئی کہ ملازمہ کی غلطی سے پیالہ بدل گیا ہے وہ ملازمہ پر بہت خفا ہوئی اور کلی کر ڈالی۔

اسی طرح برابر کئی مرتبہ لڑکے کو مارنے کی کوشش کی گئی۔ مگر عمر بچھیرے نے بتلا دیا اور وہ بچ بچ گیا۔ آخر ایک دن ملازمہ سے رانی نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے محمود نہیں مرتا۔ کون اُس کو بتا دیتا ہے۔ ملازمہ نے کہا کہ یہ گھوڑی کا بچھیرا اس کو بتاتا ہے۔ رانی نے کہا اچھا اس بچھیرے کو تو میں کل ہی مروا ڈالوں گی۔ رانی نے ایک روز اپنے کپڑے

پھاڑ ڈالے اور بستر پر لیٹ گئی۔ بادشاہ جب گھر میں آیا اور رانی کو لیٹے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے کہا میرے سر میں سخت درد ہے اور اس طرح آرام ہوسکتا ہے کہ عمر بچھیرے کو ذبح کیا جائے اور اُس کا خون سر میں لگایا جائے۔ بادشاہ نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے۔ ہمارے لڑکے محمود کی عمر کا بچھیرا ہے اُس کو آج ہی ذبح کرادیں گے۔ بچھیرا یہ معلوم کرکے بڑا پریشان ہوا۔ اور جب محمود اُس کے پاس آیا تو اس نے کہا۔ آج ہم کو ذبح کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔ محمود نے پُوچھا "پھر کیا تدبیر کی جائے"۔ بچھیرے نے کہا اُسکول کے ماسٹر کو بادشاہ نے بُلاکر تاکید کردی ہے کہ آج محمود کو شام تک چھٹّی نہ دی جائے۔ تم آج تلوار لے کر پڑھنے جانا اور جس وقت زمین ہلکی ہلکی ہلنے لگے تو تم سمجھ لینا کہ عمر بچھیرے کو کھولا گیا ہے۔ تم فوراً ماسٹر سے کہنا کہ ہم کو پیشاب لگا ہے۔ ہم باہر جانا چاہتے ہیں۔ ماسٹر تم کو چھٹّی نہ دے گا۔ پھر جب تم دیکھو ہلکی ہلکی ہوا چلی ہے تو سمجھ لینا کہ عمر بچھیرے کو ذبح کرنے کے لئے گرادیا گیا ہے۔ اب بھی چھٹّی نہ ملے تو تیسری مرتبہ بہت زور سے زمین ہلے گی تم سمجھ لینا کہ چھُری گلے پر رکھ دی گئی ہے اُس وقت تم ماسٹر کو تلوار سے مارڈالنا اور فوراً بھاگ کر چلے آنا"۔

محمود نے اسی طرح کیا بھاگ کر آیا تو دیکھا کہ بچھیرا پڑا ہے اور چھُری اُس کی گردن پر رکھی ہے۔ فوراً اُس نے کہا خبردار! میرے عمر بچھیرے کو ذبح نہ کرنا۔ یہ میرا ہم عمر ہے۔ میں نے اب تک اس پر سواری بھی نہیں کی ہے"۔ عمر بچھیرا چونکہ جن تھا اس لئے اُس کو تمام باتیں معلوم ہوجایا کرتی تھیں۔

بادشاہ سے محمود نے کہا۔ "آج میں عمر بچھیرے پر سواری کروں گا"۔ عمر بچھیرے کو سازوسامان سے سجایا گیا۔ اور محمود اُس پر سوار ہوا اور سارے شہر کا گشت لگایا۔ تمام واقعات معلوم ہونے پر رانی نے محمود کو ضرر پہنچانے سے توبہ کرلی۔

نتیجہ:۔ تم کسی کا بُرا چاہوگے تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔ موت اور زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک وقت پُورا نہ ہو کوئی کسی کو نہیں مار سکتا ہے۔ خدا اُس کا محافظ ہوتا ہے۔

منصور علی شاہ

(بقیہ صہ کا)

جوتے کے اندر رکھ دینا چاہئیں۔ کوٹ شیروانی وغیرہ کے بٹن لگا دیں اور جیبوں کو بھی خالی کردیں کوئی چیز جیبوں میں نہ رہنے دیں۔ سفر میں چونکہ کوٹ وغیرہ لٹکانے کی لکڑی نہیں جاسکتی اس لئے کوٹ لٹکانے کی لکڑی سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے ایک دو ردی اخباروں سے بنالیں۔ وہ اس طرح کہ اخبار لپیٹ کر ڈنڈا سا بنائیں اور ڈنڈے کے بیچ میں رسی باندھ کر اُس میں کوٹ لٹکالیں۔ اب رہیں وہ چیزیں جنہیں سفر میں ساتھ لینا ضروری ہے۔ مثلاً سنگھار کا سامان یا کوئی کتاب وغیرہ اُس کو ایک چھوٹے سے بکس میں الگ رکھنا چاہیئے۔

خالدہ شمیم

شُتر مُرغ

بہت سی بناتی بچیوں نے اس جانور کے متعلق جغرافیہ میں پڑھا ہوگا۔ یہ افریقہ و عرب کے ریگستانی صحرا میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ بالکل نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے بہت کم لوگ اس سے واقفیت رکھتے ہیں۔ گردن اور جسم کی ساخت کی وجہ سے یہ شُتر مُرغ کہلاتا ہے۔ یہ اونٹ کی طرح ریگستان میں رہتا ہے اور بہت دِنوں تک بغیر دانہ و پانی کے رہ سکتا ہے۔ گو شتر مرغ کے بازو ہوتے ہیں لیکن اتنے چھوٹے کہ وہ اُن سے اُڑ نہیں سکتا۔ لیکن دَوڑنے میں اُنہیں کشتی کے ڈانڈ کی طرح استعمال کرتا ہے۔ اور ہوا میں پھیلا کر بڑی تیزی سے دوڑتا ہے۔ یہ ایک گھنٹہ میں ساٹھ ستر میل مزے سے دَوڑ سکتا ہے۔ تیز سے تیز گھوڑا بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اگلے زمانہ کے لوگ اس پر سوار ہوتے تھے اور ریگستانی میدانوں میں اس کی سواری موزوں و مناسب سمجھتے تھے۔ شتر مرغ کی دُم اور بازو کے پَر بہت خوشنما ہوتے ہیں۔ اہلِ یورپ بڑی بڑی قیمتیں دے کر انہیں مول لیتے ہیں اور زیبائش کے لئے ٹوپیوں وغیرہ میں لگاتے ہیں۔ اسی واسطے لوگ اِن کا شکار کرتے ہیں۔ افریقہ کے حبشیوں کو اس کا گوشت بہت مرغوب ہے۔ وہ اس کو طرح طرح سے پکا کر کھاتے ہیں۔ اُس کو زندہ پکڑنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ بہت محنت و دَوڑ دھوپ کے بعد یہ کہیں دستیاب ہوتا ہے۔

یہ اَور پرندوں کی طرح گھونسلا نہیں بناتا ہے یہ اپنا گھر بالو میں کھود کر بنالیتا ہے۔ مادہ وہیں پر دس بارہ انڈے دے دیتی ہے۔ شُتر مُرغ کا انڈا خود اُسی کی طرح بہت بڑا ہوتا ہے وزن میں ڈیڑھ دو سیر کے قریب ہوتا ہے۔ مادہ اِن انڈوں کی نگرانی بڑی ہوشیاری سے کرتی ہے۔ رات کو ہمیشہ انڈوں پر بیٹھی رہتی ہے اور دِن کے صرف گرم ترین حصّہ میں ان سے الگ ہوتی ہے۔ تقریباً بیس پچیس دِن کے بعد ان میں سے بچّے نکل آتے ہیں۔ یہ اپنے بچّوں کی خدمت بڑی محنت اور جانفشانی سے کرتی ہے کلکتہ کے چڑیا خانے میں یہ موجود ہے۔ پالتو شتر مرغ کی پیٹھ پر بچّے سوار ہوتے ہیں اور گردن میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ جہاں بچّے کا بوجھ اسکی پیٹھ کو معلوم ہوا یہ آہستہ آہستہ کھسکنا شروع کردیتا ہے۔ پھر یہ گھوڑ دَوڑ کے گھوڑوں کی سی تیزی سے گاؤں کے ارد گرد خوب چکّر لگاتا ہے بچّے اس پر چڑھ کر بہت محظوظ ہوتے ہیں۔

سجّاد حسین

نہر سوئز

خاکنائے سوئز کے آر پار نہر بنانے کی رائے سب سے پہلے وینس کے باشندوں نے مصریوں کو پندرہویں صدی کے آخر میں دی۔ پیسہ اور ہنر دونوں موجود تھے لیکن ترکوں نے کسی وجہ سے اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل پر پہنچنے سے روک دیا۔ اگر اُس وقت یہ نہر بن جاتی تو وینس والے پرتگالوں پر (جنہوں نے کچھ عرصہ قبل افریقہ سے ہوتے ہوئے ہندوستان جانے والے بحری راستہ کا پتہ لگایا تھا) سبقت لے جاتے۔

تقریبًا تین صدیوں تک کسی نے اس نہر کی طرف توجہ نہ کی ۱۷۹۸ء میں نپولین نے اس علاقہ کی پیمائش کا حکم دیا۔ جس علاقہ پر موجودہ نہر سوئز قایم ہے۔ لیکن انجنیروں سے نہایت ہی حوصلہ شکن بیان پاکر اس مشہور فاتح نے بھی اپنے دل سے اس خیال کو نکال دیا۔

کوئی پچاس سال بعد فرڈینینڈ ڈےلیسپس نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا۔ اس کی راہ میں لاتعداد مشکلات حائل ہوئیں۔ لیکن اس ذی فہم محنتی اور جفاکش فرانسیسی کو آخر کار کامیابی ہو ہی گئی۔

نہر سوئز تقریبًا سو میل لمبی ہے اور ۱۸۶۹ء میں ایک رقم کثیر خرچ کرنے کے بعد تیار ہوئی۔ اس نہر کے طفیل بحیرۂ روم بحر احمر سے جاملا ہے اور انگلستان سے ہندوستان کے سفر میں ۵۰۰۰ پانچ ہزار میل یا تقریبًا ۲۰ روز کی مسافت کی بچت ہوتی ہے۔ نہر پار کرنے میں اوسطًا ۱۱ گھنٹے لگتے ہیں۔

انجنیری کے اس کارنامے کی تجارتی اہمیت تو صاف ظاہر ہی ہے۔ جنوبی امریکہ کو چھوڑ کر دُنیا کے کل حصّے اس بحری راستہ سے مستفید ہوتے ہیں۔ دُنیا کی ۷۵ فی صدی آبادی کا دارومدار اسی راستہ پر ہے۔ برطانیہ کے لئے تو یہ نہر خاص اہمیت رکھتی ہے۔ موجودہ جنگ میں اس کا بند ہوجانا ہمارے لئے ہندوستان میں بھی نقصان دہ ثابت ہوا لیکن اب یہ راستہ کھل چکا ہے اور بیرونی اشیا ہم تک جلد پہنچنے لگی ہیں۔ امن کے زمانے میں فرانس۔ ہالینڈ۔ امریکہ اور جاپان بھی نہر سوئز کو استعمال کرتے تھے۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب برطانیہ ایک ایسی نہر کی تعمیر کے خلاف تھا جس پر آج گویا اس کی زندگی کا انحصار ہے۔ ڈےلیسپس کی انگنت رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ یہ بھی تھی کہ برطانیہ نے نہر بنانے والی کمپنی کے حصّے خریدنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن بعد میں اسے پچھتانا پڑا۔ ۱۸۷۵ء میں وزیراعظم ڈزرائیلی نے خدیو مصر سے ایک لاکھ سے زیادہ حصّے ۴۰ لاکھ پونڈ کو خرید ے۔

میرا روزانہ پروگرام

میں روز صبح ۵ بجے اُٹھتی ہوں اور وضو کرکے نماز پڑھتی اور تلاوتِ قرآن پاک کرتی ہوں اس کے بعد لباس تبدیل کرکے کچھ دیر صحن میں ٹہلتی پھر اپنے کمرے کو صاف کرتی ہوں۔ اور اس کے بعد ماسٹر صاحب کا دیا ہوا سبق یاد کرتی ہوں۔ پھر کنگھی کرکے کچھ دیر ستار بجاتی ہوں۔ یا کسی عزیز سہیلی کے خط کا جواب لکھتی ہوں۔ یا اپنے پیارے رسالہ "بنات" کا مطالعہ کرتی ہوں۔ بجے سب لوگ اُٹھ جاتے ہیں اور ناشتہ پکانے میں ہاتھ بٹاتی ہوں۔ ۸ بجے سب کے ساتھ ناشتہ کرتی ہوں۔

۹ ½ بجے ماسٹر صاحب آجاتے ہیں۔ اور میں اُن سے انگریزی حساب تاریخ وغیرہ پڑھتی ہوں۔ ساڑھے گیارہ بجے وہ پڑھا کر چلے جاتے ہیں۔ اور میں نہایت شوق سے سبق یاد کرتی ہوں۔ ایک بجے سب کے ساتھ کھانا کھاتی ہوں۔ اور اگر دل چاہا تو کوئی مزیدار تحفہ پکا لیتی ہوں۔ ۲ بجے نمازِ ظہر کے بعد کشیدہ کاری وغیرہ کرتی ہوں۔ پھر بجے منہ وغیرہ دھو کر کچھ ناشتہ کرتی ہوں اور اپنے دو چھوٹے بھائیوں کو انگریزی کا سبق دیتی ہوں۔ پھر نماز عصر سے فراغت پاکر اپنی کسی سہیلی سے ملنے چلی جاتی ہوں یا اُسے بلا لیتی ہوں یا ستار وغیرہ بجاتی ہوں۔

پھر گھر کا کوئی کام کر دیتی ہوں۔ اس کے بعد سب بچوں کے ساتھ صحن میں جاتی ہوں اور اُنہیں کوئی دلچسپ کہانی سناتی ہوں یا کوئی نیا کھیل بتاتی ہوں۔ پھر نمازِ مغرب کے بعد سب بھائی بہن مل کر کوئی کہانی یا اِدھر اُدھر کی غپ شپ کرتے ہیں پھر لطیفے پہیلیاں ہنسی مذاق کی باتیں ہوتی ہیں۔ یا کوئی رسالہ وغیرہ پڑھتی ہوں۔

۹ بجے عشا کی نماز پڑھ کر کھانا کھاتی ہوں۔ اور سب کو شب بخیر کہہ کر اپنے بستر پر چلی جاتی ہوں۔ اگر بچوں نے کہانی سُننے کی ضد کی تو انہیں بسکٹ یا مٹھائی دے کر شور کم کرواتی ہوں اور کوئی چھوٹی سی کہانی کہہ کر اللہ کا نام لے کر سو رہتی ہوں۔

مس عقیلہ محمد جان

میرے بھائی بہن

سلیم بھیا یہ ہم چار بھائی بہنوں میں سب سے بڑے ہیں۔ دُبلے پتلے گندمی رنگ گھونگریالے بال، اور نازک اندام۔ طبیعت میں نفاست پسندی زیادہ ہے اور اس وجہ سے لباس کی طرف خاص توجہ رکھتے ہیں۔ دیکھنے کو تو ہیں بڑے سیدھے سادے لیکن حقیقت میں بڑے چلتے پُرزے ہیں۔ اشاروں اشاروں میں بات کی تہ کو پہنچ جاتے ہیں۔ کتابوں اور خصوصاً کہانیوں کے پڑھنے کا بڑا شوق ہے۔ قسم قسم کی تصویریں بنانا اور اُن میں رنگ بھرنا ان کا دلچسپ شغل ہے۔ سیر و تفریح کے بھی شوقین ہیں۔ جب کبھی والد صاحب کاروباری سلسلہ میں شہر سے باہر جایا کرتے ہیں تو ساتھ ہو جاتے ہیں۔ دماغ کے بڑے تیز واقع ہوئے ہیں مزاج میں گرمی بھی زیادہ ہے۔ ذرا سی بات پر غضبناک ہو جاتے ہیں۔ بڑے مطلب پرست بھی ہیں چند دن کی بات ہے کہ مجھے کسی بات پر خوش ہو کر دو روپے دئے تھے۔ جب کبھی خلاف مزاج بات ہو جاتی ہے تو جھٹ دو روپے واپس لینے کی دھمکی دیتے ہیں۔

طاہر بھیا یہ ہیں ہمارے مضبوط قویٰ، معمولی صورت شکل اور پریشان بال والے چھوٹے بھائی۔ جیسا ملا کھا لیا، جیسا ملا پہن لیا۔ نہ کھانے کی فکر نہ پہننے کی۔ تھوڑی سی چیز پر خوش ہو جاتے ہیں۔ جب خوش ہوتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ پاس بیٹھنے والے کی آفت آگئی۔ اُس کے سر، پیٹھ، یا جہاں کہیں موقع ملے پیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب حد درجہ خوش ہوتے ہیں تو زمین پر لوٹنے لگتے ہیں۔ بتانے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ بڑے محنتی ہیں۔ جو کام کہیں خواہ وہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً مشینوں کو توڑنا اور جوڑنا ان کا دلچسپ مشغلہ ہے جتنے محنتی ہیں اُتنے ہی دماغ کے بودے ہیں۔ انہیں خود اپنے دماغ سے شکایت ہے۔ بات کو بہت جلد بھول جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ پاؤں میں معمولی زخم ہو جانے کی وجہ سے چند دن تک وہ جُوتے نہیں پہن سکتے تھے آخر چند دن بعد جب زخم سُوکھ گئے تو جُوتے پہننے لگے۔ لیکن مشکل یہ ہوئی کہ عادت چھوٹ جانے کی وجہ سے جہاں کہیں وہ جاتے واپسی پر جُوتے پہننا بھول جاتے۔ اور چلے آتے۔ ایک دن صبح گھر سے جوتے پہن کر نکلے اور شام کو ننگے پاؤں واپس آئے۔ میں نے جب پُوچھا کہ بھائی صاحب! آپ کے جُوتے کہاں ہیں؟ تو یاد آیا کہ پاؤں میں جوتے نہیں ہیں۔ اور اُلٹے پاؤں اُن تمام مقامات پر ہو آئے جہاں صبح سے شام تک گئے تھے۔ اور خدا کا شکر کہ جُوتے [illegible]

یہ دُبلی پتلی زرد رنگ کی، قبول صورت، مجسمہ نحیف لڑکی ہے۔ پڑھنے لکھنے میں بڑی تیز۔ اور حاضر جواب ہے۔ ساتھ ہی ساتھ محنتی اور باتونی بھی ہے۔ اگرچہ ابھی دس سال کی ہے۔ لیکن پکوان کا شوق زیادہ ہے۔ طبیعت میں شرم وحیا بہت ہے۔ کبھی کوئی کچھ بُرا کہہ دے تو صورت لال ٹماٹر بن جاتی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سالن کا کٹورا لاتے لاتے دسترخوان پہ گرا دیا۔ والد صاحب جو غصّہ میں آئے تو لال ہو کر مجسمہ کی طرح ٹس سے مس ہوئے بغیر وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی۔ والد صاحب نے آخر کہا "اُستاچو کیوں بنی کھڑی ہو" اور آج تک "اُستاچو" کے لفظ پر چڑتی ہے۔ مُرغیوں کے پالنے کا بڑا شوق ہے۔ اور اُنہیں بڑی محبت سے پالتی ہے۔ اسکے علاوہ ایک چھوٹا سا بِلّا بھی ہے۔ جس کو وہ پیار سے "ہیرو" پکارا کرتی ہے۔ گائے پالنے کا بھی بڑا شوق ہے۔ اور ابّا جان سے روز گائے لادینے کی فرمائش ہوتی ہے۔ مزاج کی بڑی شریف اور نیک دل ہے۔

سلمیٰ صالح محمد میسور

(بقیہ ص۱۷) گو بظاہر سوئز کمپنی مصری ہے لیکن حقیقت میں ایک بین الاقوامی ادارہ ہے جس میں سب سے زیادہ حصّے فرانسیسیوں کے ہیں۔ اس کے ۳۲ منتظمین سے ۲۱ فرانسیسی ہیں، ۱۰ انگریز، ایک ڈچ۔

انور علی کلکتہ

عجیب باتیں

ہم نشرگاہ عجائب گھر سے بول رہے ہیں آپ چند عجیب باتیں سُنئے!

(۱) امریکہ کے عجائب خانہ میں ایک انڈا ہے جو دُنیا میں سب سے بڑا ہے۔ یہ بارہ انچ لمبا اور دس انچ چوڑا ہے۔ اس کا خول پاؤ انچ موٹا اور پتھر کی طرح سخت ہے۔ یہ انڈا قد میں شتر مرغ کے چھ انڈوں کے برابر ہے۔

(۲) بحیرۂ روم کے بندرگاہ پر ۴۵ بوریوں میں بھرے ہوئے نوٹ جہاز کے انجن میں جھونک دیے گئے اس لئے کہ ان نوٹوں کو الجیریا کے بنک نے ردّی کر دئے۔

(۳) جنوبی امریکہ کے علاقہ سرینام میں ایک ایسی روشن مکھی ہے کہ اُس کی روشنی میں آدمی پڑھ سکتا ہے۔

(۴) مُلک ہالینڈ میں پُرانے زمانے میں کسی مجرم کی سخت سزا یہ تھی کہ اُس کے کھانے میں نمک بالکل نہیں ڈالا جاتا تھا۔

(۵) قریب قریب سب جانور اُچھل کُود سکتے ہیں۔ مگر ہاتھی اُونٹ نہیں کُود سکتے۔

اب سب بج گئے۔ ہم رخصت ہوتے ہیں اور صبح کے "نتائج" میں پھر بھونکیں گے۔ آداب عرض۔

راشد حسن قادری آگرہ

عجائب خانہ

شہاب ثاقب ۔ اس دُنیا میں مختلف کُرے گھومنے چکر کھانے آوارہ پھرنے میں مصروف ہیں۔ اِن کُروں کی بَناوٹ ایک سی ہے۔ جو تارے ٹوٹ کے زمین تک پہنچ جاتے ہیں اُن کی بَناوٹ دو قسم کی دیکھی گئی ہے ایک تو معمولی لوہے اور نکل کا مرکب ہوتے ہیں اور دوسرے کھنگر پتھر ہوتے ہیں۔ جن میں میگنیشیم وغیرہ ملے ہوتے ہیں۔ طاقتور آلوں سے دیکھا گیا ہے کہ سورج ستارے، تاروں کے گچھے، دُم دار تارے اور ٹوٹے ہوئے تارے سب کی بَناوٹ ایک ہی سی ہے۔

تاروں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک روشن دوسری تاریک۔ تاریک تارے روشن سے کہیں زیادہ ہیں دونوں بڑی تیزی سے آسمان کی خلا میں گھومتے رہتے ہیں۔ کوئی تاریک تارا دوسرے تارے سے ٹکرا جاتا ہے تو وہ دہک اُٹھتا ہے اور روشن ستاروں میں شامل ہو کے اپنا دور پُورا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایک تارا دوسرے سے دو دو سو میل کے فاصلے پر ہوتا ہے۔ ان کا قطر دو فٹ سے ایک انچ کی کسر تک ہوتا ہے۔ دس میل فی سکنڈ سے ۵۰ میل فی سکنڈ تک ان کی رفتار ہوا کرتی ہے۔ ان کا وزن زیادہ نہیں ہوتا۔ چھٹانک سے کم اور بڑے سے بڑا سو سیر سے کم۔ چھوٹے ہوں یا بڑے ہماری زمین کی طرح اپنے محیط میں وہ گردش کرتے رہتے ہیں۔ سارا آسمان ان سے بھرا پڑا ہے۔ ان کی رفتار مختلف سمتوں میں جاری رہتی ہے۔ کشش کے قانون سے وہ اپنے مقام پہ قائم ہیں۔ بعض دفعہ وہ باہم ٹکرا جاتے ہیں اور یا تو وہ مل کے ایک ہو جاتے ہیں یا زیادہ ٹکڑے ہو کر منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور جُھرمٹ یا دُمدار تارے بن جاتے ہیں۔ دو جُھرمٹوں کی ٹکر سے کلب الجبار کے سے ستارے نمودار ہو جاتے ہیں۔

تاروں کی ترکیب ۔ تارے کیا ہیں؟ وہ جلتے ہوئے اجسام ہوائی صورت میں قائم ہیں۔ چنانچہ ہمارا سُورج اسی کیفیت کا مظہر ہے۔ سیارے ٹھنڈے ہو جانے والے اجسام ہیں۔ گچھے بے شکل کے تارے ہوتے ہیں۔ جن کی حالت اوروں سے زیادہ گرمی کی ہوتی ہے۔ وہ حرارت کی وجہ سے چمکتے ہیں۔ مگر اُن کا درجۂ حرارت اس قدر کم ہو چکا ہے کہ اُدھر عناصر اُن میں مل کے اور صورتیں اختیار کر سکتے ہیں۔ ٹھنڈے ہوتے جانے پر وہ سفید گرم سے آگ کی طرح سُرخ درجہ تک پہنچ جانے کے بعد سرد اور جلی ہوئی بے چمک کیفیت میں پہنچ جاتے ہیں۔

ہم تم آسمان کی طرف نظر کرتے ہیں تو صاف آسمان ہوتے ہوئے چند تارے ٹوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سچ پوچھو تو یہ چند نہیں ہوتے۔ ٹوٹنے والے تارے بے شمار ہیں۔ ہم گھنٹہ بھر میں صرف دس لاکھ دیکھتے ہیں اس حساب سے ساری زمین پر دن بھر میں دو کروڑ ایسے تارے ٹوٹتے رہتے ہیں۔ سال بھر میں ہماری زمین کو اپنی گردش میں ایسے ستارے ب[illegible] تاروں سے سابقہ پڑتا ہے۔ وہ زمین کے پاس سے بیس میل فی سکنڈ کی رفتار سے گزر جاتے ہیں۔ زمین کی رفتار سال بھر میں ۶۰ کروڑ میل ہوتی [illegible] کی رفتار سورج کے گرد [illegible]

اس آنے جانے میں ان تاروں میں آگ لگ جاتی ہے
ان کی زیادہ تعداد جل کے راکھ یا بخارات بن جاتی
ہے۔ ان کی تھوڑی تعداد زمین پر جا گرتی ہے اور
وہ ایسے دیکھے گئے ہیں جیسے کوہ آتش فشاں پہاڑ کے
اندر سے مادہ باہر نکل کے گرا کرتا ہے۔

مکھی مار شیشہ - برمنگھم انگلستان کے ایک سائنسداں
نے ایک شیشہ ایجاد کیا ہے جسے اگر دروازوں اور
کھڑکیوں میں لگایا گیا تو دھوپ کی گرمی کو کمرہ میں
جانے نہ دیگا۔ البتہ روشنی بخوبی جاتی رہے گی۔
مکھیاں اول تو اس شیشہ کے پاس نہ پھٹکیں گی۔ اگر
بدقسمتی سے کوئی اس کے پاس پہنچ گئی تو وہیں مر کے
رہ جائے گی۔

ڈاکٹر ہیمپٹن اور اس کی جماعت اس امر کے تجربہ
میں مصروف تھے کہ ایسی نمونہ کا شیشہ حاصل کیا جائے جو سورج
کی روشنی کو کمرہ میں تو جانے دے مگر گرمی کو روک لیا کرے
یعنی کمرہ کو روشن مگر ٹھنڈا رکھے۔ اتفاق سے یہ امر معلوم
ہوا کہ ایسا شیشہ مکھیوں کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ یہ جماعت
لڑائی کے سلسلہ میں ہوائی جہازوں اور آبدوزوں کے ملاحوں
کے لئے شیشے بنانے میں مصروف رہی ہے۔ جب ملگوں سے شیشہ
استعمال کیا گیا تو دیکھا گیا کہ گرم دن ہونے کے باوجود شیشہ
کے اندر کی طرف ٹھنڈک تھی۔ مکھیاں اس سے گریز کر رہی تھیں۔
ان کے لئے اس پر چلنا ایسا ہے گویا آگ پر چل کے جل جانا۔ یہ
شیشہ کامیاب ہو جانے کی صورت میں کمروں کی ٹھنڈک
[illegible] ثابت ہوگا۔

[illegible] وغیرہ کی کلیاں

تر کے ڈلیا میں پھیلا دیتے ہیں اور ان پر پانی چھڑک دیتے
ہیں چند گھنٹوں بعد وہ سب کھل جاتی ہیں۔ محققوں نے
سائنس کے طریقوں سے مردہ ٹہنیوں میں جان ڈالنے اور بند
کلیوں کو کھلانے کی نئی ترکیبیں نکالی ہیں۔ ایلڈر کی کلیوں
کو ۹۵ درجہ فارن ہائٹ درجہ کے پانی میں نہلایا گیا۔ بارہ
گھنٹوں میں نہایت مضبوطی سے بند کلیاں بالکل کھل گئیں۔
ایک طریقہ کلیوں کو دبانے اور ان میں چٹکیاں لینے کا ہے
ذرا سی دیر میں وہ کھلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک کیمیاگر
کشید کئے ہوئے گندھک کے تیزاب میں ڈبو کے خوب دھوتا
تھا۔ ٹہنیاں فوراً پھوٹنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ بے
عمل کی ہوئی ٹہنیوں کے مقابلہ میں زیادہ نمو کا ثبوت
دینے لگتی ہیں۔ ۳۰ چنے کے برابر یورا کو، چھٹانک
پانی میں ۳۰ چنے کے برابر تازہ خمیر ملا کے ٹہنیاں ۲۴ گھنٹے
ڈوبی رکھی جانے سے وہ جلد پھولدار ہو جاتی ہیں۔

موتیوں کی ڈبیہ - کیلی فورنیا امریکہ میں ایک عجیب قسم کا
کرم ہے جو پٹرولیم کے چشموں میں
رہتا ہے اور نہیں مرتا۔ کوئی جانور اس میں زندہ نہیں رہ سکتا۔
وہ سر پانی کے اوپر نکالے رکھتا ہے لیکن دیر دیر تک ڈبکی لگا کے اندر
بھی رہتا ہے۔ جب یہ کرم چند ہفتوں میں ایک تہائی انچ
قد کا ہو جاتا ہے تو وہ چشمہ سے نکل کے تیل میں بھیگی ہوئی
پاس کی زمین میں رہنے لگتا ہے۔ دو ہفتہ بعد کرم کی مکھی بن کر
اڑ جاتی ہے۔

جنوبی افریقہ میں قدیم زمانہ میں ایسی بھینسیں آوارہ پھرا
کرتی تھیں جن کے سینگ پانچ فٹ ۳ انچ کے ہوتے تھے۔

محمد ظفر

اُستانی لاثانی

غسل کی خوبی۔ مصریوں اور رومیوں میں ہم اسے
۱۷ صدی قبل مسیح نہانے دھونے کا رواج تھا۔ یورپ
میں عیسائیت کے زور کے زمانہ میں بدن کے کسی حصّہ پر
پانی ڈالنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ انگلستان والوں کو باقاعدہ
غسل کا طریقہ گیارہویں اور بارہویں صدی بعد مسیح میں
معلوم ہوا۔ چنانچہ وہ زمانہ بعد تک رہا جب باقاعدہ نہانے
والوں کو شبہ کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ ترکی حمام میں کئی
کمروں کو کام میں لایا جاتا ہے۔ پہلے کمرہ میں کپڑے اُتار دئے
جاتے ہیں۔ دوسرے میں بدن پر تیل ملا جاتا ہے اور کافی
ورزش کرائی جاتی تھی۔ اس کے بعد گرم کمرہ میں بدن کی
خوب مالش کی جاتی تھی۔ پھر ہلکے گرم اور پھر ٹھنڈے کمرہ
میں قیام کرایا جاتا تھا۔ بازاروں میں ایسے حمام قائم ہوتے
ہیں اور جن کو توفیق ہوتی ہے اُن کے گھروں میں ایسے
ذاتی حمام ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو آسودہ حال شمار
کیا جاتا ہے۔

غسل کے نمک نہانے کے پانی میں گھول کے نہانے
سے گٹھیا وغیرہ کو آرام ہو جاتا ہے۔ بدن کھل جاتا ہے
بدن کی تکالیف دور ہو جاتی ہیں۔ یہ نمک ہسپانیہ کے قریب
جزیرہ سے آتے ہیں جہاں معدنی چشمے رواں ہیں۔ ایسے
انہی اطراف کی مٹی بعض صابنوں میں ملا دی جاتی ہے
بدن کی جلد کے متعدد امراض کو دُور کر دیتے ہیں ایسا
صابن جب نہانے کے نمک کے ساتھ استعمال کیا جائے
تو غسل کے فوائد دوگنے ہو جاتے ہیں۔

بدن چھانٹنے کی ایک ٹکڑی بھی بکتی ہے۔ جسے
سلمنگ سنو (Slimming Suno) کہتے ہیں۔

رائی کے غسل کے پانی میں تین چھٹانک سرکہ ملا کے نہانے
سے بدن میں بڑی تر و تازگی آتی ہے۔

نرم پانی سخت پانی سے بہت زیادہ مفید ہے۔
بارش کا پانی بالوں کے لئے بہت عمدہ ہے مگر شہروں
میں دستیاب نہیں ہوتا اس لئے پانی کو نرم کر لینا چاہیئے۔
سخت پانی بالوں کو سخت اور خشک کر دیتا ہے۔ نرم پانی
میں صابن کم خرچ ہوتا ہے۔ بالوں کے علاوہ بدن کی
جلد کو بھی نرم پانی سے فائدہ پہنچتا ہے۔

سرکہ کے فوائد۔ مندرجہ ذیل امور میں سرکہ کام کی چیز ثابت
ہوا ہے :-

لوہے کی سلاخیں صاف کرنی ہوں تو کالے سیسے کے
سفوف میں پانی کی جگہ سرکہ ملا کے رگڑیں چمک آجائے گی۔
اور زنگ بھی نہ لگنے پائے گا۔ گلے میں تکلیف ہو تو پانی اور
سرکہ ہموزن ملا کے غرغرہ کریں۔ تکلیف دُور ہو جائے گی۔

کیک ہلکا پھلکا پھولے گا۔ خشک اجزاء باہم ملا چکنے کے
بعد انڈا ملائیں۔ اس کے بعد ذرا سا سرکہ دُودھ میں ملا کے
اُن اجزاء میں ڈال ڈال کے گوندھیں۔ اس سے دُودھ
میں خمیر پیدا ہو جائے گا۔ اور کیک پھلانے میں مدد دیگا۔

کوئی دیگچی یا فری پان جل گیا ہو۔ جھنواں باریک
پیس لیں اور سرکہ ملائیں اور جلے ہوئے حصّوں پہ
رگڑ رگڑ کے ملیں۔ جلے ہوئے دھبے جاتے رہیں گے۔

اگر کوئی کپڑا اچھے رنگ کا ہو یا رنگ کٹ جانے [illegible]

اس کو ٹھنڈے پانی میں سرکہ کا ایک چمچہ ملائیں اور کپڑا گھنٹہ دو گھنٹہ بھگوئے رکھیں۔ بعد میں معمولی طریقہ سے دھو ڈالیں رنگ پر ذرا بھی اثر نہ پڑے گا۔

کرن پھول

موتیوں کو ہرگز دھویا نہ جائے۔ جب اُن پر غبار معلوم ہونے لگے تو ملائم کاغذ سے پونچھ دیا کریں۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ بعد موتیوں کو دوبارہ تاگے میں پرونا چاہیئے۔ تاکہ سوراخوں میں میل جمع نہ ہونے پائے۔ اُن کو صاف ستھرا رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اُنہیں زیادہ سے زیادہ پہنے رہا کریں۔

انگیٹھیوں پر جب وہ استعمال نہ ہوتی ہوں تو کالے چولھے کا انیمل ساری پر پھیر دیا کریں۔ اس سے وہ خراب نہ ہونے پائیں گی۔ وقتاً فوقتاً اُنہیں جھاڑتے رہنے سے وہ صاف رہیں گی۔

پوستینوں اور جاڑوں کے کپڑوں میں سگار کے کونے یا کوئی پرانا خوب جلا ہوا پائپ رکھ دیں۔ اورنج پومینڈر (Orange Pomander) بھی خرید کے رکھ سکتے ہیں۔ یہ اصل میں سنگترے ہوتے ہیں جن میں لونگیں بھر بھر کر چاروں طرف گاڑ گاڑ کر سکھا لیا جاتا ہے۔ خوشبو دل خوش کن ہوتی ہے۔ مگر کیڑوں کو ناپسند ہے۔ ایک اور طریقہ یہ ہے کہ گرم کپڑے اخبار میں گول لپیٹ کے کونے اندر کی طرف بند کر دیں۔ اخبار کی سیاہی کی بو سے کیڑا بھاگتا ہے۔

سفید سوتی کپڑے پر چربی یا چکنائی کے دھبے پڑ جائیں تو بنزین یا پٹرول یا میتھی لیٹیڈ سپرٹ کے لگانے سے دُور ہو جائیں گے۔

محمد ظفر

ذرا ہنسئے

ریل کا مسافر۔ (غصہ میں) میں اپنا سگار سلگانے کے لئے تین مرتبہ دیا سلائی جلا چکا ہوں لیکن آپ ہر بار گُل کر دیتے ہیں۔

دوسرا مسافر۔ معاف کیجئے۔ میں اپنی عادت سے مجبور رہوں۔ کیونکہ میں آگ بجھانے والی جماعت کا ممبر رہا ہوں۔

ایک مؤذن اذان دے کر فوراً بلندی سے نیچے اُترا اور دوڑنے لگا۔ لوگوں نے بھاگتے ہوئے دیکھا تو روکا اور پوچھا! "ملاجی کہاں بھاگے جا رہے ہو؟" مؤذن نے جواب دیا "بھائی! یہ معلوم کرنے جا رہا ہوں کہ میری آواز کتنی دُور پہنچتی ہے۔"

باپ۔ "بیٹا اصغر کیا کر رہے ہو؟"

اصغر۔ "اپنے دوست کو خط لکھ رہا ہوں۔"

باپ۔ "لیکن تمہیں لکھنا بھی آتا ہے؟"

اصغر۔ "تو ابا جان! میرے دوست کو پڑھنا کب آتا ہے۔"

آصف۔ "بھائی جان کہاں جا رہے ہو؟"

سلیم۔ "تصویر اُتروانے جا رہا ہوں یار۔"

آصف۔ "تو تھوڑا سا عطر لگاتے جانا تاکہ تصویر میں خوشبو رہے۔"

سلیم۔ "شکریہ خوب یاد دلایا آپ نے۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔"

[illegible]

ESTD 1927 — اگست ۱۹۴۵ — REGD. No. L 2222

رسالہ بنات

جسے حضرت علامہ راشد الخیری نے سنہ ۱۹۲۷ء میں جاری کیا

BANAT DELHI

رسالہ بنات

بنات دہلی
بچوں کیلئے ماہوار رسالہ
جس میں دلچسپ اور مفید مضامین
سبق آموز نظمیں اور مزیدار
کہانیاں شائع ہوتی ہیں

بنات دہلی
ہر انگریزی مہینہ کی بیس تاریخ کو
"عصمت" و "جوہر نسواں" کی طرح
نہایت پابندی وقت کیساتھ
کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر:- رازق الخیری

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک بذریعہ منی آرڈر ڈیڑھ روپیہ (۱۸) بذریعہ وی۔پی ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲)

اس پرچہ میں جس قدر مضامین شائع ہوتے ہیں ان کے حقوق محفوظ ہیں

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری کی تصانیف

تاریخ و سیرت

- **آمنہ کا لال** — اردو زبان میں مولود شریف کی بہترین کتاب۔ — عہ
- **سیدہ کا لال** — مکمل و مفصل تاریخ شہادت کربلا کے دردناک واقعات تزین مجلس مرانی۔ — عہ
- **الزہرا** — جگر گوشہ رسول حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا کی بے نظیر سوانحعمری اور کربلا کا مختصر حال۔ — عہ
- **نوبت پنجروزہ** — آخری بادشاہ دہلی کے پانچ جشن۔ اسی سال پہلے کی دلی کی جھلک۔ باتصویر۔ — عہ
- **وداع خاتون** — مشہور ادیبہ محترمہ خاتون اکرم کی جوانمرگی پر خون کے آنسو۔ — ۵؍
- **امین کا دم واپسیں** — ملکہ زبیدہ خاتون کے لخت جگر شہزادہ امین الرشید کے دردناک قتل کے حالات — ہر
- **دلی کی آخری بہار** — نصف صدی پہلے کی تہذیب تعلقات، وضعداری اور محبت کی پُرلطف کہانیاں — عہ
- **بزم رفتگاں** — اردو و نثر کے بے مثل مرثیے باکمال ادیبوں اور شعرا کی یاد میں باتصویر۔ — ۱۲؍
- **داستان پارینہ** — چند تاریخی مضامین (باتصویر) جن میں افسانہ سے زیادہ دلچسپی ہے — ۱۴؍

اصلاحی معاشرتی ناول

- **حیات صالحہ** — یا صالحات۔ دلی کی بیگماتی زبان میں بہترین اخلاقی و اصلاحی سبق آموز ناول — ۱۲؍
- **منازل السائرہ** — ایک شریر لڑکی کی پیدائش سے موت تک کے واقعات نہایت دلچسپ دلاویز — ۶؍
- **صبح زندگی** — نسیمہ کی پیدائش سے شادی تک کے حالات نہایت موثر پیرایہ میں ۲۲ دفعہ چھپی ہے — ۱۲؍
- **شام زندگی** — نسیمہ کی شادی سے موت تک کے سبق آموز واقعات ۱۲ دفعہ چھپی ہے۔ — عہ
- **شب زندگی** — دو حصے۔ نسیمہ کی موت کے بعد کے حالات اصلاح نسواں کے سلسلہ میں بہترین تصنیف — ۶؍
- **نوحۂ زندگی** — بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق مصور غم علیہ الرحمۃ کی معرکۃ الآرا تصنیف۔ — ۱۴؍
- **طوفان حیات** — تعیش رسوم شرکت و بدعت وغیرہ دور کرنے کے لیے نہایت دلچسپ درد انگیز اصلاحی ناول۔ — عہ
- **جوہر قدامت** — دو بہنوں کی مفصل زندگی ایک دور قدیم کی پرستار، دوسری دور جدید کی دلدادہ — ۶؍
- **تربیت نسواں** — یا سمرنا کا چاند۔ دو حقیقی بہنوں کے حالات ایک کی زندگی نہایت کامیاب دوسری کی قطعی ناکام — عہ

اصلاحی معاشرتی افسانے

- **بنت الوقت** — وقت کا اندھا دھند ساتھ دینے والی ایک ناعاقبت اندیش لڑکی کا انجام — عہ
- **سراب مغرب** — غیر مسلم مدارس میں مسلم لڑکیوں کی تعلیم کا حسرتناک مغربی تقلید کے دردناک نتائج۔ — ۱۰؍
- **سینوگ** — ایک نیک لڑکی کی دردناک داستان جس کا نکاح والدین نے سوچ سمجھ کر نہ کیا — عہ
- **سوکن کا جلاپا** — ناشاد و نامراد مصورہ کا افسانۂ غم جس کا نکاح والدین نے سوچ سمجھ کر نہ کیا۔ — ۶؍
- **سودائے نقد** — جوان بیٹی کی شادی نہ کرنا سوسائٹی پر کیا اثر ڈالتا ہے، ماں کے ہاتھوں بیٹے کا قتل۔ — ۶؍
- **فسانۂ سعید** — جس میں سعید جیسی بیوہ کے نکاح ثانی کو بے سود ثابت کیا ہے۔ — ۱۰؍
- **نغمۂ شیطانی** — امت شیطانی کے آٹھ کیرکٹر مذاحیہ اور درد انگیز سبق آموز اور نتیجہ خیز۔ — عہ
- **ستارۂ صبح کے آنسو** — جو ایک شیطان کی مغفرت کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ — ۸؍
- **مدن کی ماری شہزادیاں** — یا بیلہ میں میلہ۔ مدن کی ماری شہزادیوں کی دل ہلا دینے والی آپ بیتیاں باتصویر۔ — ۱۴؍
- **ستونتی** — دلآویز افسانہ جس میں یہ دکھایا ہے کہ مرد کے لیے شریف بیوی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں — عہ
- **سوزدہ** — محروم وراثت لڑکی کا درد و غم بھرا افسانہ۔ عبرتناک اور سبق آموز۔ — عہ
- **تفسیر عصمت** — خلع اور ارتداد پر اس سے بہتر افسانہ شائع نہیں ہوا جس جی آسودگی — ۶؍
- **نگوڑی کا راز** — تین مختلف الخیال لڑکیوں کا نہایت دلچسپ افسانہ — عہ
- **ساحل ترقی** — انسان ترقی کی دھن اور دولت کے نشے میں کیسے کیسے ظلم ڈھاتا ہے۔ — ۴؍
- **بچہ کا کرتہ** — ایک دکھیا ماں اپنے جوان بچہ کی بدولت بڑی بڑی مصیبتیں اٹھاتی ہے۔ — ۴؍
- **دیہاتی سوسائٹی** — فیشن اور جدت کی دلدادہ ایک انگریز خاتون کی کہانی اسی کی زبانی۔ — عہ
- **طلسم** — حیات انسانی پر پرندوں کی بحث اور چند نسوانی کمزوریوں کا خاکہ۔ — عہ

مختصر افسانوں کے مجموعے

- **نقش عصمت** — سبق آموز اور درد انگیز افسانوں کا مشہور و مقبول مجموعہ۔ — عہ
- **چاند چہک** — مصور غم کے بہترین نہایت موثر اور معرکۃ الآرا سات باتصویر افسانے۔ — عہ

شہنشاہ کا فیصلہ۔ معتصم عباسی کے بغداد کا ایک نہایت دلچسپ نتیجہ خیز افسانہ۔ — ۴؍

- **طوفان اشک / قطرات اشک** — رواج کی چوکھٹ پر مظلوم عورتوں کی قربانیاں دل ہلا دینے والے ۱۱۲ افسانے۔ درد و اثر میں ڈوبے ہوئے افسانوں اور مضامین کا مشہور مجموعہ۔
- **خدائی راج** — اردو کے سب سے پہلے مختصر افسانہ نگار کے آخری بے مثل افسانوں کا دلآویز مجموعہ
- **نسوانی زندگی** — ۴ افسانے جن میں ماں بیوی بیٹی بہن عورت کی چار حیثیتیں دکھائی گئی ہیں
- **گوہر مقصود** — خیالستان کی پری اور لال کی تلاش دو دلچسپ قصے۔
- **گلدستۂ عید** — دلآویز مضمونوں اور افسانوں کا مجموعہ رمضان اور عید کا بہترین تحفہ۔
- **گرداب حیات** — عورتوں کی اصلاح اور حمایت میں متعدد چھوٹے چھوٹے سبق آموز موثر افسانے
- **بساط حیات** — حیات انسانی کے متعلق جانوروں کا مشاہدہ، چار سبق آموز موثر افسانے۔
- **حور اور انسان** — اب سے ۵۰ سال پہلے جو معرکۃ الآرا افسانے شائع ہوئے تھے ان میں سے آٹھ
- **نشیب و فراز** — آٹھ عورتوں نے اپنی اپنی زندگی کا کوئی اہم واقعہ یا مشاہدہ بیان کیا ہے۔

مذاحیہ افسانے

- **نانی عشو** — ۴ افسانے جو مذاحیہ بھی ہیں اور دردناک بھی۔ بہت مشہور کتاب ہے۔
- **ولایتی نہنی** — بی نہنی نے بڑھاپے میں وہ سوانگ بھرے ہیں کہ ہنسی ضبط نہیں ہوتی
- **دادا لال بجکڑ** — چار نہایت ہی پُرلطف مذاحیہ لیکن نتیجہ خیز قصے۔

نظموں کے مجموعے

- **روداد قفس** — علامہ مصور غم کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی نظموں کا مشہور مجموعہ ساتواں ایڈیشن۔
- **گرفتار قفس** — اس مجموعہ میں بہت موثر نظمیں ہیں یہ دوسرا حصہ ہے

مذہبی مضامین

- **احکام نسواں** — عورتوں کے متعلق قرآن مجید کے احکام کی تفسیر عام فہم صاف ستھری زبان
- **عشرت سرمدی** — سرور کائنات صلعم کی زندگی کے متفرق واقعات اور مجالس میلاد کے مضامین
- **دعائیں** — سوز و گداز اور درد و اثر میں ڈوبی ہوئی اردو زبان میں نظم و نثر کی دعائیں۔
- **قرآنی قصے** — ان نبیوں اور پیغمبروں کے حالات جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔
- **زیور اسلام** — خواتین کے لیے نہایت موثر اور دلچسپ مذہبی مضامین۔

ادب لطیف

- **قلب حزیں** — چھوٹے چھوٹے لطیف ادبی مضامین نثر میں پاکیزہ شاعری کے بے نظیر نمونے۔
- **لڑکیوں کی انشا** — خط و کتابت سکھانے کی بہترین کتاب بیگماتی زبان، ٹکسالی محاورے۔
- **سسکتی ہوئی پتیاں** — دلی کی ٹکسالی زبان میں چند خطوط جن کا ایک ایک لفظ تیر و نشتر ہے۔

سیاسی، صحافی، سیاحی مضامین

- **شہید مغرب** — طرابلس مراکش وغیرہ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مقابلے کے دردانگیز افسانے۔
- **یادگار تمدن** — حقوق نسواں کی حمایت میں پہلے اور آخری رسالہ کے متعلق موثر مضامین۔
- **عالم نسواں** — ملکی و غیر ملکی خواتین کی تحریکوں پر علامہ مصور کے گراں بہا خیالات۔
- **سیاحت ہند** — مختلف مقامات کے معاشرتی حالات اور تعلیم یافتہ خواتین و حضرات کا تذکرہ۔

اسلامی تاریخ بطرز ناول

- **ماہ عجم** — فاروق اعظم کے عہد مبارک میں مسلمانوں کے جنگی کارنامے اور رومانی محبت۔
- **عروس کربلا** — واقعہ کربلا کے دردناک حالات اور محبت کا دلآویز فسانہ
- **یاسمین شام** — حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت کی اسلامی لڑائیاں۔
- **محبوبۂ خداوند** — خلیفہ سوم کے زمانہ میں عیسائیوں کی ٹڈی دل فوج سے مقابلے
- **تیغ کمال** — ترکوں اور اتحادیوں کی ہولناک خونریز لڑائیاں مصطفیٰ کمال کے حیرت انگیز کارنامے۔
- **سنظر طرابلس** — تسخیر طرابلس کے لیے مسلمانوں کا جوش ایمانی محبت آتشکدہ میں بیگناہ لڑکی کی قربانی۔
- **آفتاب دمشق** — خلیفہ اول کے زمانہ کا اسلام، مسلمانوں اور نصرانیوں کے معرکے۔
- **شاہین و دراج** — محبت کے جذبات لطیفہ کو لطف و رنگینی سے بیان فرمایا ہے۔
- **درشہوار** — ایران۔ مازندران سیستان کی ہولناک لڑائیوں کا موقع۔

محصول ڈاک بذمہ خریدار — ملنے کا پتہ:۔ عصمت بک ڈپو دہلی — محصول ڈاک بذمہ خریدار

رسالہ بنات دہلی

اٹھارہواں سال	فہرست مضامین ماہ اگست ۱۹۴۵ء	جلد ۳۶ نمبر ۵

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ اگست کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ ستمبر کا رسالہ عم[۲] کا وی۔ پی حاضر خدمت ہوگا۔

مینیجر

۱۸-۱۹-۲۱-۳۳-۱۰۰-۱۰۲-۱۱۱

۱۳۲-۱۳۳-۱۴۵-۲۴۹-۲۵۳-۲۵۶

۲۵۷-۳۰۲-۳۶۵-۳۷۲-۳۷۶-۳۸۲

۳۸۹-۴۳۹-۴۷۶-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۳-

۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۳-۵۱۸

۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷

۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴

۵۳۵-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۲-۵۴۳

۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۸-۸۴۰-۸۹۴

۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۲

۹۰۳-۹۰۷-۹۰۸-۹۴۵-۹۵۹-۱۰۲۰-۱۰۲۲

۱۰۲۷-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳

۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۱

گیت

آؤ ہم بن جائیں تارے
ننھے ننھے پیارے پیارے
دھرتی[۱] سے آکاش[۲] پہ جائیں
چمکیں دمکیں ناچیں گائیں

بادل آئے دھوم مچاتے
لے کر کالے کالے چھاتے
آؤ ہم بھی دھوم مچائیں
ان کے پردوں میں چھپ جائیں

آؤ آنکھ مچولی کھیلیں
مل کر سب ہمجولی[۳] کھیلیں
لو گلزار[۴] شفق[۵] کا پھولا
ڈالا آ کے دھنک[۶] نے جھولا

آؤ جھولیں اور جھلائیں
ان کے رنگ اتار کے لائیں
پھر ان رنگوں سے پچکاری
بھر لیں اپنی اپنی باری
آؤ کھیلیں ہولی کھیلیں
مل کر سب ہمجولی کھیلیں

۱ زمین ۲ آسمان ۳ برابر عمر والا ۴ پھلواری۔ ۵ شام کی سرخی ۶ کمان

سید محمد عباس نرسنگھ پور

ماہِ رمضان

آج کچھ اور ہی انوار[۱] نظر آتے ہیں
ہر طرف خیر کے آثار[۲] نظر آتے ہیں
پرتو افگن[۳] ہے جو ماہِ رمضان[۴] عالم[۵] پر
نور افشاں[۶] در و دیوار نظر آتے ہیں

اہل ایماں کے چمکتے ہوئے چہرے دیکھو
مہر[۷] و ماہ[۸] ہیں کہ ضیا[۹] بار نظر آتے ہیں
قابل دید ابھی سے ہے مساجد کی بہار[۱۰]
ایسی رونق ہے کہ گلزار[۱۱] نظر آتے ہیں
لذتِ[۱۲] تشنگی[۱۳] صوم[۱۴] اٹھانے والے
بادہ[۱۵] شوق[۱۶] سے سرشار[۱۷] نظر آتے ہیں
کہہ رہے ہیں یہ فدایان[۱۸] جمالِ[۱۹] رمضاں
عید کا چاند ہے یا رب کہ ہلالِ[۲۰] رمضاں

۱ روشنیاں ۲ نشان ۳ سایہ ڈالنا ۴ نواں مہینہ قمری جس میں روزہ فرض ہیں ۵ دنیا ۶ روشنی بکھیرنا ۷ سورج ۸ چاند ۹ روشنی کی شکل ۱۰ چمک۔ ۱۱ پھلواری ۱۲ مزہ ۱۳ پیاس ۱۴ روزہ ۱۵ پیالہ ۱۶ آرزو ۱۷ متوالا۔ ۱۸ کسی کے بدلے اپنی جان دینے والے ۱۹ خوبصورتی ۲۰ پہلی رات کا چاند۔

(سید محمد عباس نرسنگھ پور)

بھول جاؤ

نہ معلوم کس کس بات کو بھلاتے جائیں؟ اور کہاں تک بھولتے جائیں۔ کوئی حد بھی ہوتی ہے بھول جانے کی! آپ پوچھیں گی آخر کس کو بھلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تو یہ بھی سن لیجئے۔ ایک دن دوپہر کو پتہ نہیں کس ضرورت سے اپنے کمرے سے باہر جو نکلی تو دالان میں امّی جان اور بڑی باجی کو دیکھا کہ وہ کچھ خرید فروخت کر رہی ہیں۔ کئی عورتیں بیٹھی کپڑے دکھا رہی تھیں، میں بھی وہاں پہنچی۔ کپڑوں میں مجھے شاموا طلس بے حد پسند آیا اُسے لیکر امّی جان سے کہا۔ اللہ! یہ ہماری شلوار کے لئے خرید لیجئے امّاں؟ جواب ملا "اے بھولی دیوانی نہ ہو" میں نے کہا" ہائے اللہ! اس میں آخر دیوان اپنے کی کونسی بات ہے؟ امّی جان کہنے لگیں۔ "پہلے گتنی شلواریں رکھی ہوئی ہیں۔ مگر تمھیں تو کپڑے کا ہوکا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز ہمارے پاس زیادہ ہو وہی تمام عمر استعمال کی جائے پھر خریدنے کی ضرورت ہی نہ ہو۔ آخر پہلے بھی تو آپ ہمیشہ اسی قسم کی شلواریں بنایا کرتی تھیں؟ امّی جان بولیں" اے بیوی! پہلے کا زمانہ اب بھول جاؤ۔ اس وقت بارہ آنے گز شاموا طلس ملتی تھی ——— میں غریب اپنا اپنا سا منہ لیکر وہاں سے چلی آئی۔ شام کو نازنین۔ طاہرہ۔ سعیدہ وغیرہ کے ساتھ ادھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں کہ کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر چھڑ گیا۔ سعیدہ کہنے لگیں "یا اللہ! اب تو آلو کی ترکاری۔ بھجیا وغیرہ کس قدر کم پکنے لگی ہے پہلے تو دل کھاتے کھاتے اکتا جاتا تھا صبح ناشتے میں بھی اکثر رات کو بھی اور اب آلو سال تک کم پکتا ہے" بڑی امّاں بولیں "اے بیٹا! پہلے وقت بھول جاؤ۔ جبکہ دو آنے سیر آلو ملتے تھے اور روپیہ کے پانچ سیر چاول۔ اب کم بخت ہر چیز پر تو کنٹرول ہو گیا۔ ملتی ہی نہیں" ——— تو یہ ہے پھر وہی "بھول جاؤ" سے سابقہ پڑا۔ نیچے سے کوٹھے پر آئے تھے اس لئے کہ اس موذی لفظ سے ذرا تو نجات ملے گی تو یہاں بھی آ سے دھرایا جا رہا ہے۔ اسی طرح ایک جگہ میلاد النبیؐ کے جلسہ میں گئے۔ واپسی پر معلوم ہوا کہ ہمارا سینڈل کسی کرم فرمانے لے لیا۔ میزبان صاحب کی چپل پہن کر گھر آئے تو جلسے کے متعلق باتیں ہونے لگیں اور اسی میں سینڈل کا ذکر بھی آیا تو میں نے اظہار افسوس کے طور پر کہا" ہا! کتنا پیارا سینڈل تھا ہمارا۔ خدا جانے کس کم بخت کے ہاتھ لگ گیا چھوٹے بھیا نے سترہ روپیہ کا کبھی سے لا کر دیا تھا۔ بہت پہلے کا تھا۔ اب تو اس قسم کے سینڈل بیس بیس کے بھی نہ ملیں۔ ظفر بھائی گویا چونک سے پڑے" کیا کہا؟ اب ایسے سینڈل بیس کے ملیں گے۔ ارے چالیس کے بھی نہ ملیں گے پاگل؟ بھول جاؤ وہ زمانہ جبکہ اسے سترہ روپیہ میں خریدا تھا" ——— دیکھا آپ نے پھر "بھول جاؤ" کی تلقین کرنے لگے اور

میں فوراً رفو چکر ہوئی۔ ایک افسانہ "خاموش پرستار"
کئی دنوں سے ادھورا پڑا تھا اس کی تکمیل کر ڈالی۔۔۔
پانچ بجے جبکہ تمام بھائی بہنیں اور دوسرے لوگ اپنے
اپنے کمروں سے باہر نکلے تو چھوٹے بھیا نے کہا: "دوپہر
کو کیا لکھ رہی تھیں لاکر سناؤ" "خاموش پرستار" سنایا
تو تقریباً سب نے پسند کیا اور تعریف کی سوائے ظفر بھائی
اور بڑے بھیا کے جنہوں نے کہا کہ یہ کیا لکھنی کہیں سے چرایا ہوگا
چھوٹے بھیا نے پوچھا "کس رسالے میں بھیج رہی ہو؟"
میں نے کہا: "ارم میں" انہوں نے کہا " اس قدر طویل
اور ارم میں؟" میں نے کہا "آخر حیرت کی کونسی بات ہے
بھائی صاحب! اس سے پہلے بھی تو ہمارے کئے طویل
مضمون چھپ چکے ہیں" اس پر چھوٹے بھیا کہنے لگے۔
"ارے ادب نواز! بھول جا" وہ پہلے کا وقت جب
کاغذ پر کنٹرول نہیں تھا اور نہ ایسی ہولناک گرانی تھی۔
سمجھیں؟" "جی سب سمجھ گئی" کہکر وہاں سے لوٹ آئی۔۔۔
میری طبیعت اتنی جلی کہ بس! یہ بھی خوب رہی کہ اب لمبے
چوڑے مضامین بھی نہ لکھو پہلے کا زمانہ بھول جاؤ وہ
وقت اور تھا اور اب خدا جانے کیا انقلابات آگئے ہیں؟
۔۔۔۔ ایک روز بالکل غیر ارادی طور پر نہ
معلوم کیوں اور کیسے میں نے نہا کر کار رگہ کا کرتا پہن
لیا۔ بدھ کا دن تھا خیال آیا کہ حیدرآباد سے ریکارڈنگ
ہو رہی ہوگی، فوراً بڑی باجی کے کمرے میں گئی
ریڈیو کھول کر قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ظفر بھائی
چھوٹے بھیا، اور بڑی باجی برابر مجھے دیکھے جا رہے
بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ گھور رہے تھے۔ نہ معلوم
کیوں؟ میں سمجھ ہی نہ سکی۔ آواز آئی "ریڈیو بند کرو"
میں انجان بن کر پروگرام دیکھنے لگی "ریڈیو بند کرو جی!"
توبہ بھئی! کوئی وقت ہی نہیں جو آپ لوگوں سے نجات ملے
چوبیس گھنٹے یہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ میں نے ذرا آہستہ
سے کہا۔ چھوٹے بھیا کہنے لگے۔ "ارے پگلی! یہ ہیر کی
شلوار پر "کار رگے" کا کرتہ؟" "بس رہنے دیجئے؟ ہر بات
میں دخل ہے آپ لوگوں کا! ایسے بھائی بھی کسی کے
نہ ہوں گے اور میں چپ چاپ ہکر جانے لگی تو بڑی باجی
بولیں "لے ہے بوی! یہ تم کار رگے کے کپڑے پہن کر
کٹا رہی ہو؟ نایاب ہے یہ کپڑا اب تو پندرہ روپیہ گز بھی
نہ ملے گا" میں نے جل کر جواب دیا۔ آخر اب کو کسے
اس کپڑے میں لعل ٹک رہے ہیں۔ ایسے تو کئی کپڑے
پہن کر میں معصوم بی اور ہاجرہ کو دے چکی ہوں" ظفر بھائی
کہنے لگے "ارے بھول جا عقلمند! وہ زمانہ لینے دینے
کا۔ اُس وقت کار رگہ روپیہ گز ملتا تھا۔ اب تو ایسا اصلی
مال آہی نہیں رہا ہے" ظفر بھائی کا جملہ ختم ہونے سے
پہلے ہی میں کمرے سے باہر آچکی تھی۔ سر میں کچھ درد سا
محسوس ہوا تو میں سیدھی نواب جہاں کے پاس گئی کہ
اسپرو کی کوئی ٹکیہ ہوگی تو لیکر کھالوں گی۔ ابھی دروازہ
ہی میں قدم رکھا تھا کہ چچا جان اور چھوٹی چچی ایک ساتھ
بولے:۔ "ارے زہرہ بیٹی! تم پہلا زمانہ بھول جاؤ۔
اور خدا کے لئے یہ کار رگے کے کپڑے گھر میں مت پہنا کرو۔
۔۔۔ "توبہ خدا" کہکر کوٹھے پر گئی کہ چار پیوں۔
ابھی بسکٹ منہ میں رکھا ہی تھا کہ امی جان بولیں۔
"اے ہے بوی! تمھیں کتنی مرتبہ سمجھاؤں کہ یہ

کرنے گھر میں نہ پہنو۔ ہمیشہ کی بات اور تھی وہ وقت
اب بھول جاؤ۔" اُف توّہ! صبر اور تحمل کی بھی آخر کوئی حد
ہوتی ہے۔ میں نے غصہ میں نہیں معلوم کیا کیا کہا اور پیچھے
لگی جانے بڑی اماں کی آواز آئی "ہاں بیوی! آج کل کی
لڑکیاں تو کسی کا کہنا نہیں مانتیں۔ ذرا سی بات مزاج
کے خلاف ہوئی اور آگیا غصہ۔ وہ ہمارا تمہارا زمانہ
اور تھا "بھول جاؤ" اب آسے ———— اُف خدا!
جی یہ چاہ رہا تھا کہ سوٹ کیس سے تمام کارگر کے
کرتے نکال کر چولھے میں جھونک دوں ——— بھول جاؤ۔
یہ بات بھول جاؤ۔ وہ بھول جاؤ۔ ہر وقت سنتے سنتے کان
پک گئے تو پھر آخر یاد کس کو رکھیں؟ للہ آپ ہی بتلا دیجئے۔

سیدہ زہرا رضویہ اورنگ آباد دکن

(بقیہ صفحہ ۷ کا)

جامن بھی اس موسم کا پھل ہے۔ جامن بدہضمی کو
دور کرنے کے لئے خاص چیز ہے۔ اس موسم میں اکثر
ہضمی کی شکایت ہو جاتی ہے ان کے لئے جامن یا
من کا سرکہ بہت ہی مفید ہے۔

جوہی، بیلا، موتیا اور موگرا وغیرہ اس موسم
خاص پھول ہیں۔ جوہی کی نازک کلی آنکھوں کو بہت
تی ہے۔ اور اس کی بھینی بو سے دماغ کی ساری
کان دور ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص شام کے
ت کسی باغیچہ میں بیٹھ جائے جہاں جوہی اور بیلا
ہوں تو گویا وہ جنت میں بیٹھا ہے۔

شہاب الدین احمد موڑتالاب

مُرَوّت

رجار بن حیوۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں
خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ باتیں کرتے
کرتے رات ڈھل گئی۔ اور چراغ گُل ہو گیا۔ آپ کا ایک
خادم پاس ہی سو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا "اجازت ہو
تو خادم کو جگا دوں تاکہ اٹھ کر چراغ جلا دے۔"

آپ نے جواب میں فرمایا "نہیں۔ اس غریب
کو جگانے کی ضرورت نہیں۔"

میں نے عرض کیا "چراغ میں تیل ڈال کر میں
ہی روشن کئے دیتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا "مہمان سے کام لینا مُروّت کے
خلاف ہے۔"

یہ کہتے ہوئے آپ خود اُٹھے اور چراغ میں تیل
ڈال کر اُسے روشن کر دیا۔

عزیز بچو! عرب کے نیک دل خلیفہ نے خادم کو
جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے کہ بیچارے کی نیند
میں خلل نہ پڑے۔ مہمان سے کام نہ لیا اور اسے
مروت کے خلاف خیال کیا۔ اپنے ہاتھ سے کام
کرنے میں ذرا توہین نہ سمجھی۔

اسلام ہمیں کتنی شاندار زندگی بسر کرنے کا
سبق سکھاتا ہے۔

لطیف اسلم جالندھری

میں فوراً رفو چکر ہوئی۔ ایک افسانہ ''خاموش پرستار''
کئی دنوں سے ادھورا پڑا تھا اس کی تکمیل کر ڈالی۔۔۔
پانچ بجے جبکہ تمام بھائی بہنیں اور دوسرے لوگ اپنے
اپنے کمروں سے باہر نکلے تو چھوٹے بھیا نے کہا ''دوپہر
کو کیا لکھ رہی تھیں لاکر سناؤ'' ''خاموش پرستار'' سنایا
تو تقریباً سب نے پسند کیا اور تعریف کی سوائے ظفر بھائی
اور بڑے بھیا کے جنہوں نے کہا کہ یہ کیا لکھتی ہیں کہیں سے چرایا ہوگا
چھوٹے بھیا نے پوچھا ''کس رسالے میں بھیج رہی ہو؟''
میں نے کہا ''ارم میں''۔ انہوں نے کہا ''اس قدر طویل
اور ارم میں؟'' میں نے کہا ''آخر حیرت کی کونسی بات ہے
بھائی صاحب! اس سے پہلے بھی تو ہمارے کئے طویل
مضمون چھپ چکے ہیں'' اس پر چھوٹے بھیا کہنے لگے۔
''ارے ادب نواز! بھول جا'' وہ پہلے کا وقت جب
کاغذ پر کنٹرول نہیں تھا اور نہ ایسی ہولناک گرانی تھی۔
سمجھیں؟'' ''جی سب سمجھ گئی'' کہکر وہاں سے لوٹ آئی۔۔۔
میری طبیعت اتنی جلی کہ بس! یہی جی چاہ رہی کہ اب لمبے
چوڑے مضامین کبھی نہ لکھو پہلے کا زمانہ بھول جاؤ وہ
وقت اور تھا اور اب خدا جانے کیا انقلابات آ گئے ہیں؟

۔۔۔۔ ایک روز بالکل غیر ارادی طور پر نہ
معلوم کیوں اور کیسے میں نے نہا کر کار رگہ کا کرتا پہن
لیا۔ بدھ کا دن تھا خیال آیا کہ حیدرآباد سے پکار ڈی
کہانی ہو رہی ہوگی، فوراً بڑی باجی کے کمرے میں گئی
اور ریڈیو کھول کر قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ظفر بھائی
چھوٹے بھیا اور بڑی باجی برابر مجھے دیکھے جا رہے
تھے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ گھور رہے تھے۔ نہ معلوم
کیوں؟ میں سمجھ ہی نہ سکی۔ آواز آئی ''ریڈیو بند کرو''
میں انجان بن کر پروگرام دیکھنے لگی ''ریڈیو بند کرو جی!''
توبہ بھئی! کوئی وقت ہی نہیں جو آپ لوگوں سے نجات ملے
چوبیس گھنٹے یہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ میں نے ذرا آہستہ
سے کہا۔ چھوٹے بھیا کہنے لگے۔ ارے پگلی! یہ ہر رک کی
شلوار پر ''کار رگے'' کا کرتہ ہے'' بس رہنے دیجئے! ہر بات
میں دخل ہے آپ لوگوں کا! ایسے بھائی بھی کسی کے
نہ ہوں گے اور میں چپ ہو کر جانے لگی تو بڑی باجی
بولیں ''اے ہے بوی! یہ تم کار رگے کے کپڑے پہن کر
مٹا رہی ہو، نایاب ہے یہ کپڑا اب تو پندرہ روپیہ گز بھی
نہ ملے گا'' میں نے جل کر جواب دیا۔ آخر اب کونسے
اس کپڑے میں لعل ٹنک رہے ہیں۔ ایسے تو کئی کپڑے
پہن کر میں معصوم بی اور ہاجرہ کو دے چکی ہوں'' ظفر بھائی
کہنے لگے ''ارے بھول جا عقلمند! وہ زمانہ لینے دینے
کا۔ اس وقت کار رگہ روپیہ گز ملتا تھا۔ اب تو ایسا اصلی
مال آ ہی نہیں رہا ہے'' ظفر بھائی کا جملہ ختم ہونے سے
پہلے ہی میں کمرے سے باہر آ چکی تھی۔ سر میں کچھ درد سا
محسوس ہوا تو میں سیدھی نواب جہاں کے پاس گئی کہ
اسپرو کی کوئی ٹکیہ ہوگی تو لیکر کھا لوں گی۔ ابھی دروازہ
ہی میں قدم رکھا تھا کہ چچا جان اور چھوٹی چچی ایک ساتھ
بولے:۔ ارے زہرہ بیٹی! تم پہلا زمانہ بھول جاؤ۔
اور خدا کے لئے یہ کار رگے کے کپڑے گھر میں مت پہنا کرو۔
''توبہ خدا'' کہکر کوٹھے پر گئی کہ چائے پیوں۔
ابھی بسکٹ منہ میں رکھا ہی تھا کہ اماں جان بولیں۔
''اے ہے بوی! تمھیں کتنی مرتبہ سمجھاؤں کہ یہ

کرتے گھر میں نہ پہننا۔ ہمیشہ کی بات اور تھی وہ وقت
اب بھول جاؤ۔" افوہ! صبر اور تحمل کی بھی آخر کوئی حد
ہوتی ہے۔ میں نے غصہ میں نہیں معلوم کیا کیا کہا اور رونے
لگی جانے بڑی اماں کی آواز آئی "ہاں بیوی! آج کل کی
لڑکیاں تو کسی کا کہنا نہیں مانتیں۔ ذرا سی بات مزاج
کے خلاف ہوئی اور آگیا غصہ۔ وہ ہمارا تمہارا زمانہ
اور تھا "بھول جاؤ" اب آگے ——— اُف خدا!
جی یہ چاہ رہا تھا کہ سوٹ کیس سے تمام کار گر کے
کرتے نکال کر چولھے میں جھونک دوں ——— بھول جاؤ
یہ بات بھول جاؤ۔ وہ بھول جاؤ۔ ہر وقت سنتے سنتے کان
پک گئے تو پھر آخر یاد کس کو رکھیں؟ للہ آپ ہی بتلا دیجئے۔

سیدہ زہرا رضویہ اورنگ آباد دکن

(بقیہ صفحہ ۷ کا)

جامن بھی اس موسم کا پھل ہے۔ جامن بدہضمی کو
دور کرنے کے لئے خاص چیز ہے۔ اس موسم میں اکثر
بدہضمی کی شکایت ہو جاتی ہے ان کے لئے جامن یا
جامن کا سرکہ بہت ہی مفید ہے۔

جوہی، بیلا، موتیا اور مونگرا وغیرہ اس موسم
کے خاص پھول ہیں۔ جوہی کی نازک کلی آنکھوں کو بہت
بھاتی ہے۔ اور اس کی بھینی بو سے دماغ کی ساری
تھکان دور ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص شام کے
وقت کسی باغیچہ میں بیٹھ جائے جہاں جوہی اور بیلا
کھلے ہوں تو گویا وہ جنت میں بیٹھا ہے۔

شہاب الدین احمد موتی تالاب

مُروّت

رجاء بن حیوۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں
خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ باتیں کرتے
کرتے رات ڈھل گئی۔ اور چراغ گل ہو گیا۔ آپ کا ایک
خادم پاس ہی سو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا "اجازت ہو
تو خادم کو جگا دوں تاکہ اٹھ کر چراغ جلا دے۔"

آپ نے جواب میں فرمایا "نہیں۔ اس غریب
کو جگانے کی ضرورت نہیں۔"

میں نے عرض کیا "چراغ میں تیل ڈال کر میں
ہی روشن کئے دیتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا "مہمان سے کام لینا مروّت کے
خلاف ہے۔"

یہ کہتے ہوئے آپ خود اُٹھے اور چراغ میں تیل
ڈال کر اُسے روشن کر دیا۔

عزیز بچو! عرب کے نیک دل خلیفہ نے خادم کو
جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے کہ بیچارے کی نیند
میں خلل نہ پڑے۔ مہمان سے کام نہ لیا اور اسے
مروت کے خلاف خیال کیا۔ اپنے ہاتھ سے کام
کرنے میں ذرا توہین نہ سمجھی۔

اسلام ہمیں کتنی شاندار زندگی بسر کرنے کا
سبق سکھاتا ہے۔

لطیف اسلم جالندھری

موسم گرما

ہندوستان میں اگرچہ عام طور پر چار موسم بتائے جاتے ہیں یعنی گرمی۔ برسات۔ جاڑا اور بہار مگر اصل معنی میں دو خاص موسم ہیں اور باقی موسموں کو ان کی شاخ کہا جاسکتا ہے۔ برسات کے زمانہ کو گرمی کا ایک حصہ کہنا غلط نہیں ہے۔ اس لئے کہ برسات کی گرمی مشہور ہے۔ برسات میں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب گرمی زور کی ہوجاتی ہے تو فوراً بارش ہوجاتی ہے اور ایسے ہی مواقع پر لوگ جب پورب سے کالی کالی گھٹاؤں کو اُٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کے بدن میں ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

بہار کا زمانہ اس وقت شروع ہوتا ہے جبکہ جاڑا دم توڑتا ہوتا ہے۔ اور گرمی کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ موسم اتنے قلیل عرصہ تک رہتا ہے کہ اس کو خاص موسم قرار دینا ایک حد تک صحیح نہیں ہے۔

اس طرح پر سال کے بارہ مہینوں کو دو خاص موسم گرمی اور جاڑے میں بانٹا جاسکتا ہے۔ گرمی کا موسم انگریزی کے حساب سے اپریل اور مئی سے شروع ہوجاتا ہے اور جولائی، اگست تک رہتا ہے۔ جون اور جولائی سال کے سب سے گرم مہینے ہیں۔ اس سے آشکار ہے کہ گرمی میں لوگ کافی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ مگر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ موسم گرما سراسر نقصان دہ ہے۔ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ تغیر اور تبدیل پسند کرتا ہے اور صرف اسی چیز کو مدنظر رکھ کر موسم گرما کا فائدہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔ ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہے کہ ہم ایسے ملک میں پیدا ہوئے ہیں۔ جہاں نہ سال بھر جاڑا رہتا ہے اور نہ سال بھر گرمی۔ ہم لوگ اگر قطب شمالی (N. B. K) اور جنوبی (S. P. O) کی طرف جائیں تو ایسے ممالک بھی پائیں گے جو سال بھر برف سے ڈھکے رہتے ہیں اور کبھی کبھی آفتاب کی کرنیں لوگوں تک پہونچ جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ایسے ممالک بالکل بنجر ہو گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پودے کی نشو و نما میں آفتاب کی گرمی خاص اثر رکھتی ہے اور آفتاب یہاں نکلتا ہی نہیں ان ممالک کے لوگ بے رنگ ہوجاتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح اینٹ یا پتھر سے ڈھکی ہوئی دودھیا گھاس کا رنگ اڑ جاتا ہے اور گھاس سفید ہوجاتی ہے۔

ہندوستان میں یہ ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس کے اندر بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں گرمی کی شدت سے زمین آگ پر چڑھے ہوئے توے کی طرح گرم ہوجاتی ہے جس سے ایک خاص قسم کا زہریلا مادہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ مہلک ثابت ہوا ہے جس کو ہم لوگ "لو" کہتے ہیں۔ پھر ایسے مقامات بھی ہندوستان میں ہیں جہاں لوگ گرمی کے موسم میں کمبل اوڑھتے ہیں اور سردی دفع کرنے کے لئے گرم کپڑا استعمال کرتے ہیں کشمیر کا

سارا خطہ اونچائی پر ہونے کی وجہ سے کافی سرد ہے۔ اور اسی طرح نینی تال، شملہ، دارجلنگ وغیرہ مقام بھی اونچائی پر ہونے کی وجہ سے سرد ہیں۔ علاوہ اس کے سمندر کے آس پاس کے شہر سمندر کی قربت کی وجہ سے میدانی علاقہ کی نسبت زیادہ گرم نہیں ہوتے ہیں۔ وہاں کا موسم عموماً خوش گوار معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان کے میدانی علاقہ کے اسکول اور کالج گرمی کی شدت کی وجہ سے دو مہینے بند رہتے ہیں مگر کشمیر میں کبھی اس موسمی چھٹی کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ البتہ سردی کے موسم میں سردی کی شدت کے سبب لڑکے اسکول نہیں جا سکتے ہیں بعض بعض جگہ گرمی کے زمانہ میں دن کے وقت اور خاص کر دوپہر کے وقت گھروں سے نکلنا ناممکن ہوجاتا ہے۔ لوگ گھروں میں چپ چاپ پڑے رہتے ہیں مگر شام کے وقت جب آفتاب کی کرن میں وہ حدت باقی نہیں رہتی ہے تو لوگ سیر و تفریح اور اپنے اپنے کاروبار کے لئے نہا دھو کر گھر سے نکلتے ہیں۔ شام کی ٹھنڈی ہوا کھا کر دن بھر کی کلفت دُور ہوجاتی ہے۔ ہندوستان میں شامِ اودھ بہت مشہور ہے جیسے صبح بنارس۔ مالوہ کی رات اور خاص کر چاندنی رات اپنے اندر بہت سی لطافتیں رکھتی ہے۔ ریگستانی خطہ ہونے کی وجہ سے لوگ دن کے وقت گرمی سے جھلس جاتے ہیں مگر رات کے وقت دن کے برعکس ہوتا ہے ریت کی خاصیت ہے کہ وہ بہت جلد گرم اور بہت جلد ٹھنڈی ہوجاتی ہے اس لئے رات کے وقت جب ریت ٹھنڈی ہوجاتی ہے تو ہوا بھی ٹھنڈی چلنے لگتی ہے۔ دن بھر کے تھکے

ہوئے لوگ اس کو قدرت کا خاص عطیہ خیال کرتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

گرمی کی صبح ایک تو عام طور سے پُرلطف ہوتی ہے مگر صبح بنارس کے اندر جو جاذبیت ہے وہ اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ صبح کے وقت ذکن سے نسیم سحری چلنے لگتی ہے۔ طیور اپنا میٹھا نغمہ الاپنے لگتے ہیں۔ پھولوں کی بھینی بھینی بو سے دماغ معطر ہوجاتا ہے۔ ایسے مبارک وقت میں خدا کے پیارے بندے اپنی میٹھی نیند کو خدا کی عبادت پر قربان کرتے ہیں۔ اس وقت نمازیوں کا سلف آتا ہے۔ کسان بھی اپنے جانوروں کو کھلا پلا کر کھیت کا رُخ کرتا ہے۔ وہ بھی مست ہو کر برہا الاپنے لگتا ہے۔ جس سے ساری فضا مست ہوجاتی ہے۔ پھر آفتاب طلوع ہوتا ہے اور آفتاب کی سنہری کرنیں جب گھاس کی ان پتّوں پر پڑتی ہیں جن پر شبنم کے قطرے ڈھلکتے رہتے ہیں۔ تو اس کرن میں شبنم کے قطرے موتی کی طرح چمکنے لگتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی نیند کی خاطر خدا کی عبادت کا بھی خیال نہیں کرتے اور اس بہترین منظر سے محظوظ نہیں ہوتے۔

موسم گرما کے پھل پھول بھی موسم سرما سے مختلف ہوتے ہیں۔ آم اس موسم کا خاص پھل ہے۔

لیچی کا درخت بھی اپنی موزونیت کے لحاظ سے نہایت ہی دلفریب اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ سُرخ سُرخ لیچیوں کے گچھے اور سبز سبز پتّے مل جل کر بہت خوش نما معلوم ہوتے ہیں۔ ذائقہ کے لحاظ سے یہ پھل ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵ کالم

مستقبل کا خیال

بہت دنوں کی بات ہے کہ ایک کسان نے بہت سا غلہ فصل پر جمع کر لیا۔ تاکہ فصل کے بعد جب غلہ کے دام دوگنے تگنے ہو جائیں تو وہ زیادہ سے زیادہ نفع کما سکے کچھ دنوں بعد کھلیان میں ایک چوہے کا گذر ہوا۔ اس نے جو اتنا اناج دیکھا۔ تو خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور وہیں اپنا ڈیرا ڈال دیا۔ جب چوہے کے اور دوستوں کو یہ معلوم ہوا۔ تو وہ اُس کے پاس آئے اور چکنی چپڑی باتیں ملا کر اس کے ساتھ رہنے سہنے لگے۔ یہ سارے دوست عرصہ تک ساتھ رہے ——— !!! دن راتوں میں، راتیں ہفتوں میں، اور ہفتے مہینوں میں تبدیل ہوتے گئے۔ اور وہ سب عیش و عشرت کے جھولے میں جھولتے رہے اتفاق سے اس سال بڑا سخت قحط پڑا۔ لوگ دانہ دانہ کو محتاج ہو گئے۔ مائیں اپنے بچوں کو چھوڑ کر جدھر سینگ سمایا چل دیں۔ جانور بھوک سے بے تاب ہو کر چیختے پھرتے تھے۔ دسیوں آدمی بھوکوں سڑک پر دم توڑ رہے تھے۔ ایسی حالت میں کسان کو اپنے اناج کا خیال آیا۔ اور اس کو بیچنے کے لئے کھلیان کا دروازہ کھولا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُس نے اناج آدھے سے بھی کم پایا۔ بڑا پریشان ہوا۔ اور وہاں سے اناج فوراً ہٹا لیا۔ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔ تو چوہا سو رہا تھا۔ جب اُس کی آنکھ کھلی تو کایا ہی پلٹی دیکھی نہ آناج کا ایک دانہ اور نہ ہی کوئی دوست یا چوہے بچا کچھا اناج اٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو چلدیے تھے۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا لڑکھڑاتا ہوا اٹھا۔ اپنے دوستوں کے پاس گیا۔ لیکن وہاں سے بھی ٹکا سا جواب مل گیا۔ بنیے کی دکان خالی تھی۔ ساہوکار موقع سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی۔ شیرخوار بچے دودھ نہ ملنے کی وجہ سے موت کی آغوش میں سو گئے تھے۔ ایسی حالت میں چوہے کو اناج ملنا ناممکن تھا ——— دردر کی ٹھوکریں کھاتا شام کو گھر پہنچا۔ بھوک سے نڈھال۔ تھکن سے چور ——— بے جان سا ہو کر پڑ رہا۔ ——— چار روز گذر گئے لیکن کیا مجال جو ایک کھیل کا دانہ بھی منہ میں اڑ گیا ہو۔ بھوک کی شدت سے دماغ چکرایا جاتا تھا۔ آخر پانچویں روز وہ بھی اپنے دوستوں کو کوستا قسمت کو برا بھلا کہتا اس دنیا سے کوچ کر گیا !!!

پیارے بہن بھائیو! چوہا مرنے کو تو مر گیا لیکن ہم کو وہ یہ بات بتلا گیا کہ جو کچھ تم حاصل کرتے ہو۔ اس میں آئندہ کا خیال ضرور رکھو ہمیشہ اپنے دوست سوچ سمجھ کر بناؤ ہمیشہ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرو۔ یہ ہیں وہ زریں اصول جو چوہے کے قصّے سے ہم حاصل کرتے ہیں۔

حبیب احمد رحمانی۔ دہلی

تعلیم بغیر عقل کے مفید نہیں

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو شخص جتنی تعلیم حاصل کرتا ہے اتنا ہی اس کی عقل میں اضافہ ہوتا جاتا ہے لیکن یہ بات حقیقت سے قدرے دور ہے بیشک تعلیم جہالت کے اندھیرے کو دور کر کے انسان کی آنکھیں کھول دیتی ہے تعلیم کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے اور تعلیم کا زیور ایسا ہے جسے کوئی نہیں چرا سکتا۔ البتہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے، اگر ہم علم کی روشنی میں عقل سے کام لیں تب ہی ہم کامیابی کے زینے طے کر سکتے ہیں۔

بیوقوف چاہے جتنا بھی پڑھ لے اس کی عقل میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اس نے تو امتحان پاس کرنے اور ڈگریاں حاصل کرنے کی نیت سے طوطوں کی طرح کتابیں رٹ لی ہیں۔ اس کی قابلیت تو محض کتابوں کے سوالوں تک محدود ہے۔ اگر اس سے کوئی ایسا سوال پوچھا جائے جس میں عقل لڑانے کی ضرورت ہو تو وہ کبھی جواب نہ دے سکے گا۔

تعلیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی عقل سے زیادہ سے زیادہ کام لینے کے لائق بن جائے۔ اچھے برے کی تمیز کر سکے اور اپنی زندگی کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جوں جوں دنیا سے جہالت کا اندھیرا ناپید ہوتا گیا۔ انسان ترقی کرتا گیا۔ موٹر۔ جہاز۔ ریل۔ برقی پنکھے۔ ریڈیو۔ ہوائی جہاز۔ اور بہت سی ایسی ہی چیزیں اس ترقی کا ثبوت ہیں۔ کیا کوئی اس امر سے انکار کر سکتا ہے کہ ان چیزوں کے موجدوں نے عقل سے کام نہیں لیا؟ یہ مانا کہ ان لوگوں کو خدا داد قابلیت عطا ہوئی تھی لیکن اپنی قابلیت اور ذہنیت کو نشوونما دینا اور ان سے فائدہ اٹھانا ان ہی کا کام تھا یا نہیں؟

ذیل کی مثال سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ تعلیم بغیر عقل کے مفید نہیں ہو سکتی۔

کسی راجہ کا بیٹا بہت بے وقوف تھا طرح طرح کی احمقانہ حرکتیں روزانہ اس سے سرزد ہوتی تھیں۔ بیچارہ باپ پریشان رہتا تھا۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ لڑکے کو علم نجوم سکھلایا جائے شاید اس سے اس کے دماغ میں کچھ تیزی آ جائے۔ بادشاہ نے رضامندی ظاہر کی۔ چنانچہ فوراً ایک ماہر نجومی بلوایا گیا اور راجکمار کی تعلیم اس کے سپرد کر دی گئی۔ مہینے گذرتے گئے۔ ایک روز نجومی حاضر دربار ہوا اور راجہ کے سامنے بڑے فخر سے عرض کیا کہ راجکمار اب پکے نجومی بن گئے ہیں۔ راجہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور فرزند کی آزمائش کی خواہش ظاہر کی۔ لڑکا باپ کے روبرو حاضر ہوا۔ راجہ نے اپنی انگوٹھی اتار اپنی مٹھی میں چھپالی اور بیٹے سے کہا۔ "بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے"۔ لڑکے نے فوراً اپنی تعلیم کے مطابق زائچہ بنایا اور کافی عرصہ غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ راجہ کے ہاتھ میں ایک ایسی شے ہے جو گول اور بیچ میں خالی ہے اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ معدنیات کی قسم میں سے ہے۔ پھر کیا تھا۔ آپ فوراً بول اٹھے "مہاراج آپ کے ہاتھ میں چکی ہے"۔ انور علی کلکتہ

سرحد کی سیر

بنّوں

مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۴۵ء

بہن نجمہ تسلیم۔

ایک ہفتہ ہوا میں نے تمہارے خط کا جواب دیا ہے؟ پرسوں لاہور سے اپنے ایک رشتہ کے بھائی کے ساتھ رہنے کی غرض سے یہاں آئی ہوں۔ بڑے بھائی ملازمت کے سلسلے میں دورہ کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں اور یہی ان کا ہیڈ کوارٹر مقرر ہوا ہے۔

تم جانو وہ زندگی میں بہت آرام طلب تھے انہوں نے بہت کم صبح سورج طلوع ہوتے دیکھا ہے۔ بالکل اس کے برعکس انہیں زندگی سے الجھنا پڑا ہے، پہلی جنوری کو ہم پشاور سے منہ اندھیرے کوہاٹ کے لیے لاری پر روانہ ہوئے۔ سردی اور پہاڑی راستہ، لاری کو درّہ کوہاٹ میں سے گزرنا تھا۔ درّہ میں نہایت سرد ہوائیں چلتی ہیں آزاد قبائل علاقہ میں سے ہو کر آنا پڑتا ہے۔ سڑک بل کھاتی، چکر کاٹتی، پتھریلی چٹانوں کا سینہ روندتی ہوئی چلی جاتی ہے ایک دو لاری دن بھر میں گزرتی ہوگی تیل کی قلت کے سبب ویرانی بڑھ گئی ہے؟ سرحد کے شہر فصیلوں میں گھرے ہوتے ہیں کوہاٹ بھی چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے پار کوہ سلیمان کی اجڑی ہوئی لمبی لمبی پہاڑیاں ہیں۔ سبزہ کا نام نہیں مگر خاص کوہاٹ خوب سرسبز علاقہ ہے۔ یہاں سات چشمے ساتھ ساتھ بہتے ہیں اور ان کا منبع ایک ویران سا ٹیلہ ہے۔ ان چشموں کے پانی کی خاصیت بھی عجیب ہے سرما میں گرم اور گرما میں سرد۔ ان چشموں کا دوسرا فائدہ ہے ایک تو شہر کو صاف رکھا جاتا ہے دوسرے ہریاول بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ کوہاٹ کی چھاؤنی ہندوستان کی خوبصورت ترین چھاؤنیوں میں سے ہے۔ بہار میں ہر سڑک پھولوں کی خوشبو میں بسی ہوتی ہے۔

کوہاٹ اس اعتبار سے قابلِ دید ہے۔ فطرت کی خشک ویرانیوں کی گود میں یہ چھوٹا سا ہرا بھرا چمن دل کو بڑا ہی لبھاتا ہے سرحد کے متعلق تم نے ہزار قصّہ سُنے ہوں گے۔ یہ سرزمین بہت عجیب خاصیتوں کی مالک ہے یہاں کے بود و باش کے طریقے، یہاں کے رسم و رواج، یہاں کے باشندوں کے عادات و خصائل اور حلیئے تم کبھی اندازہ نہ کر سکو گی! ہر ہندوستانی کی خواہش ہے کہ ہندوستان میں دو چیزیں دیکھے۔ کشمیر اور سرحد۔ کشمیر میں فطرت کی رنگینیاں ہیں اور سرحد میں سنگینیاں" ہر چیز سے وحشت نمایاں ہے۔ چٹیل علاقے، پتھریلی زمین، دور دور تک ویرانی اور خزاں کا عالم، یہاں بہار کا خاص پتہ نہیں ہوتا۔ ایسے علاقے میں آباد شہر نعمت ہے۔ کوہاٹ سرحد کی جنت ہے۔ سردی کے دنوں میں انتہائی سرد اس مرتبہ تو یہاں برفباری بھی ہوئی۔ مگر گرمیوں میں رشکِ ملتان" —— بہرحال چشمہ اس کمی کو پورا کرتے ہیں۔ لوگ چشموں میں چارپائیاں ڈال کر سو جاتے ہیں۔

میرے عزیز بھائی کوہاٹ بارہا آچکے ہیں اس دفعہ ان کا ایک دن کا قیام تھا اور اگلے روز ہمیں بنّوں واپس آجانا تھا۔ کوہاٹ اور بنّوں کا درمیانی فاصلہ

اسی میل ہے اور راستہ میں وزیری قبائل کا علاقہ پڑتا ہے اس راستہ میں سب سے قابل دید چیز نمک کے پہاڑ ہیں سفید سفید جہاں میں پہلی مرتبہ بنوں آئی ہوں بنوں کا شہر وسیع فراخ اور صاف شہر ہے۔ بازار اور گلیاں بالکل سیدھی ہیں چاروں طرف فصیل ہے۔ تم اب کے میرا خشک خط پڑھ کر اکتا جاؤ گی۔

بھلا یہ بھی کچھ بات ہوئی کہ اپنا سفرنامہ لکھنا شروع کر دیا۔ تم نے بار ہا سفر کیا ہوگا کیا دوستوں کے خط میں تم نہیں نہ بتا دیا ہوگا - وہاں سے گاڑی چلی وہ اسٹیشن آیا اور بردہ - لاحول ولا قوۃ - اور شاید تم ہنس بھی پڑو اور یہ سمجھنے لگو کہ تمہاری سہیلی کا دماغ پھر گیا ہے۔ مگر میں یہ کہوں گی کہ بعض اوقات بات رکھنے کے لئے بات بنانی پڑتی ہے۔ ورنہ میں خط میں کیا لکھتی؟ اگر صرف صاحب سلام لکھ بھیجتی تم کہتیں کہ آخر اکتا گئی ــــــ!

جو کچھ بھی سمجھو زندگی بے ڈھب ہوگئی تو تو اس کا رونا ہی رونا پڑتا ہے۔ اپنوں کے آگے رو لیں تو تسلی ہو جاتی ہے۔ غیر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ ہم بنوں سے پرسوں ڈیرہ اسمٰعیل خاں جائیں گے۔ یہ سرحد کا آخری ضلع ہے نوے میل جنوب میں ہے۔ سنتے ہیں یہاں سے سڑک سیدھی ہے۔ لاری کا سفر تین گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہے۔ کیا اور کیسی جگہ ہوگی خود نہیں جانتی۔

اس دورہ کو ختم کرکے ہم ہفتہ عشرہ میں پشاور جائیں گے اور پھر میں لاہور واپس چلی جاؤں گی۔ باقی باتیں دوسرے خط میں لکھوں گی۔ اچھا اب رخصت دو۔

خدا حافظ

مشتاق دید۔ تمہاری امۃ سلطان

کون اور کہاں؟

۱۔ دنیا میں سب سے بڑی اسلامی درسگاہ جامعہ ازہر قاہرہ میں۔

۲۔ دنیا میں سب سے خوبصورت ملک کون ہے سوئٹزرلینڈ

۳۔ دنیا میں سب سے پرانا شہر کونسا ہے۔ دمشق (شام میں)

۴۔ دنیا میں سب سے زیادہ کونسی کتاب پڑھی جاتی ہے۔ قرآن شریف

۵۔ دنیا میں سب سے بڑا براعظم کونسا ہے۔ ایشیا۔

۶۔ دنیا کا سب سے چھوٹا براعظم کون۔ آسٹریلیا۔

۷۔ دنیا میں سب سے زیادہ پٹرول کہاں پیدا ہوتا ہے۔ امریکہ میں

۸۔ دنیا میں سب سے زیادہ ربڑ کہاں پیدا ہوتا ہے۔ ملایا میں

۹۔ دنیا میں سب سے زیادہ ریشم کہاں پیدا ہوتا ہے۔

۱۰۔ دنیا میں سب سے زیادہ اون کہاں پیدا ہوتا ہے۔ جرمن میں

۱۱۔ دنیا میں سب سے زیادہ چاندی کہاں پیدا ہوتی ہے۔ میکسیکو

۱۲۔ دنیا میں سب سے زیادہ سونا کہاں پیدا ہوتا ہے۔ جنوبی افریقہ میں

سراج احمد شمس کلکتہ

رُوم کے بادشاہ کا خواب

کسی زمانہ میں ایک بہت خوبصورت اور طاقتور بادشاہ کونٹن ٹنسٹی نامی روم میں حکمراں تھا۔ وہ چونکہ اپنی رعایا کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتا تھا۔ اس لئے اس کی رعیت اس سے بہت خوش تھی۔

ایک دن بادشاہ شکار کے لئے گیا۔ دوپہر کے وقت جبکہ گرمی بہت سخت پڑ رہی تھی۔ بادشاہ اپنی ڈھال پر سر رکھ کر سو گیا۔ فوج چاروں طرف بادشاہ کو آفتاب کی دھوپ اور گرمی سے بچانے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ بادشاہ بہت گہری نیند سو رہا تھا کسی کو جگانے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ جب شام ہوگئی اور اندھیرا بڑھنے لگا تو فوج نے بادشاہ کو اٹھانے کی یہ ترکیب سوچی کہ اپنی ڈھالیں اور تلواریں زور زور سے بجانا شروع کردیں۔ گھوڑے بھی ہنہنانے لگے۔ یہاں تک کہ بادشاہ جاگ اٹھا۔ اٹھتے ہی بادشاہ نے غصہ میں پوچھا "تم لوگوں نے مجھے کیوں جگایا؟" انہوں نے جواب دیا "حضور بہت دیر ہوگئی ہے اور اب شکارگاہ سے واپس جانے کا وقت ہے۔"

بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے گھوڑے پر بیٹھکر رنجیدہ اور خاموش روم واپس چلا آیا۔

اس واقعہ کے بعد سے کونٹن ٹیس بالکل بدل گیا تھا اب وہ شکار کھیلنے بھی نہیں جاتا تھا اور ہمیشہ رنجیدہ رہتا تھا کبھی کبھی کوشش کرکے مسکراتا اور بولتا بھی تھا۔ مگر جب وہ سوتا تو بہت ہی خوش نظر آتا اور اکثر سوتے میں وہ مسکراتا بھی تھا۔

ایک مہینہ بعد ایک وزیر بادشاہ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ "حضور آپ کی رعیت کو آپ سے شکایت ہے وہ کہتی ہے کہ آپ اس کی بالکل خبر نہیں لیتے" یہ سُنکر بادشاہ اُسی روز دربار میں گیا اور لوگوں سے کہا "میں نے سنا ہے کہ میری رعایا مجھ سے ناراض ہے اگر وہ مجھے پسند نہیں کرتی تو میں بخوشی تخت و تاج اُس شخص کو دینے کو تیار ہوں جس کو رعیت چاہتی ہو" یہ کہکر بادشاہ نے اپنے رنجیدہ رہنے اور دربار میں نہ آنے کا سبب یوں بیان کرنا شروع کیا۔ کہ "کچھ عرصہ ہوا میں اپنی فوج کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا۔ دوپہر کے وقت مجھے نیند آئی اور میں اپنی ڈھال پر سر رکھ کر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اونچی اونچی پہاڑیوں اور بڑے بڑے دریاؤں کو پار کرتا ہوا اکیلا جا رہا ہوں راستہ میں مجھے ایک بڑی اور گہری ندی ملی۔ ناگہاں میرا پاؤں پھسلا اور میں ندی میں گر گیا۔ اور بہتے بہتے کنارے پر پہنچ گیا وہاں میں نے بہت سی کشتیاں اور جہاز کھڑے دیکھے۔ ان میں ایک جہاز بہت ہی خوبصورت سونے چاندی کا کا بنا ہوا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ کنارے سے سرک رہا تھا۔ میں جلدی سے آگے بڑھا اور اس میں داخل ہوگیا۔

اور جہاز روانہ ہوگیا۔ بہت جلد ہم ایک خوبصورت جزیرہ میں پہنچ گئے۔ وہاں میں نے ایک خوبصورت محل دیکھا۔ میں آہستہ آہستہ محل کے دروازہ تک پہنچا اور اس میں داخل ہوگیا۔ اندر پہنچ کر میں نے ایک بہت بڑا کمرہ دیکھا جو کہ ملک روم کے تمام خوبصورت کمروں سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اس کی دیواریں سونے کی تھیں اور کمرے کا سامان سونے چاندی کا بنا ہوا تھا۔ کمرے میں دو نوجوان بیٹھے شطرنج کھیل رہے تھے۔ اُن کے پاس ہی چاندی کی ایک کرسی پر ایک بوڑھا شخص بیٹھا ہوا شطرنج دیکھنے میں محو تھا۔ اس پیرمرد کے قریب ہی ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جو میری جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کی پوشاک بہت قیمتی تھی وہ سونے کا ایک قیمتی تاج سر پر رکھے ہوئے تھی۔

میں نے دوزانو ہو کر سلام کیا۔ اور جیسے ہی وہ مجھ سے ملنے کے لئے تخت پر سے اٹھی میں جاگ اٹھا۔

یہی وجہ ہے کہ اب میں صرف خواب دیکھنے میں ہی خوش رہتا ہوں وہ خوبصورت لڑکی ابھی تک مجھے خواب میں نظر آتی ہے۔ اور اب میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ خوبصورت لڑکی میرے خوابوں سے نکل کر میری ملکہ بنے۔"

یہ سن کر وزیر نے ہر طرف قاصد دوڑائے کہ کہیں ایسی لڑکی مل جائے۔ مگر تمام کوششیں بیکار گئیں۔ آخر کار ایک شخص نے یہ رائے دی کہ ہم سب کو وہاں چلنا چاہیئے جہاں بادشاہ کو پہلا خواب نظر آیا تھا۔ غرض سب وہاں پہنچے جہاں بادشاہ کو خواب نظر آیا تھا۔ وہاں ایک دریا اور پہاڑ بھی تھا۔ جیسا کہ بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا سب نے اس دریا کو پار کیا اور اس پہاڑی پر سے گزر کر سمندر کے کنارے پر پہنچے وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک جہاز ان کا انتظار کر رہا ہے وہ سب اس میں سوار ہو گئے اور جہاز ان کو برطانیہ (برٹن) کے ایک خوبصورت جزیرہ میں لے آیا وہ سب جہاز سے اتر کر ایک محل میں پہنچے۔ انہوں نے اس محل کو بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ بادشاہ نے کہا تھا

وہ سب شہزادی ہیلنا کے سامنے دوزانو ہو گئے اور اس کو سلام کیا اور پھر کل حالات مفصل اُس سے بیان کر کے عرض کیا "آپ کو کونسی تجویز پسند ہے۔ بادشاہ کونسٹنٹین خود آپ کو لینے یہاں آئیں یا آپ ہمارے ہمراہ روم چلنے پر تیار ہیں؟"

شہزادی نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ کو مجھ سے محبت ہے اور وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ خود مجھے میرے محل میں لینے آئے اور اسی محل میں مجھ سے شادی کرے۔"

قاصد لوٹے اور شہزادی ہیلنا کی شرط سے بادشاہ کو آگاہ کیا۔ بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ شہزادی ہیلنا کے محل میں پہنچا اور محل کو بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔

"روم کی ملکہ خوش رہو" کونسٹنٹین نے کہا۔ شہزادی نے جھک کر بادشاہ کو تعظیم دی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا ہونے والا شوہر ہے۔ دوسرے دن

بادشاہ اور شہزادی ہیلنا کی شادی ہو گئی [illegible] بقیہ صفحہ [illegible]

زمین دوز ریلیں

زمین کے نیچے چلنے والی ریلیں انجینیرنگ کا ایک بڑا کام ہے۔ یہ ریلیں زمین کے نیچے ہی نیچے چلتی ہیں اور جن کے اسٹیشن اور پلیٹ فارم[1] بھی زمین کے نیچے ہی ہیں۔ ہم لوگوں جو ہندوستان میں ہیں۔ اور جنہوں نے ایسی ریلیں کبھی نہیں دیکھیں یہ بات ذرا ناممکن سی معلوم ہوتی ہے۔ لندن۔ ماسکو۔ پیرس اور نیو یارک میں آمد و رفت کا یہ طریقہ عام ہے۔ اس طرح کی سب سے پہلی ریل ۱۸۶۳ء میں لندن میں جاری ہوئی تھی۔ اس وقت تو یہ ایک چھوٹی سی اسکیم[2] تھی لیکن آج لندن میں زمین دوز[3] ریلوں کی پٹریوں کا جو جال بچھا ہوا ہے وہ پچھلے اسّی سال میں تیار ہوا ہے اور جو ۲۰۰ میل لمبا ہے۔ یہ ریلیں زمین کے نیچے ۲۵ فٹ سے ۲۵۰ فٹ تک کی گہرائی میں چل رہی ہیں۔ یہ بجلی سے چلنے والی گاڑیاں بہت تیز رفتار آرام دہ اور سستی ہیں۔ اسی لئے لوگ انہیں بہت پسند کرتے ہیں۔ ان ریلوں میں تقریباً دس لاکھ آدمی روزانہ سفر کرتے ہیں جس راستہ پر ریل چلائی ہوتی ہے وہاں خاص جگہوں پر کوئیں سے کھودے جاتے ہیں۔ پھر ان کوؤں کی تہہ[4] سے سرنگ کی کھدائی شروع ہوتی ہے۔ دو سرنگیں کھودی جاتی ہیں۔ ایک آنے والی گاڑیوں کے لئے اور دوسری جانے والی گاڑیوں کے لئے۔ سرنگوں کی چوڑائی اسٹیشنوں کے درمیان تو ۱۲ فٹ کے قریب ہوتی ہے۔ اور اسٹیشنوں پر اس سے دگنی۔ ان سرنگوں میں تازہ ہوا کی آمد و رفت کے لئے بہت اعلیٰ درجہ کا انتظام ہے گرمیوں میں یہ سرنگیں ٹھنڈی رہتی ہیں اور جاڑے میں گرم۔ جنگ[5] کے زمانے میں ان ریلوں کے پلیٹ فارم ہوائی حملوں کی پناہ گاہوں[6] کے طور پر استعمال کئے گئے اور ہزاروں لوگوں نے یہاں بہت سی راتیں زمین پر گرنے والے بموں سے بچنے کے لئے گذاری ہیں۔

پلیٹ فارم پر پہنچنے کے لئے ایک عجیب[7] ایجاد[8] گھومتا ہوا زینہ ہے۔ آدمی زینے کے اوپر سیڑھی پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور زینہ خود بخود آہستہ آہستہ نیچے اترجاتا ہے۔ سیڑھیاں مسلسل[9] اسی طرح ایک چکر میں چلتی رہتی ہیں۔ اوپر جانے والے مسافر اسی طرح ایک دوسرے زینے سے بغیر کسی تکلیف کے چڑھ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ لوگ جو خود کو بہت طاقتور سمجھتے ہیں نیچے آتے والی سیڑھیوں کے ذریعہ اوپر چڑھنا چاہتے ہیں۔ ماسکو اور پیرس میں زمین دوز ریلوں کو "میٹرو" کہتے ہیں۔ روس میں یہ ریلوے ۱۹۳۵ء میں جاری ہوئی۔ سب سے بعد میں بننے کی وجہ سے عمارتی اور ہنرمندی کے لحاظ سے یہ دنیا کی بہترین ریلوے مانی جاتی ہے۔

---

[1] چبوترہ [2] تجویز [3] زمین کے اندر [4] گہرائی۔

[5] لڑائی [6] حفاظت سے رہنے کی جگہ [7] انوکھا۔ [8] نئی چیز بنانا۔ [9] سلسلہ بندی کیا گیا۔

پیرس میں یہ سرنگیں دریائے سین کے نیچے سات جگہ سے گذرتی ہیں۔ اور اِس طرح بہت سا بیکار سفر بچ جاتا ہے۔ امریکن اپنی زمین دوز ریلوں کو "سب وے" کہتے ہیں۔ یہاں یہ ۱۹۱۳ء سے چل رہی ہیں یہ بہت بڑے رقبہ[1] میں پھیلی ہوئی ہیں اور بڑے بڑے تجارتی مرکزوں[2] کو ملاتی ہیں۔ اِن بڑے شہروں کے علاوہ اور کئی شہروں میں بھی ایسی چھوٹی ریلیں موجود ہیں۔ برلن میں ایک ایسی ریل ہے۔ ایک ریل ایتھنز سے چلتی ہوئی مشہور بندرگاہ[3] پائریس کو بھی جاتی ہے۔ سڈنی (آسٹریلیا) میں بھی زمین دوز ریلوں کا اچھا انتظام ہے اور گاڑیاں زمین سے باہر اِس پل کو پار کرنے کے لئے نکلتی ہیں جو بندرگاہ پر ہے۔

---

[1] زمین کی لمبائی چوڑائی کا حاصل ضرب

[2] ٹھہرنے کی جگہ۔

[3] جہازوں کے ٹھہرنے کی جگہ۔

سیّد محمّد عبّاس

نرسنگھ پور

رمضان جارہے ہیں

بچّوں کے ماہِ رمضان چھوٹے سے تھے بچارے
ہم اٹھتے تھے سحر کو کرتے تھے خوب گڑ بڑ
امّاں کو تھے ستاتے کھاتے تھے پھر پراٹھے

لیکن وہ جارہے ہیں
کوئی ہمیں سنبھالے

ان کے ہی دم قدم سے رکھتے تھے ہم بھی روزے
چھوٹے سے مُنہ سے ہم بھی پڑھتے تھے کچھ سپارے
دنیا بھی خوش تھی ہم سے اللہ بھی خوش تھا ہم سے

لیکن وہ جارہے ہیں
کوئی ہمیں سنبھالے

مغرب کے وقت جس دم دیتا اذاں مؤذّن
ہم چھوٹے چھوٹے بچے تھے مسجدوں کو جاتے
پھر کھولتے تھے روزہ گاڑی سے سنگتروں سے

لیکن وہ جارہے ہیں
کوئی ہمیں سنبھالے

سعیدہ بیگم ناگپور

لڑکپن

بچپن کا زمانہ کیا اچھا زمانہ ہوتا ہے۔ کھانیکی فکر نہ کپڑے کی۔ خانہ داری سے واسطہ نہ مہمانداری سے۔ بادشاہت کہو۔ تو وہ بچپن ہی کا زمانہ ہے۔ بادشاہ کو سلطنت کی فکر ہوتی ہے۔ رعایا کے آرام و آسایش کا خیال رہتا ہے۔ مگر یہاں کچھ بھی فکر نہیں صرف تعلیم کا ہے۔ مدرسہ ہے یا ماسٹر کے آنے کے وقت کا خیال یہ رہتا ہے کہ آج اگر ماسٹر صاحب نہ آئیں تو اچھا ہے، ہم عمروں کے ساتھ کھیلیں گے۔ چاندنی رات ہو تو آنکھ مچولی ہوگی۔ یا لون پاٹ کھیل کود میں سب سے اول رہیں گے۔ پھر مدرسہ جانے کے لئے بھی کوئی نہ کوئی بہانہ کیا جاتا ہے۔ کوئی درد سر کا بہانہ کرتا ہے اور کوئی درد شکم کا۔ کیونکہ اندرونی بیماری اس لئے بتائی جاتی ہے۔ کہ لوگ سچ سمجھ لیں مگر بچوں کو یہ زمانہ ایسی غفلت میں نہیں کھونا چاہیئے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ جو بچے سمجھدار ہوتے ہیں۔ وہ کوشش کر کے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تاکہ آیندہ اپنے ضعیف ماں باپ کی خدمت کریں۔ ملک کے کام آئیں۔ مخلوق کو فائدہ پہونچائیں۔ بچو۔ اپنے اس زمانہ کی قدر کرو۔ اور جہانتک ہوسکے تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تمہاری آیندہ زندگی سے ساتھ آنے والی نسلیں بھی تم سے سبق لیں جو بچے اپنی زندگی کھیل کود میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ ہمیشہ پشیمان رہتے ہیں۔ مرنے تک کف افسوس ملتے ہیں۔ اُن کی زندگی۔ ان کے اور دوسروں کے لئے بھی وبال جان ہوجاتی ہے۔ جاہل آدمی سے لوگ پناہ مانگتے ہیں کوئی منہ نہیں لگاتا۔ جس کی وجہ سے وہ خود چڑچڑا ہوکر ہر ایک سے لڑنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ تہذیب نہیں آتی بجائے اس کے تعلیم یافتہ سے ہر آدمی اخلاق سے ملتا ہے۔ ہر جگہ اس کی عزت ہوتی ہے۔ تعلیم ہی سے اخلاق۔ تہذیب۔ رحمدلی۔ ہمدردی۔ اور بزرگوں کا ادب۔ یہ سب باتیں پیدا ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ہر دلعزیز ہوجاتا ہے۔

بچو۔ جہاں تک ہوسکے اچھے بننے کی کوشش کرو۔ اور ہمیشہ سچائی کو مدنظر رکھو اگر کوشش کرو تو کوئی بڑی بات نہیں۔ دیکھو نپولین مصطفےٰ کمال۔ یہ بھی انسان ہی تھے۔ مگر ان کی کوشش اور ہمت کی وجہ سے آج اُن کی یہ شہرت ہوئی ہے۔ کہ بچے بچے کی زبان پر ان کی بہادری کے افسانے ہیں۔ پیارے بچو۔ اگر تم بھی ہمت کرو۔ تو اس سے بڑھ کر شہرت حاصل ہوسکتی ہے۔ صرف تعلیم حاصل کرنے سے فائدہ نہیں۔ اس پر عمل بھی کرو۔ والدین کی خدمت دل سے کرو۔ ملک کے خیرخواہ بنو۔ ملک پر ہمیشہ قربان ہونے کے لئے تیار رہو۔ مخلوق کو فائدہ پہونچانیکی فکر کرو۔ عزیزوں دوستوں سے محبت کے ساتھ پیش آؤ۔ یہی تعلیم کے فائدے۔ خدا توفیق نیک دے اور قوم کا ہر بچہ مصطفےٰ کمال پاشا کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔

مسز قادر حسین سعید ایڈوکیٹ حیدرآباد دکن

آتشی چڑیا

کسی زمانہ میں روس کے ملک میں زار بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کے ملازموں میں ایک مشہور تیرانداز تھا۔ جس کو تیراندازی میں کمال حاصل تھا۔ بادشاہ اس کو پیار سے لیسانیو کہتا تھا۔ اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جو کہ آدمیوں کی طرح بولتا تھا۔ لیسانیو آیندہ ہونے والی باتیں اور اس کے نتیجہ کو بھی اپنی خداداد طاقت سے معلوم کرلیا کرتا تھا۔ بادشاہ اس کی وجہ سے کئی لڑائیاں بھی جیت چکا تھا۔ جس کی وجہ سے لیسانیو کا درجہ بادشاہ کی فوج میں سب سے اونچا تھا۔

ایک دفعہ لیسانیو کو بادشاہ نے کسی کام سے باہر بھیجا۔ لیسانیو ایک جنگل میں پہونچا جہاں اس نے تمام پیڑ پھول پتوں سے لدے اور زمین کو سبز فرش سے آراستہ پایا۔ لیکن اس بہار کے موسم میں اس نے خوش آواز جانوروں کے چہچہانے کی آواز نہ سنی اس کو بڑا تعجب ہوا۔ وہ اور آگے بڑھا۔ لیکن اس نے خونخوار جانوروں کی چیخ اور اپنے گھوڑے کی ٹاپ کی آواز کے سوا کچھ نہ سُنا۔

"پیارے گھوڑے! کیا تو جنگل میں خاموشی کی وجہ بتا سکتا ہے؟" لیسانیو نے گھوڑے سے پوچھا۔

ابھی اس کی زبان سے یہ الفاظ پورے ادا بھی نہ ہوئے تھے۔ کہ اس نے زمین پر ایک پر پڑا ہوا دیکھا جو ہنس اور حواصل کے پر سے بڑا تھا۔ سورج کی روشنی میں یہ سونے کا پر خوب چمک رہا تھا۔ اب جنگل میں خاموشی کی وجہ اس کی سمجھ میں آگئی۔ کیونکہ اس راستہ سے آتشی چڑیا گذری تھی اور یہ پر اسی چڑیا کے سینے کا تھا۔

"اس پر کو مت اُٹھاؤ کیونکہ تم کو بعد میں اس پر کی وجہ سے بڑی مصیبت اُٹھانی پڑے گی"۔ گھوڑے نے کہا۔

بہادر لیسانیو اِدھر اُدھر ٹہلنے اور سوچنے لگا کہ اگر میں اس پر کو اٹھالوں اور بادشاہ کے پاس لیجاؤں تو وہ بہت خوش ہوگا اور پھر مجھے کہیں باہر نہ بھیجے گا۔ کیونکہ دنیا کے کسی بادشاہ نے ابتک آتشی چڑیا کے سینے کا چمکتا ہوا پر نہیں پایا ہے"۔ یہ سوچ کر اوس نے گھوڑے کی نصیحت کی پرواہ نہ کی اور پر کو اُٹھالیا۔ اور بہت تیزی سے محل کی طرف روانہ ہوگیا محل میں پہونچکر وہ بادشاہ کے پاس گیا۔ اور شاہی آداب بجاکر کہا۔

"اے آقا! میں آپ کے لئے آتشی چڑیا کا پر لایا ہوں۔

بادشاہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ "جس طرح تو اس پر کو لایا ہے اسی طرح اس چڑیا کو لا۔ کیونکہ ایک پر بادشاہ کے تحفے کے لئے مناسب

لڑکپن

بچپن کا زمانہ کیا اچھا زمانہ ہوتا ہے۔ کھانیکی
نہ کپڑے کی۔ خانہ داری سے واسطہ نہ مہمانداری
ے۔ بادشاہت کہو۔ تو وہ بچپن ہی کا زمانہ ہے۔
دشاہ کو سلطنت کی فکر ہوتی ہے۔ رعایا کے آرام
سایش کا خیال رہتا ہے۔ مگر یہاں کچھ بھی فکر نہیں
ف تعلیم کا ہے۔ مدرسہ ہے یا ماسٹر کے آنے کے
نت کا خیال یہ رہتا ہے کہ آج اگر ماسٹر صاحب
ائیں تو اچھا ہے، ہم عمروں کے ساتھ کھیلیں گے۔
اندنی رات ہو تو آنکھ مچولی ہوگی۔ یا لون پاٹ کھیل
ود میں سب سے اول رہیں گے۔ پھر مدرسہ جانے کے
لئے بھی کوئی نہ کوئی بہانہ کیا جاتا ہے۔ کوئی درد سر کا
بہانہ کرتا ہے اور کوئی درد شکم کا۔ کیونکہ اندرونی
بیماری اس لئے بتائی جاتی ہے۔ کہ لوگ سچ سمجھ لیں
مگر بچوں کو یہ زمانہ ایسی غفلت میں نہیں کھونا چاہیے
لیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ جو بچے سمجھدار ہوتے
ہیں۔ وہ کوشش کر کے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تاکہ
آیندہ اپنے ضعیف ماں باپ کی خدمت کریں ملک
کے کام آئیں۔ مخلوق کو فائدہ پہونچائیں۔ بچو۔ اپنے
اس زمانہ کی قدر کرو۔ اور جہانتک ہوسکے تعلیم حاصل
کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تمہاری آیندہ زندگی سے
ساتھ آنے والی نسلیں بھی تم سے سبق لیں جو بچے
اپنی زندگی کھیل کود میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ ہمیشہ
پشیمان رہتے ہیں۔ مرنے تک کف افسوس ملتے ہیں۔ اُن
کی زندگی۔ ان کے اور دوسروں کے لئے بھی وبال
جان ہوجاتی ہے۔ جاہل آدمی سے لوگ پناہ مانگتے ہیں
کوئی منہ نہیں لگاتا۔ جس کی وجہ سے وہ خود چڑچڑا ہوکر
ہر ایک سے لڑنے پر تیار رہوجاتا ہے۔ تہذیب نہیں آتی
بجائے اس کے تعلیم یافتہ سے ہر آدمی اخلاق سے ملتا
ہے۔ ہر جگہ اس کی عزت ہوتی ہے۔ تعلیم ہی سے اخلاق۔
تہذیب۔ رحمدلی۔ ہمدردی۔ اور بزرگوں کا ادب۔ یہ
سب باتیں پیدا ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ہر دلعزیز
ہوجاتا ہے۔

بچو۔ جہاں تک ہوسکے اچھے بننے کی کوشش
کرو۔ اور ہمیشہ سچائی کو مد نظر رکھو اگر کوشش کرو تو کوئی
بڑی بات نہیں۔ دیکھو نپولین مصطفٰے کمال۔ یہ بھی
انسان ہی تھے۔ مگر ان کی کوشش اور ہمت کی وجہ سے
آج اُن کی یہ شہرت ہوئی ہے۔ کہ بچے بچے کی زبان پر
ان کی بہادری کے افسانے ہیں۔ پیارے بچو۔ اگر تم بھی
ہمت کرو۔ تو اس سے بڑھ کر شہرت حاصل ہوسکتی ہے۔
صرف تعلیم حاصل کرنے سے فائدہ نہیں۔ اس پر عمل بھی
کرو۔ والدین کی خدمت دل سے کرو۔ ملک کے خیر خواہ
بنو۔ ملک پر ہمیشہ قربان ہونے کے لئے تیار رہو۔
مخلوق کو فائدہ پہونچانیکی فکر کرو۔ عزیزوں دوستوں سے
محبت کے ساتھ پیش آؤ۔ یہ ہیں تعلیم کے فائدے۔ خدا
توفیق نیک دے اور قوم کا ہر بچہ مصطفٰے کمال پاشا
کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔

مسز قادر حسین سعید ایڈوکیٹ حیدرآباد دکن

آتشی چڑیا

کسی زمانہ میں روس کے ملک میں زار بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کے ملازموں میں ایک مشہور تیرانداز تھا۔ جس کو تیراندازی میں کمال حاصل تھا۔ بادشاہ اس کو پیار سے لبسانیو کہتا تھا۔ اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جو کہ آدمیوں کی طرح بولتا تھا۔ لبسانیو آیندہ ہونے والی باتیں اور اس کے نتیجہ کو بھی اپنی خداداد طاقت سے معلوم کرلیا کرتا تھا۔ بادشاہ اس کی وجہ سے کئی لڑائیاں بھی جیت چکا تھا۔ جس کی وجہ سے لبسانیو کا درجہ بادشاہ کی فوج میں سب سے اونچا تھا۔

ایک دفعہ لبسانیو کو بادشاہ نے کسی کام سے باہر بھیجا۔ لبسانیو ایک جنگل میں پہونچا جہاں اس نے تمام پیڑ پھول پتوں سے لدے اور زمین کو سبز فرش سے آراستہ پایا۔ لیکن اس بہار کے موسم میں اس نے خوش آواز جانوروں کے چہچہانے کی آواز نہ سنی اس کو بڑا تعجب ہوا۔ وہ اور آگے بڑھا۔ لیکن اس نے خونخوار جانوروں کی چیخ اور اپنے گھوڑے کی ٹاپ کی آواز کے سوا کچھ نہ سنا۔

"پیارے گھوڑے! کیا تو جنگل میں خاموشی کی وجہ بتا سکتا ہے؟" لبسانیو نے گھوڑے سے پوچھا۔

ابھی اس کی زبان سے یہ الفاظ پورے ادا بھی نہ ہوئے تھے۔ کہ اس نے زمین پر ایک پر پڑا ہوا دیکھا جو ہنس اور حواصل کے پر سے بڑا تھا۔ سورج کی روشنی میں یہ سونے کا پر خوب چمک رہا تھا۔ اب جنگل میں خاموشی کی وجہ اس کی سمجھ میں آگئی۔ کیونکہ اس راستہ سے آتشی چڑیا گذری تھی اور یہ پر اسی چڑیا کے سینے کا تھا۔

"اس پر کو مت اٹھاؤ کیونکہ تم کو بعد میں اس پر کی وجہ سے بڑی مصیبت اٹھانی پڑے گی"۔ گھوڑے نے کہا۔

بہادر لبسانیو ادھر ادھر ٹہلنے اور سوچنے لگا کہ اگر میں اس پر کو اٹھالوں اور بادشاہ کے پاس لیجاؤں تو وہ بہت خوش ہوگا اور پھر مجھے کہیں باہر نہ بھیجے گا۔ کیونکہ دنیا کے کسی بادشاہ نے ابتک آتشی چڑیا کے سینے کا چمکتا ہوا پر نہیں پایا ہے"۔ یہ سوچ کر اوس نے گھوڑے کی نصیحت کی پروانہ کی اور پر کو اٹھالیا۔ اور بہت تیزی سے محل کی طرف روانہ ہوگیا محل میں پہونچکر وہ بادشاہ کے پاس گیا۔ اور شاہی آداب بجا کر کہا۔

"اے آقا! میں آپ کے لئے آتشی چڑیا کا پر لایا ہوں۔

بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ "جس طرح تو اس پر کو لایا ہے اسی طرح اس چڑیا کو لا۔ کیونکہ ایک پر بادشاہ کے تحفے کے لئے مناسب

ـسہے۔ جاؤ۔ اس چڑیا کو لاؤ۔ ورنہ تم کو قتل کردیا
ـے گا۔"

یہ سن کر بسانیو رنج و غم کی حالت میں گھوڑے
پاس گیا۔ آقا کو رنجیدہ دیکھکر گھوڑے نے
ـب پوچھا۔

"زار (بادشاہ) نے مجھے آتشی چڑیا کو لانے کا
دیا ہے۔" بسانیو نے جواب دیا۔

"میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ اس پر کو اٹھانے
تم مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔ خیر اب بادشاہ کے
ـں جاؤ۔ اور کہو کہ مکئی کی سو بوریاں آدھی رات تک
ـیدان میں بکھروا دیں۔"

بسانیو نے جاکر بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ نے
ـئی کی سو بوریاں میدان میں پھیلوا دیں۔

دوسرے دن بسانیو سورج نکلتے نکلنے گھوڑے
میدان میں پہونچا اور گھوڑے کو چھوڑ کر قریب ہی
ـناہ بلوط کے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ تھوڑی دیر
ـں ایک شور بلند ہوا اور تمام آسمان سنہرے اور
ـلال رنگ میں بدل گیا پھر یکایک آتشی چڑیا آئی اور
ـیدان میں مکئی کو بکھرا ہوا دیکھکر اتر پڑی اور کھانے لگی۔

گھوڑا بھی میدان میں ادھر ادھر چرتا رہا اور
دھیرے دھیرے چڑیا کے قریب آتا رہا۔ یہانتک
ـکہ وہ بالکل اس کے قریب آگیا۔ چڑیا کے قریب آکر
یکایک اُس نے اس کا بازو دبا لیا۔ چڑیا پھڑپھڑانے
لگی یہ دیکھکر بسانیو درخت سے اترا اور چڑیا کو
پکڑ لیا اور اپنے تھیلے میں قید کر کے محل کا رخ کیا۔

بادشاہ اس کو پاکر بہت خوش ہوا اور اس کو انعام و اکرام
سے سرفراز کیا۔

کچھ دنوں بعد پھر بادشاہ نے بسانیو سے کہا کہ
"جس طرح تم اس چڑیا کو لائے ہو۔ اسی طرح تم
میری ملکہ شہزادی ویسیلیسا کو بھی لا سکتے ہو جو نیپتی کے
ملک میں رہتی ہے میں بہت دنوں سے اس کا انتظار
کر رہا ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے اس کے
اور کسی سے شادی نہ کروں گا۔ اگر تم اس کو میرے
پاس لے آئے تو میں تم کو خلعت عطا کروں گا ورنہ
تم کو قتل کردیا جائیگا۔

بسانیو یہ حکم پاکر رونے لگا۔ اور گھوڑے کے
پاس گیا۔ گھوڑے نے اپنے آقا کو روتا دیکھ کر سبب
پوچھا۔

"بادشاہ نے مجھے شہزادی ویسیلیسا کے لانے
کا حکم دیا ہے جو نیپتی کے ملک میں رہتی ہے" بسانیو نے کہا

"رو مت۔ جاؤ اور بادشاہ سے چاندی کا
خیمہ جس کی چھتیں سونے کی ہوں مانگ لاؤ اور
سفر کے واسطے لذیذ اور عمدہ کھانے کی چیزیں بھی لاؤ"
گھوڑے نے کہا۔

بسانیو بادشاہ کے پاس گیا اور ان سب
چیزوں کی خواہش ظاہر کی۔ زار نے عمدہ کھانے،
عمدہ شراب اور چاندی کا خیمہ جس کی چھتیں سونے کی
تھیں۔ بسانیو کو دیدیں۔ کچھ دن کے سفر کے بعد بسانیو
سمندر کے کنارے پہونچا۔ یہاں اُس نے سورج کو
نکلتے اور ڈوبتے دیکھا۔ یہی ملک نیپتی کا تھا۔ گھوڑے

بٹھا کر بسانیو نے سمندر کی طرف دیکھا۔ اس نے
چاندی کی ایک کشتی دیکھی جس کے چپو ار سونے کے تھے
اور شہزادی اس کو کھے رہی تھی۔ یہ دیکھکر وہ بہت خوش
ہوا اور خیمہ سمندر کے کنارے کھڑا کر کے اس میں تمام
کھانے کی چیزیں اور شراب اچھی طرح سجا دی۔

شہزادی نے خیمہ کو دیکھ کر کشتی اس کی طرف موڑ دی
تھوڑی دیر میں کشتی کنارے پر لگ گئی اور شہزادی دھیرے
دھیرے خیمہ میں آئی اس کو دیکھکر بسانیو نے کہا کہ
"شہزادی آج آپ ہمارے ساتھ جو کچھ نان و نمک
ہم کو میسر ہے کھائیے" شہزادی بسانیو کے پاس بیٹھ گئی
کھانے لگی۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ شہزادی نے
جیونہی شراب پی اس کو نیند آنے لگی۔ شہزادی وہیں
گدے پر لیٹ گئی اور سوگئی۔ شہزادی کو سوتا دیکھکر
بسانیو نے گھوڑے کو پکارا اور شہزادی کو گھوڑے پر
بٹھا کر محل کا رخ کیا۔

بسانیو۔ شہزادی کو لیکر بادشاہ کے پاس آیا۔
شہزادی کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور بسانیو
کو ایک عمدہ خلعت عطا کی۔

بادشاہ نے شہزادی اور اپنی شادی کی تیاری
کا حکم دیدیا۔ چاروں طرف نقارے بجنے لگے۔ اس
شور سے شہزادی جاگی اور چاروں طرف دیکھ کر
بولی کہ "یہ گھنٹے اور باجے کیوں بج رہے ہیں اور میں
کہاں ہوں سمندر اور میری چاندی کی کشتی کہاں ہے"

"سمندر یہاں سے بہت دور ہے اور
میں تمہاری چاندی کی کشتی کی جگہ تم کو سونے کا تخت
دوں گا۔ تم ہماری ملکہ ہو گی اور یہ نقارے ہماری شادی
کے بج رہے ہیں" بادشاہ نے کہا۔

یہ سن کر شہزادی نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔
اور محبت بھری نظروں سے بسانیو کو دیکھا۔ یہ دیکھکر
بادشاہ بہت غصہ ہوا مگر اس کا غصہ بالکل بے جا تھا۔

"کیوں شہزادی تم مجھ سے شادی نہ کرو گی"
بادشاہ نے پوچھا۔

"سمندر کے بیچ میں میرا عروسی جوڑا ایک بڑے
پتھر کے نیچے ہے۔ اگر میں اس کو نہ پہن سکی تو کسی سے
شادی نہ کرونگی" شہزادی نے کہا۔

یہ سنتے ہی زار نے بسانیو کو عروسی جوڑا لانے کا
حکم دیا۔ بسانیو یہ حکم پاکر رونے لگا۔ گھوڑے کے
پاس گیا اور کہا کہ ابکی میں بچ نہیں سکتا کیونکہ بادشاہ
نے مجھے عروسی جوڑا لانے کا حکم دیا ہے جو سمندر کے بیچ
میں ایک بڑے پتھر کے نیچے ہے۔

"میں نے اسی لئے پر اٹھانے کو منع کیا تھا مگر
تم نہ مانے۔ خیر چلو۔ عروسی جوڑا لانے کی کوشش
کریں" گھوڑے نے کہا۔

بسانیو نے فوراً زین کسا۔ اور نیتی کے ملک کی
طرف عروسی جوڑا لانے کے لئے چلدیا۔ تھوڑی دیر میں
گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا منزل مقصود پر پہونچ گیا۔

بسانیو نے گھوڑے سے اتر کر سمندر پر چاروں
طرف نظر ڈالی۔ مگر اس کو پانی کے سوا کچھ نہ نظر آیا۔ گھوڑا
کنارے پر ادھر ادھر پھرتا اور چاروں طرف دیکھتا
رہا۔ اس نے ایک کیکڑا دیکھا جو سنہرے بالو اور پانی

کے درمیان تیر رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں کیکڑا کنارے پر آگیا۔ یہ کیکڑوں کا بادشاہ تھا۔ جونہی کہ کیکڑا اس کے قریب آیا۔ اُس نے اپنا سم اٹھاکر اس کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ کیکڑے نے کہا۔

"تم مجھے چھوڑ دو۔ جو کچھ تم کہوگے کروں گا۔"

"سمندر کے بیچ میں شہزادی ویسیلیسا کا عروسی جوڑا ایک پتھر کے نیچے ہے اسے لا دو" گھوڑے نے کہا۔

یہ سن کر کیکڑا غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر کے بعد عروسی جوڑا جو ایک سنہرے صندوق میں تھا لیکر نمودار ہوا۔ بسا ئیو اسے پاکر بہت خوش ہوا اور جوڑا لیکر بادشاہ کے محل کا رُخ کیا۔

محل میں پہونچ کر بسا ئیو وہ سنہرا صندوق شہزادی کے پاس لے گیا شہزادی صندوق پاکر رنجیدہ ہوگئی۔ اُداس ہوکر بسا ئیو کو دیکھا اور عروسی جوڑا لیکر اس کو پہننے کے لئے غسلخانہ میں گئی۔ زار بہت خوش تھا۔ تمام سلطنت میں شادیانے بج رہے تھے۔

زار شہزادی کے پاس گیا اور گرجا گھر میں چلنے کے لئے کہا مگر وہ راضی نہ ہوئی اور کہا کہ "میں اس وقت تک شادی نہ کروں گی جب تک کہ اس شخص کو جو مجھے لایا ہے کھولتے ہوئے پانی میں نہ اُبال لا جائے۔"

یہ سنکر زار نے حکم دیا کہ ایک بہت بڑے برتن میں پانی گرم کیا جائے اور جب پانی اُبلنے لگے تو بسا ئیو کو اس کے اندر ڈالدیا جائے کیونکہ اس نے شہزادی ویسیلیسا کا وطن چھڑایا ہے نوکروں نے حکم کے موافق تیاری کرنی شروع کردی۔

بسا ئیو سوچنے لگا کہ اگر میں گھوڑے کی بات مان لیتا تو ہرگز اس مصیبت میں نہ پھنستا۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا "میں مرنے سے پہلے اپنے گھوڑے سے ملنا چاہتا ہوں اور یہ میری آخری التجا ہے" بسا ئیو نے بادشاہ سے کہا۔

بادشاہ نے شہزادی کی رضامندی پر اُسے اجازت دے دی۔ اجازت ملنے پر بسا ئیو گھوڑے کے پاس آیا اور کہا۔

"اگر میں تیری بات مان لیتا تو اس مصیبت میں نہ پھنستا۔ اب میں آسمان کے سفر پر جا رہا ہوں۔ بادشاہ نے مجھکو گرم پانی میں اُبالے جانے کا حکم دیا ہے۔"

"ہمت نہ ہارو شہزادی نے زار کو ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے اور اس میں شہزادی کی ایک خاص مصلحت ہے جاؤ اور جب بادشاہ کے نوکر تم کو کھولتے پانی میں ڈالنے کا ارادہ کریں۔ تم خود دوڑ کر جانا اور پانی میں کود جانا" گھوڑے نے کہا۔

بسا ئیو کی کچھ ڈھارس بندھی وہ اس جگہ آیا۔ جہاں پانی گرم کیا جا رہا تھا۔ جب پانی گرم ہوگیا تو شہزادی نے پانی کی گرمی معلوم کرنے کے لئے اس کے اوپر ہاتھ پھیرا اور پانی کے اندر کچھ ڈالدیا۔ جب نوکر بسا ئیو کو ڈالنے کے لئے تیار ہوئے تو وہ خود دوڑ کر گیا اور پانی میں کود پڑا اور دو ڈبکی لگا کر نکل آیا اور بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اب اس کی خوبصورتی اور بڑھ گئی تھی اور تمام لوگ اس کا رنگ بدل جانے پر تعجب کر رہے تھے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا یہ تو ایک معجزہ ہے

گینڈا

گینڈا ایک سُم دار چوپایہ ہے جو کوہِ ہمالیہ کی ترائی میں نیپال سے بھوٹان تک پایا جاتا ہے - آسام اور سندربن میں بھی گینڈے ملتے ہیں - برّاعظم ایشیا میں سیام، کوچین چین - جاوا اور سماٹرا میں - اور برّاعظم افریقہ میں حبش - اور جنوبی راس کے قرب وجوار میں بھی گینڈے ہوتے ہیں اس کا ڈیل ڈول بھاری اور بھدا ہوتا ہے - لمبائی میں بارہ فیٹ اور اونچائی میں سات فیٹ کے قریب ہوتا ہے - پیٹھ خمدار اور سر بڑا ہوتا ہے اوپر کا ہونٹ لچکدار اور باہر کو نکلا ہوا ہوتا ہے اور چونکہ وہ چاروں طرف مڑ سکتا ہے - اس لئے خاص طور پر ایک چھوٹی سی سونڈ کا کام دیتا ہے اس کے کان چھوٹے نوک دار اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ذرا اندر کو دھنسی ہوئی - ٹانگیں چھوٹی مگر موٹی اور مضبوط - دُم چھوٹی - پاؤں سُم دار جس میں تین تین انگلیوں کے نشان ہوتے ہیں - ایشیائی گینڈے کی ناک پر ایک ٹھوس سینگ ہوتا ہے جو کسی قدر خم دار گاؤ دم اور نوک دار ہوتا ہے افریقہ کے گینڈے کی ناک پر پاس پاس دو سینگ ہوتے ہیں - اگلا سینگ نو انچ کے قریب اور پچھلا چھ انچ کے قریب افریقہ میں سفید رنگ کا گینڈا بھی پایا جاتا ہے اور اس کا قد دوسرے گینڈوں سے بڑا ہوتا ہے - گینڈے عام طور پر ہر جگہ کالے رنگ کے ہوتے ہیں - اس کا چمڑا بہت ہی موٹا اور دلدار ہوتا ہے اس کی کھال پر جھرّیاں یا سلوٹیں ہوتی ہیں - گینڈا ایک غریب جانور ہوتا ہے خاموش اور پرسکون زندگی بسر کرتا ہے اور دریاؤں اور جھیلوں کے کنارے جھاڑیوں اور دلدلوں میں رہنا پسند کرتا ہے -

کیچڑ پانی میں بہت خوش رہتا ہے لیکن اگر اس کو کوئی چھیڑے - دق کرے یا اس پر حملہ کرے پھر یہ غضبناک ہو کر خود حملہ کرتا ہے اور ناک پر سینگ ہونے کی وجہ سے اس کا حملہ بے پناہ اور نہایت خطرناک ہوتا ہے لہٰذا اس کا مقابلہ کرنا بہت ہی دشوار ہے - گینڈے کو دکھائی کم دیتا ہے مگر اس کی سونگھنے اور سُننے کی قوتیں بہت تیز ہوتی ہیں - آدمی سے یہ بہت گھبراتا ہے ذرا سی آہٹ پا کر چوکنا ہو جاتا ہے - گینڈے کا ڈیل ڈول اگرچہ بڑا اور بھاری ہے اس پر بھی وہ پھرتیلا جانور ہے -

بی - بی خدیجہ سلطان

ستارے

فلک پر ہیں اس طرح لرزاں ستارے
کوئی جیسے رہ رہ کے اخگرؔ کسی کو
محبت بھرے کر رہا ہو اشارے
بہت خوبصورت حسیں اور پیارے
مجھے لگ رہے ہیں یہ ننھے ستارے
فلک جھلملاتا ہے ان کی چمک سے
سمندر پہاڑ اور جنگل میں گر ہے
لئے ہے روشنی بس انہی کی دمک سے
بہت خوبصورت حسیں اور پیارے
مجھے لگ رہے ہیں یہ ننھے ستارے
یہ شمعوں کی صورت چمکتے ستارے
یہ گم گردہ منزل مسافر کے ساتھی
یہ بھٹکے ہوئے راہیوں کے سہارے
بہت خوبصورت حسیں اور پیارے
مجھے لگ رہے ہیں یہ ننھے ستارے
خدایا مجھے بھی ستارا بنا دے
میں کام آؤں دنیا میں ہر آدمی کے
مجھے بیکسوں کا سہارا بنا دے

اسلم اخگر (امرتسر)

قیمتی باتیں

۱۔ سب سے بہتر اُستاد "وقت" ہے۔
۲۔ سب سے بہتر کتاب "دنیا" ہے۔
۳۔ سب سے بہتر دوست "خدا" ہے۔ (ٹالمنڈ)
۴۔ بہادر صرف وہی ہیں جو معاف کردینا جانتے ہیں (سسٹرن)
۵۔ لوگوں میں ہمت کی نہیں بلکہ قوت ارادی کی کمی ہوتی ہے۔ (وکٹر ھیوگو)
۶۔ خوشی سے رونا کس قدر بہتر ہے کسی کے رونے پر خوش ہونے سے (شیکسپیر)
۷۔ زندگی کا سب سے بڑا مقصد اپنے آپ پر ترس کھانے کے بجائے دوسروں پر ترس کھانا ہونا چاہئے۔ (ڈایولٹ)
۸۔ ہماری ناکامی کا بڑا سبب اپنے اوپر بھروسہ نہ کرنا ہوتا ہے۔ (بوڈز)
۹۔ بڑے آدمی وہ ہیں جو ہر کام کو خوبی سے انجام دیتے ہیں اور جو کسی کام کو بھی بُرا نہیں سمجھتے خواہ وہ کام کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو (رسکن)

کلثوم حمید پاس۔ لائلپور

لالچ کی سزا

کسی شہر میں دو بھائی موہن اور سوہن رہتے تھے ان کے والدین مر گئے تھے دونوں بہت غریب تھے ایک دن دونوں روزی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ جنگل میں جاکر دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے موہن کسی اور طرف چلا گیا اور سوہن دوسری جانب۔ سوہن ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اُسے ایک سوداگر ملا جو بکریوں کی تجارت کرتا تھا سوہن سوداگر سے کہنے لگا کہ میں بھوکا ہوں کچھ کھانے کے لئے دو سوداگر نے اُسے روٹی دی اور کہا کہ تم مجھ سے بھیڑیں لیلو اور تجارت کرو۔ سوہن نے کہا بہت اچھا سوداگر نے اُسے بیس بھیڑیں دیدیں سوہن ان کو لیکر اپنے ملک کو روانہ ہونے والا ہی تھا کہ سوداگر نے اُس سے کہا" میرے پاس ایک ایسا سرمہ ہے کہ اگر ہم اُسے اپنی بائیں آنکھ میں لگالیں تو ہمیں دنیا کے خزانے نظر آنے لگیں اگر تم اس سرمہ کو لینا چاہو۔ تو شوق سے لو سوہن نے کہا" میں پھر کسی دن آکر آپ سے لے جاؤں گا۔ سوداگر نے کہا" اچھا" تھوڑے دنوں کے بعد سوہن پھر سوداگر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے وہ سرمہ تھوڑا سا دیجئے سوداگر نے تھوڑا سا سرمہ اُسے دے دیا۔ سوہن نے گھر واپس آکر وہ سرمہ اپنی آنکھ میں لگایا۔ تو اُسے دنیا کے خزانے نظر آنے لگے پھر اُس نے سوچا کہ اگر میں دوسری آنکھ میں بھی لگالوں تو مجھے اور زیادہ نظر آئیں گے یہ خیال کرکے اس نے دوسری آنکھ میں بھی سرمہ لگا لیا۔ دوسری آنکھ میں سرمہ لگانا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔ لالچ کے اس نتیجہ پر وہ ساری عمر روتا رہا۔

طاہرہ اختر منٹگمری

بقیہ صفحہ ۲۰ کا

یہ کہکر اس نے بسانیو کو دیکھا اور سوچا کہ اگر میں بھی ایسا ہی کروں تو میں بھی بسانیو کی طرح خوبصورت ہو جاؤں۔ یہ سوچ کر وہ بھی پانی میں کود پڑا اس کا کودنا تھا کہ اس کا تمام بدن جھلس گیا اور وہ مر گیا۔ اب تمام سلطنت ماتم کدہ بن گئی اور نقارے بجنے کے بجائے غم منایا جانے لگا کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

خدا دیتا ہے جن کو عیش ان کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

غرض یہ کہ بسانیو نے شہزادی سے شادی کرلی اور کئی برس تک حکومت کرتا رہا بسانیو نے اپنے گھوڑے کے لئے سونے کا ایک اصطبل بنوادیا اور وہ کبھی اپنے گھوڑے کے احسانات کو نہ بھولا۔

شمیمہ بنت ڈاکٹر محمد اعظم میڈیکل افیسر

میرے بہن بھائی

سب سے پہلے ہمارا نمبر ہے لیکن اس مضمون
اعنوان چونکہ "میرے بہن بھائی" ہے۔ اس لئے اپنی
بت کچھ لکھنا مناسب نہیں۔

رشید:۔ یہ مجھ سے تین سال چھوٹے ہیں۔ ابھی
مریں پڑھتے ہیں لیکن پڑھنے سے زیادہ کھیل میں
ل لگتا ہے۔ قرآن شریف تو پارسال ہی ختم کرلیا تھا۔
یکن ابھی دوبارہ پڑھ رہے ہیں کیونکہ صحیح نو یاد ہی نہیں
ہے روزے رکھنے کا شوق ہے مگر نماز صرف جمعہ کو
ڑھتے ہیں۔ انھیں میٹھی چیزیں کھانے کا بہت شوق ہے
ارنے اور رونے کا بھی انھیں شوق ہے۔ کپڑے اتنی
علدی میلے کرتے ہیں کہ شاید ہی کوئی لڑکا میلے کرسکے۔
سب کھیلوں میں "کرکٹ" اور "ٹینس" بہت اچھے
لگتے ہیں لیکن جب ہارنے لگتے ہیں۔ تو فوراً رو پڑتے
ہیں۔ انھیں پیسے جمع کرنے کا بھی بہت شوق ہے اپنے
پیسوں کی کبھی کوئی چیز نہیں منگاتے۔ انھیں بنات
بہت پسند ہے حالانکہ ان کے پاس دوسرا رسالہ
آتا ہے۔ بنات کے لئے اکثر مضمون بھی لکھتے رہتے
ہیں لیکن ایسے مضمون جو دفتر بنات میں بھیجنے کے
قابل نہیں ہوتے۔

نزہت:۔ سات سال کی عمر ہے لیکن قد اتنا چھوٹا
کہ چار سال کی معلوم ہوتی ہیں۔ مٹی کھانے کی عادت ہے
اور عمر کے لحاظ سے بہت عقلمند ہے اسی لئے انھیں مٹی
کھاتے ہوئے ذرا مشکل سے کوئی دیکھ سکتا ہے۔ پہلے
رنگ بہت صاف تھا لیکن اب مٹی کھانے کی وجہ سے
زرد ہوگیا ہے۔ ابا جان انھیں بہت چاہتے ہیں ان کا نام بھی
اپنے نام سے ملتا ہوا رکھا ہے یعنی "فریدہ بیگم چشتی"
نزہت عرف ہے۔ پاجامہ انھیں بہت ناپسند ہے۔
بہت کم پہنتی ہیں۔ پڑھنے کا بالکل شوق نہیں ہے۔
روزے رکھنے کا انھیں بھی بہت شوق ہے لیکن ایک
دن میں دو روزے رکھتی ہیں۔ پیسے جمع کرنے کا بھی شوق
ہے کسی سے زیادہ باتیں کرنا بھی انھیں پسند نہیں ہے بلکہ
زیادہ تر خاموش رہتی ہیں کسی کے ساتھ کھیلتی بھی نہیں
ہیں۔ ان کی صرف ایک سہیلی ہیں جو ان سے دو سال
بڑی ہیں۔ اور خالہ زاد بہن بھی ہیں۔ جب گھر کا کوئی کام
کرتی ہیں تو پیسے لے لیتی ہیں۔

صبیحہ:۔ نزہت کی برابر معلوم ہوتی ہیں لیکن ان
سے تین سال چھوٹی ہیں۔ گڑیوں کا بہت شوق ہے
ہر وقت بغل میں دبائے ہوئے پھرتی رہتی ہیں۔ کھانا
پکانے کا بھی انھیں بہت شوق ہے۔ اکثر اپنی چھوٹی ہنڈیا
میں کھچڑی پکاتی رہتی ہیں۔ پڑھنے کا شوق ہے لیکن
پڑھتے میں بحث کرنے لگتی ہیں کہ یہ "الف" نہیں "بے"
ہے۔ باتیں اس قدر کرتی ہیں کہ سنتے سنتے دل گھبرانے
لگتا ہے۔ انھیں گانے کا بھی بہت شوق ہے۔ ہر وقت
چلا چلا کر گاتی رہتی ہیں "لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری"

ما انھیں زبانی یاد ہے۔ اگر کبھی نزہت کو مٹی کھاتے
ے دیکھ لیتی ہیں تو گویا آفت ہی آجاتی ہے۔ اُن سے
ب لڑتی ہیں بلکہ بعض وقت تو تھپڑ بھی لگا دیتی ہیں سب
سکایت کر دیتی ہیں لیکن خود کبھی مٹی کو چھوتی تک نہیں۔

ارشد: یہ سب سے چھوٹے ہیں۔ ان کا رنگ
خ و سفید ہے پہلے بہت موٹے تھے لیکن اب رنگ
بھی کمی ہو رہی ہے اور دُبلے ہو گئے ہیں لیکن صبیحہ ان
وب نگرانی کرتی ہیں۔ ہر وقت سب کو مارتے رہتے
۔ ہمارے چھوٹے سے کتے "پاپی" کی تو شامت ہی
تی ہے وہ بیچارہ اِن سے بہت ڈرتا ہے دیکھتے
اُٹھ کر بھاگ جاتا ہے۔ کبھی ہاتھ میں لکڑی ہوتی ہے
جو قریب ہوتا ہے اُسے پیٹے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہر چیز کو
اکر نالی میں پھینک آنا ان کی دلچسپ عادت ہے۔
تے بہت کم ہیں ہر وقت مُسکراتے رہتے ہیں کسی چیز
ڈرتے نہیں ہیں۔ ہر ایک کے پاس نہیں جاتے بلکہ
ر ہی کھیلتے رہتے ہیں۔ اباجان کے پاس بہت جاتے
۔ گود میں بہت کم رہتے ہیں۔ ہر وقت پھرتے رہتے
۔ بولتے بھی کم ہیں ہر وقت خاموش رہتے ہیں لیکن
موشی کے ساتھ شرارت بھی کرتے رہتے ہیں۔ انھیں نہانا
ت اچھا لگتا ہے ہر وقت چاہتے ہیں کہ نہالوں۔
بہت تیز چلنے کے عادی ہیں۔ انھیں دودھ بہت
پسند ہے بلکہ چائے بہت اچھی لگتی ہے۔
عمر ابھی صرف ایک سال کی ہے۔

آصفہ بیگم چشتی۔ ہمیر پور

میرے چند شوق

افسانے اور کہانیاں لکھنا: مجھے افسانے اور کہانیاں لکھنے کا بہت شوق ہے فرصت کے وقت میں میں زیادہ تر یہی کام کرتی ہوں اور صرف بنات میں بھیجتی ہوں

شعر کہنا: شاعری کا بھی تھوڑا بہت شوق ہے۔ میں نے چند شعر کہے تھے جو سب نے کافی پسند کئے۔ اب بھی کبھی کبھی ایک دو شعر کہہ لیا کرتی ہوں۔ جو مجھے یاد نہیں رہتے کیونکہ آج کل پڑھائی کا زور ہے۔

تصویریں جمع کرنا: مجھے ایکٹرسوں اور قدرتی مناظر کی تصویریں جمع کرنے کا بہت شوق ہے جن کو میں اپنی سہیلیوں اور رشتہ داروں کو بہت شوق سے دکھاتی ہوں۔

سہیلیاں اور بہن بنانا: مجھے بہنیں اور سہیلیاں بنانے کا بہت شوق ہے۔ دوسرے شہروں میں بھی میری بہت سی سہیلیاں ہیں۔ اسی وجہ سے میری ڈاک گھر میں سب سے زیادہ آتی ہے اور مجھے ان سے محبت بھی بہت ہے کیونکہ میں ہر وقت ان کو یاد کرتی رہتی ہوں۔

خط لکھنا: میں ہر وقت کاغذی گھوڑے دوڑاتی رہتی ہوں۔ ریڈیو اسٹیشن پر، سہیلیوں کو، رسالوں کے ایڈیٹروں کو۔

جانور پالنا: جانور اور پرندے۔ مثلاً بلی، کتے، طوطے، کبوتر بڑے شوق سے پالتی ہوں۔ مگر بدقسمتی سے یا تو وہ بہت کم زندہ رہتے ہیں۔ یا کھو جاتے ہیں۔

غریبوں سے ہمدردی: میں غریبوں کی مدد جتنی مجھ سے ہو سکتی

میری سہیلیاں

۱- بلدیپ کور:- یہ میری ہم جماعت ہیں۔ نویں میں پڑھتی ہیں اور ہم عمر ہیں۔ گندمی رنگ بڑی بڑی کالی آنکھیں ہیں اور گھونگر والے بال ہیں۔ صورت و سیرت میں یکتا ہیں۔ سینا پرونا بہت اچھا آتا ہے۔ گلا بہت رسیلا ہے۔ گانا اچھا آتا ہے۔ پڑھنے کا بہت شوق ہے اور بہت محنتی ہیں پنجاب کی رہنے والی ہیں اخلاق بہت اچھا ہے۔

۲- مہ جبیں فاطمہ:- یہ بہن بھی ہیں اور سہیلی بھی ہیں۔ عمر میں مجھ سے ایک یا ڈیڑھ مہینے چھوٹی ہیں ہم دونوں میں بہت دوستی ہے ایک جان دو قالب کہلاتے ہیں۔ مگر شائد قدرت کو ہمارا یکجا رہنا پسند نہ تھا۔ اسی لئے ہم کو جدا کر دیا۔ اور اب خط و کتابت کے ذریعہ آدھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں بہت مزے سے کرتی ہیں شاعری کا شوق ہے۔ جب ترنم سے پڑھتی ہیں تو ہم لوگ بیخود سے ہو جاتے ہیں۔ بہت سگھڑ ہیں بہت سادگی سے رہتی ہیں۔ کافی شوخ بھی ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آتی ہیں۔ اس وقت ساتویں جماعت میں ہیں۔ ان کے خطوط اس قدر محبت اور خلوص سے پُر ہوتے ہیں کہ ان سے اتنے دور ہوتے ہوئے بھی میں یہ محسوس کرنے لگتی ہوں کہ یہ مجھ سے بہت قریب ہیں۔

خدیجۃ الکبریٰ:- یہ نویں جماعت میں پڑھتی ہیں بہت زندہ دل ہیں۔ مضمون نگار بھی ہیں۔ مگر نام و نمود سے سخت نفرت ہے۔ بہت سادگی پسند ہیں۔ پڑھنے لکھنے کا بہت شوق ہے۔ نماز روزہ کی بہت پابند ہیں۔ صاف گو ہیں۔ مگر ان میں ایک بات بُری ہے وہ یہ کہ جب کسی بات پر بحث کرنے اترتی ہیں تو زمین آسمان کے قلابے ملانے لگتی ہیں۔ اور کبھی اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتیں۔

۴- فیروزہ خانم:- یہ بھی نویں جماعت میں ہیں۔ بلا کی شوخ اور شریر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سب بلکہ ٹیچرز تک انہیں چنچل کہتی ہیں اور یہ نام ہر لحاظ سے ان کے لئے موزوں ہے۔ ان کی باتیں بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔ مگر اس قدر تیزی سے باتیں کرتی ہیں کہ بعض اوقات سمجھنا دشوار بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ لڑکیاں ان کی زبان کو اور میرے قلم کو طوفان میل کہتی ہیں۔ یہ نماز روزہ کی بہت پابند ہیں۔ دینیات میں اسکول بھر میں فرسٹ آتی ہیں۔

۵- نجمہ مسعود:- یہ بھی بہن ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی ہیں عمر میں مجھ سے ایک سال بڑی ہیں۔ بھوپال میں رہتی ہیں اس لئے ان سے بھی خط و کتابت ہی ممکن ہے۔ سال میں ایک بار گرمیوں کی چھٹی میں ملاقات ہوتی ہے۔ یہ ساتویں جماعت میں ہیں بہت سگھڑ ہیں اور پڑھنے کی بہت شوقین ہیں بہت محنتی ہیں اگرچہ اپنے روزانہ کے پروگرام میں انہوں نے اس کے بالکل برعکس دکھایا ہے۔ ان کو نئے نئے فیشن کے کپڑے اور کاڑھنے اور بننے میں کمال حاصل ہے۔

۲۔ شریفہ خانم:۔ بہت صاف گو اور نیک دل ہیں آٹھویں جماعت تک انہوں نے میرے ساتھ پڑھا پھر ان کی شادی ہوگئی سسرال والے ان سے بہت خوش ہیں سب کی بہت خدمت کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ساس ان پر ماں کی طرح مہربان ہیں۔ اور انہوں نے اپنی خوش مزاجی سے سب کو گرویدہ کر رکھا ہے

۳۔ تسنیم:۔ شرارت میں چنچل سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں۔ دبلی پتلی بہت پیاری ہیں۔ گانا بہت اچھا جانتی ہیں۔ شاعری سے فطری لگاؤ ہے تسنیم میری ہم عمر ہی ہے۔ بہت زندہ دل ہے۔ کیسا ہی رنجیدہ اور پریشان آدمی ہو یہ اس کو فوراً ہنسا دیتی ہے ظرافت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ میری شوخ اور ظریف سہیلی۔

آمنہ جمال ناگپور

بقیہ صفحہ ۲۰ کالم ۲ کا

بیس لیجئے۔ اب آپ گھی گرم کرکے اس میں الائچی کے دانے کڑکڑا لیجئے جب دانے سرخ ہو جائیں تو اس میں پسا ہوا کدو ڈال دیجئے اور خوب بھونئے جب گھی چھٹنے لگے تو اس میں کھویا پستہ۔ بادام ڈال دیجئے اور شکر بھی پھر خوب چلائیے تاکہ ایک جان ہو جائے حلوہ گلابی ہونے لگے گھی چھٹنے لگے تو اس میں زعفران گھول کر ڈال دیجئے اور فوراً نیچے اتار لیجئے۔ اس میں کیوڑہ ڈال دیجئے حلوہ طیار ہے طشتریوں میں جما کر ورق نقرئی لگا دیجئے اور اوپر سے پستہ بادام کی ہوائیاں چھڑک دیجئے۔ ٹھنڈا ہونے پر نوش فرمائیے بہت لذیذ ہوگا۔

قیصر ناہید صدیقی بجنور

میرا روزانہ پروگرام

آج کل صبح ساڑھے سات بجے سو کر اٹھتی ہوں۔ کچھ وقت خدا کی عبادت میں صرف کرتی ہوں۔ پھر اپنے چھوٹے بھائی کو جگاتی ہوں صبح کی چائے پی کر میں بستر اٹھاتی ہوں ہم سب بہنوں نے کام بانٹ لیا ہے۔ میرے حصہ میں بستر اٹھانا مٹکوں میں پانی بھرنا اور گھر کی صفائی ہے جس کا مجھے بہت شوق ہے سارے کمرے باری باری سے صاف کرتی ہوں۔ اور پھر رات کا لباس بدل کر سر میں کنگھی کرتی ہوں۔ ناشتہ کا سامان سامنے لگاتی ہوں کیونکہ آج کل گرمیوں کی اسکول میں چھٹی ہے ایک ٹیچر گھر پر مجھے پڑھاتی ہے دن کے بارہ بجے وہ آتی ہے ایک گھنٹہ پڑھنے کے بعد اس کا دیا ہوا کام پورا کرتی ہوں دوپہر کا کھانا سب کے ساتھ کھانے کے بعد نماز پڑھتی ہوں کچھ دیر آرام کرتی ہوں پھر شام کے وقت چائے۔ اتوار کے دن کھانا پکاتی ہوں نئے کپڑے بناتی ہوں سیتی اور پرانوں کی مرمت کرتی ہوں۔ سارا دن اسی کام میں گزر جاتا ہے رات کو آٹھ یا نو بجے سب کے بستر بچھاتی ہوں اور دس گیارہ کے درمیان خدا سے نیک لڑکی بننے کی دعا کرتے ہوئے اپنے بستر پر دراز ہو جاتی ہوں۔

خدا حافظ۔

آنسہ ثریا جبیں بنت غلام حسن

ذرا ہنسئے

میں نے اپنے چچا سے سُنا اور انہوں نے کسی اور سے اب آپ مجھ سے سنئے کہ ایک ٹکٹ چیکر ایک ڈبے میں گیا اور ایک مسافر سے ٹکٹ دکھانے کو کہا۔ مسافر نے ڈاک کا چھ پیسے کا ٹکٹ جیب سے نکال کر دکھایا ٹکٹ چیکر بولا "مذاق کیوں کرتے ہو۔ یہ ٹکٹ ریل میں نہیں استعمال ہوتا ہے۔"

مسافر بولا "جب لفافے پر اس ٹکٹ کو لگا دینے سے آپ اس کو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے پر بھیج سکتے ہیں تو پھر میں بھی اس کے ذریعہ سے سفر کرسکتا ہوں؟"

ٹکٹ چیکر نے پاس بیٹھے ہوئے دوسرے مسافر سے ٹکٹ دکھانے کو کہا۔

ان حضرات نے جواب دیا "صاحب میں تو بیرنگ ہوں پہنچ گیا تو پہنچ گیا ورنہ واپس آجاؤنگا۔"

رابعہ بانو

ایک لڑکی دوا کی گولی نہ کھاتی تھی۔ اس کی ماں نے سیب کے مربے کے ایک ٹکڑہ میں گولی رکھ کر دی۔ اور تھوڑی دیر بعد پوچھا بیٹی سیب کھالیا۔ لڑکی نے کہا "ہاں امی کھالیا اور گٹھلی پھینک دی۔"

سراج احمد شمسی کلکتہ

ہنڈکلیا

متنجن

اجزاء:۔ گوشت آدھ سیر۔ چاول اعلیٰ ایک سیر۔ شکر ڈیڑھ سیر۔ الائچی خورد ۴ ما[illegible] مغز پستہ و بادام ایک ایک چھٹانک۔ گھی آدھ[illegible] زعفران ۶ ماشہ۔ عرق لیموں ۲ ماشہ۔ دودھ آدھ س[illegible] کیوڑہ و گلاب کا عرق پانچ پانچ تولہ۔

ترکیب:۔ گوشت میں صرف نمک اور تھوڑ[illegible] الائچی ڈال کر یخنی پکائیں جب گوشت گل جائے چھان لیں۔ اور چاول کا خشکہ ایک کنی پر ابال لیں پھر شکر میں لیموں کا عرق اور دودھ ڈالکر جوش دیں او[illegible] کا چھلکا اتارلیں اور زعفران کو قدرے گلاب و کیو[illegible] میں گھول لیں اور شکر کے شیرے میں ملادیں۔ پھر گو[illegible] کو دیگچے میں رکھکر چاول پھیلاکر باقی تمام اشیاء ڈال کر پھیلادیں اور ہلکی آنچ دیں۔ گھی کو لونگ [illegible] سے داغ کر کیوڑہ گلاب میں ملاکر دم دیں۔

حامدہ زریں۔ بارہ بنکی

کدو کا حلوہ

اجزاء:۔ کدو ڈیڑھ سیر شکر ۲ پا[illegible] دودھ آدھ سیر زعفران ۳ ما[illegible] الائچی خورد۔ ۶ عدد۔ گھی ڈیڑھ پاؤ۔ کھویا آدھ س[illegible] پستہ ایک چھٹانک۔ بادام آدھی چھٹانک۔ کیوڑہ ورق نقرہ دو۔

ترکیب:۔ پہلے کدو کو اچھی طرح چھیل لیجئے۔ پھر اس[illegible] دودھ میں ابال لیجئے جب گل جائے سل پر بار[illegible]

عجائب خانہ

دانتوں کا سونا: امریکہ میں جس قدر سونے چاندی وغیرہ کے زیورات کا شوق عام ہے اسی طرح دانتوں میں ان دھاتوں کے استعمال کا شوق پھیلا ہوا ہے۔ دھاتیں مہیا کرنے والوں کو تاکید ہے کہ وہ دیکھ بھال کے انہیں مہیا کیا کریں۔ ان باتوں کا خاص خیال رکھیں کہ وہ کوٹنے سے آسانی سے پتلے پتلے ورق بن سکتی ہیں۔ منہ میں رہتے ہوئے ان پر کوئی اثر نہ پڑے اور نہ وہ خود کوئی مضر اثر ڈال سکیں۔ دانتوں میں لگانے کے لئے جب انھیں آگ پر تپایا جائے تو وہ خراب نہ ہو جائیں وغیرہ۔

ایک کارخانہ نے ان امور کا خیال رکھتے ہوئے تھوڑے سے عرصہ میں ۱۱۵۵۳ اعلیٰ قسم کی دھاتی اشیا مہیا کیں۔ جوں جوں دانتوں کا فن ترقی کرتا جاتا ہے سونا بھی زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے تقریباً ۱۲ کروڑ کا سونا سال بھر میں دانتوں کے ڈاکٹر استعمال کرتے ہیں اور اُسے دانتوں میں لگانے کے لئے تقریباً دو ارب ایک کروڑ روپیہ بطور فیس لیتے ہیں۔

ہندوستان میں بھیک ۔ دنیا بھر میں ہندوستان ہی ایسا ملک ہے جہاں گداگری کو مذہبی پسندیدگی حاصل ہے۔ مانگنے والا اپنا حق سمجھ کے مانگتا ہے اور لینے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتا اور دینے والا اپنی خوشی دیتا ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرتا ہے خیرات کا مصرف آج کل لوگوں کی نظروں سے غائب ہے اس لئے بھیک ہندوستان کے لئے ایک لعنت بن گئی ہے محرم کے دنوں میں بعض کھاتے پیتے لوگ اپنے کسی بچہ کو رنگین کپڑے پہنا کے ہاتھ میں چنبل یا تونبی دیدیتے ہیں کہ جاؤ محلہ میں مانگتے پھرو۔ وہ امام حسین کا فقیر کہلاتا ہے اور واقفکار اسے کچھ نہ کچھ دے کے خوش ہوتے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی ایک مہینہ میں ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اونچی ذاتوں میں بسم اللہ کی تقریب میں ہندوؤں میں یہ رواج ہے کہ تونبی بچہ کے ہاتھ میں دی جاتی ہے اور حسب ہدایت وہ پہلے ماں سے چاول کی بھیک مانگتا ہے۔ بھوانی بھکشن دے۔ پھر وہ باپ سے بھیک لیتا ہے۔ بھون بھکشن دے۔ بعد میں مدعو لوگ اس کی تونبی میں نقدی ڈالتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ کے دل میں عاجزی پیدا ہو اور اُسے یہ بھی معلوم ہو کہ اُسے اپنے گورو کلہ بیٹ بھیک مانگ کے بھرنا ہے۔ وہ بھیک نہ مانگے کوئی کام کاج کر کے اس کی آمدنی سے اپنے استاد کا پیٹ پال سکتا ہے

یہ رسم امیر و غریب ہندوؤں میں یکساں جاری ہے۔ برہمن خیرات لینے کا اپنا خاص حق سمجھتا ہے۔ جنیبو پہنانے کی رسم میں برہمن لوگ مدعو ہوتے ہیں انہیں ناریل دیئے جاتے ہیں۔ کتنے ہی بڑے رتبہ کا برہمن ہو۔ اگر اس کے ہاتھوں میں ناریل نہ ڈالا جائے وہ اسے اپنی ہتک سمجھتا ہے اور جھگڑتا ہے۔

پہلوں نے بھیک مانگنے میں کچھ ہی حکمت سوچی ہو مگر اب تو وہ مطلب فوت ہو چکا ہے۔ ہٹے کٹے مسٹنڈوں کی بہت بڑی تعداد بلا استحقاق قوم کے

روپیہ پر فریبہ ہو رہی ہے اور ملک و قوم کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ورنہ وہ کسی مفید کام میں لگ کے بہتری کا باعث ہوتے ہیں۔

کوئل کا جرم کوئل کو بچے کوے کی جورو کہہ کے چڑایا کرتے ہیں اور تعجب ہے کہ وہ اس آواز پر زور زور سے بار بار تو تو کہے جاتی ہے گویا ایک مناظرہ جاری ہے! قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہیں اور کوئل کا انڈے دینا اور اس کے بچے پلنا بھی ایک راز ہے جو ہمیشہ سے اسی طرح چلا آتا ہے ورنہ یہ پرندہ دنیا سے غائب ہو جاتا کیونکہ انڈے سینے اور بچہ پالنے سے دم چراتا ہے۔

خیال یہ ہے کہ کوئل کو ایسا ملکہ حاصل ہے کہ وہ کوے یا ایسے ہی کسی سیاہ پرندہ کا گھونسلہ بنایا جانا دیکھتی رہتی ہے اور جیسے ہی وہ انڈے دیتے ہیں یہ وقت کی منتظر رہتی ہے اُن کی آنکھ بچی اور اس نے ان کے انڈے پھینک اپنا انڈا جا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے جب چاہے اپنے انڈے دے دینے کی قوت حاصل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ زمین پر انڈے دیدیتی ہے اور جب اسے موقع ملتا ہے وہ دوسرے گھونسلے میں انہیں چونچ میں لے جاکے رکھ دیتی ہے اور خود اُن کے انڈے چرا لے جاتی اور انھیں کھالیتی ہے ان غریب پرندوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیا ہو گیا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ سابقہ انڈوں میں انڈے دے جاتی ہے۔ کوئل کے انڈوں کے سئے جلنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی لیکن ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ اُس کے انڈوں میں سے پہلے بچہ نکل آیا تو وہ بچہ غضب کرتا ہے۔ اس کی آنکھیں تو بند ہوتی ہیں لیکن وہ بے پر کے بازوؤں سے محسوس کر لیتا ہے۔ چونکہ اور جانوروں کے بچوں کے برعکس اس کی ٹانگوں میں قوت ہوتی ہے اس لئے وہ ٹیڑھا بیٹھا ہو کے اپنی کمر پر انڈے یا بچہ کو ڈال لیتا ہے۔ قدرت اس کی کمر میں ایک گڑھا رکھتی ہے چنانچہ وہ بچہ سرک سرک کے گھونسلے کے کنارہ پر آجاتا اور ٹیڑھا ہو کے درخت کے نیچے اُسے پھینک دیتا ہے جب پرندے واپس آتے ہیں ان کو اس کے اس غارتگری کے فعل کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ وہ اسے اپنا ہی بچہ سمجھ کے چوگا دیتے اور پال پوس کے بڑا کر دیتے ہیں۔ اس طرح کوئل کی نسل جاری ہے۔

موتیوں کی ڈبیہ ہندوستان میں ۲۴ لاکھ فقیروں جن میں سے ۲ لاکھ اندھے ۲½ لاکھ بہرے اور گونگے اور ایک لاکھ پاگل ہیں۔

امریکہ میں جن مُردوں کی آنکھیں اچھی ہوتی ہیں انھیں نکال مصالحہ میں رکھ لیا جاتا ہے جن کی آنکھیں خراب ہوتی ہیں عمل جراحی سے یہ اچھی آنکھیں اُن کے لگا دی جاتی ہیں ۹۰ فیصدی کامیابی ہوئی ہے۔

لاہور کی شاہی مسجد کی کچھ عرصہ سے مرمت کی جا رہی ہے۔ اب تک گیارہ لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ ۱۴ لاکھ مزید خرچ ہوگا اور ابھی دو سال اور یہ کام جاری رہے گا۔

محمد ظفر

اُستانی لاثانی

دل کے خطرے

آج کل دل کی حرکت بند ہو کے مرجانے کے اکثر واقعات سننے میں آتے رہتے ہیں۔ ہم اپنے بچپن اور کچھ جوانی کے زمانہ کو یاد کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُن دنوں اتنے آدمی دل کی بیماریوں سے نہ مرتے تھے۔ سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج کل نہ طاقت بخش اصلی غذا ہمیں ملتی ہے اور نہ ہمیں آرام و عیش نصیب ہے۔ ہر وقت آٹے دال لکڑی کا فکر ہے۔ ہر چیز اس قدر گراں ہے کہ خدا کی پناہ اور پھر اس کا ملنا بہت مشکل۔ عورتوں کو گھر کی چاردیواری میں اب تروتازگی اور تفریح کے سامان بہت کم حاصل ہیں۔ نہ وہ جھولے ہیں اور نہ پاندان کے گرد بیٹھ کے محلہ بھر کی باتوں کا چرچا۔ راتوں کو ایک دوسری سے ملنا نہیں تو کم ضرور ہو گیا ہے۔ مامائیں کھانا پکا رہی تھیں اب وہ بھی نہیں ملتیں۔ دن بھر گھر کے کام کاج میں لگی رہتی ہیں اور رات کو بالکل تھک کر پڑ جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبیعت میں الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ دل ہر وقت بے چین رہتا ہے۔ اندر ہی اندر گھن لگ جاتا ہے اور انجام دفن سے پہلے موت ہوتا ہے۔

ہم روزانہ اور ہر مہینہ کے آخر میں اپنے حساب کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور آیندہ کے لئے کانٹ چھانٹ کرتے رہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ صحت کے معاملہ میں اس قسم کا کوئی حساب کتاب ہم نہیں کرتے۔ اگر ہم ایسا کر لیا کرتے تو معلوم ہو جایا کرتا کہ صحت کی کیا کیفیت ہے۔ دل کس حال میں ہے۔ کہاں کہاں درستی اور مرمت کی ضرورت ہے۔ پہلے حکیم ایسے ہوتے تھے کہ صرف نبض سے صحیح صحیح سارا حال معلوم کر لیتے تھے آج کل صحت کا صحیح جریہ اُتارا جاتا بہت ہی مشکل ہے۔ یوں بے حد خرچ کر کے کسی طبی مبصر سے جانچ پڑتال کراؤ۔ تھوک۔ معائنہ کراؤ۔ پیشاب دکھاؤ۔ عکس ریز کراؤ۔ مگر اصلیت سے پھر بھی دور رہتی بنی رہتی ہے۔ جیسا کچھ بھی ہے تھوڑا بہت تو حال معلوم ہو ہی جاتا ہے۔ اسے پیش نظر رکھ کے اپنی زندگی کے معاملات درست کر لینے چاہئیں۔ ۵۴ سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد تو یہ سالانہ جانچ پڑتال بہت ضروری ہے۔ لوگ طاقت کے ظاہری اثرات کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی خامیوں کو دھیان میں نہیں لاتے۔ یہ اچھا بھی ہے کہ آدمی بیماری کے خیال سے بیمار نہیں پڑتا اچھا خاصہ رہتا ہے۔ بُرا یوں ہے کہ خرابیاں جڑ پکڑ کے اندر ہی اندر بڑھتی جاتی ہیں۔ دل بدلا نہیں جا سکتا۔ اس پر زندگی کا دارومدار ہے۔ خون کو بدن کے ہر حصہ میں پہنچاتا رہتا ہے۔ اگر اس کا فعل ناقص ہو جائے تو جسم کے ایسے حصے ہو سکتے ہیں جہاں تک یہ اپنی کمزوری کی وجہ سے خون نہ پہنچا سکے اور وہ حصہ بیکار ہونے لگے۔ آدمی کی ٹانگ جائے تو جب تک جڑے اُسے پلنگ پر لیٹ کے آرام کرنا پڑتا ہے کوئی وجہ نہیں کہ دل کو درست رکھنے کے لئے حکیم کے کہنے پر ہم اُسے آرام نہ پہنچائیں۔ ٹانگ کٹوا کے بالکل نئی لگوائی جا سکتی ہے۔ دوسرے کو بنہ نہیں

چل سکتا۔ ٹانگ اصلی ہے یا نقلی مگر دل کی جگہ دوسرا دل نہیں لگایا جا سکتا۔ دل کی خوبی یہ ہے کہ وہ دن رات کام کرنے کے باوجود اپنی کمی پورا کر لیتا ہے اور اس کے پاس محفوظ قوت کا ذخیرہ موجود رہتا ہے مگر گھسنے اور تھکنے کے امکانات موجود ہیں وہ آئے اور آدمی گیا طاقت سے زیادہ محنت نہ کریں۔ دل زیادہ محنت سے کمزور ہونے لگا ہو اور آپ کو اس کا پتہ بھی نہ ہو۔

اچانک کسی روز آپ کو زکام ہو جاتا ہے۔ اس سے اگلے روز پاؤں پر ورم آجاتا ہے اور کھانسی بھی بہت تکلیف دینے کو آموجود ہوتی ہے۔ کیا کرنا چاہئے۔ آرام کریں آرام! بستر پر لیٹے رہنے سے ذرا نہ گھبرائیں۔ جس طرح ٹوٹی ہوئی ٹانگ کی صورت میں ڈاکٹر کا کہا مانا جاتا ہے اسی طرح جب وہ ٹوٹے ہوئے دل کا علاج شروع کرے تو اس کی ہدایت کے مطابق آرام کرنا چاہیے سکون سے سانس لینا اور نبض کا اطمینان سے چلنا دل کو آرام پہنچاتا ہے۔ دل سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیں اور اس کی صحت وصفائی کا خیال رکھیں۔ دل کی بیماریوں سے آپ بچے رہیں گے۔

کرن پھول

میلے کچیلے ہاتھوں پر لیموں کی قاش میں نمک لگا کر ملیں صاف ہو جائینگے۔

دانت میلے ہو جائیں تو لیموں کا رس ملیں اور بعد میں پانی سے کلی کر لیں۔

میٹھے تیل میں کھریا ملائیں اور کپڑا بھگو کے زنگ آلود مشین پر ملیں صاف ہو جائے گا۔

محمد ظفر

عقل کا امتحان

برتنوں کے نام تلاش کرو (۱) آج گرمی بہت ہے۔ (۲) میز پر چار کا پیاں پڑی ہیں۔ (۳) اگلا سال کشمیر جانے کے لئے بہتر ہے۔

جانوروں کے نام تلاش کرو (۴) راموراج نگر میں رہتا ہے (۵) ہر نام کھیل رہا ہے (۶) قمر غریب لڑکی ہے۔

عظمت بانو

مشہور مٹھائیوں کے نام ڈھونڈو۔

(۷) آصف نے سہیل سے کہا کہ یہ پیڑ آج کاٹ ڈالا جائے
(۸) مسٹر ایم رینالڈ واپس انگلستان چلے گئے۔
(۹) موہن اور گلاب جامن توڑ رہے تھے۔
(۱۰) ایک قسم کا سارس گلابی رنگ کا ہوتا ہے۔
(۱۱) آج میاں صاحب فی آدمی ایک ایک ناشپاتی بانٹ رہے تھے۔
(۱۲) غور سے دیکھو یا قلا قندھار کا ہے۔

خلیل الرحمن قریشی۔ کلکتہ

جوابات

(۱) جگ	(۲) پرچ	(۳) گلاس۔
(۴) مور	(۵) ہرن	(۶) مرغ
(۷) پیڑا	(۸) لڈو	(۹) گلاب جامن
(۱۰) رس گلا	(۱۱) برفی	(۱۲) قلاقند

ESTD 1927 ستمبر ۱۹۳۵ REGD No L 2222

دُلہن نمبر

بنات

The BANAT DELHI

رسالہ بنات

جسے

حضرت علامہ راشد الخیریؒ نے

سنہ ۱۹۲۷ء

میں

جاری

کیا

بنات دہلی

بچیوں کیلئے ماہوار رسالہ

جس میں دلچسپ اور مفید مضامین

سبق آموز نظمیں اور مزیدار

کہانیاں شائع ہوتی ہیں

بنات دہلی

ہر انگریزی مہینہ کی بیس تاریخ کو

بہ عصمت و جوہر نسواں کی طرح

نہایت پابندیٔ وقت کیساتھ

کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر:- رازق الخیری

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں ستمبر کے پرچے کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ اگر رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً اطلاع دے دیں ورنہ اکتوبر کا رسالہ ۱۲؍ کا وی پی حاضر خدمت ہوگا۔

منیجر

۵۰ - ۵۵ - ۶۲ - ۷۴ - ۱۳۵ - ۱۳۷ - ۷۸

۱۸۱ - ۲۵۴ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۷۱ - ۲۷۴

۳۰۵ - ۳۸۵ - ۳۸۸ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲

۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۷ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱

۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۷ - ۵۵۸

۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۳ - ۵۶۵ - ۵۶۶

۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲

۵۷۳ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۸

۶۷۵ - ۸۶۷ - ۹۰۵ - ۹۱۳ - ۹۱۶ - ۹۱۷

۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۱ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۳۷

۱۰۴۳ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰

۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۷ (۹۷۳)

۱۰۶۳ -

فہرست مضامین ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء

جلد ۳۶ نمبر ۶

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا)

رسالہ بنات دہلی

۱۸ سال اٹھارہواں	فہرست مضامین ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء	جلد ۳۶ نمبر ۶

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں ستمبر کے پرچے کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ اگر رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً اس کی اطلاع دے دیں ورنہ اکتوبر کا رسالہ ۱۲؍ کا وی پی۔ حاضر خدمت ہوگا۔

منیجر

۵۰-۵۵-۶۲-۷۴-۱۳۵-۱۳۷-۱۷۸

۱۸۱-۲۵۴-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۷۱-۳۰۴

۳۰۵-۳۸۵-۳۸۸-۳۹۰-۳۹۱-۵۳۶

۵۴۰-۵۴۱-۵۴۷-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱

۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۷-۵۵۸

۵۵۹-۵۶۰-۵۶۳-۵۶۵-۵۶۶

۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲

۵۷۳-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۸-۵۷۹-۱۸۸

۶۷۵-۸۶۷-۹۰۵-۹۱۳-۹۱۶-۱۱۷

۹۱۸-۹۱۹-۹۲۱-۹۲۵-۹۲۶-۰۳۷

۱۰۴۳-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰

۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۷ (۱۷۳

۱۰۶۳۔

(ماہنامہ رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا

سیدہ کی بیٹی رضی اللہ عنہا (تیسرا ایڈیشن)

رت زینب کبریٰ کی مفصل مکمل اور جامع سوانحعمری
ق الخیری صاحب کی کئی سال کی تحقیق وتلاش اور محنت وجانفشانی
ہے۔ یہ حالاتِ زندگی رسول کریمؐ کی اس لاڈلی کے ہیں جس نے اسلام کے
ام کے لئے حسین جیسے پیارے بھائی پہ جگر کے ٹکڑے قربان کرنیکے
ایسی تکلیفیں اُٹھائیں کہ ان واقعات کے خیال سے قلب انسانی
ا درکلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ
کا خون، تربیت، ماحول اور صحبت کا انسان کی طبیعت پر کس قدر
پڑتا ہے۔ "سیدہ کی بیٹی" بتلائے گی کہ اسلام کسے کہتے
نسانیت کیا چیز ہے۔ دنیاوی تعلقات کا مطلب کیا ہے شوہر کی
ندی بچوں کی تربیت اور بہن بھائیوں کی محبت کیا معنی رکھتی ہے۔
تاریخ سے واقفیت ہونے کے علاوہ اس کتاب سے یہ بھی
م ہوتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے حقیقی اسباب کیا تھے اور کربلا کے
کیا ہوا۔ دشت کربلا کا حال کس قدر درد انگیز ہے۔ اس کے
یہی کہنا کافی ہے کہ مصنف "وداع راشد" کے قلم سے یہ
ت ادا ہوئے ہیں۔ ناممکن ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان بغیر آنسو بہائے
عات پڑھ یا سن سکے۔ کوفہ اور دمشق میں حضرت زینب کبریٰ کے
ریں اور مکالمے۔ سفر شام اور مدینہ کی واپسی سے وفات تک کے
ت کے بعد آخری باب سیرتِ زینبؓ ہے جس میں سیدۃ النساء کی
انسانی اور اسلامی خوبیوں اور مختلف نسوانی حیثیتوں پر بحث ہے۔
ین کے سخت اختلافات کے باوجود کتاب اس پیرایہ میں لکھی
ہے کہ شیعہ اور سُنّی دونوں فرقوں میں پسندیدہ نظروں سے دیکھی
ی ہے اور غیر مسلموں کے سامنے بھی فخر کے ساتھ پیش کی
ی ہے۔ ساری کتاب میں ایک واقعہ بھی خلافِ عقل نہیں ہے
روع سے آخر تک درد واثر میں ڈوبی ہوئی ہے لکھائی چھپائی
کاغذ سفید چکنا ضخامت پونے دوسو صفحوں سے کچھ کم۔
دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ چند ماہ میں نکل گئے۔ اب تیسرا
ہی ہے۔ قیمت دو روپے (۲؍)
خاص قسم آرٹ پیپر تین روپے (۳؍)

محترمہ آمنہ نازلی (ادیب فاضل) کے ۳ مختصر ڈراموں کا مجموعہ

دوشالہ

"محترمہ آمنہ نازلی کے ۳ اچھوتے ڈراموں اور ہلکے خاکوں کا یہ مجموعہ بے انتہا قابل قدر ہے۔ ان ڈراموں میں اصلاح اخلاق ومعاشرت کا فرض نہایت دلفریبی سے ادا کیا گیا ہے۔ جذبات کردار کی تصویر کھینچنے میں محترمہ آمنہ کو ملکۂ خصوصی حاصل ہے۔ زبان نہایت پاکیزہ۔ ظرافت بے پناہ لیکن سنجیدہ۔ ڈرامے کی ترکیب اور ساخت بالکل فطرتی اور بے ساختہ۔ بھردیہاتیوں اور عورتوں کی زبان بے حد دلفریب کرداروں میں غریب بھی ہیں۔ امیر بھی۔ گنوار بھی اور مہذب بھی روشن خیال اور قدامت پسند بھی۔ سب کا نقشہ اتنا صحیح ہے کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے!" (انقلاب لاہور)

"ان ڈراموں کے پلاٹ ہماری روزانہ زندگی کے آئینہ دار ہیں۔ روزانہ گھریلو واقعات کو فاضل مصنفہ نے اپنے طرز نگارش سے اس قدر دلچسپ انداز میں لکھا ہے کہ آنکھوں کے سامنے حقیقت کا عالم کھنچ جاتا ہے۔ آمنہ نازلی صاحبہ کی طبیعت میں اس قدر ظرافت اور رنگینی ہے کہ ہندوستانی خواتین میں بہت کم یہ بات ہے۔ لطف یہ کہ تمام ڈراموں کے پلاٹ اور مکالمے میں خالص ہندوستانی نسوانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ زبان نہایت سادہ اور ستھری استعمال کی ہے محترمہ آمنہ نازلی کے اس مجموعہ کو ہندوستانی ادب میں ایک اچھا اضافہ سمجھنا چاہیے۔" (ہندوستانی ادب حیدرآباد دکن)

"طبقہ نسواں کی خدمت اور اصلاح معاشرت محترمہ آمنہ نازلی کا خاص موضوع ہے "دوشالہ" ان کے ۳ ڈراموں کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے۔ کردار نگاری، تصویر جذبات واقعاتی تسلسل کی بنا پر یہ خاکے جاندار نظر آتے ہیں اور سلیس انداز بیان اور صاف ستھری زبان نے شگفتگی اور ادبی چاشنی بھی پیدا کردی ہے!" (صدق لکھنو)

"محترمہ آمنہ نازلی جو کچھ لکھتی ہیں خوب لکھتی ہیں "دوشالہ" میں ۳ دلچسپ اور مفید ڈرامے ہیں اور ہر ڈراما اپنی جگہ پر ایک مکمل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے پڑھ کر ہم سبق حاصل کرسکتے ہیں"۔ (حریم لکھنو)

دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز سفید کاغذ مجلد مع گردپوش قیمت عہ (محصول ڈاک بذمہ خریدار)

ملنے کا پتہ:- عصمت بک ڈپو کوچہ چیلان دہلی

اصل سے نقل

کبھی آپ نے یہ بھی غور کیا کہ پیدا کی ہوئی چیزوں کو
دیکھکر ہم نے نقل کے طور پر کیا کیا چیزیں تیار کی ہیں۔
آپ جانتی ہیں پرند ہوا میں اڑتے ہیں مگر انسان اس
کمال سے محروم تھا تو اس نے پرندوں کو دیکھ کر بڑی
محنت اور کوشش سے "ہوائی جہاز" تیار کر لیا۔ خوبصورت
اڑتے ہوئے ہوائی جہاز آپ نے بھی تو دیکھے ہوں گے
ان کو دیکھکر آپ نے شائد یہ رائے قایم کی ہوگی کہ
یہ اسی صورت میں بنائے گئے ہیں۔ نہیں بلکہ ان کے
ایجاد کرنے والوں کو برسوں ناکامی کا منہ دیکھنا
پڑا ہے۔ تب کہیں جا کر یہ ایسے کام آنے والے
جہاز تیار ہوئے ہیں۔ اب تو اس جہاز سے بہت سے
کام لئے جاتے ہیں لوگ اس میں سفر کرتے ہیں ڈاک
جاتی ہے اور اس جنگ میں تو ہوائی جہاز بڑی خطرناک
چیز بن گئے ہیں۔ جنگی ہوائی جہاز اپنے ملکوں سے
بم لیجا لیجا کر دشمن کے ملکوں میں پھینکتے ہیں جس سے
بڑا نقصان ہوتا ہے غرض یہ کہ ہوائی جہاز جیسے کہنے
ہیں وہ دراصل خدائے پاک کے بنائے ہوئے
پرندوں کی نقل ہے۔ اور سنئے آپ نے دیکھا نہ ہو
لیکن سنا ضرور ہوگا کہ سمندر میں جہاز چلتے ہیں یہ بھی
تیرتی ہوئی مچھلی کی نقل ہے۔ بحری یا سمندری جہاز
بہت پرانی چیز ہے اب سے ہزاروں برس پہلے خدا کے
برے کاموں میں اس قدر پھنسے ہوئے تھے کہ اپنے خدا کی نافرمانی
تک کرتے تھے اس وقت ان پیغمبر کو خدا نے کشتی بنانے کا علم
عطا فرمایا انہوں نے کشتی بنائی اور اس میں نیک لوگ اور ہر قسم
کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا لیکر بیٹھ گئے۔ خدا کا عذاب پانی کے
طوفان کی صورت میں آیا اور دنیا کے تمام برے لوگ
پانی میں ڈوب گئے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ کشتی
کے بنانے میں ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ جہازوں کی صورت
اختیار کر لی۔ اب یہ جہاز بھی بڑے کام آتے ہیں۔ سمندر
میں یہ جہاز چلتے ہیں مسافروں اور ہزاروں لاکھوں روپے
کا سامان ان میں آتا جاتا ہے اور اب تو بڑے بڑے
جنگی جہاز بن گئے ہیں۔ آپ دیکھتی ہیں کہ آج کل کیسے
بڑے بڑے بنگلے اور عالی شان مکانات آبادیوں کے
اندر نظر آتے ہیں مگر اب سے ہزاروں برس پہلے جب کہ
دنیا پڑھنا لکھنا نہیں جانتی تھی نہ عمدہ لباس اور
زیورات تھے اور نہ دنیا کے اندر ایسی چہل پہل اور رونق
تھی تو ہم انسان پہاڑوں کے کھوؤں میں رہتے تھے جو
پتھروں کی چٹانوں کے درمیان کوٹھری کے مانند ہوتی
تھیں یہ عالی شان مکانات جو آج کل نظر آ رہے
ہیں انہیں کھوؤں کی نقل ہیں۔ لباس کو دیکھئے کہ آج کل
قسم قسم کے کپڑے رنگ برنگ کے خوبصورت ریشم
اور بیل بوٹوں کے لباس ہمارے جسم کو زینت دیتے

کیا گیا ہے۔ آپ نے مکڑی کا جالا تو دیکھا ہوگا نا؟ اور ناریل کے درختوں کے تنے پر ایک قسم کی چھال سی ہوتی ہے جو کپڑے کے مانند نظر آتی ہے اُس کو بھی دیکھا ہوگا یہی جالا اور چھال غالباً لباس کی وضع میں ہماری مددگار ثابت ہوئی اور ہم نے جالے کے تاروں کی بناوٹ کو دیکھکر کپڑا بنالیا۔ اور یہ طرح طرح کے برتن بھی تو نقل ہیں ناریل کا سخت چھلکا کٹورے کے مانند ہوتا ہے اور انڈے کا چھلکا بھی اسی قسم کا کٹوری جیسا ہوتا ہے ممکن ہے ان ہی جیسی چیزوں کو دیکھکر لوگوں نے برتن بنائے۔ چاند سورج کی نقل چراغ اور برقی قمقمے ہیں جو اندھیرے میں کام آتے ہیں اور یہ جو بم بناکر لوگ جہازوں کے ذریعہ ایک دوسرے ملکوں پر ڈالتے ہیں وہ بھی تو نقل ہیں آپ نے سنا ہوگا کہ خدا کے رسول احمد صلعم کی تشریف آوری سے کچھ عرصہ پہلے ایک دشمن خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے خیال سے مکہ میں آیا تھا۔ خدا کے حکم سے ابابیل نے جو پرندہ ہے اپنی چونچ اور پنجوں میں کنکریاں لاکر دشمنوں پر برسائیں اور اس کو برباد کر دیا۔

غرض آپ جس چیز پر بھی جو انسان نے بنائی جب گہری نظر ڈالیں گے وہ خدائے پاک کی بنائی ہوئی چیزوں کی نقل نظر آئے گی۔ بے شک خدا نے انسانوں کو عقل دی ہے اور وہ خدا داد عقل سے عجیب عجیب چیزیں بناتے ہیں لیکن کیا یہ ناانصافی نہیں ہے کہ ہم خدا کو بھول جاتے ہیں جس نے ہم کو یہ سب کچھ دیا ہے۔

امتہ السبحان (حیدرآباد دکن)

چاند

اے رات کے مسافر ہے چاند نام تیرا
ہر ایک ہے ستارہ گویا غلام تیرا

کس شان سے فلک پر پورب سے تو چلا ہے
پچھم میں کل سفر یہ ہوگا تمام تیرا

راتوں کو چلنے والے پاتے ہیں تجھ سے رستہ
ہے راستہ بتانا جنگل میں کام تیرا

خشکی ہو یا تری ہو سب کا چراغ ہے تو
ہر شہر ہر گلی میں روشن ہے نام تیرا

کس نور سے کیا ہے پیدا تجھے خدا نے
رہتا ہے جس سے چہرہ روشن مدام تیرا

واقف ہے کل زمانہ سب جانتے ہیں تجھکو
بچوں کی بھی زبان پر ہے چاند نام تیرا

زلیخا بائی کوسی

ننھی پروین

ننھی پروین بہت ہی باقاعدہ اور باتمیز بچّی
[illegible]ی. تھی تو وہ صرف پانچ سال کی لیکن ماشاءاللہ وہ
[illegible]ی سمجھ کی باتیں کرتی تھی کہ کیا کوئی دس سال کا بچّہ
[illegible]ے گا۔ پروین اپنی ماں کو جی سے چاہتی تھی۔ باپ کا
[illegible]ا مانتی تھی۔ اس کا روزانہ پروگرام یہ ہوتا تھا۔
[illegible]ج سویرے اٹھی منہ ہاتھ دھویا کُلّی کی۔ آیا سے
[illegible]یکر دودھ پیا صبح کی ضروریات سے فارغ ہو کر اور
[illegible]سل کر کے اپنا عربی کا قاعدہ دہرایا۔ اس کے بعد
[illegible]وڑی دیر اپنی گڑیوں سے کھیلی۔ جھولا جھولی۔ پھر
[illegible]شتہ کیا۔ اتنے میں مولوی صاحب نے آواز دی۔ آؤ
[illegible]ی قرآن پاک کا مطالعہ کرو۔ پروین نہایت ادب سے
[illegible]ولوی صاحب کو سلام کرتی۔ اور شوق سے پچھلا سبق
[illegible]نا کر آگے مطالعہ کرتی۔ جب مولوی صاحب چلے جاتے
[illegible]د گھر میں آ کر سب کو سلام کرتی۔ اور حسبِ معمول اپنے
[illegible]ھیلوں میں لگ جاتی۔ پروین کی ان تمام باتوں کو
[illegible]یکھ کر کوئی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اس بچّی میں کوئی
[illegible]ائی بھی ہو سکتی ہے۔

مگر اس میں ایک بُرائی بھی تھی پروین اپنے ماں
[illegible]اپ کی پہلوٹھی کی اولاد تھی۔ اور دونوں کی لاڈلی لیکن
[illegible]ب اس کے اور بہن بھائی پیدا ہوئے اور ماں
[illegible]اپ دوسری اولاد کی دیکھ بھال میں وقت دینے لگے
[illegible]

ہی میں اس نے کئی دفعہ موقعہ پا کر اپنے چھوٹے منے
سے بھائی کو کاٹا اور نوچا بھی وہی عادت آہستہ آہستہ
پکّی ہو گئی۔ اب بھی اگرچہ وہ اتنی سمجھ دار تھی۔ مگر اپنے
بھائی بہن کو ضرور مارتی تھی۔ اور انہیں اپنے پاس
تک نہیں آنے دیتی تھی۔ وہ اُن کے کھلونے چھپا دیتی۔
یا اُنہیں حسد سے توڑ ڈالتی۔ بچارے چھوٹے بچے
رو کر رہ جاتے۔ ماں باپ ضرور تنبیہہ کر دیتے۔ مگر
جان سے تو مار نہیں سکتے تھے۔ ماں بچاری بہتیرا سمجھاتی
کہ دیکھو یہ تمہارے بہن بھائی ہیں۔ تم سے چھوٹے ہیں۔
ان کو پیار کیا کرو۔ مگر اس کی سمجھ میں یہ بات ہرگز نہ آتی
اور وہ اپنی اس بُری حرکت سے کسی طرح باز نہ آتی۔

ایک دن ماں کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی۔
باپ اپنے کام پر جا چکا تھا۔ اور پروین اپنے جھولے
میں بیٹھی جھول رہی تھی۔ اس کی چھوٹی بہن اور چھوٹا
بھائی بھی جھولنا چاہتے تھے۔ مگر پروین نے انہیں
جھولنے نہ دیا یہی نہیں اس نے دونوں کے ایک
ایک چٹکی بھی لی اور ایک چانٹا مارا بچے رونے لگے۔
اس کا چانٹا مارنا تھا کہ پیچھے سے کسی نے اس کا ہاتھ
کس کر پکڑ لیا۔ اور سخت آواز میں کہا پروین۔ تم
مجھے نہیں جانتیں۔ مگر میں تمہیں شروع سے جانتی ہوں
میں ہر وقت ایسے ہی بچّوں کو دیکھتی پھرتی ہوں۔
[illegible]

پری ہوں میرا کام یہ ہے کہ جو بچے اپنے ماں باپ اور بڑوں کا حکم نہ مانیں۔ اور چھوٹوں کو ستائیں ان کو پکڑ کر جنگل بیابان میں پھینک آؤں جہاں اس کو شیر اور بھیڑیے پھاڑ ڈالیں۔ آج تمہاری ماں گھر میں نہیں۔ تو تم نے اپنے بہن بھائی کو مارا۔ میں تمہیں ضرور جنگل میں چھوڑ آؤں گی۔

ننھی پروین بالکل سہم گئی اس کا رنگ سفید پڑ گیا۔ وہ کانپنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ پری سے اپنے قصور کی کس طرح معافی چاہے۔ اتنے میں پری نے پھر زور سے پروین کو جھنجھوڑا اور ڈانٹ کر پوچھا گندی لڑکی جلدی بول میں تجھے جنگل میں چھوڑ آؤں۔ پروین اپنے ننھے نازک ہونٹوں کو آہستہ سے جنبش دیتے ہوئے بولی۔ مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے۔ میں اب کبھی اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو نہیں مارونگی۔ مجھے ....معاف کریئے مجھے اس دفعہ چھوڑ دیجئے۔ اب میں ایسا کبھی نہ کروں گی۔ یہ سن کر پری نے اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا۔ اس کے آنسو پونچھے اور اس سے کہا۔ مجھے تمہاری ساری باتیں پسند ہیں۔ تم میں صرف یہی ایک برائی ہے۔ تم اسے چھوڑ دو۔ تو میں تمھیں ایک بہت بڑی اور اچھی لڑکی بنا دوں گی۔ بولو۔ وعدہ کرو۔ اب تو اپنے چھوٹوں کو نہ ستاؤ گی۔ پروین نے ڈرتے ہوئے گردن سے ہاں میں جواب دیا۔ پری نے تینوں بچوں کو گلے لگایا اور غائب ہوگئی۔

اس دن سے آج تک پروین اپنے بہن بھائی کو بہت

نیویارک ریلوے اسٹیشن

نیویارک ریلوے اسٹیشن (امریکہ) دنیا کے سارے اسٹیشنوں سے بڑا اور خوبصورت ہے جس عمارت پر ۴۵ کروڑ روپیہ صرف ہوا ہو بھلا اُس کا کیا کہنا! وہ یقینی نہایت شاندار ہوگی ہزاروں مزدوروں کی دس سال کی محنت کے بعد یہ اسٹیشن تیار ہوا ہے ۲۳ میل تک اسٹیشن ہی کی حد ہے اور ساری زمین پر ریل کی پٹریاں بچھی ہوئی ہیں۔ ۶۹ پٹریاں ایسی ہیں جو الگ الگ ہیں۔ ۴۶ پلیٹ فارم ہیں اسٹیشن پر ایک لاکھ مسافر بہ آسانی کھڑے ہو سکتے ہیں۔

اسٹیشن میں دھواں یا گرد و غبار نام کو نظر نہیں آتا ہے وجہ یہ ہے کہ اسٹیشن سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر انجن گاڑی سے الگ کر لیا جاتا ہے وہاں سے گاڑی اسٹیشن تک بجلی کے ذریعہ آتی جاتی ہے۔

اسٹیشن کی چھت اتنی خوبصورت ہے کہ انسان گھنٹوں اس کو تکتا رہے۔ اس کا رنگ بالکل آسمان کا سا ہے بجلی کے قمقمے چھت میں اس طرح لگائے گئے ہیں کہ آدمی دیکھے تو ستاروں کا دھوکا ہو۔

عقل بھی کیسی بہترین نعمت ہے کہ انسان اس کی مدد سے انوکھی انوکھی چیزیں ایجاد کرتا ہے۔

سچ ہے جسے خدا نے عقل عطا کی گویا اُسے دنیا کی ساری نعمتیں مل گئیں۔ رؤفہ حق ڈالٹن گنج

ملاپ

رات کی تاریکی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔
چاند بادلوں میں سے جھانک کر کبھی کبھی سوتے
ہوئے بےخبر دنیا والوں پر مسکراتا تھا۔ چاند کی روپہلی
کرنیں پلیٹ فارم پر پڑنے لگیں۔ شمیل ریل کے
ڈبے میں سے نیچے اترا ایک چھوٹا سا چمڑے کا
سوٹ کیس اٹھایا جس میں اس کی ضروریات کی
چیزیں تھیں اور اسٹیشن سے باہر نکل آیا۔
سب کچھ سنسان تھا۔ سیاہ بادل کے ایک چھوٹے
سے ٹکڑے نے چاند کو چھپا لیا۔ لمبی بل کھاتی ہوئی
سڑک ویران تھی۔ اِدھر اُدھر کے گھنے درخت رات
کی تاریکی میں بھیانک صورتیں اختیار کئے ہوئے
تھے۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ ہاں کبھی کبھی مینڈک
کے ٹرانے کی آواز اس خاموشی کو توڑ دیتی تھی۔
شمیل نے آسمان کی طرف دیکھا وہ بھی
سنسان تھا۔ کالے کالے بادلوں سے۔ چاند کی
روشنی جھلک رہی تھی اس کی آنکھوں میں سے
آنسو ڈھلک آئے کبھی وہ کتنا خوش نصیب تھا۔
اُس کے ماں باپ تھے چھوٹے بہن بھائی تھے۔
ننھی ستارہ کتنی پیاری تھی۔ اُس کے مسکراتے
ہوئے معصوم چہرہ کی تصویر اس کی آنکھوں کے
سامنے پھر گئی وہ کس طرح اس کے کمرہ میں آکر
اس کی چیزیں الٹ پلٹ کر دیا کرتی تھی اور اُس کی
دھمکیوں سے اُس کی شکل کیسی بن جاتی تھی۔ وہ اپنے
ننھے منے ہاتھوں سے اُس کے لئے پلیٹ میں مٹھائی
لاتی تھی۔ اُف کتنے اچھے تھے وہ دن!!!
اس کا چھوٹا بھائی جمیل اس سے کتنی محبت
کرتا تھا۔ اُس کے بغیر اسکول نہ جاتا تھا۔ شاہدہ
بھی کتنی اچھی تھی۔ روز اُس کے لئے نئے نئے قسم
کے کھانے پکاتی تھی۔ اور ریاں! اف کتنی
محبت کرنے والی ماں۔ وہ اُسے کس قدر چاہتا تھا
اور اس کا باپ کتنا محبت کرنے والا تھا۔ اُس کی
آنکھوں میں سب کی تصویریں ایک ایک کر کے
پھرنے لگیں۔ اُس نے ان سب کو کیوں چھوڑ دیا۔
اس وقت وہ چودہ سال کا نادان لڑکا تھا۔ اس
بات کو اب چار برس ہو گئے تھے۔ معلوم نہیں اب
وہ سب کہاں ہوں گے۔ اُس نے ان سب کو کیوں
چھوڑ دیا۔ ایک معمولی سی بات پر اس کی ماں باپ
سے اَن بن ہو گئی تھی۔ بعد میں اس کو افسوس ہوا۔
جب وہ اپنے گم ہونے کا اشتہار اخبار میں پڑھتا
تو کیوں نہ واپس آگیا۔ کتنا نادان تھا وہ؟
وہ یہ سب باتیں سوچتا ہوا لمبی بھیانک سڑک
پر چلا جا رہا تھا۔ آنکھ سے آنسو کی جھڑی لگی ہوئی
تھی معلوم نہیں وہ سب کہاں ہوں گے۔ اُس
نے ایک آہ بھری جو کہ سنسان ہواؤں سے ہوتی

ہوئی کہیں غائب ہوگئی۔ اب وہ کہاں جا رہا تھا؟

چار سال تک بھٹکنے کے بعد اب اُسے ایک جگہ
نوکری ملی تھی یہ کوئی بڑے رئیس تھے۔ جو ابھی نئے
نئے اِس گاؤں میں آئے تھے۔ اِن کو مضمون لکھنے
کا بہت شوق تھا۔ اور اپنا کام نقل کروانے کے
لئے ان کو ایک خوشخط لڑکے کی ضرورت تھی شمیل
اسی لئے وہاں جا رہا تھا۔ بیچارے کو چار سال کے
بعد ایک ٹھکانا نصیب ہوا تھا۔

ہوا تیزی سے چلنے لگی۔ اس نے اپنا اوور کوٹ
اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لیا۔ قسم قسم کی باتیں اُس
کے دماغ میں چکر لگا رہی تھیں۔ وہ اپنے آپ کو
اِس دنیا میں بالکل اکیلا سمجھ رہا تھا۔ ابھی عمر کی
کتنی منزلیں اس کو بالکل تنہا طے کرنی پڑیں گی۔
دُنیا میں اب کون اس کا تھا۔

سامنے ایک بہت بڑی عمارت نظر آئی
یہیں اُسے جانا تھا۔ اُس نے پھاٹک کے اندر قدم
رکھا ہی تھا کہ پھولوں کی خوشبو سے اس کا دماغ
مہک اٹھا۔ ایک زمانے میں وہ پھولوں میں بیٹھ کر
پڑھنے کا کتنا شوقین تھا۔ دروازہ پر پہنچ کر اُس نے
گھنٹی بجائی۔ کمرہ میں روشنی ہوئی اور ایک ادھیڑ
عمر کے آدمی نے دروازہ کھولا "کون ہے" وہ بولا
"اچھا میں سمجھا تم کام میں مجھے مدد دینے آئے ہو نا؟"
"جی" شمیل نے جواب دیا "لیکن رات کو اور اِس
وقت" وہ اپنی ناک پر سے عینک ٹھیک کرتا ہوا بولا
"کوئی اور گاڑی یہاں نہ آتی" شمیل نے ادب
سے جواب دیا۔

"اچھا تو تم اندر آ کر بیٹھو۔ تم تھکے ہوئے آرام کرو
باتیں صبح ہوں گی۔"

شمیل کو ایک چھوٹے سے خوبصورت کمرہ میں لا
گیا جو کہ قرینے سے سجا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک خوبصورت
سا بستر بچھا تھا۔ جو کہ تھکے ماندے شمیل کو نہایت آرام
دہ معلوم ہوا۔ "تم ذرا آرام کرو میں کھانے کا بندوبست کر
ہوں" یہ کہہ کر رئیس باہر نکلنے والا ہی تھا کہ دروازہ کھ
"کون!" ایک ادھیڑ عورت نے جو شاید رئیس کی بیوی ت
اندر آتے ہوئے کہا اور دروازے پر ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی
"بھئی یہ ہے وہ لڑکا جس کی مجھے ضرورت تھی۔ کام سے
لئے۔ رات کو اس لئے آئے ہیں کہ کوئی اور گاڑی نہ آتی تھ
لیکن عورت نے شوہر کی باتوں پر کچھ دھیان نہ دیا۔ و
ٹکٹکی باندھے شمیل کو دیکھ رہی تھی۔ پھر لپک کر یک شمیل سے
ساتھ لپٹ گئی اور چیخ کر کہا "میرا بیٹا" "میرا شمیل" رئی
صاحب حیران تھے۔ کبھی شمیل کی طرف دیکھتے تھے ک
بیوی کی طرف۔ "ماں کی آنکھیں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتیں
عورت نے کہا۔ رئیس صاحب کی خوشی کا ٹھکانا نہ ر
انہوں نے بڑھ کر شمیل کو گلے سے لگایا۔ شمیل کی خوشی
کیفیت تو بس نہ پوچھئے اس کا دل چاہتا تھا کہ اچھ
اچھل کر سارے گھر کو سر پر اٹھا لے "ابا جان معاف
کر دیجئے میں اُس وقت نادان تھا" "معاف کیا بیٹا۔ ا
بھول جاؤ اُن باتوں کو" رئیس نے کہا۔
"کیا میری زندگی میں یہ دن دیکھنا نصیب تھا"
بولی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلک رہے تھے۔

بُری عادتیں

لڑکیوں میں بعض بُری عادتیں ہو جاتی ہیں۔ جن کا سبب والدین کی بے پروائی ہوتی ہے۔ کیونکہ والدین خود تو اُن بُری عادتوں کو محسوس نہیں کرتے البتہ دیکھنے والوں کو وہ بہت ناگوار معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) بعض بچّوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں انہوں نے کسی کی کوئی چیز دیکھی اور اس کی اتنی تعریف کی کہ چیز والی کو وہ چیز مجبوراً دینا پڑتی ہے۔ غرض کیجئے جس کی چیز ہے اس نے نہیں دی تو بچیاں پھر مانگ ہی لیتی ہیں۔ یا زبردستی چھین لیتی ہیں۔ اس سے ملتی جلتی عادتیں اسکول کی بعض پڑھنے والی لڑکیوں میں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً اپنے آپ تو کبھی قلم دوات پینسل وغیرہ لائیں گی نہیں۔ ہاں دوسری لڑکیوں کی یہ چیزیں بلا تکلف استعمال کرنی شروع کر دیں گی۔ یا باتیں کرتے ہوئے کسی کی کوئی چیز اٹھالیں گی اور پھر اپنے پاس رکھ لیں گی بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ بدنیتی سے کسی کی کوئی چیز چپکے اٹھالیں گی اور اس پر لکھا ہوا نام وغیرہ مٹا کر استعمال کرنا شروع کر دیں گی۔

(۲) دوسری عادت ہماری بعض مہمان اور میزبان بہنوں میں پائی جاتی ہے۔ کہ جب وہ کسی کے یہاں مہمان جائیں گی تو میزبان کی غیر موجودگی میں گھر کی چیزوں کی تلاشی شروع کر دیں گی یعنی میزبان کا بکس الماری۔ اور دوسری پرائیویٹ چیزیں جا کر دیکھیں گی اور بعض اوقات میزبان کی چیزوں کا اس قدر ناس کریں گی کہ وہ پریشان ہو جائیں گی مثلاً بچے تیل سر پر مل کر برباد کرتے رہیں گے۔ اور منھ دھونے کے صابن سے کپڑے دھوئے جائیں گے۔ مہمان صاحبہ یہ سب کچھ دیکھتی رہیں گی لیکن اپنے بچوں کو کبھی منع نہیں کریں گی بعض میزبانوں میں بھی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ مہمان کے بکس اور دوسرے سامان کو اس کی اجازت کے بغیر اس کی عدم موجودگی میں کھول کر دیکھتی ہیں۔

(۳) یہ عادت اکثر ہمارے بزرگوں میں بھی ہوتی ہے۔ جو بہت ناگوار عادت ہے۔ کم از کم مجھے تو یہ عادت سخت بُری معلوم ہوتی ہے کہ کسی کا خط بلا اجازت پڑھنا یا خط پڑھتے ہوئے آدمی کے پاس جا کر جھانک کر یا اس کے ہاتھ میں سے لیکر دیکھنا۔ اور ایسا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو پھر چرا کر پڑھتی ہیں یا موقع کی تلاش میں رہتی ہیں مثلاً کوئی بہن خط لکھ رہی ہیں اور کسی کام کے لئے اٹھ کر باہر گئی ہیں۔ آپ فوراً پہونچیں اور خط پڑھ کر آگئیں۔ اور پھر جو خط ڈاک میں ڈالنے کے لئے نوکر کو دیئے جاتے ہیں۔ اُسے لیکر دیکھتی ہیں کہ کہاں جا رہا ہے پوسٹ کارڈ ہوا تو مضمون بھی پڑھ لیتی ہیں۔

(۴) چوتھی عادت یہ بہت بُری ہے کہ اپنا کام کسی کے سپرد کر دیا جائے۔ چاہے خود اوس سے

پاس کتنا ہی کام کیوں نہو۔ اگر کوئی ان سے انکار کردے
تو بہت منھ بناتی ہیں۔ ہماری بہنوں کو چاہیئے کہ اگر
بزرگ کسی کام کے لئے کہیں تو بغیر منہ بنائے کردینا چاہیئے
چاہے دل ہی نہ چاہ رہا ہو تاکہ کام کو کہنے والی بہن
پشیمان نہ ہوجائیں اور نہیں کام چور نہ ٹہرائیں بعض
بہن ایسی بھی ہیں کہ کسی بیماری کا بہانہ کردیتی ہیں یا پھر
کچھ دن رکھ کر کام کو واپس کردیتی ہیں۔

(۵) بعض بہنوں میں چیزوں کی فرمایش کی عادت
ہوتی ہے۔ کوئی بہن کہیں جارہی ہیں ان سے یہ پوچھنا
کہ آپ ہمارے لئے کیا لائیں گی اور اس کے جواب کا
انتظار کئے بغیر دو تین چیزوں کی فرمایش کردینا مناسب نہیں ہے
اگر وہ مجبور ہوئیں اور نہیں لاسکیں تو پھر ان کا ناک
میں دم کردیتی ہیں اور یہ خیال نہیں کرتیں کہ یہ کسی
مجبوری کی وجہ سے نہیں لائی ہوں گی۔

بہنوں کو چاہیئے کہ اس قسم کی تمام عادتوں کو
ترک کردینا چاہیئے۔ زندگی میں یہ ایک بڑے نقص کا
موجب ہوجاتی ہیں۔

راقمہ آنسہ نجمہ مسعود اسرائیلی

شریر لڑکی

میں ایک ننھی سی شریر لڑکی ہوں میرا نام عذرا
ہے۔ اور میں پہلے درجہ میں تعلیم پارہی ہوں جس وقت
میں اسکول میں ہوتی ہوں تو گھر میں امن ہوتا ہے
اور جس دن گھر پر رہتی ہوں تو سارے گھر میں گویا بھونچال
سا آیا ہوتا ہے۔ میز کرسیاں کوئی چیز اپنی جگہ پر
نہیں رہنے پاتی۔ مجھے جھولنے کا بہت شوق ہے
یہ شوق میں اکثر اسپرنگ کے پلنگوں پر کود کر پورا
کرلیا کرتی ہوں۔ مجھے جوتوں سے نفرت ہے کیونکہ
یہ دوڑنے اور کھیلنے میں تکلیف کا باعث ہوتے ہیں
مگر جب ابا جان گھر میں موجود ہوتے ہیں تو جوتوں
کی تلاش میں حیران و پریشان پھرتی رہتی ہوں کیونکہ
وہ ننگے پاؤں پھرنے پر بہت خفا ہوتے ہیں میری
ایک بڑی آپا ہیں جن سے میں بہت ڈرتی ہوں ان
کے غصہ سے مجھے بہت ڈر لگتا ہے منجھلی آپا کے ڈر
سے بھی میں کانپتی رہتی ہوں مگر شرارت سے
باز نہیں آتی اور میری شرارت کے باوجود سب
یہی کہتے ہیں کہ جب میں گھر میں نہیں ہوتی تو گھر
نہیں لگتا۔

عذرا آنسہ صالح احمد سلیمہ بیگم

(بقیہ صفحہ ۱۱ کا)

لکھوادیا۔ ایک باندی دردسر کے عارضہ سے اپنی
زندگی سے تنگ تھی۔ زہر دیکھ کر اس نے تھوڑا سا
پی لیا تاکہ زندگی سے چھٹکارا پاکر اس بیماری سے
نجات پائے۔ زہر پی کر اس کو نیند سی محسوس ہوئی وہ سوگئی تھی تو درد سر کو غائب پایا اور طبیعت کو بحال دوڑ
ہوگئی اور یہ مژدہ بادشاہ کو سنایا۔ بادشاہ نے یقین نہ کیا۔ اس کو دیکھا۔ آزمایا اور ویسا ہی پایا۔ نام دارو
جمشید سرور کے لئے اس کو اکثر پیتا اور سرداروں کو بھی پلاتا۔ آخر کار یہ زہر قاتل آب حیات بن گیا۔ سمیع الم

خزینۂ معلومات

نامۂ خسرواں میں یہ عجیب معلومات نظر سے گذریں۔

(۱) ایران کا ایک قدیم بادشاہ تہموس تھا جو بڑا نیک اور ذی شعور تھا رعایا کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا۔ ان کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے طرح طرح کی ترکیبیں نکالتا۔ اس کی حکومت میں ایک دفعہ قحط پڑا۔ قحط کیا تھا قہر خدا تھا۔ رعایا بڑی بے چین تھی ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔ بادشاہ کچھ علاج نہ کر سکا۔ کافی عرصے کے بعد اس نے یہ حکم دیا کہ تمام سردار صرف صبح کو کھانا تقسیم کیا کریں۔ رعایا بیچاری فاقہ کرنے کی عادی ہوگئی کہتے ہیں کہ اسی دن سے روزہ کی بنیاد پڑی۔

(۲) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس شخص کا کوئی عزیز مرتا وہ اس کی تصویر لکڑی یا سونے یا چاندی یا کسی دوسری دہات کی بنالیتا اور اس کو جب دل چاہتا دیکھتا۔ کبھی کبھی اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا اور گڑ گڑاتا۔ بت پرستی کی بنیاد اسی دن سے پڑی۔

(۳) ایران میں نوروز بڑی دھوم دھام سے اب بھی منایا جاتا ہے۔ اس کی خوشی عید کی خوشی سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس دن لوگ نئی نئی پوشاکیں بدلتے ہیں۔ یاروں اور احباب کے بلاوے ہوتے ہیں مٹھائیوں کے تھال بھیجے جاتے ہیں۔ ناچ رنگ ہوتے ہیں غرضکہ خوشی منانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے اس تہوار کی بنیاد ایران کے قدیم بادشاہ جمشید نے رکھی۔ یہ بڑا نیک۔ تجربہ کار اور عاقل تھا طبیعت جدت پسند تھی۔ فیاض اور رعایا پر بڑا مہربان تھا۔ اس نے غرباء کے لئے ایک سرائے تعمیر کرائی جس کا نام تختِ جمشید رکھا۔ اس سرائے کے کچھ نشانات اب بھی موجود ہیں۔ سیاح اس کے نقش و نگار سے دنگ رہ جاتے ہیں۔ جب آفتاب برج کے پہلے درجہ میں داخل ہوتا تھا۔ اس دن جمشید سونا چاندی کھانا اور کپڑے خیرات کیا کرتا تھا۔ اس دن وہ بہت خوشی مناتا تھا۔ اس دن کا نام اس نے نوروز رکھا تھا۔

(۴) اسی بادشاہ کے زمانہ میں ایک چیز حسن اتفاق سے وجود میں آئی جو آخرکار دنیا کے لئے آب حیات بنی کہتے ہیں جمشید انگور بہت پسند کرتا تھا۔ گرمیوں میں تو انگور خوب کھاتا لیکن جاڑوں میں انگور نہ ملتے تو طبیعت مضمحل رہتی۔ ایک سال اس نے حکم دیا کہ جاڑوں کے لئے مٹکوں میں انگور بھر کر رکھ دیئے جائیں۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ انگور مٹکوں میں بھر کر رکھ دیئے گئے اور اوپر سے ڈھکن لگا دیا گیا۔ انگور رکھے رکھے سڑ گئے اور ان میں تلخی پیدا ہوگئی۔ اس کی تلخی کی خبر جمشید کو دی گئی۔ جمشید نے اس تلخ مرکب کا نام زہر رکھا اور موٹے موٹے الفاظ میں اس پر زہر

نسیمہ کی یاد میں

اگرچہ اس کو یہاں سے گئے ہوئے ڈیڑھ سال سے زیادہ ہو چکا ہے لیکن میں اب بھی یہی محسوس کرتی ہوں کہ جیسے وہ ہر دم میری نظروں کے سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوا ہے کہ امّی اور ابا کے ساتھ کھانا کھاتے وقت وہ مجھے یک بیک یاد آگئی اور میں زوروں سے ہنس پڑی۔ اگر ابا نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو میں نے صاف صاف بتا دیا کہ ذرا نسیمہ کی باتوں کو یاد کر کے ہنسی آگئی تھی۔ اس پر امّی کہنے لگتیں "ہاں وہ بڑی اچھّی لڑکی تھی، اس کا ہنستا ہوا چہرہ کتنا پیارا لگتا تھا۔

نسیمہ اسکول کی سب سے زیادہ ہر دلعزیز لڑکی تھی کیونکہ وہ سب سے خندہ پیشانی سے ملتی اور فوراً ہی ہر لڑکی سے گھل مل جاتی تھی۔ پھر جو لڑکی اس کی دلچسپ باتوں کو ایک بار سن لیتی۔ وہ چاہتی کہ نسیمہ کی باتوں کو وہ ہر دم سُنا کرے۔ کلاس کی تمام لڑکیوں کو وہ ہنسایا کرتی تھی اور جس روز وہ کسی وجہ سے غیر حاضر رہتی تو ساری جماعت میں ایک طرح کی اُداسی چھائی رہتی"

وہ اُستانیوں سے ایسی ایسی باتیں پوچھتی کہ لڑکیوں کے پیٹ میں ہنستے ہنستے بل پڑ جاتے خصوصاً مس حمیدہ صاحبہ کے گھنٹے میں جو اردو پڑھاتی تھیں وہ بڑے بے تکے اور دلچسپ سوالات کر بیٹھتی، وہ کوئی بھی بات بتاتیں وہ اس میں ضرور فی الحال دیتی۔ ایک دن انہوں نے مشہور محاورے "چراغ تلے اندھیرا" کا مطلب بتایا تو وہ فوراً کھڑی ہو کر کہنے لگی "اجی صاحب! (یہ اس کا تکیہ کلام تھا) بھلا آپ کیسے فرماتی ہیں الکٹرک لائٹ میں اوپر اندھیرا ہوتا ہے" یہ سنکر مس وحیدہ صاحبہ بہت برافروختہ ہوئیں لیکن لڑکیوں کی ہنسی کی گونج میں ان کا غصہ ٹھنڈا ہو کر رہ گیا۔ ایک روز اور ایسا ہی ہوا۔ جب وہ اقبال کی مشہور نظم "ہمالہ" پڑھا رہی تھیں جس میں انھوں نے ایک مصرعہ "برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت تیرے سر" کا مطلب سمجھاتے ہوئے "دستارِ فضیلت" کی تشریح یوں کی "عربی اسکولوں میں قاعدہ ہے کہ جب کوئی طالبعلم اپنی تعلیم مکمل کر لیتا ہے تو مدرسے کے اُستاد اور بزرگ جمع ہوتے ہیں اور اس کے سر پر فضیلت کی پگڑی باندھتے ہیں ...."

ان کی بات کاٹ کر نسیمہ بول اٹھی "مگر اُستانی جی یہ تو بتائیے کہ پگڑی کے دام لڑکا خود دیتا ہے یا کہ اسکول؟"

یہ بات سنکر تمام لڑکیاں ہنسنے لگیں اور مس وحیدہ صاحبہ غصّے میں آکر کہنے لگیں "ایسی بیکار باتوں کے پوچھنے میں تمھیں کیا مزہ ملتا ہے؟"

نسیمہ نے بڑی متانت سے جواب دیا "آپ ہی نے تو کہا ہے جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ مجھ سے

بار بار پوچھو، میں تو محض ایک ہی بار پوچھتی ہوں، اگر بار بار پوچھوں تو شاید آپ مجھے کلاس ہی سے ٹرن آؤٹ کردیں'' یعنی باہر نکال دیں۔

دوسری استانیوں سے بھی وہ اسی طرح پیش آتی اور برابر اسی وجہ سے مار کھاتی رہتی۔ حساب کی استانی مسز جمیل بڑی غصہ ور قسم کی عورت تھیں ذرا ذرا سی بات پر لڑکیوں پر ہاتھ چھوڑ دیتیں اور ان کی آواز تو اتنی کرخت تھی کہ میرا دل تو سنکر دہل جاتا تھا لیکن نسیمہ پر جیسے ان کی گرج کا کچھ اثر ہی نہیں ہوتا۔ ایک بار کلاس میں ایک نئی لڑکی آئی ہوئی تھی جس کو وہ اچک اچک کر دیکھ رہی تھی۔ اس کی اس حرکت کو دیکھ کر مسز جمیل نے کہا ''نسیمہ اب تم بیچ بیچ اونچی ہو جاؤ'' نسیمہ اس کا مطلب سمجھ گئی اور بینچ پر کھڑی ہو گئی۔ انھوں نے اور اونچی ہونے کو کہا تو وہ ڈسک پر چڑھ گئی اور اس کے بعد جب انھوں نے اور اونچی ہونے کو کہا تو وہ دوڑ کر دروازے سے باہر جانے لگی۔ مسز جمیل نے بگڑ کر کہا ''کہاں چلی؟'' اس نے ذرا ہنستے ہوئے کہا ''باہر سیڑھی لانے جا رہی ہوں تاکہ بالکل چھت کو چھو لوں'' اس بات پر خود مسز جمیل کو ہنسی آگئی اور ان کا سارا غصہ کافور ہو گیا۔

غرض کہ میں کتنے واقعات درج کروں کبھی آیندہ اگر خدا نے چاہا تو اس کی اور دوسری دلچسپ باتوں کو آپ کے سامنے پیش کروں گی کیونکہ مجھے اس کی ایک ایک بات یاد ہے۔

شفیق بانو۔ اعظم گڑھ

افریقہ کا دیو (بقیہ صفحہ ۱۵ کا)

فروخت کرکے سب کے لئے کپڑے بنائے اور غلہ خرید کر مع بیوی بچوں کے محل کی طرف روانہ ہوا محل میں پہونچ کر بادشاہوں کی سی زندگی بسر کرنے لگا محل کی الماری میں ایک بکس رکھا تھا اس میں تین قلم رکھے تھے ایک قلم لال رنگ کا اٹھایا فوراً ۳ جوان نمودار ہوئے بولے سرکار کیا حکم ہے سنہرا قلم اٹھایا تو ۳ گھوڑے نکلے اور زرد قلم اٹھایا تو ۳ کتے نکلے۔ قاسم کو دیکھ کر بہت حیرت ہوئی جوانوں نے کہا ''صاحب ہم آپ کے تابعدار ہیں جو حکم ہو حاضر ہیں'' قاسم نے کہا ''ابھی ہم کو کوئی ضرورت نہیں تم جہاں سے آئے ہو چلے جاؤ جب ضرورت پڑے گی تو بلا لوں گا۔ تینوں جوان اور گھوڑے اور کتے غائب ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد دیو کا چچا مکنا دیو لنگڑے کو خبر ہوئی کہ اس کا بھتیجا مارا گیا وہ آپہونچا اور قاسم پر حملہ کر دیا قاسم نے فوراً بکس کھولا اور تینوں قلم اٹھائے فوراً تین جوان ۳ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور کتے ساتھ ہو لئے اور سب نے مل کر مکنا دیو کو ختم کر دیا جب لڑائی ختم ہو گئی تو قاسم نے بکس بند کر دیا اور سب جوان گھوڑے کتے غائب ہو گئے۔ اب قاسم کو کسی بات کا کھٹکا نہ تھا اس نے مکنا دیو کی سب پریاں اور کل سامان انھیں جوانوں کے ذریعہ منگا لیا اور مع پریوں اور بیوی بچوں کے آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

حامدہ قریشی
بارہ بنکی

ریل کا سفر

موجودہ زمانہ میں ریل کا سفر کرنے میں جن جن مشکلوں
کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اُن سے سب ہی واقف ہونگے
سب سے پہلے تو ٹکٹ لینے کی سخت مصیبت پیش آتی
ہے۔ خاص کر تیسرے درجہ کے ٹکٹ گھر کے سامنے
اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ! بڑی مشکلوں سے
کھڑکی پر پہنچکر ٹکٹ بابو تک رسائی ہوتی ہے اور کبھی ایسا
بھی ہوتا ہے کہ ہجوم کی کثرت سے کھڑکی تک پہنچنے اور
ٹکٹ لینے میں ریل کا وقت گذر جاتا ہے اور ریل چلی جاتی
ہے اور دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اب ٹکٹ
مل گیا تو گاڑی کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اونگھتے ہیں آجکل
گاڑیاں مقررہ وقت پر تو بہت ہی کم اسٹیشن پر پہنچتی ہیں۔
آدھ گھنٹہ کبھی ایک دو گھنٹہ دیر ہو جانا تو بالکل معمولی
بات ہے ریل کے اسٹیشن پر پہنچنے کا نظارہ تو قابلِ دید ہی ہوتا
ہے ادھر تو بے شمار آدمی جلدی جلدی اترنے کی کوشش
کرتے ہیں۔ اور ادھر سوار ہونے والے اس قدر جلدی
کرتے ہیں کہ اُترنے والوں کو اُترنے کا موقع دینا نہیں
چاہتے اور تیسرے درجے کے مسافروں کی حالت تو
دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ چڑھنے والے اترنے والوں کو
دھکیلتے ہیں اور اترنے والے چڑھنے والوں کو اور اس
دھکیلم دھکیل میں خاصا وقت گذر جاتا ہے اور مشکل سے
گاڑی کے اندر مسافر پہنچتے ہیں لیکن گاڑی میں جگہ کہاں
جو مسافر دور سے چلے آرہے ہیں سیٹوں پر بیٹھے ہیں اور
اس طرح بیٹھے ہیں کہ جنبش اور حرکت کا موقع نہیں پاتے
نئے مسافروں کو کھڑے رہنے کی سزا ملتی ہے۔ اور وہ
کھڑے چاروں طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ جگہ پائیں تو دوڑ کر
بیٹھ جائیں۔ اب جگہ مل گئی تو وہاں سے ہلنا دشوار
ہو جاتا ہے اور اگر اُٹھ کر کہیں پانی پینے یا کسی دوسری
ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے چلے گئے تو پھر جگہ سے
اکثر ہاتھ ہی دھونا پڑتا ہے دوسرے صاحب موقع
ملتے ہی اس جگہ پر آدھمکتے ہیں اگر کسی نے ان سے کہیں یہ
کہہ دیا کہ بھائی یہ تو میری جگہ ہے آپ ہٹ جائیے۔ تو
بس مارنے پیٹنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ آج کل کے
سفر میں بہتری اسی میں ہے کہ اگر جگہ مل جائے تو پھر اپنی
جگہ پر بھوکے پیاسے قیدیوں کی طرح بیٹھے رہو کئی حادثے
ایسے بھی پیش آئے ہیں کہ بہت سی جانیں گرمی کی زیادتی
کے سبب سانس گھٹ جانے سے ضائع ہو گئی ہیں۔

ان سب باتوں کی ذمہ دار گورنمنٹ ہی کو نہ ٹھہرانا
چاہیئے بلکہ گورنمنٹ اور پبلک دونوں ہی ذمہ دار
ہیں اور کچھ مجبوری بھی۔ تجارت یا بعض خاص پیشوں کے
لوگوں کو جب بہت آمدنی ہونے لگی۔ تو انہوں نے
سیر و سیاحت یا یونہی دوستوں اور رشتہ داروں
سے ملنے جلنے میں زیادتی کردی۔ ریل گاڑیوں کے
انجن جو غیر ملکوں سے آتے تھے آنے بند ہو گئے۔ جو
گاڑیاں پہلے چلتی تھیں اُن میں گاڑیوں کی کمی کے سبب

افریقہ کا دیو

افریقہ ایک مشہور اور بڑا ملک ہے جس کا درمیانی حصہ غیرآباد اور جنگل ہے جہاں کوئی انسان نہیں رہتا۔ اسی علاقہ کے کسی جنگل میں ایک خوفناک دیو رہتا تھا۔ جس کا قد ۲۱ فٹ لمبا تھا اور ہاتھی کے برابر موٹا تھا۔ اور اس کے منہ میں دو دانت ہاتھی کی طرح نکلے ہوئے تھے وہ ایک عالیشان محل میں رہتا تھا محل کے چاروں طرف شیروں کا پہرا تھا۔ محل کے دیکھنے سے کسی بڑے بادشاہ کا معلوم ہوتا تھا اس کے نیچے بڑے بڑے تہہ خانے تھے جن میں سونا جواہرات بھرے تھے جنگل کے دوسرے سرے پر ایک جادوگرنی رہتی تھی ایک دن ایک سپاہی اس جنگل سے ہوکر گزرا جادوگرنی نے اسے پاس بلاکر پوچھا "بیٹا کہاں جارہے ہو" سپاہی نے کہا " میرا نام قاسم ہے اور میں مصر سے آرہا ہوں میں اور میری بیوی بچے بڑی مصیبت میں ہیں کوئی روزگار نہیں ملتا روزی کی فکر میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔" جادوگرنی نے اس کو چند پھل دئے جن کو قاسم نے کھا لیا کچھ دیر بعد جادوگرنی نے کہا۔ "اگر میری ایک بات مانو تو مالامال ہوجاؤ۔" قاسم نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔" جادوگرنی نے کہا۔" اس جنگل میں ایک محل ہے اس میں ایک دیو رہتا ہے محل میں تہہ خانہ ہے اور وہاں شیروں کا پہرہ ہے تم وہاں جاؤ اور جاکر یہ صدا لگاؤ (حق اللہ۔ حق اللہ) جیسے ہی تم یہ کہو گے تم کو کوئی نہ دیکھ سکے گا اور تم سب کو دیکھو گے ابھی جاؤ اور اس کمبخت دیو کا خاتمہ کردو۔"

قاسم فوراً خدا کا نام لیکر روانہ ہوا اور محل کے قریب پہونچکر کہا حق اللہ۔ حق اللہ) پھر قاسم اندر گیا وہ سب کو دیکھتا تھا مگر اس کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ قاسم نے دیو کے سرہانے جو سو رہا تھا ننگی تلوار لٹکی دیکھی فوراً اتار کر اس سے دیو کے دو ٹکڑے کردئے۔ دیو کو مارنا تھا کہ سب شیر دوڑ پڑے مگر ان کو سوائے چلتی ہوئی تلوار کے کچھ دکھائی نہ دیا اصل میں وہ سب دیو تھے اور شیر کی شکل میں رہتے تھے۔ قاسم نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو ڈراؤنی آواز میں چلا کر کہا " اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو فوراً بھاگ جاؤ ورنہ تمہارا بھی یہی انجام ہوگا" اور لپک کر ایک ہاتھ ایک شیر پر مارا وہ ختم ہوگیا یہ دیکھ کر سب شیر بھاگ گئے۔ اب محل پر قاسم کا قبضہ ہوگیا۔ پھر وہ جادوگرنی کے پاس گیا اور سارا قصہ سنایا جادوگرنی بہت خوش ہوئی اور قاسم کے ساتھ محل میں آئی اور اندر جاکر ایک الماری کھولی اس میں حلوا تھا دونوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور پڑکر سو رہے دوسرے دن قاسم نے دیو کی تلوار لگائی اور دیو کی سواری کے گینڈے پر سوار ہوا تھوڑا سا سونا اپنی جیب میں بھرا اور گھر کی طرف چلا دیو کا گینڈا بہت تیز چلتا تھا بجائے دو دن کے وہ ایک دن میں گھر پہونچ گیا اور سونا

تین بہنیں اور بادشاہ

(۱) ایک دفعہ کا ذکر ہے کسی ملک میں ایک رحم دل بادشاہ تھا وہ اکثر رات کو گلی کوچوں میں پھرا کرتا تھا کہ کسی ضرورت مند کی مدد کرے ایک دفعہ وہ ایک گھر کے نزدیک سے گذرا جہاں اس نے کچھ لڑکیوں کی گفتگو سنی ایک بڑی لڑکی کہہ رہی تھی کہ میری شادی خانساماں سے ہو تو میں اچھے اچھے کھانے کھایا کروں۔ دوسری نے کہا کہ میری شادی داروغہ سے ہو تو مال و دولت سے گھر بھروں۔ سب سے چھوٹی نے کہا میری شادی بادشاہ سے ہو تو ملک پر حکومت کروں۔ بادشاہ یہ باتیں سن کر گھر آگیا اور صبح ان تینوں کو بلوالیا ان کی خواہش کے مطابق ان کی شادیاں کردیں۔

(۲) کچھ دن تو آرام سے گذرے۔ پھر دونوں بڑی لڑکیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم اپنے شوہروں کے غلام کیوں بن گئے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا جو ہونا تھا ہو گیا۔

(۳) بادشاہ کی بیوی کے بچہ پیدا ہونے لگا تو بادشاہ نے پوچھا تم کس کو بلاؤ گی۔ اس نے کہا "میں اپنی بہنوں کو بلاؤں گی"۔ بہنیں آگئیں، بہنوں نے دایہ کو لالچ دیکر یہ خواہش کی کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد مار ڈالا جائے اور چوہے کا بچہ لاکر زچہ کے پاس رکھدیا جائے دایہ لالچ میں آگئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو مارا نہیں بلکہ ٹوکری میں رکھ کر دریا میں چھوڑ آئی اور چوہے کا بچہ لے آئی۔ تھوڑی دیر بعد بادشاہ نے دریافت کرایا کہ کیا ہوا ہے معلوم ہوا چوہا یہ سن کر بادشاہ کو بہت غصہ آیا لیکن کیا کر سکتا تھا۔ یہ کوئی انسانی قصور نہ تھا۔ دو سال بعد جب پھر بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو پھر بہنوں نے لالچ دیکر بلی کا بچہ منگوالیا اور بادشاہ کے لڑکے کو دایہ دریا میں چھوڑ آئی اب بادشاہ کو بہت غصہ آیا لیکن صبر کیا تیسری دفعہ ایک لڑکی ہوئی جو بہت خوبصورت تھی بادشاہ کی بیوی کی بہنوں نے چھچھوندر منگوائی لڑکی کو غائب کر دیا۔ اب کی مرتبہ بادشاہ تاب نہ لاسکا اور جامع مسجد کے دروازے پر اپنی بیوی کو بٹھا دیا اور کاغذ پر لکھ کر لگا دیا کہ جو یہاں سے گذرے وہ اس عورت پر تھوک کر جائے ورنہ اس کو اس کی جگہ بیٹھنا پڑے گا۔

اب ادھر کا حال سنئے۔ یہ تینوں بچے دریا سے ایک مالی نے نکالے جس کی جھونپڑی دریا کے پاس تھی اس بیچارے کے اولاد نہ تھی اس نے ان کو اپنی بیوی کو دے دیا اور کہا ان کی پرورش کرو اس کی بیوی بہت خوش ہوئی اور خوشی خوشی پرورش کرنے لگی کچھ دنوں بعد مالی مر گیا مالن نے ان سے کہا تم بادشاہ کے پاس جایا کرو وہ تمھیں کچھ دیا کرے گا لیکن انہوں نے اس کو پسند نہ کیا۔ ایک روز یہ دونوں بھائی شکار کو گئے بادشاہ نے ان لڑکوں کو دیکھا اور حیران رہ گیا کیونکہ یہ دونوں بادشاہ کے ہم شکل

تمہے پوچھا تم کس کے لڑکے ہو انہوں نے جواب دیا ہماری پرورش ایک مالی نے کی ہے وہ کہتا تھا کہ تم دریا میں ٹوکریوں میں رکھے ہوئے بہہ رہے تھے میں نے تم کو نکال لیا تھا۔

بادشاہ نے کہا اچھا کل ہمارے پاس تمہاری دعوت ہے دوسرے دن دونوں بھائی اپنی بہن سے پوچھ کر بادشاہ کے ہاں گئے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر واپس گھر آ گئے۔ اب ان تینوں نے مل کر ایک چھوٹا سا باغیچہ لگایا لڑکی راہ گیروں کو اپنا باغیچہ دکھاتی اور ان سے تعریفیں سنتی ایک دفعہ ایک بڑھیا کا ادھر سے گذر ہوا لڑکی نے اسے بھی باغیچہ دکھایا بڑھیا نے کہا اس میں تین چیزوں کی کمی ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) بولتا درخت (۲) سنہری پانی (۳) گانے والی چڑیا۔

لڑکی نے پوچھا یہ چیزیں کہاں ملیں گی بوڑھی نے کہا جنوب کی طرف سیدھے چلے جاؤ چلتے چلتے راستہ میں ایک بوڑھا ملے گا وہ راستہ بتا دے گا۔ لڑکی گھر میں آ کر اٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر پڑ گئی۔ بڑے بھائی نے پوچھا کیا بات ہے بہن نے سارا حال بتایا لڑکے نے کہا اچھا میں لا دوں گا۔ اگلے دن ایک تسبیح اس نے دیوار پر لٹکا دی اور بہن سے کہا کہ جب اس کے دانے گرنے لگیں تو سمجھ لینا کہ میں مر گیا۔ یہ کہہ کر وہ چل پڑا بوڑھے کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ یہ چیزیں کہاں ملیں گی اس نے ان کا پتہ بتایا اور ایک گیند اوسے دی اور کہا اس گیند کو اوس مقام پہ پہنچ کر چھوڑ دینا یہ لڑھکنے لگے گی اور تجھے باغ میں پہنچا دے گی لیکن یہ یاد رکھنا کہ تیرے پیچھے سے بہت سی آوازیں آئیں گی پیچھے پھر کر نہ دیکھنا ورنہ مر جائیگا لڑکا چل پڑا اور آوازیں آنے لگیں کبھی اوس کے کانوں میں سنائی دیتا کہ پکڑو پکڑو۔ چور کو۔ بھاگا جا رہا ہے کبھی سنتا تالاؤ تھکڑی اس کو پہنا میں غرض مختلف قسم کی ڈراونی آوازیں آنی رہیں آخر اس سے صبر نہ ہو سکا اور مجبور ہو کر اس نے پیچھے دیکھا فوراً بت بن گیا لڑکی جو روزانہ تسبیح کو دیکھتی رہتی تھی ایک دن اوس نے دیکھا کہ اُس کے دانے گرے پڑے ہیں اور بھائی کی موت کا یقین کر لیا۔ پھر اُس نے چھوٹے بھائی کو بھیجا اس نے بھی پیچھے دیکھ لیا اور بت بن گیا۔ تیسری دفعہ آپ گئی اور بڑی ہوشیاری سے کام کیا آخر کامیاب ہوئی واپسی میں جبکہ بہن یہ تینوں چیزیں لے کر آ رہی تھی ایک درخت نے اوس سے کہا کہ سنہری پانی - ان دونوں بتوں پر چھڑک۔ دو۔ یہ جاندار ہو جائیں گے چنانچہ اس نے پانی چھڑکا اور وہ اُٹھ بیٹھے۔ لیکن اُنہوں نے اُسے پہچانا نہیں انہوں نے اوس کو بہت سی رقم دے کر یہ چاہا کہ وہ تینوں چیزیں ہمیں دے دے لیکن وہ نہ مانی اور بھاگ کر اپنے گھر آ پہنچی اور تینوں چیزیں باغ میں لگا دیں۔ پھر بھائیوں کے لئے کھانا تیار کرنے لگی بھائیوں نے واپس آ کر سارا قصہ بہن کو سنایا بہن نے باغ میں لیجا کر بھائیوں کو اپنا سارا حال سنایا بھائی یہ سن کر بہت

شرمندہ ہوئے۔

آخر بولنے درخت نے انہیں بہت سی دولت دے دی۔ جو چیز یہ مانگتے وہ دے دیتا۔ یہ درخت دراصل جادو کا درخت تھا۔ ایک دن اُنہوں نے بادشاہ کی دعوت کی درخت نے موتیوں کی کھیر پکوائی بادشاہ دعوت کھاتے باغ میں آیا اور کھیر کھائی تو پوچھا موتیوں کی کھیر بھی کہیں پکتی ہے لڑکے یہ سُن کر چپ ہو گئے درخت نے کہا کبھی کسی عورت کے پیٹ سے چوہا، بلی، بچھو ندر بھی ہوئی ہے بادشاہ یہ سُن کر حیران رہ گیا درخت نے بادشاہ سے کہا اوس عورت کو جس کو تم نے جامع مسجد پر بٹھا دیا ہے یہاں بلاؤ اس کو سنہری پانی سے نہلاؤ اور کپڑے پہناؤ اس کے بعد میں اصل حال تلاؤں گا فوراً حکم کی تعمیل کی گئی۔ درخت نے کہا "یہ تینوں تمہارے بچے ہیں" اس کے بعد اس نے اول سے آخر تک سارا قصہ سنایا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا بچوں کو محل میں لے گیا۔ اور سب ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے بادشاہ نے دونوں ظالم بہنوں کو زندہ زمین میں گڑھوا دیا۔ پس جیسے خدا نے اس چھوٹی لڑکی کے دن پھیرے ایسے ہی ہم سب کے دن پھیرے۔ آمین۔

سید منیر الحسن ہشتم اے لدھیانہ

پکنک (بقیہ صفحہ ۱۲ کا)

اور بلقیس کو دوسرے کپڑے پہنے دیکھا تو بہت غصے سے ہم لوگوں کی طرف دیکھنے لگیں جب ناشتہ اور چائے وغیرہ ختم ہو گئی تو سب نے مل کر خوب گائے گائے اور اس کے بعد میں نے اور بلقیس نے منورمہ سے ڈانس کی فرمائش کی ہماری ٹیچر نے بھی ہاں میں ہاں ملائی منورما نے بہت اچھا ڈانس کیا۔ ان سب دلچسپیوں میں چھ بج گئے۔ ہم لوگوں نے جلدی جلدی لاری میں سامان رکھا اور روانہ ہوئے راستہ میں بہت زور کی آندھی کے ساتھ پانی آیا اور ہم لوگ خوب بھیگے خدا خدا کرکے کانونٹ آیا اور سب لڑکیاں ساتھ اتر کر چلی گئیں لیکن میں نے اور بلقیس نے ہمت کرکے ناشتہ دان ہاتھ میں لیا (جس میں مدرکے لئے کچھ کھانے کی چیزیں تھیں) مدر کے پاس پہونچے شکریہ کے ساتھ انہوں نے وہ چیزیں لے لیں۔

نفیسہ انصاری۔ کھنڈوہ

ریل کا سفر (بقیہ صفحہ ۱۴ کا)

او کمی کردی گئی اور پھر جنگ کا سامان اور سپاہیوں کو لیجانے اور لانے کے لئے بھی گاڑیاں مخصوص کردی گئیں ہم کو مذکورہ بالا مصیبتوں کو پیش نظر رکھکر اب یہ سوچنا چاہئے کہ ان مشکلات کو کس طرح دور کیا جائے۔ کم سفر کرو کے اشتہار تو اکثر آپ نے دیکھے ہوں گے۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی بہن سوائے خاص ضرورت کے ہرگز ہرگز سفر نہ کرنا چاہئے اور سفر میں بھی اپنے ساتھ کم سے کم سامان لیجانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس طرح ہم اپنی اور گورنمنٹ دونوں کی مدد کرسکتے ہیں۔

رضیہ سلطانہ۔ اجمیر

طرز تحریر

عموماً چھوٹے اور بڑے تمام لوگ "طرز تحریر" کو ایک معمولی سی چیز خیال کرتے ہیں ــــ لیکن دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بڑے بڑے ڈگری یافتہ لوگوں کو خط لکھنا نہیں آتا۔ مثلاً خط لکھنا شروع کریں گے تو ان کو اتنا بھی معلوم نہ ہوگا کہ خط کو کیسے شروع کیا جائے۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ نہ انگریزی کا خط صحیح ہوتا ہے اور اپنی مادری زبان میں خط لکھنا تو قطعی نہیں آتا۔

دراصل خط سے اور خصوصاً لفافہ کے پتے سے انسان بہت کچھ خط لکھنے والے کی لیاقت کا اندازہ کرسکتا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ہمارے اسکول میں بھی ابتدائی تعلیم میں یہ باتیں بالکل نہیں بتائی جاتی ہیں۔ کیونکہ اُستادوں کا خیال عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ بچی یا بچہ بڑھ کر خود ایسی باتیں سیکھ جائے گا یہی کمزوری آئندہ تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔

خط لکھتے وقت اوّل اپنے پتے کا خاص خیال رکھیں تاکہ ڈاکخانہ کی گڑبڑ سے ہم کو با آسانی ہمارا خط واپس ملجائے یعنی D.L.O. سے فوراً واپس آجائے۔

بے چارے چٹھی رساں پر ذرا رحم کیا کیجئے۔ صرف آپ ہی کا خط لیجانا اور لینے آنا اُس کا کام نہیں ہے بلکہ ہزاروں لوگوں کے خطوط تقسیم کرنا ہے۔ اگر صاف اور خوشخط لکھا ہوگا یعنی لفافہ پر پتہ درست ہوگا تو اُس پر احسان ہوگا۔

نمونۂ خط

عزیز منزل		معرفت جناب فلاں صاحب
قاضی ٹولہ		منزل ......
ڈاکخانہ سیوان	یا	محلہ ......
ضلع سیتاپور اودھ		مقام ......
تاریخ ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء		ضلع ....

آپا بھائی تسلیم

میں بخیریت ہوں آپ کی خیریت کی خواہاں۔ رسالہ عصمت روانہ خدمت ہے۔ پڑھ کر واپس کردیجئے گا کیونکہ میں نے ابھی ٹھیک سے پڑھا نہیں ہے۔

میری جانب سے سب کو مناسبات۔ فقط

ناچیز ثریا

یہ محض نمونہ ہے آپ جتنا بڑا خط لکھنا چاہتی ہیں لکھئے مگر خدا کے لئے ترتیب۔ صفائی۔ خوشخطی اور مضمون کی خوبی کا خیال رکھئے۔ کوئی شخص آپ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ آپ کیا پاس ہیں بلکہ طرز تحریر سے آپ کی لیاقت کا اندازہ لگائے گا۔

لفافہ پر پتہ روشنائی سے لکھئے پنسل سے لکھنا بدتہذیبی بھی ہے اور بعض اوقات پنسل کا لکھا ہوا پتہ مٹ جاتا ہے اور خط اپنے مقام پر نہیں پہنچتا۔

بخدمت جناب سر قاضی عزیز الدین احمد صاحب
چیف منسٹر و دیوان دتیا
بندیلکھنڈ
Datia.
Bundel Khand.

پتہ لکھتے وقت یہ خیال رکھئے کہ مسٹر کے ساتھ آپ
Esq نہیں لکھ سکتی ہیں۔ اور بیگم ڈپٹی علی حسن صاحب
م ٹیکس آفیسر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی لکھنا قطعی غلط
یقہ ہے مسز فلاں صاحب معرفت فلاں صاحب
ر اُن کے خطابات یا ان کا عہدہ خواہ ڈپٹی ہوں یا
منر ہوں مگر نام کے ساتھ خصوصاً مسز و بیگم کے ساتھ
ت باتوں کی لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

اگر آپ کو Buziness خط لکھنا ہے مثلاً
ی ایڈیٹر اخبار کمپنی یا حکام کو تو شوق سے To. کے
بعد Comma کا استعمال کیجئے ورنہ معمولی
روزمرہ کے خطوط میں پتہ لکھتے وقت To. لکھنا
طعی غلط ہے۔ ایسی غلطیاں بڑی تعلیم یافتہ لڑکیاں
ی کرتی ہیں۔ سوا خطابات کے اور کسی چیز کو مخفف
لفاظ میں لکھنا بھی غلط ہے۔ جیسے Dy , Lt,
Dept , Lieutenant باقاعدہ
پٹی کلکٹر یا کمشنر تحریر فرمائیے۔

پرنسپل کالج یا اسپتال میں لیڈی ڈاکٹر کو آپ
نگریزی میں خط لکھ رہی ہوں تو ڈیر سر لکھنا غلط ہے
لکہ Madam لکھنا چاہئے نئے شخص کے
لئے Sincerely سے ہوگا کہ Truely
یا Affectionately کیونکہ
Sincerely صرف اپنے خاص دوست کے
لئے استعمال ہوگی۔ Affectionately
اپنے رشتے دار ماں۔ باپ حقیقی یا رشتے کا بھائی۔
چچا کے لئے درکار ہے۔

محاورہ اور سخت سخت بڑے الفاظ لکھنے سے
بھی انگریزی کی خوبی ظاہر نہیں ہوتی جب تک صحیح
استعمال نہ ہو۔ سادہ سلیس اردو یا انگلش میں خط
لکھنے وہی بہت بڑی خوبی ہے بعض لوگ ہماری
لکھائی سے ہمارے Character
بتا دیتے ہیں۔ اسکول میں بتایا جاتا ہے کہ اس سے
ہماری بے پروائی اور مستقل مزاجی کا پتہ چلتا ہے۔ لہذا
خط بہت صحیح اور قاعدہ سے لکھنا چاہئے ورنہ تعلیم
سے کیا فائدہ۔ ہاں خط کا کاغذ بھی ایسا ہو جس سے
دوسرے کی بے عزتی نہ ہو کہ جس کاغذ پر چاہا ویسٹ پیپر
باسکٹ سے نکال کر لکھ دیا۔

عارفہ صفیہ سلطان لبوان

پکنک

پچھلے سال اگست کی پانچ تاریخ کو ہماری کلاس
ٹیچر کی سالگرہ تھی ہم سب لڑکیاں اس دن کا بہت دنوں
سے انتظار کر رہی تھیں اور ایک ہفتہ پہلے سے اس دن
کے لئے ہم پروگرام بنائے بیٹھے تھے۔
خدا خدا کرکے پانچ تاریخ بھی آپہونچی اور ہم لوگ
صبح آٹھ بجے کانوینٹ پہونچ گئے اور قریب نو بجے
کے ہماری ٹیچر کلاس میں داخل ہوئیں ہم لوگوں نے
مبارک باد کے نعرے لگائے اور اس کے بعد جو تحفے
اُن کے لئے ہم لے گئے تھے ان کی خدمت میں پیش
کئے اور اُنہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کئے۔ ٹیچر نے
تو ہم لوگوں نے پہلے ہی "موگھٹ تالاب" پر پکنک کے
لئے جانے کی اجازت لے لی تھی اب مدر (کانوینٹ میں
جو ہیڈ مسٹرس ہوتی ہیں وہ مدر کہلاتی ہیں) سے
اجازت لینی تھی نیز ہم چار لڑکیاں ہمت کرکے ان
کے پاس پہونچے اور ڈرتے ڈرتے اجازت مانگی انہوں
نے اجازت دے دی۔ ہم لوگ ٹیچر کے پاس آئے ٹیچر نے
بورڈنگ کی لڑکیوں کو تیار رہونے کے لئے کہا اتنے
میں میں نے اور میری کلاس فیلو بلقیس نے لاری
میں سامان رکھوایا قریب گیارہ بجے ہم لوگ موگھٹ
تالاب کو روانہ ہوئے۔ یہ تالاب شہر سے چار میل
کے فاصلہ پر ہے اور بہت بڑا اور گہرا تالاب ہے
اس کے آس پاس باغ لگا ہے اور گھنے درخت
ہیں یعنی نیچے تو باغیچہ ہے اور تھوڑی سی اونچائی پر تالاب
ہے۔ خیر وہاں ہم لوگ ساڑھے گیارہ بجے پہونچے ہم
سب ۱۶ لڑکیاں تھیں ایک ہماری کلاس ٹیچر ایک
ہندی ٹیچر اور ایک مس خورشید جو ہماری سلائی کی ٹیچر
تھیں وہ لڑکی ہی سی تھیں ہم لوگوں نے جلدی جلدی
سامان وغیرہ اتارا اور ایک گھنے درخت کے نیچے
رکھ کر اور ایک چپراسی کو نگرانی کے لئے وہاں چھوڑ
کر سب کے سب اوپر پہونچے پہلے تو خوب گھومے
مجھے اور بلقیس کو شرارت جو سوجھی تو چند لڑکیوں پر
جو وہاں بیٹھی تھیں خوب پانی ڈالا انہوں نے بھی
ہم دونوں کو خوب بھگویا میں نے اور بلقیس نے
ایک ایک جوڑا کپڑا رکھ لیا تھا جب سب کی سب
پانی میں تر ابور ہوگئیں تو نگیں اپنے کپڑے سکھانے
تو ہم دونوں چپ چاپ وہاں سے کھسک گئے اور
ایک گھنے درخت کی آڑ میں دوسرے کپڑے پہن لئے
اور گیلے کپڑے پھیلا دئے پھر جلدی جلدی چائے
بنائی اور سب کے لئے پلیٹوں میں کھانے کی چیزیں لگا کر
رکھیں بہن میوہ اور اُن کی کلاس فیلو منورمہ کو آواز دی
وہ دونوں سب لڑکیوں کو چھوڑ کر آگئیں۔ دونوں نے
فرش بچھاتے پلیٹیں اور چائے کی پیالیاں وغیرہ
جمانے کا انتظام کیا۔ پھر سب کو بلایا جب ان
لڑکیوں نے (جن کو ہم نے خوب بھگویا تھا) مجھے

کامیابی کا راز

نوجوان کی خواہش تھی کہ دولت و شہرت کا ایک ایسا ستارہ بن کر چمکے جس کی چمک دمک دیکھنے والوں کو حیران کردے۔ لیکن اس مقصد میں کامیاب ہونے کا طریقہ اُسے معلوم نہ تھا۔ اس لئے وہ ہر شخص سے اس کی نسبت پوچھتا ——————

"وقت ہی سب کچھ دلاسکتا ہے"۔ یہ تھا جواب جو اُسے ملتا۔ لیکن وہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ" وقت کیا ہے"۔ آخر پوچھتے پوچھتے اتنا پتہ چلا کہ" وقت" سرزمین چاند کا حکمراں ہے جس کی تین بیٹیاں ہیں "دی روز" (گذرا ہوا کل کا دن) امروز (آج کا دن) اور فردا (کل کا آنے والا دن) فردا سب سے چھوٹی اور بہت حسین بیٹی ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد نوجوان نے چاند تک پہنچنے اور اپنا مطلب حاصل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ ایک رات جبکہ پورے چاند نے اپنی چمکدار کرنیں زمین پر ڈال کر سفید راستہ بنا رکھا تھا۔ اس نے اس پر چلنا شروع کیا۔ وہ چلتا گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کی حکومت میں جا پہنچا اور حاضری کی عزت حاصل کی۔

"اے فانی انسان تو یہاں کس لئے آیا ہے؟" بادشاہ نے پوچھا۔

"دولت اور شہرت کے لئے" نوجوان نے اطمینان سے جواب دیا۔

"میرا مقصد ایک تجوری (لوہے کا بھاری صندوق) میں بند ہے" بادشاہ نے مسکرا کر کہا۔ اور اس تجوری کی چابی میری بیٹیوں میں سے ایک کے پاس ہے

"کیا مجھے یہ پوچھنے کی اجازت ہے کہ کونسی بیٹی کے پاس کنجی ہے"

"نہیں! یہ تمہیں خود معلوم کرنا ہوگا" بادشاہ نے کہا نوجوان نے زمین چومی۔ اور بادشاہ کی بیٹیوں کی طرف چلا۔ جو وہاں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر مشرق کی طرف منہ کئے کھڑی۔ سورج کی پہلی کرن کی منتظر تھیں۔ کیونکہ عین اس وقت" امروز" (منجھلی بیٹی) کو زمین کی طرف اڑنا تھا۔ وہ اپنے بازوؤں کو پھیلا پھیلا کر اڑنیکی تیاری کررہی تھی۔ اور" دی روز" (بڑی بیٹی) اور " فردا" (چھوٹی بیٹی) انسانوں کے لئے اپنا پیغام دے رہی تھیں۔

"دی روز" کہہ رہی تھی۔ دنیا والوں سے کہدینا کہ میں انہیں متنبہ کرچکی ہوں" فردا نے پیغام دیا" دنیا والوں سے کہدینا۔ کہ میں صرف وعدہ ہی کرتی ہوں۔ نوجوان اُن کے پاس پہنچا، جونہی ان کی نظر اس پر پڑی" فردا" نے کہا" اے فانی انسان تم یہاں کیوں آئے"

"اس تجوری کی چابی لینے جس میں (کامیابی کا قیمتی موتی) بند ہے" نوجوان نے شہزادی کے

چہرے کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔
"فردا" یہ سن کر مسکرائی۔ نوجوان نے خیال کیا۔ شاید چابی اسی کے پاس ہے۔ مگر جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے "امروز" کی طرف دیکھا لیکن اس کے چہرے پر بھی بے پروائی کے آثار تھے۔

پھر وہ "دی روز" کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے ایک آہ سرد بھری اور اپنے چہرے پر نقاب ڈال لی اس کی اس ادا نے اسے پہلے سے بھی زیادہ حسین بنا دیا۔
اتنے میں سورج کی پہلی کرن فضا میں پھیل گئی "امروز" نے اپنے بازو پھیلائے اور زمین کی طرف اڑ گئی۔
"دی روز" نے اوّل فردا کو حسرت بھری نظر سے دیکھا اور پھر وہ بھی اڑ گئی۔

اس کے بعد فردا نے نوجوان سے کہا "تم کامیابی کی کنجی چاہتے ہو اس کے بدلہ میں مجھے کیا دو گے؟"
"جو طلب کرو" نوجوان نے جواب دیا۔
"اپنی زندگی۔ اپنی روح۔ اپنا ضمیر تم دے سکتے ہو؟" فردا نے اپنی نگاہیں اس پر جماتے ہوئے کہا۔
"ہاں جو کچھ میرے پاس دینے کے لئے ہے میں دے سکتا ہوں" نوجوان نے جواب دیا۔
"تب میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ" یہ کہکر اس نے آہستہ آہستہ بلندی کی طرف چلنا شروع کیا گلاب کے باغوں صندل کے جنگلوں اور اچھلتے چشموں سے ان کا گذر ہوا۔ مفلس نوجوان نے جہاں کہیں اور جب کبھی ان چیزوں کی طرف للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھا" فردا نے وہیں روک دیا "کسی چیز کے لئے نہ ٹھہرو۔ میں تمہیں اس سے بھی زیادہ خوبصورت چیزیں دکھاؤں گی۔

راستہ ناہموار اور پتھریلا ہوتا جاتا تھا۔ فردا نے ایک چمکدار ستارے کی طرف انگلی سے اشارہ کرکے کہا ــــــ" وہ دیکھو ہماری منزل مقصود یہ ہے تجوری اسی جگہ ہے۔ بے خوف و خطر بڑھے چلو"
نوجوان چلتا گیا، اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے پیروں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ پتھروں کی وجہ سے راستہ مشکل سے طے ہو رہا تھا، خاردار جھاڑیاں اس کے دامن سے الجھ الجھ جاتی تھیں، مگر وہ سب کچھ برداشت کر رہا تھا۔ ...... وہ اسی طرح چلے جا رہے تھے۔ کہ سڑک کے کنارے ایک بچے کے رونے کی آواز آئی۔ جو مدد کے لئے چلا رہا تھا فردا نے یہ دیکھ کر کہ نوجوان کا دل پسیج رہا ہے فوراً حاکمانہ لہجہ میں کہا "کسی کے لئے نہ ٹھہرو آگے بڑھے چلو۔ نوجوان نے یہ سنکر سر جھکا لیا۔ اور آگے بڑھ گیا۔

آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھا گئیں۔ بجلی کی چمک سے آنکھیں چندھیانے لگیں۔ بادلوں کی گرج سے کلیجہ دہلنے لگا۔ نوجوان سہما جا رہا تھا مگر امید بڑھائے لئے جا رہی تھی کہ ایک عورت کی دردناک آواز کان میں پڑی "خدارا مجھے اس ظالم سے بچاؤ"
نوجوان نے فردا کی طرف دیکھا۔ اس نے صرف ہاتھ سے بڑھے چلنے کا اشارہ کیا "خاتون" مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی مدد نہیں کر سکا مجھے فرصت بہت کم ہے۔ یہ کہکر نوجوان آگے بڑھ گیا ــــــ بجلی کوندا

بارش پورے زور سے شروع ہوگئی، اب اس کی طاقت
جواب دے رہی تھی۔ اس کے لئے اب ایک قدم چلنا
بھی دوبھر تھا، وہ گرگر پڑتا تھا مگر فردا کے دل میں
کوئی رحم نہ تھا اس نے ڈانٹ کر کہا "جلدی جلدی قدم
اٹھاؤ۔ ورنہ منزل مقصود تک پہنچنے سے قبل ہی ختم
ہوجاؤگے۔ مجبور ہوکر اس نے درخت سے ایک موٹی
سی ٹہنی کاٹی اور اس کے سہارے چلنا شروع کیا چمگادڑیں
ادھر اُدھر شکار کی تلاش میں اڑ رہی تھیں۔ زہریلے
سانپ راستے میں رینگ رہے تھے۔ نوجوان نے اپنی
دھندلی آنکھوں سے ستارے کو دیکھتے ہوئے اپنے
دل میں کہا "آخر ان مصیبتوں کا کچھ نتیجہ بھی نکلے گا یا نہیں؟
وہ انہیں خیالات میں غرق تھا، کہ آواز آئی۔ جلدی چلو
جلدی چلو۔ دیر کرنے میں خطرہ ہے نوجوان کی کمر جھک
گئی تھی۔ قوت کمزور ہوگئی تھی۔ اب وہ چلنے کے بالکل
ناقابل تھا۔ لیکن منزل مقصود بھی قریب آگئی تھی۔

ایک لق ودق میدان کے درمیان میں قربان گاہ
(جہاں کسی چیز کو ذبح کیا جائے) کی کوئی چیز پڑی تھی۔
اس پر تجوری رکھی تھی جس کے ڈھکنے سے نور کا ایک دریا
جاری تھا۔ فردا نے قربان گاہ کے پاس جاکر کہا۔ آخر ہم
آپہنچے لو یہ چابی لو اور تجوری کھول کر اپنا گوہر مقصود حاصل
کرلو نوجوان نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں چابی
تھامی اور تالا کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ چونکہ اس کی
نظر کمزور ہوچکی تھی۔ اس لئے مشکل سے کامیاب ہوا۔
جونہی اس نے ڈھکنا اٹھا کر دیکھا غش کھا کر گر پڑا
تجوری خالی تھی فردا نے ایک قہقہہ لگایا اور غائب
ہوگئی اب اس کی جگہ امروز کھڑی تھی اس کے چہرے
پر غم کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے رحم بھری آواز
میں کہا۔ اے فانی انسان تجھے اپنا گوہر مقصود زمانہ
پر تلاش کرنا چاہیے تھا اور وہ میں ہوں جس کے قبضے
میں کلید کامرانی ہے۔ اس نے دی روز کو اشارہ
کیا اسے لے جاؤ یہ مرچکا ہے وہ آگے بڑھی اور لاش
پر اپنی نقاب ڈال دی۔

مس شاہینہ پروین

میرے بھائی بہن (بقیہ صفحہ ۲۵ کا)

یہ بہت شریر اور ضدی ہوگئے ہیں۔ کسی سے نہیں ڈرتے ہر
ایک کو بے دھڑک مار دیتے ہیں۔

حیا:۔ نام نورشیدہ بانو ہے مگر اقبال نے بجائے بٹیا کے
حیا کہنا شروع کیا تو یہ اُن کا عرف عام ہوگیا۔ بڑی اچھی
اور فرماں بردار بچی ہے۔ اقبال کی طرح ضدی بھی نہیں
ہے۔ جو کچھ دیدو خاموشی سے لے لیںگی مانگیں گی نہیں۔
والدہ صاحبہ سب سے زیادہ انہیں چاہتی ہیں۔

رابعہ بانو۔ لکھنؤ

میری سہیلیاں (بقیہ صفحہ ۲۷ کا)

زیادہ تعلیم کی مخالف ہیں۔ اس پر میری اور ان کی اکثر
بحث ہوجاتی ہے کسی طرح ہار نہیں مانتیں۔ ان کی رائے
میں لڑکیوں کو زیادہ سے زیادہ بی ٹی تک پڑھنا چاہیے
بہت نیک ہیں۔ کوئی بات نہیں چھپانیں۔ درجہ دہم میں ہیں۔
اور خوش قسمتی سے کلاس فیلو بھی ہیں۔ خانہ داری کے کاموں
میں بہت دلچسپی لیتی ہیں سینا بہت اچھا جانتی ہیں۔ ان کی
تعریف میں مناسب جملے استعمال کرنے سے قاصر ہوں اس کا افسوس ہے

میرے بھائی بہن

مشتاق بھائی:- مجھ سے بڑے ہیں مگر اس قدر مختصر کہ لوگ دیکھ کر مجھ کو بڑا بتاتے ہیں۔ صورت شکل ہیں۔۔۔۔ ماشاءاللہ۔ پڑھنے لکھنے میں بہت تیز ہمیشہ فرسٹ یا سیکنڈ آتے ہیں۔ آپ کو ریاضی سے خاص دلچسپی ہے شاید یہی وجہ ہو کہ آپ نکونے (ایک قسم کی مٹھائی) بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ سینما بہت دیکھتے ہیں۔

میں خود اپنے متعلق کیا لکھوں بھائی مشتاق کے الفاظ میری نسبت ملاحظ فرمائیے۔

"بیچاری بڑی اچھی لڑکی ہے۔ لکھنے پڑھنے کی زیادہ شوقین نہیں ہیں مختلف قسم کے کھانے بڑے عمدہ پکاتی ہے کاڑھنے اور سینے میں استاد ہے اپنی کئی سہیلیوں کو سکھا چکی ہے پہیلیاں خوب بوجھتی ہے

اشتیاق:- بڑا شریر ہے۔ مجھ سے بہت لڑتا ہے۔ ہر وقت پتنگ اڑایا کرتا ہے۔ آلو کھانے کا بہت شوقین ہے۔ بیچارہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا خود آلو ابال لیتا ہے

امتیاز:- فلسفی قسم کے واقع ہوئے ہیں ہر وقت خاموش رہتے ہیں۔ پتنگ کے اتنے شوقین ہیں کہ آپ سوتے میں بھی پتنگ اڑایا کرتے ہیں۔ جب اکیلے ہوتے ہیں تو یہ سمجھ کر کہ ہاتھ میں پتنگ کی ڈور ہے خوب داؤں پیچ دکھاتے ہیں اور اگر کسی نے دیکھ لیا اور ٹوک دیا تو شرما جاتے ہیں۔ مگر کیا کریں عادت سے مجبور ہیں۔ والی بال کے بھی شوقین ہیں سب بھائی مل کر کھیلتے ہیں۔

اقبال:- سب ان کو بہت چاہتے ہیں اور اسی وجہ سے

میرے بہن بھائی

۱۔ سب سے بڑے تو ہم خود ہیں اپنے متعلق کیا لکھیں مگر کچھ نہ کچھ تو ضرور لکھنا چاہئے۔ بھاری بدن ضدی طبیعت دو دن ہنسی مذاق ہیں گذریں تو ایک دن ضرور منہ پھلا کر اور خاموش رہ کر گزاریں گے۔

۲۔ ہم سے چھوٹا بھائی ضیاءالدین ہے بہت پیاری شکل بےحد شریر روتوں کو ہنسا دینے والا پڑھنے سے بہت جی چراتا ہے۔ سارا سارا دن ہنستا رہتا ہے سب کو ستاتا ہے کسی سے بھی نہیں ڈرتا مگر ہمارے ساتھ کبھی شرارت نہیں کی اگر کرے تو مار بھی کھاتا ہے۔

۳۔ اس سے چھوٹی بہن افتخار زہرہ ہے گورا رنگ پیچھے سے بیٹھی ہوئی ناک مگر اس کے چہرہ پر بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ پڑھنے شوق سے ہے۔ مگر ذرا بھی اس کو کوئی جھڑک دے تو بس آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے۔

۴۔ اس سے چھوٹا علاؤالدین ہے اس کی تو کچھ نہ پوچھئے۔ گورا رنگ بالکل بیٹھی ہوئی ناک عمر چار سال کی ہے۔ بات نہیں کرتا مگر سارا دن بابا وا اوا کرتا رہتا ہے

۵۔ سب سے چھوٹے میاں ذکاءالدین ہیں بہت ہی پیاری بھولی بھالی شکل ہے مگر بےحد ضدی کوئی پاس سے گزر جائے تو اس کی شامت آجاتی ہے۔ سب بہن بھائیوں کو خوب مارتا ہے۔ مگر خود مار نہیں کھاتا۔

مس ظہور الدین۔ سہجہ

میری سہیلیاں

جوگندر:۔ شوخی اور شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہے ہونٹوں پر ہر وقت مسکراہٹ کھیلتی رہتی ہے۔ باتیں بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔ پڑھنے کی بہت شوقین ہیں۔ گانا اچھا جانتی ہیں افسوس اردو بالکل نہیں جانتیں ہندی کی مضمون نگار ہیں۔

اچھی اچھی ساڑھیاں پہننے کا بہت شوق ہے۔ مزاج میں ضد بہت ہے۔ اپنے آگے کسی کی نہیں چلنے دیتیں۔ فلم ایکٹرسوں کی تصاویر جمع کرنے کا بہت شوق ہے۔ درجہ دہم میں ہیں۔ میری کلاس فیلو رہ چکی ہیں۔ اب ہم اگرچہ علیحدہ علیحدہ اسکولوں میں چلے گئے ہیں۔ مگر محبت ویسی ہی ہے خط کے ذریعہ آدھی ملاقات ہوتی رہتی ہے ان کے خط بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔ بلا کی حاضر جواب ہیں سب استانیاں اُن سے محبت کرتی ہیں۔ کلاس کی رونق ان ہی کے دم سے ہے۔ آج کل بہت مصروف ہیں۔ اور وہ مصروفیت بھی کچھ دلچسپ ہی ہے۔

بلدیپ کور:۔ ان کی باتیں بڑے مزے کی ہوتی ہیں۔ ملنے والا بہت جلد ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت میٹرک میں ہیں قدرت نے ان کو بھی مجھ سے جدا کر دیا۔ خود تو چلی گئیں مگر اپنی یاد چھوڑ گئیں۔ وہ گھڑیاں جو ان کی صحبت میں گزری ہیں جب یاد آجاتی ہیں تو دل پر چھریاں سی چلنے لگی ہیں۔ پڑھنے کی بہت شوقین ہیں۔ وقت کی بہت پابند ہیں۔ بہت محنتی اور ذہین ہیں۔ خانہ داری کے تمام کاموں میں مہارت حاصل ہے گانا بھی جانتی ہیں۔

برجیس:۔ یہ بہن بھی ہیں سہیلی بھی ہیں بہت سیدھی سادی تکلف سے بے نیاز پڑھنے کی شوقین ہیں۔ نماز کی بہت پابند ہیں۔ کاڑھنا بہت اچھا جانتی ہیں۔ کھانا پکانا اور سینا ان کے بہترین مشاغل ہیں۔ سینما کا بالکل شوق نہیں ہے۔ ناول وغیرہ بھی نہیں پڑھتیں۔ شاعری سے خاص لگاؤ ہے۔ فارسی میں کافی مہارت رکھتی ہیں جسمانی طور پر یہ مجھ سے بہت دور ہیں مگر دل سے بہت قریب ہیں۔

خدیجہ:۔ شاعری سے ذوق رکھتی ہیں افسانہ نگاری کا بھی شوق ہے اور بہت زیادہ گھریلو قسم کی ہیں سیدھی سادی۔ تکلف سے بے نیاز۔ ایک ایک جملے سے خلوص اور محبت ظاہر ہوتی ہے۔ ملنے والا بہت جلد ان سے بے تکلف ہو جاتا ہے بال کی کھال نکالنے کی عادی ہیں۔ کیوں ہوا؟ کب ہوا؟ اگر یوں ہوتا تو کیا ہوتا؟ اسی وجہ سے ان کا نام ہم نے سوالیہ نشان رکھ لیا ہے۔

اچھی مضمون نگار ہیں۔ مگر اپنے مضامین شائع نہیں کراتیں کیوں؟ یہ مجھے خود بھی نہیں معلوم۔ باتیں کچھ معموں میں کرتی ہیں اور سننے والا الفاظ کے سنہرے جال میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ ہنستی بہت ہیں کبھی کبھی ہنسی کا اچھا خاصہ دورہ پڑتا ہے۔ ا

بھر یہ دیکھکر برا مان جاتی ہیں کہ دوسرے اُن کے ساتھ
کیوں نہیں ہنستے۔ مگر زندگی صرف چند قہقہوں کا مجموعہ
تو نہیں ہے

شریفہ:۔ یہ بھی سیدھی سادھی اور بھولی سی ہیں۔ جب سے
ان کی شادی ہوئی ہے ان کی باتوں میں پہلی سی گرمجوشی نہیں
رہی اور اپنے آپ کو ہم لوگوں سے کچھ الگ سا تصور کرنے
لگی ہیں مگر ان کی محبت سے میں انکار نہیں کرتی۔ وقت کی
یہ بھی بہت پابند ہیں ان کی نرم دلی اور خوش مزاجی سے
ہر ایک ان کا گرویدہ ہے ساس ان پر ماں کی طرح جان
چھڑکتی ہیں۔ انہیں اب میں نگہت خلیل کہنے لگی ہوں
شرارت کرتی ہیں مگر چپ شریر ہیں۔

نجمہ:۔ یہ بھی بہن اور سہیلی ہیں۔ عمر میں مجھ سے ایک
سال بڑی ہیں مگر بہت بڑائی ظاہر کرتی ہیں اور بہت
وقار سے رہتی ہیں۔ دستکاری کا بہت شوق ہے۔
اکثر کاڑھتی نظر آتی ہیں خط کا جواب نہ دینے کی ہر وقت
شکایت رہتی ہے۔ درجہ ہشتم میں پڑھتی ہیں۔ پڑھنے کا
بہت شوق ہے سب سے محبت اور خلوص سے پیش
آتی ہیں۔

فیروزہ:۔ بلا کی تیز اور چنچل ہیں۔ انہیں ہم سب چنچل
کماری کہتے ہیں۔ باتیں بہت جلدی جلدی کرتی ہیں
ان کی زبان گویا طوفان میل ہے۔ افسانے وغیرہ پڑھنے
کی بہت شوقین ہیں جو افسانہ شائع ہوتا ہے سب
سے پہلے ان کو دکھاتی ہوں ورنہ یہ ناراض ہو جاتی ہیں
نماز روزہ کی پابند ہیں۔ بہت ذہین اور محنتی ہیں
دینیات میں ہمیشہ اوّل آتی ہیں۔ وقت کی پابند ہیں

خالی جگہیں بھرئیے

......: بچیوں کا سب سے اچھا ......ہے یہ قریب
......کے ہر حصے ......جاتا ہے۔ یہ
......مرحوم کا ......کیا ہوا ہے اس کے
......ان کے لڑکے ......ہیں جو بڑی ......
اور......سے کام کر رہے ہیں۔ اور ان ہی کی وجہ سے
اس کو دن دونی رات ......ہو رہی ہے تمام ......
بہنوں اور ......کو چاہئے کہ وہ ......یا......یا
......کے فائدہ کے لئے کوئی ......کریں۔ یہ ایسا
......ہے جس میں ......کو بلکہ ......کو بھی پڑھنے
میں ......آتا ہے ......اس میں ......
اور......کے علاوہ ......کی چیزیں بھی ہوتی ہیں۔
جو ......اور......اسکولوں میں نہ پڑھتے ہوں
وہ ......کو اپنے نام ......کرالیں۔ اس سے صرف
......ہی نہیں آتا بلکہ ......اور......بھی سیکھتی ہیں۔
یہ ان بچیوں کے لئے جو ......پڑھی پڑھتی ہیں بہت
......ہے۔ یہ ایسا ......ہے جس میں ناسمجھ ......
کو بھی ......آتا ہے۔ چونکہ اس میں مزیدار ......
ہوتی ہیں جن کو عام طور سے بچے بہت ......
کرتے ہیں۔

اس لئے آج کل جبکہ ......بہت مہنگا ہو رہا ہے
تمام بناتی بہنوں کو چاہئے کہ وہ اپنی ......کو جو ابتک
اس کی ......نہیں ہوئی ہیں ......خریدار بنا کر......
کی کریں جس کے مقابلہ ......شکل ......ملے گا۔

(پورا مضمون صفحہ ۳۲ کالم ۲ پر)

ذرا ہنسئے

(۱) ایک مجرم کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے پوچھا تم چوری اور ڈکیتی کے جرم میں ۷ مرتبہ میری عدالت میں آچکے ہو میں اُمید کرتا ہوں کہ آیندہ میں تمکو یہاں نہیں دیکھونگا" مجرم نے کہا کیا آپ ملازمت سے استعفٰی دے رہے ہیں؟

(۲) مجسٹریٹ نے مجرم سے پوچھا "تمھاری عمر کیا ہے؟"
مجرم:۔ صاحب مجھے معلوم نہیں!
مجسٹریٹ:۔ اچھا تمھاری پیدایش کی تاریخ کیا ہے اور تم کس سال پیدا ہوئے تھے۔
مجرم:۔ کیا آپ میری سالگرہ منانا چاہتے ہیں۔

محمد ادریس عثمانی

بچہ:۔ (ماں سے) اماں۔ مجھے ایک آنہ دیدو۔
ماں سے ایک آنہ لیکر دکان پر جاتا ہے۔ اور ایک آنہ کے چار پیسے لے آتا ہے۔
ماں:۔ بیٹا۔ مجھے وہ آنہ واپس دیدو۔ تم بھولے لیتا۔
بچہ:۔ مگر یہ تو دکاندار کے پیسے ہیں۔

(جگت پال سنگھ جالندھری)

لڑکی:۔ امی سونا کہاں سے نکالا جاتا ہے؟
ماں:۔ بیٹی سونا کانوں سے نکالتے ہیں۔
لڑکی۔ امی جان تو کیا میرے کانوں میں بھی سونا نکلے گا

عدالت (چور سے) کیا تم نے اس شخص کا تانگہ گھوڑا چرایا ہے؟
چور جی نہیں آپ میری جامہ تلاشی لے سکتے ہیں۔

بلقیس بیگم کراتوی

ہنڈکلیا

میٹھی کھچڑی:۔ دال مونگ آدھ پاؤ۔ چاول عمدہ آدھ پاؤ۔ کھویا ایک پاؤ۔ گھی ایک پاؤ شکر سفید ایک سیر
ترکیب:۔ پہلے گھی میں کھوئے کو تل لیں جب کھویا گلابی ہوجائے پتیلی اتارلیں اور گھی نچوڑ کر کھویا علیحدہ نکال لیں پھر ۵ عدد لونگ۔ ۵ عدد الائچی باقی ماندہ گھی میں ڈال کر چولھے پر رکھیں جب وہ سیاہ ہوجائیں تو دھلی ہوئی کھچڑی ڈالدیں ۵ منٹ تک بھونیں پھر بقدر ضرورت پانی ڈالدیں نرمی کے لئے خفیف نمک بھی ڈالدیں اور تلا ہوا کھویا بھی! جب کھچڑی گل جائے شکر ڈالکر بھون لیں تیار ہونے پر کیوڑہ ڈالکر اتارلیں بہت لذیذ کھچڑی ہوگی۔

مس ناہید افضال ہاشمی

سبز چنے کا حلوا:۔ آدھ پاؤ سبز چنے کی دال خوب باریک پیس کر ڈیڑھ پاؤ میدہ گندم دال میں ملا کر گھی میں خوب بھونیں اس کے بعد ایک سیر دودھ میں تین پاؤ چینی کا قوام تیار کرکے اس میں ملا کر پکائیں جب گھی چھوڑدے تو عرق کیوڑہ ایک تولہ اور بادام تین تولہ ڈال کر اتارلیں۔ حلوا تیار ہے۔

حلوا عجیب:۔ میدہ پاؤ بھر گھی ڈیڑھ پاؤ۔ مشک ایک ماشہ۔ عرق گلاب دو تولہ۔ کشمش و پستہ پانچ تولہ تھوڑے سے گھی میں میدہ ڈال کر سخت گوندھئے۔ اور روٹی بنا کر ماہی توے پر پکا لیجئے اور ہلکی آنچ پر اتنا سینکئے کہ سرخ ہوجائے۔ پھر باریک کوٹ کر چھلنی میں چھان لیں کہ روا بن جائے۔ اسی روے کو گھی میں بھون کر آدھ سیر

عجائب خانہ

ٹوکیو جاپان ٹوکیو جاپان کا پایہ تخت ہے۔ اسی جگہ جاپان کی شکست کے عہد نامہ پر دستخط ہوئے اور اس کی شان و شوکت کا خاتمہ ہو گیا۔ دنیا کا یہ تیسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ اول درجہ پر لندن ہے جس کا رقبہ ۶۹۳ مربع میل اور آبادی ۸۰ لاکھ ہے۔ دوسرے درجہ پر نیویارک ہے جس کا رقبہ ۳۰۱ مربع میل اور آبادی ۷۴ لاکھ ہے ٹوکیو کا رقبہ ۲۱۷ مربع میل اور آبادی ۱۱ لاکھ ہے۔ پہلے یہاں کے مکانات لکڑی اور کاغذ کے بنے ہوئے تھے لیکن ۱۹۲۳ء کے بڑے زلزلہ اور آتش زدگی کے بعد جس میں ایک لاکھ آدمیوں کے مرجانے کا تخمینہ لگایا گیا تھا شہر کو از سر نو بنایا گیا۔ چھ بڑے بڑے نئے بازار بنائے گئے جن کی چوڑائی ۱۲۰ فٹ ہے ۳۶ فٹ چوڑی ۳۴۰ نئی گلیاں بھی شہر کے اندر قائم کی گئیں۔ زمانہ حال کی آگ سے اور زلزلہ سے بچاؤ کے مصالحوں اور طریقوں سے برباد شدہ عمارات بنائی گئیں اور جگہ جگہ آگ سے محفوظ کاروباری علاقے تعمیر کئے گئے۔ بایں ہمہ ٹوکیو کی ۹۰ فیصدی عمارات پرانے جاپانی طرز کی کاغذ اور لکڑی کی بنی ہوئی ہیں۔ جاپان میں اس سے زیادہ آگ سے محفوظ اور کوئی شہر نہیں اور ملک بھر میں سب سے زیادہ جدید ترین طرز کا ہے۔

ٹوکیو سو سے زیادہ پہاڑیوں پر بنایا گیا ہے۔ جن کی بلندی ۵۰ سے ۱۳۰ فٹ تک ہے مکانات کے وقوع میں لوگوں کے درجہ اور مرتبہ کا لحاظ رکھا گیا ہے مالدار چوٹی پر متوسط ڈھلاؤ پر اور عوام الناس نیچے کھڈوں میں آباد ہیں۔ شاہ جاپان کا محل شہر کے بیچ میں بلندی پر واقع ہے جس کے گرد خندق اور فصیل ہے۔ محل کے آس پاس کوئی بلند عمارت نہیں ہے تاکہ کسی کی نظر بلندی سے نیچے کی طرف بادشاہ پر نہ پڑے کیونکہ وہ دیوتا ہے اور سورج کا بیٹا ہے۔ شہر میں موٹریں چلتی ہیں۔ ۱۲۶ میل کی لمبائی میں ٹریمیں ۲۵ میل لمبی زمین دوز ریلیں اور ۴۰۰ میل لمبی سطح زمین کی ریلیں شہر کے اندر باہر اور ارد گرد جاری ہیں۔ ۱۴ ریلیں شہر میں باہر سے آکے ملتی ہیں جن کا تعلق ملک کے بڑے بڑے شہروں سے ہے۔

شہر کی آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں نہایت سرد ہے۔ طوفان اکثر آتے رہتے ہیں ہر چھ سات سال کے بعد سارے جاپان میں زلزلوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ شہر جاپانی جزائر کے بڑے جزیرہ ہونشو میں واقع ہے اور یہاں ملک بھر کی سب بڑی صنعتیں جاری ہیں۔ چونکہ اس کی بندرگاہ اتنی گہری نہیں کہ بڑے بڑے جہاز یہاں ٹھہر سکیں اس لئے ۱۸ میل جانب مغرب یوکوہامہ ٹوکیو کی سب سے بڑی تجارتی بندرگاہ ہے۔ بحری بیڑہ کی بندرگاہ یوکوسوکا ہے یہیں اتحادیوں کا بیڑا آج کل لنگر انداز ہے

سب سے بڑی آبدوز جاپان کے جہاز اور سامان جنگ پر اتحادیوں کا قبضہ ہوا ہے اس میں دو آبدوزیں بھی ہیں جو دنیا میں سب سے بڑی ہیں اور جاپان کے بحری بیڑے میں ایک عجوبہ چیز دیکھی گئی۔ اتحادی آبدوزی مبصران نے انہیں جب

وہ آہستہ آہستہ خلیج سگامی میں سے نکالی جا رہی تھیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھا۔ ان میں سے بڑی ۳۹۳ فٹ یعنی نصف فرلانگ سے زیادہ لمبی ہے ۵ ½ ہزار ٹن اس کا وزن ہے۔ اس میں تین ہوائی جہاز رہتے ہیں دوسری آبدوز اس سے کسی قدر چھوٹی ہے۔ اس میں دو ہوائی جہاز رہتے ہیں۔ ان میں ۵۰ ہزار میل سفر کرنے کا دم ہے یعنی زمین کے گرد دو مرتبہ۔ بڑی میں ۱۹۱ کارکن رہتے ہیں اور بغیر رسد لئے چار ماہ تک سمندر میں چل پھر سکتی ہے۔ بڑی سے بڑی آبدوز بھی جو اب تک اتحادیوں کے پاس ہیں۔ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں گزشتہ دسمبر میں ڈالی گئی۔ ٹرک کے جزائر میں یہ دونوں جاپانی فوجوں کو سامانِ جنگ و رسد پہنچانے کے کام میں لائی گئیں۔ صرف ایک ہی دورہ لگا سکی تھیں کہ جاپان بیٹھ گیا۔ اس کے ہوائی جہازوں کے لنگر عجیب و غریب ہیں۔ بجلی کے جھٹکوں کے ذریعہ جہاز چھت پر پہنچائے جاتے ہیں۔ ان کے لئے علحدہ ۱۲۰ سو فٹ کی پٹری ہے ہے جس پر چل کے ہوائی جہاز اڑتا چلا جاتا ہے۔

خزانہ غرق

۱۷۸۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک جہاز گرا[illegible] نامی ٹرنکومالی لنکا سے ہیروں، نیلموں، زمردوں، [illegible] جدوں سے بھرے ہوئے ۱۹ صندوق، [illegible] سونے کی سلاخیں ۱۴۵۰ چاندی کی سلاخیں اور لاکھوں کا دیگر سامان لئے ہوئے جنوبی افریقہ کے ساحل پونڈولینڈ کے سامنے ٹکرا کے ڈوب گیا۔ اسی میں ایک مرصع تخت بھی تھا جو دہلی سے ہاتھ آیا تھا اور تخت طاؤس سے مشابہ تھا جس کی قیمت اُس وقت لاکھوں روپیہ لگائی گئی تھی۔ یہ سارا خزانہ ساحل سے صرف ۶۰۰ گز کے فاصلہ پر پانی میں دفن ہے۔ کئی دفعہ اس کے نکالنے کی کوشش کی گئی لیکن پہاڑوں کی سی لہروں نے ہر مہم کو ناکام کر دیا۔ اب پھر ایک پنشن یافتہ انگریز انجینیر نے ایک مہم اسے برآمد کرنے کے لئے تیار کی ہے وہ چار سال سے اسی ادھیڑبن میں لگا ہوا ہے۔ اس سے پہلے ۲۰ سال ہوئے ایک مہم کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی۔ جہاز سے بہت قریب تک ایک سرنگ لگائی گئی۔ وہ اس قدر قریب پہنچ گئی کہ جن برموں سے یہ سرنگ لگائی جا رہی تھیں وہ جہاز کے پیندے کی لکڑی اکھاڑ اکھاڑ کے باہر پھینکنے لگے۔ عین اس وقت سرنگ میں سمندر کا پانی ٹھاٹھیں مارتا ہوا گھس آیا اور سارا روپیہ برباد ہو گیا ۱۹۲۲ء میں برطانوی بحری محکمہ نے ایک مہم اسی کام کے لئے بھیجی تھی جس نے دس مہینے سر مارا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

موتیوں کی ڈبیہ

امن شروع ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہم تک ایسی مشین پہنچنے والی ہے جس کو چلانے سے ہم گھر بھر کے مچھر مکھیاں اور پتنگے مار ڈالا کریں گے اور اس کا کوئی اثر کھانے پینے کی چیزوں کپڑوں اور گھر کے سامان پر نہ ہوا کرے گا۔ بجلی قسم کا تیل اس میں ڈالا جاتا ہے جو ننھے منے ذروں میں تقسیم ہو کے ہوا میں کام کرتا ہے۔

امریکہ میں چالیس چالیس منزل کے مکانات بنائے جاتے ہیں۔ آیندہ ان کے نیچے بہت گہرے غار رکھے جایا کریں گے ان پر نہایت مضبوط ڈھکنوں پر مکانات بنائے جائیں گے۔ ہوائی جہازوں کی گولہ باری کے وقت ۲۲ ½ سو گھوڑوں کی طاقت کے انجنوں سے ان ۱۴

استانی لاثانی

فلالین کی دھلائی۔ فلالین اور اُونی کپڑے کی دھلائی کیلئے ذرا سے ہنر کی ضرورت ہے۔ ایسے کپڑے دھوبی سے دھلوانے کی بجائے خود دھوئیں۔ کپڑا عمدہ رہیگا اور دیر تک چلے گا۔ جس کپڑے کو دھونا ہو کھلی ہوا میں لا کے خوب جھاڑیں تاکہ گرد و غبار نکل جائے۔ اسے ہرگز ہرگز نہ بھگوئیں کسی عمدہ صابن کے چھلکے اتار لیں یا لکس صابن لیں۔ کافی مقدار چار یا پانچ سیر کھولتے ہوئے پانی میں جیسا موقع ہو لکڑی سے گھولیں اور اسی سے خوب جھاگ اُٹھائیں۔ ایک لکڑی کام نہ دے تو پتلی ٹہنیوں کا گچھا بنا کے پانی میں رئی کی طرح چلائیں جب پانی نیم گرم ہو جائے کپڑا اس میں ڈال کے اِدھر اُدھر چلائیں ملیں دلیں نہیں میل آپ سے آپ باہر نکلنا شروع ہو جائے گا۔ کپڑا میلے پانی میں پڑا نہ رہنے دیں اُسی وقت بھینچ بھینچ کے اُسے اوپر تلے کرتے رہیں پھر معمولی گرم پانی میں دو تین مرتبہ نکالیں۔ پانی نہ بہت گرم ہو نہ ٹھنڈا۔ ورنہ کپڑا اسکڑ جائے گا سخت ہو جائیگا اور رنگ بھی خراب ہو جائیگا۔ اس کا خاص خیال رکھیں کہ صابن کا ذرہ ذرہ کھنگالتے وقت نکل جائے۔ کوئی ذرہ رہ جائے گا تو فلالین کو سخت کر دے گا۔ آخر میں بھینچ بھینچ کے جس قدر پانی نکالا جا سکے نکال دیں۔ مروڑ مروڑ کے نہ نچوڑیں۔ فلالین اور اُون خراب اور بدنما ہو جاتی ہے۔ پھر جھٹک دیں تاکہ رواں کھڑا ہو جائے اور کھلی ہوا میں لٹکا کے سکھا دیں۔ بھڑکتی آگ کے قریب رکھ کے فلالین کبھی نہ سکھائیں۔ نہ تیز دھوپ میں سکھائیں۔ اس سے کپڑا اسکڑ جاتا ہے۔ دھونے کے بعد ہی اُسے سکھائیں۔ گیلا نہ پڑا رہنے دیں۔ کپڑے میں نمی باقی ہو تو معمولی گرم استری کر دیں۔ کپڑے اور استری کے بیچ میں باریک کپڑا پھیلا دیں اور فلالین کے اُلٹے رُخ استری کریں۔

رنگین کپڑے فلالین کے کپڑے کی طرح دھوئیں جلدی سے دھو ڈالیں اور کھنگالنے کے پانی میں مٹھی بھر نمک یا ذرا سی پھٹکری ڈال کے بھاری کر لیں۔ جلدی سے سکھا لیں لیکن دھوپ میں نہ سکھائیں۔ کافی چھپائی کے کپڑے ایسے پانی سے دھوئیں جس میں نمک یا تھوڑی سی سپرٹ آف ترپن ٹائن Spirit of Turpentine ڈالی جائے

کرن پھول سلفیٹ آف کاپر دو گرین دو اونس پانی میں گھولیں۔ آنکھ میں ایک یا دو قطرے ڈالیں۔ آنکھوں کے لئے بہت عمدہ لوشن ہے۔

سلفیٹ آف آئرن (ہیرا کسیس) دو گرین۔ اتیس پانچ گرین۔ مرکب طیار کریں۔ دن میں دو مرتبہ استعمال کرنے سے بڑھی ہوئی تلی جاتی رہتی ہے۔

آئرن نصف گرین سرخ مرچ ایک گرین۔ ہینگ دو گرین۔ گولیاں بنائیں۔ ہیضہ میں ایک ایک گولی دیں۔

Ipecacuanha آئی پی کاکوانہ اور پانی کی لئی بنا لیں۔ بھڑ یا بچھو کاٹ جائے تو فوراً

لگا دینے سے جادو کا کام کرتا ہے۔ اگر کاٹنے کی تکلیف زیادہ ہو اور دل کمزور ہوتا جاتا ہو تو مفرح دوا دیں

برش میں میل کچیل جمع ہو جائے تو بائی کاربونیٹ آف سوڈا یا برش پوڈر کی ایک چمچہ گرم پانی کے برتن میں گھول لیں اور برش بالوں کی طرف سے اس میں ہلائیں چلائیں حتیٰ کہ سارا میل دور ہو جائے۔ لکڑی یا ہاتھی دانت کا حصہ پانی میں نہ آنے دیں ورنہ تڑق جائے گا۔ بالوں کے رُخ سایہ میں سکھالیں یعنی دستہ اوپر کی طرف رکھیں۔

شہد کی مکھی کے کاٹے کی جگہ سے ڈنک نکال دیں۔ امونیہ لگائیں آرام آجائیگا۔

محمد ظفر

(صفحہ ۲۷ کالم ۲ کا پورا مضمون)

بنات بچیوں کا سب سے بہترین رسالہ ہے۔ یہ قریب قریب ہندوستان کے ہر حصہ میں منگایا جاتا ہے۔ یہ علامہ راشد الخیری مرحوم کا جاری کیا ہوا ہے۔ اس کے اڈیٹر ان کے لڑکے رازق الخیری ہیں جو بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کر رہے ہیں۔ اُن ہی کی وجہ سے اس کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ تمام بناتی بہنوں اور بھائیوں چاہیئے کہ بنات یا عصمت یا جوہر نسواں کے فائدہ کے لئے کوئی کام کریں۔ یہ ایسا رسالہ ہے جس میں بچوں کو اور ساتھ میں بوڑھوں کو بھی پڑھنے میں مزا آتا ہے۔ کیونکہ اس میں قصہ اور کہانیوں کے علاوہ کام کی چیزیں بھی ہوتی ہیں۔

جو بچے اور بچیاں اسکولوں میں نہ پڑھتے ہوں وہ بنات کو اپنے نام جاری کرالیں۔ اس سے صرف پڑھنا ہی نہیں آتا ہے بلکہ اس سے کاڑھنا اور سینا بھی سیکھتی ہیں۔ یہ ان بچیوں کے لئے جو گھر ہی پر پڑھتی ہیں۔ بہت ہی مفید اور فائدہ مند ہے۔ یہ ایسا رسالہ ہے جس میں ناسمجھ بچوں کو بھی لطف آتا ہے۔ چونکہ اس میں مزیدار کہانیاں ہوتی ہیں جن کو عام طور سے بچے بہت پسند کرتے ہیں۔

اس لئے آج کل جبکہ کاغذ اتنا گراں ہو رہا ہے تمام بناتی بہنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی سہیلیوں کو جو کہ ابتک اس کی خریدار نہیں ہوئی ہیں خریدار بنا کر بنات کی مدد کریں جس کے مقابلہ کا پرچہ مشکل سے ملے گا۔ مدد کریں۔

امۃ الزہرا بیگم۔ جونپوری

رسالہ بنات دہلی

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں اکتوبر کے پرچہ کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ اِس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ اگر رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکار کی اطلاع دے دیں۔ ورنہ نومبر کا رسالہ ۲؍۱۲ کا وی۔پی حاضرِ خدمت ہوگا۔

منیجر

۳۲	۳۹۶	۵۸۷	۸۶۶	۱۰۶۴
۶۳	۳۹۸	۵۸۹	۹۳۰	۱۰۶۵
۷۶	۴۰۰	۵۹۰	۹۳۲	۱۰۶۷
۱۰۶	۵۶۲	۵۹۱	۹۳۳	۱۰۶۸
۱۸۴	۵۶۴	۵۹۲	۹۸۳	۱۰۷۱
۱۸۵	۵۷۴	۵۹۳	۱۰۴۶	۱۰۷۳
۲۶۵	۵۷۷	۵۹۴	۱۰۵۱	(۹۶۳)
۲۶۶	۵۸۰	۵۹۵	۱۰۵۵	۱۰۷۸
۲۶۹	۵۸۱	۵۹۶	۱۰۵۶	
۲۷۰	۵۸۲	۵۹۷	۱۰۵۸	
۳۴۰	۵۸۳	۶۰۴	۱۰۵۹	
۳۴۹	۵۸۴	۶۰۵	۱۰۶۰	
۳۹۴	۵۸۵	۶۰۶	۱۰۶۱	
۳۹۵	۵۸۶	۷۸۷	۱۰۶۲	

اُنیسواں سال ۱۹ | بابتہ ماہ اکتوبر ۱۹۴۵ء | جلد ۳۷ نمبر ۱

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت کوچہ چیلاں دہلی سے شائع ہوا)

مذہب

از علامہ راشد الخیریؒ

اس بات سے شاید ہی کسی کو انکار ہو کہ جب سے نئی روشنی کا دورِ دورہ شروع ہوا لڑکیاں مذہب سے کوسوں دور جا پڑیں۔ تہذیب کا شوق ایسا چرایا کہ انسانیت کا اصلی جوہر بھی بالکل غارت ہو گیا۔ قرآن شریف جو ماباپ نے نہایت شوق اور محنت سے پڑھایا تھا اس کو کبھی بھول کر بھی نہیں دیکھتیں۔ البتہ اخبار رسالے ناول ہر وقت مطالعہ میں موجود ہیں کیا یہ حالت قابلِ افسوس نہیں ہے۔ کہ مسلمان لڑکیاں اپنے خدا سے ایسی فرنٹ ہو جائیں کہ اس کے کلام کا بھول کر بھی نام نہ لیں نماز اور روزہ تو الگ رہا۔

جو لڑکیاں اس وقت پڑھنے لکھنے کے قابل ہیں اُن میں مشکل سے دس فیصدی ایسی نکلیں گی جنہوں نے قرآن شریف نہ پڑھا ہو۔ لیکن ایسی لڑکیاں جو آپ قرآن شریف کو خدا کا کلام سمجھ کر پڑھتی ہوں دس فی صدی بھی نہ نکلیں گی۔

کوئی شخص دُنیا میں مذہب سے الگ ہو کر مشکل سے ترقی کر سکتا ہے صرف مذہب ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بُرے کاموں سے روک سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آج کل عام طور پر دیکھ رہے ہیں کہ لڑکیاں ماباپ کی گستاخی کرنے میں ہرگز نہیں چوکتیں۔ نماز کے قضا کرنے کا روزہ کے جانے کا ان کو مطلق ملال نہیں ہوتا اور مذہب کی یہ لاپرواہی بڑھتے بڑھتے ان کو اس قابل کر دیتی ہے کہ وہ اپنے حقوق کے ادا کرنے میں غفلت سے کام لیتی ہیں۔ غرض کوئی لڑکی اُس وقت تک اپنی زندگی اچھی طرح نہیں گزار سکتی۔ جب تک کہ وہ مذہب کے احکام کی پابند نہ ہو۔ اکثر لڑکیوں اور بیویوں کو دیکھا ہے کہ غیر مذہب کی عورتوں سے باتیں کر رہی ہیں نماز کا وقت نکل رہا ہے اور مطلق خیال نہیں، وہ اس کو فخر سمجھتی ہوں گی لیکن سمجھدار غیر مذہب والے ہرگز ایسے شخص کو وقعت سے نہ دیکھیں گے جو اپنے مذہب کی پروا نہ کرے۔

لڑکیوں کو اگر نیک نام زندگی بسر کرنی ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے مذہب پر توجہ کریں اور اس کے بعد وہ جس طرز پر رہنا پسند کریں رہیں۔

دانت

دانتوں کی اہمیت سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اکثر لوگ بے توجہی اور لاعلمی کی وجہ سے فطرت کی اس نعمت کی بہت بے قدری کرتے ہیں اور اس کی سزا میں اپنی صحت کھو بیٹھتے ہیں۔ انسان کی صحت کا بہت کچھ انحصار دانتوں پر ہے۔ اس لئے میں چند سطروں میں اس ضروری مضمون پر پیش کرنا چاہتی ہوں

دانت اور صحت:-

انسانی زندگی کا انحصار غذا پر ہے۔ غذا جب تک اچھی طرح دانتوں سے چبا کر نہ کھائی جائے، نہ ٹھیک طرح سے ہضم ہو سکتی ہے نہ جذب ہو کر قوت اور صحت کو باقی رکھ سکتی ہے۔ جب ہم لقمہ کو چباتے ہیں تو نشاستہ جو غذا میں ہوتا ہے وہ لعاب دہن سے مل کر ہضم ہونے لگتا ہے۔ لمبی ٹکڑے (گوشت انڈا مچھلی وغیرہ) پس کر اتنے باریک ہو جاتے ہیں کہ معدہ کی رطوبت ان کو ہضم کر سکتی ہے۔ لہٰذا کھانے کو دانتوں سے اتنا چبانا چاہیئے کہ پس کر رقیق ہو جائے۔ غور کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر دانت اچھے اور مضبوط نہیں ہیں تو انسان کا تغذیہ ناقص رہیگا۔ صحت خراب اور کمزوری لاحق ہوتی جائے گی۔ اور انسان بہت جلد اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

جب بچے کے دانت نہیں ہوتے تو فطرت اُسکی پرورش رقیق دُودھ سے کرتی ہے۔

دانتوں کی نگہداشت اور صفائی:-

ہمارے ملک میں بمقابلہ اور ممالک۔ دانتوں کی صفائی زیادہ کی جاتی ہے۔ مگر عام ر یہ ہے کہ صبح کے وقت لوگ دانت صاف کرتے کھانے کے بعد غذا کے ذرات دانتوں کے ما مسوڑھوں اور دانتوں کے درمیان رہ کر جاتے ہیں۔ اس لئے کھانے کے بعد بھی دانتوں کو کرنا ضروری ہے۔

اُنگلی سے دانتوں کو صاف کرنے کا رواج مگر اُنگلی سے دانتوں کا صرف بیرونی حصہ صاف چمکنے لگتا ہے۔ اندرونی صفائی نہیں ہوتی۔ بہ چیزیں جو دانت کو صاف کر سکتی ہیں وہ مسواک برش ہے۔ اِن کی مدد سے کوئی منجن استعمال سکتا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر قسم کے دیسی ولا اور دواؤں کے استعمال سے برش یا مسواک صفائی کرنا زیادہ بہتر ہے اور مسواک۔ برش سے مفید ہے۔ اس لئے کہ برش چند روز کے استعما بعد گندا ہو جاتا ہے۔ دیکھنے میں اگرچہ وہ صاف مگر اُس کے بالوں میں جراثیم نشو و نما پانے لگتے ہیں صفائی مشکل سے ہوتی ہے۔ مسواک روز کے روز کی جاسکتی ہے۔

ہاجرہ خاتون از

ایک صاف و خوبصورت گاؤں

ہالینڈ کے مُلک میں ایک خوبصورت صاف اور ستھرا گاؤں ہے جس کی آبادی چھ سات سو سے زیادہ نہیں ہے۔ وہ ایسا خوبصورت اور دلکش ہے کہ وہاں کے لوگ اُسے اپنے مُلک کی بہشت کہتے ہیں۔ یہ گاؤں سرسبز چمن پر آباد ہے۔ اصل میں جس بات سے یہ گاؤں ولندیزیوں کی نظر میں بہشت ہے وہ اس کی بے نظیر صفائی اور خوشنمائی ہے۔ یہاں کے باشندے صفائی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ اُن کی زندگی کا بہت سا وقت نہانے دھونے اور صفائی کے اہتمام میں گذرتا ہے۔ ہر گھر کی عورتیں اپنی ہمسائیوں سے صفائی میں بڑھ جانا چاہتی ہیں۔ یہ گاؤں ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے پر واقع ہے جہاں سیرگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ یہاں پھولوں کی کیاریاں اور چھوٹے چھوٹے خوشنما درخت بھی بکثرت ہیں جنہیں یکساں تراش تراش کر باڑھ بنا دی گئی ہے۔ گاؤں میں کسی گھوڑے یا گاڑی کے آنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ اس سے گاؤں کی صفائی میں خلل آتا ہے۔ یہاں کے گھر لکڑی کے بنے ہوئے ہیں۔ اور اُن پر طرح طرح کے رنگ پھرے ہوئے ہیں۔ یہاں مکان سے مکان ملا کر نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ ہر مکان کے بیچ میں فاصلہ دے کر اُس میں چمن لگایا گیا ہے۔ گاؤں کے بازاروں اور گلیوں میں پکی اینٹوں کا صاف ستھرا فرش ہے اتنا صاف و ستھرا کہ کسی کو اُس پر بیٹھ کر کھانا کھانے میں عذر نہ ہو۔ یہاں کے فرش چلنے پھرنے سے تو نہیں گھستے مگر صفائی کے بُرش کی رگڑ سے گھس جاتے ہیں۔ مکان میں آنے جانے کے لئے عموماً مکان کے پہلو میں یا پچھواڑے چھوٹا سا دروازہ ہوتا ہے۔ ایک سیاح نے اس گاؤں کی ایک کہانی یوں لکھی ہے کہ کوئی حاکم اس گاؤں میں کسی خاتون سے ملنے آیا گھر میں اطلاع کی گئی۔ ایک خادمہ نے دروازہ کھولا اور اطلاع دی کہ جن خاتون سے آپ ملنے آئے ہیں وہ گھر میں تشریف رکھتی ہیں" لیکن جب اُس کی نگاہ حاکم کے پاؤں کی طرف گئی تو اُس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا "آپ کے جوتے اچھے صاف نہیں ہیں" یہ کہہ کر خادمہ نے حاکم کے دونوں بازو پکڑ لئے اور اُس کو اُٹھا کر اپنی پیٹھ پر رکھ لیا اور اسی طرح اُٹھائے اُٹھائے دو کمروں میں سے گذر کر وہ تیسرے کمرہ میں پہنچی جہاں بالائی منزل کا زینہ تھا۔ اُس کے سرے پر لے جا کر اُس نے حاکم کو کھڑا کر دیا۔ اُس کے جُوتے اپنے ہاتھ سے اُتارے اور دوسرے صاف جُوتے پہنا دیئے۔ اور کہا "اب آپ اُوپر تشریف لے جائیں" یہ گاؤں صرف آدمیوں ہی کے حق میں بہشت نہیں جانوروں کے حق میں بھی بہشت ہے۔ خاصکر گایوں کے لئے تو ضرور ہی ہے۔ اس جانور کی یہاں جس قدر خدمت ہوتی ہے وہ پُوجا سے کم نہیں۔ جب وہ چرائی پر جاتی ہیں اُس وقت تو وہ باہر پھرتی پھراتی ہیں لیکن جہاں جنگل سے چر کر آئیں اُسے ایک نہایت عمدہ مکان میں لے جاتے ہیں جو خوب صاف ستھرا ہوتا ہے۔ گائے کے بدن کو روزانہ دھوتے اور خوب صاف کرتے ہیں۔ زیب النساء

گیارہ بطخیں

ایک زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ تھا اُس کے گیارہ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ وہ سب اپنے محل میں خوشی و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے اُن کا اَمن و چَین رُخصت ہو گیا۔

بادشاہ کی پہلی ملکہ کا انتقال ہو چکا تھا اور دوسری ملکہ جو آئی وہ نہایت ہی بُری عادت کی عورت تھی۔ وہ اپنے سوتیلے بچّوں سے بہت بُرا سلوک کرنے لگی۔ وہ جادوگرنی بھی تھی۔ اپنے جادو کے زور سے اُس نے شہزادوں کو بطخ کی صورت میں بدل دیا۔ اور شہزادی کے چہرہ کو داغ دار کر کے گھر سے نکال دیا۔

شہزادی بیچاری گھومتی گھامتی ایک بڑے جنگل میں پہنچی جہاں اُسے ایک تالاب نظر پڑا۔ وہ تالاب کے کنارے بیٹھ گئی۔ اور غسل کرنے لگی جب وہ تالاب سے باہر آئی تو پہلے کے مانند پھر خوبصورت ہو گئی۔ اور جادو کا اثر جاتا رہا۔ غسل کرنے کے بعد وہ پھر چلنے لگی۔ چلتے۔ چلتے ایک گھنے جنگل میں پہنچی یہاں پر اُسے ایک بڑھیا ملی جس سے شہزادی نے پوچھا کیا تم نے گیارہ بطخوں کو یہاں دیکھا ہے؟ بوڑھی عورت نے جواب دیا "ہاں کل میں نے گیارہ بطخوں کو جن کے سروں پر سنہری کلغیاں تھیں چشمہ میں تیرتے دیکھا۔"

بوڑھی عورت سے یہ سُن کر شہزادی پھر چل پڑی اور چشمہ کے قریب پہنچ کر بطخوں کا انتظار کرنے لگی۔ جونہی کہ سورج غروب ہوا شہزادی نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے گیارہ بطخیں اُڑتی ہوئی آ رہی ہیں۔ وہ اُن کو دیکھ کر فوراً جھاڑیوں میں چھپ گئی۔ جب تاریکی زیادہ پھیل گئی تو وہ گیارہ بطخیں شہزادوں کی صورت میں بدل گئیں۔ یہ دیکھ کر شہزادی دوڑتی ہوئی اپنے بھائیوں کے پاس گئی۔ اور وہ اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور بتایا کہ جادو کے زور سے وہ لوگ دن بھر بطخ کی شکل میں رہتے ہیں اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو پھر انسانی شکل میں آ جاتے ہیں۔

ہر صبح کو شہزادے اُڑ جاتے تھے اور شام کو واپس آ جاتے تھے۔ دن یوں ہی گذر رہے تھے لیکن شہزادی اپنے بھائیوں کے لئے بہت غمگین رہا کرتی تھی۔ ایک رات کو جبکہ شہزادی سو رہی تھی اُس نے خواب میں اُسی بُوڑھی عورت کو دیکھا جس سے پہلی بار جنگل میں ملاقات ہوئی تھی۔ بُوڑھی عورت نے کہا "تمہارے بھائی دوبارہ انسانی شکل میں آ سکتے ہیں لیکن اس کے لئے تمہیں سخت محنت و صبر سے کام لینا ہوگا۔" شہزادی نے جواب دیا۔ "میں اپنے بھائیوں کے لئے ہر ممکن قربانی کو تیار ہوں مہربانی کر کے تم مجھ کو جلد بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

بُڑھیا عورت نے جواب دیا "اچھا تو لو غور سے

سُنو جیسا میں کہتی ہوں ویسا ہی کرنا۔ اسی جنگل میں ایک کانٹے دار درخت ہے پہلے تم اُس کو کچلنا تو اُس میں سے سَن نکلے گا۔ اُس سَن کو جمع کر کے تم سوت کاتنا اور پھر اُس سے گیارہ قمیصیں بُننا۔ اور جب قمیصیں تیار ہو جائیں تو اُن کو اپنے بھائیوں کے اُوپر پھینک دینا۔ اس سے وہ دوبارہ انسانی شکل میں آجائیں گے اور جادو کا زور ٹوٹ جائیگا لیکن یہ کام اِس شرط پر پورا ہو سکتا ہے کہ تم اُس وقت تک بات نہ کرنا جب تک کہ تمہارا کام ختم نہ ہو جائے اگر تم نے کام کے دوران میں کسی سے بات کر لی تو پھر تمہارے بھائیوں کی جان کی خیر نہیں۔"

شہزادی نے عہد کر لیا کہ وہ ضرور یہ کام کرے گی۔ اور اپنے بھائیوں کو مصیبت سے نجات دلائے گی۔ دوسرے ہی روز سے وہ اپنے کام میں لگ گئی۔ سَن جمع کرنے میں اُس کے ہاتھ جگہ جگہ سے زخمی ہوئے لیکن بھائیوں کی خاطر خوشی خوشی اُس نے سب تکلیفوں کو برداشت کیا۔ تمام رات وہ کام کرتی رہی۔ اور جلد ہی ایک قمیص تیار کر لی۔

ایک روز جبکہ شہزادی اپنے کام میں مصروف تھی اُس ملک کا بادشاہ اُس راستہ سے گذرا۔ وہ اُس کی خوبصورتی سے بہت زیادہ خوش ہوا اور اُس کو اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے محل میں لے گیا۔ شہزادی چاہتی تھی کہ اپنے غم کی کہانی بادشاہ کو سُنائے لیکن مجبور تھی کیونکہ اگر وہ ایسا کرتی تو اُس کے بھائیوں کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی۔ بادشاہ نے اپنے محل میں پہنچتے ہی شہزادی کے لئے عمدہ لباس اور زیورات کی تیاری کا حکم دیا اور جب سب چیزیں اُس کے حسب خواہش تیار ہو گئیں تو اُس نے شہزادی سے خوب دھوم دھام سے شادی کر لی۔

شہزادی کو گیارہ قمیصیں ختم کرنی تھیں اسی لئے ایک دن آدھی رات کے وقت وہ جنگل میں گئی تاکہ اُس کانٹے دار درخت سے سَن نکالے لیکن بادشاہ کو خبر ہو گئی اور اُس نے شہزادی کا پیچھا کیا اور جب شہزادی جنگل میں گئی تو وہ بھی اُس کے پیچھے گیا اور خیال کیا کہ یہ شہزادی ضرور کوئی جادو گرنی ہے جو آدھی رات کے وقت اُٹھ کر سَن جمع کرنے کے لئے جنگل میں آتی ہے۔ اُس کو بہت غصّہ آیا اور اُس نے شہزادی کو جلا دینے کا حکم دے دیا۔

آخر کار وہ صبح آئی جس روز شہزادی جلنے والی تھی بہت سے لوگ اِس تماشہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اُس وقت تک دس قمیصیں شہزادی بُن چکی تھی اور گیارہویں قمیص کو اب تک بُن رہی تھی کہ بادشاہ کے حکم سے اُس کے آدمی اُس کو آگ کے شعلوں کے سپرد کرنے کے لئے آئے جُوں ہی وہ چاہتے تھے کہ اب شہزادی کو اُٹھائیں کہ گیارہ بطخیں اُڑتی ہوئی نظر آئیں۔ سب لوگ اُن کی طرف دیکھنے لگے اور شہزادی نے گیارہ قمیصوں کو جو کہ اُسی وقت بُن کر تیار ہوئی تھیں بطخوں پر پھینک دیا۔ پھینکنے کے ساتھ ہی وہ گیارہ خوبصورت شہزادوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کو بہت تعجب ہوا اور اُس نے شہزادی سے اِس کے بارے میں پُوچھا تب اُس نے شروع سے آخر تک اپنی داستان سُنائی۔ جس کو سُن کر بادشاہ نے شہزادی سے اپنی غلطی کی معافی چاہی اور پھر سب مل کر ہنسی خوشی اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔

آمنہ یوسف کلکتہ

نیند پری!

نیند پری اِک آتی ہے
بچّوں کو بہلاتی ہے
ٹِکّو۔ گُگّو۔ پِٹّو، کو
خوب ہی وہ پُھسلاتی ہے
دُور چلی جاتی ہے کبھی
پاس کبھی آجاتی ہے
دھیمی دھیمی لَے میں پھر
گیت سُریلے گاتی ہے
نرم پروں کو پھیلا کر
پھر اُن پر چھا جاتی ہے

جلیل قدوائی۔ ایم اے

ٹِکّو:۔ میری سب سے کم عمر لڑکی گوہرین۔
گُگّو:۔ میرا لڑکا پرویز۔
پِٹّو:۔ میری سب سے بڑی لڑکی پروین۔

یاد رکھئے!

(۱) موتی کی قیمت آب پر ہے۔ بے آب موتی، اور بے عزّت آدمی دونوں نکمّے ہیں۔
(۲) تنکا سب سے ہلکا گنا جاتا ہے۔ تنکے سے ہلکی روئی۔ لیکن روئی سے بھی ہلکا بھیک مانگنے والا انسان ہوتا ہے۔
(۳) ایک روپیہ کمانا بڑی بات نہیں۔ ایک روپیہ بچانا بڑی بات ہے۔
(۴) عقل دولت مندی کا سنگار اور غریبی کا پردہ ہے۔
(۵) بدقسمتی کا شکار نہ بن جایئے بلکہ اُس کا مقابلہ کیجئے۔
(۶) بُری عادت پہلے ملاقاتی پھر مہمان اور پھر مالک بن جاتی ہے۔
(۷) حاسد کے لئے حسد کافی سزا ہے۔
(۸) حکم کرنے کی لیاقت وہی رکھتا ہے جو پہلے محکوم رہ چکا ہو۔
(۹) جو ہر بات پر ناراض ہو جائے وہ بہت جلد بے قدر ہو جاتا ہے۔
(۱۰) تنہا بیٹھ کر اپنے عیبوں پر غور کیا کیجئے۔

بلقیس بیگم بنت انوار الحق صاحب

(بقیہ صفحہ ۵ کا) باغبان نے کہا بہت اچھا ایسا ہی سہی کہ تجھے ہوا نے اٹھا کر اِس جگہ پھینک دیا۔ لیکن یہ چقندر اور بینگن وغیرہ کس لئے توڑے ہیں؟" اُس نے کہا "ہوا اتنی تیز چلی تھی کہ میں نے اپنی حفاظت کے لئے جو چیز میرے ہاتھ میں آئی اُس پر ہاتھ مارا جس سے بینگن اور چقندر وغیرہ ٹوٹ گئے۔" اُس نے کہا یہ بھی مانا اب ان کو کس نے جمع کر کے اس بوری میں بھر دیا ہے؟" اس نے کہا "میرے پیارے بھائی! میں بھی اسی فکر میں ہوں کہ کس نے یہ کام کیا کہ تم آ گئے۔"

ایم انور ہلوادی

حکایاتِ سعدیؒ

شرف الدین نام۔ مصلح الدین لقب اور سعدی تخلص ہے۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا سنہ ۱۱۷۵ء میں شیراز میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۹۳ء میں وفات پائی۔ آپ نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں شیخ الشیوخ العارف باللہ ابوالفرح ابن جوزی سے علوم و فنون حاصل کئے۔ شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کے آپ مرید ہیں آپ کا کلام نظم و نثر دونوں اخلاق سے پُر ہیں گلستاں بوستاں اور کلیاتِ سعدی آپ کی مقبول عام تصنیفات ہیں۔ آپ نے اپنی عمر ریاضت و عبادت اور سیر و تفریح میں بسر کی (اور حج بھی کیا ہے)"

(۱) امیرالمؤمنین علی بن ابی طالبؓ مسجد میں داخل ہوئے ایک شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا اُس سے کہا میرے واپس آنے تک میرے خچّر کی حفاظت کرو۔ جب امیرالمؤمنینؓ مسجد کے اندر چلے گئے' وہ شخص خچّر کی لگام اُتار کر لے گیا۔ حضرت علی باہر آئے تو دو روپے اُن کے ہاتھ میں تھے جو اُس شخص کو بطور اُجرت دینا چاہتے تھے۔ (لیکن وہ شخص وہاں موجود نہ تھا) آخر وہ دو روپیہ اپنے غلام کو جو وہاں موجود تھا دیئے اور کہا کہ لگام خرید کر لے آئے۔ غلام اُسی لگام کو جس کو چور نے بازار میں دو روپے کو بیچ دیا تھا خرید کر لایا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اُس بے صبر نے جس قدر روپیہ میں اُسے دے رہا تھا اُس سے فائدہ نہیں حاصل کیا۔ اور بہت بڑا نقصان (گناہ) اپنے ذمّہ لیا۔ کہ حلال روزی کو حرام سے تبدیل کر دیا۔

(۲) ایک میاں بیوی جو دونوں بوڑھے غریب اور مفلس تھے ایک دفعہ رات کے وقت مسجد کے اندر رات بسر کی اور بھوک کی وجہ سے گڑگڑا کر خدا سے روٹی مانگی ایک بے دین نے جو خدا کو نہ مانتا تھا اُن کی فریاد کو سُنا اور دو روٹیاں مکان کے سوراخ سے مسجد کے اندر اُن دونوں پر پھینکدیں۔ دونوں میاں بیوی کھانے میں مشغول ہوگئے اور خدا کا شکر بجالائے۔ اُس بے دین نے چلا کر کہا میرے احسان مند ہو نہ کہ خدا کے۔ کیونکہ یہ روٹیاں میں نے تم کو دی ہیں۔ میں خدا کو نہیں مانتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا کچھ فرق نہیں۔ ہمارا مقصد روٹی سے تھا اور وہ ہمارے لئے خدا نے بھیج دی۔ خواہ تمہارے وسیلہ سے یا شیطان کے وسیلہ سے۔

(۳) ایک دن ملّا نصیر الدّین چکّی میں آیا۔ اور دوسروں کے گیہوؤں کو اپنی بوری میں بھرنے لگا۔ لوگوں نے کہا "ایسا کیوں کرتا ہے؟" جواب دیا "اِس لئے کہ میں پاگل اور بے وقوف ہوں۔" لوگوں نے کہا اگر تو پاگل اور بے وقوف ہے تو کیوں اپنے گیہوں دوسروں کی بوری میں نہیں ڈال دیتا؟" اُس نے کہا "ایسی صورت میں دُگنا پاگل اور بے وقوف ہو جاؤں گا۔"

(۴) ایک دن ملّا نصیر الدّین ایک بوری لے کر باغ میں داخل ہوا اور چقندر اور بینگن توڑ کر بوری میں بھر کر لے جانا چاہتا تھا کہ باغبان آگیا۔ اور پوچھا "تو کون ہے؟ اور اِس بوری میں کیا ہے؟" ملّا نصیر الدین نے تھوڑی دیر غور کر کے کہا "اِس باغ کے سامنے سے گذر رہا تھا کہ ہوا تیز چل پڑی اور مجھے زمین سے اُٹھا کر اِس باغ کے اندر پھینک دیا"

(باقی صفحہ پر)

خدا کی دین

رضیہ کی شادی کو کئی سال گذر چکے تھے لیکن بدقسمتی سے اُس کی گود ابتک اولاد سے خالی تھی خسرو اور رضیہ کو ایک دوسرے سے بہت محبت تھی وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر گویا جیتے تھے مگر ایک خواہش ہمیشہ اُن کے دلوں کو رنجیدہ رکھتی۔ لوگوں کے گھروں میں بچوں کو دیکھ کر اُن کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی کہ اللہ اُنہیں بھی ایک جیتا جاگتا پھول سا بچہ دے۔ رضیہ اپنے شوہر کو رنجیدہ دیکھ کر پہروں رویا کرتی۔ دعائیں مانگیں۔ منتیں مانیں۔ تعویذ گنڈے کئے لیکن سب بے سود۔ آخر اُس نے دل پر پتھر رکھ کے شوہر سے دوسری شادی کرنے کی خواہش ظاہر کر دی نواب خسرو نے رضیہ کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا اور کہا "میری رضو اگر میری قسمت میں اولاد ہوتی تو وہ تمہیں سے ہو جاتی۔ میں دوسری شادی کر کے تمہیں تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔ رضیہ نے شوہر کی جانب دیکھا اُس وقت اُس کی آنکھوں میں محبت کے آبدار موتی (آنسو) چمک رہے تھے۔

اُسی رات نواب خسرو نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بڑے سے جنگل میں تن تنہا کھڑا ہے آفتاب غروب ہو رہا تھا چڑیاں بسیرا لینے کو اپنے اپنے آشیانوں کی طرف جا رہی تھیں۔ خسرو نے اپنے دل میں کہا۔ رات سر پر ہے میں اکیلا ہوں کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اے مولا تو میری مدد کر۔ اُس نے اپنی نگاہیں آسمان کی جانب اُٹھائیں اور یہ دیکھ کر کہ آسمان پر ابر چھایا ہوا ہے وہ پریشان ہو گیا۔ آن کی آن میں زور شور سے بارش ہونے لگی۔ بادل کی گرج بجلی کی چمک۔ اُف! خسرو گھبرا کر بیہوش ہو گیا۔ ہوش آنے پر اُس نے ایک خدا رسیدہ بزرگ کو اپنے اُوپر جھکے ہوئے پایا۔

بزرگ اُسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھ
نواب خسرو نے کمزور آواز میں پوچھا: "میں کہاں ہو
یہ کونسا مقام ہے؟ اور آپ کون ہیں؟" بزرگ نے اُسے
تسلی دیتے ہوئے بتایا کہ "وہ ایک محفوظ جگہ پر ہے کوئی
گھبرانے کی بات نہیں۔ میں ایک فقیر ہوں اور یہ پوچھنا
چاہتا ہوں کہ تمہارے چہرے سے اس قدر پریشانی ا
غم کیوں ظاہر ہو رہا ہے۔ تم کو آخر کیا دُکھ ہے شاید میں
تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔" خسرو نے کہا "میرے محسن
مجھ پر آپ نے یہی کیا کم احسان کیا جو مجھے موت سے بچا
فقیر نے کہا "موت اور زندگی کا مالک تو خدا ہے اب
کیا چاہتے ہو جلد بتاؤ؟"

خسرو نے ایک لمبا سانس لیا اور آنکھوں میں آنسو
لا کر بولا "میں ایک عرصے سے اولاد کا خواہش مند ہوں
اللہ کا دیا گھر میں سب کچھ ہے۔ لیکن اب تک اولاد جیسی نعمت
محروم ہوں۔ میری بیوی نے دوا دُعا گنڈہ تعویذ غرض
کوشش کی لیکن بدنصیبی سے اولاد نہ ہوئی۔" بزرگ نے
خسرو کے سر پر ہاتھ پھیرا اور یہ کہہ کر غائب ہو گئے۔ "کہ

تیری آرزو اللہ نے چاہا تو ضرور پوری ہوگی"۔ نواب خسرو
کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا وہ خوشی سے دیوانوں کی طرح
ناچنے لگا۔ "سنتی ہو رضیہ" اس نے پکار کر کہا۔ "دیکھو
دیکھو بھائی بولو۔" خسرو کا سر تکیہ سے نیچے گر پڑا۔ آنکھیں
کھل گئیں۔ دیکھا تو نور ظہور کا وقت تھا۔ وہ بستر سے اُٹھا
اور رضیہ کے پاس پہنچا جو کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھی

دن گذرتے گئے خسرو پہلے کی طرح پھر اُداس رہنے
لگا۔ ایک روز جب وہ اپنے دفتر سے آیا تو رضیہ نے اُسے بتایا
کہ اُس کے خواب کی تعبیر پوری ہونے والی ہے۔ خسرو اُچھل پڑا
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قارون کا خزانہ اُسے مل گیا ہو۔
دن گذرتے رہے آخر وہ دن بھی آگیا جب رضیہ اور خسرو کی
تمناؤں کا چراغ روشن ہوا۔ رضیہ اب ایک چاند سے بچے
کی ماں تھی۔ خسرو نے دل کھول کر خیرات کی اور غریبوں اور
محتاجوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ بچہ تندرست اور خوبصورت
تھا۔ خسرو اور رضیہ اُسے دیکھ کر باغ باغ ہوتے اور خدا
کا شکر ادا کرتے۔ بچے کا نام جاوید رکھا گیا۔ جاوید کی معصوم
ادائیں اور بھولی بھالی صورت دیکھ کر میاں بیوی پھولے
نہ سماتے۔ رضیہ روزانہ رات کو اپنے بچے کو میٹھی لوریاں
دے کر سلایا کرتی۔

دن گذرتے دیر نہیں لگتی۔ کل کا ننھا جاوید اب ماشاءاللہ
چار سال کا تھا۔ ماں باپ کے دل میں طرح طرح کے ارمان
تھے۔ وہ اپنے بچے کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے تھے۔ آخر جاوید کو
ایک انگریزی اسکول میں داخل کر دیا گیا جہاں سے اُس نے
نہایت شاندار کامیابی کے ساتھ میٹرک پاس کیا اور اسکول
میں سب سے اوّل رہا۔

ایک روز بڑے زور شور سے بارش ہو رہی تھی
جاوید اپنے کمرے میں بیٹھا کتاب دیکھ رہا تھا کہ دروازہ
کھلا اور نواب صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔ جاوید تعظیماً
کھڑا ہوگیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے خسرو نے جاوید کو پاس
کی کرسی پر بٹھالیا۔ اور بولے "جاوید تم ماشاءاللہ اب
۱۶ سال کے ہوگئے ہو۔ میں تمہیں علی گڈھ تعلیم کے لئے بھیجنا
چاہتا ہوں۔ تمہیں کوئی عذر تو نہ ہوگا" جاوید نے کہا "میں
آپ کے حکم کا بندہ ہوں۔ میری بھی دلی خواہش یہ ہے
کہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کروں۔ میں نہایت خوشی کے ساتھ
علی گڈھ جاؤں گا۔" خسرو نے محبت بھری نگاہیں جاوید کے
چہرہ پر ڈالیں اور کہا "بیٹا میں تمہاری سعادتمندی سے
بہت خوش ہوں۔ خدا تمہاری عمر میں برکت دے آمین
لیکن چند نصیحتیں کرتا ہوں مجھے تمہاری سعادتمندی سے اُمید
ہے کہ تم ان پر ضرور عمل کروگے۔ دیکھو ہمیشہ سچ بولنا۔ غریبوں
کی مدد اپنا فرض سمجھنا۔ بُری صحبت سے بچنا۔ نماز روزہ و
دیگر فرائض کی سختی سے پابندی کرنا"

آج جاوید ماں باپ کی نگاہوں سے دُور جا رہا تھا
مامتا کی ماری ماں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ باپ
اگرچہ ظاہراً خوش تھا لیکن دل اُس کا بھی رو رہا تھا۔ دونوں
نے جاوید کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ماں نے کلیجہ سے لگاتے ہوئے
کہا "بیٹا برابر اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہنا"۔

نیا شہر۔ نئی تعلیم کی جگہ۔ نئے لڑکے۔ جو چیز جاوید کے
سامنے آتی وہ نئی ہوتی۔ تھوڑے دنوں تک تو اُس کا
دل بہت گھبرایا لیکن پھر کتابیں اُس کی دوست بن گئیں
اور اُس کا جی لگنے لگا۔ ہر ہفتہ خیریت کا خط وہ والدین کو

یا تھا۔

رضیہ اپنے بچہ کا خط دیکھ کر چومتی، سینے سے لگاتی۔ ں بیوی ایک دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ خطوں کو پڑھتے رخوش ہوتے۔ گرمیوں کی تعطیلات میں جاوید میاں ابر گھر آتے اور چھٹیاں وہیں گذارتے۔

اب وہ ماشاء اللہ بی۔ اے کے آخری سال میں تھا تا د اُس کی ذہانت اور قابلیت کی تعریف کرتے تھے۔ لڑکے سے بنایا کرتے۔" آآں یار تم تو بڑے بدھو ہو۔ ہر وقت تابوں کے کیڑے بنے رہتے ہو۔ نہ کھیل ہے نہ کود۔ بتاؤ بیاں ایسا بھی کیا پڑھنا۔ چلو چھوڑو کتابیں سینما دیکھ آئیں"۔ یکن وہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر لیتا۔ اور لڑکے مجبور ہو کر اُسے اُس کے حال پر چھوڑ جاتے۔ اُس نے اپنے دل میں عہد کر لیا تھا کہ جب تک اپنی تعلیم پوری نہ کر لوں گا سی قسم کی تفریح یا کھیل کود میں حصّہ نہ لوں گا۔ پھر اسے اپنے باپ کی بھی نصیحت یاد تھی۔ اس چار سال کے عرصہ میں جاوید کی دوستی صرف ایک لڑکے احمد سے ہوئی جو اس کا کلاس فیلو تھا۔ وہ بھی جاوید جیسا نیک اور ذہین تھا۔ امتحان سر پر تھا۔ جاوید اور احمد ساتھ ہی بیٹھ کر پڑھا کرتے۔ ایک روز عادت کے خلاف احمد بہت خاموش اور کچھ کھویا کھویا سا تھا۔ جاوید پریشان ہو گیا۔ اُسے احمد سے دلی محبت تھی احمد سے پریشانی کی وجہ دریافت کی لیکن وہ خاموش رہا۔ اس پر جاوید نے کہا۔" میرے عزیز دوست کیا تمہیں میرا ذرہ برابر بھی خیال نہیں۔ جلد بتاؤ بات کیا ہے۔ شاید میں تمہاری تکلیف دور کر سکوں"۔ احمد نے ایک گہرا سانس لیا اور کہنے لگا، "جاوید افسوس ہے کہ میں اس سال امتحان میں شریک نہیں ہو سکتا"۔ جاوید نے پوچھا "کیوں؟" احمد نے کہا "میرے پاس فیس داخل کرنے کے لئے روپے نہیں ہیں۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد آمدنی کم ہو گئی ہے۔ اور والدہ اب میری تعلیم اور امتحان کا خرچ برداشت نہیں کر سکتیں"۔ جاوید نے کہا: "یہ کونسی پریشانی کی بات ہے میں تمہاری فیس داخل کر دوں گا"۔ دوسرے روز جاوید نے اپنی اور احمد کی فیس داخل کر دی۔

امتحان سے فارغ ہو کر جاوید گھر آیا۔ ماں باپ دیکھ کر خوش ہوئے۔ نتیجہ آنے پر معلوم ہوا کہ وہ یونیورسٹی بھر میں اول آیا۔ اور احمد سکنڈ۔ اُن کی خوشی کی کیا انتہا ہو سکتی تھی۔ نواب خسرو کی کوٹھی بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔ اُنہوں نے اس شاندار کامیابی پر اپنے دوستوں کو دعوت دی تھی۔ کھانا ختم ہونے پر خسرو نے اپنے پُرانے دوست رضا صاحب سے کہا۔ "میں اب جاوید کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں لڑکے کو آپ نے اچھی طرح پرکھ لیا ہوگا آپ کے یہاں رشتہ کرنے کا ایک عرصے سے خیال تھا لیکن وقت اور موقع کا منتظر تھا۔ بارے اللہ نے موقعہ دیا آج میں جس قدر بھی خوش ہوں کم ہے"۔ رضا صاحب نے مسکراتے ہوئے رشتہ کو منظور کر لیا۔

عید کے دوسرے روز جاوید اور نجمہ کی شادی ہو گئی۔ دلہن چاند کا ٹکڑا تھی۔ دونوں کے خیالات ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ رضیہ اور خسرو کی مسرت کا کیا کہنا۔ اُنہوں نے دولت پانی کی طرح بہائی۔ غریبوں اور محتاجوں کو مالا مال کر دیا۔ لکھنؤ شہر میں ابتک جاوید کی شادی بطور مثال کے پیش کی جاتی ہے۔

بناتی بچو اور بچیو! اس کہانی کو کہانی کا لطف اُٹھانے کے لئے نہ پڑھنا چاہیئے بلکہ اس سے سبق لینا چاہیئے کہ باوجود ایک امیر گھر میں پیدا ہونے کے جاوید نیک طبیعت اور مخلص مسلمان تھا۔ غریبوں کا ہمدرد اور دوستوں کا خیر خواہ۔ تم کو اُس کے قدم بہ قدم چلنا چاہیئے۔

ختم

شرارت

"کہاں گئے تھے بھائی جان آپ؟" میں نے پوچھا۔
"گھر میں قدم رکھا تو کہاں گئے تھے بھائی جان!
اور گھر سے باہر قدم نکالا تو کہاں چلے بھائی جان!
تم میری نگراں مقرر نہیں کی گئی ہو جو ہر وقت کی پوچھ
پچھ سے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ آخر تم اپنے آپ
کو سمجھتی کیا ہو؟" بھائی جان ایک دم بگڑ بیٹھے۔

میں نے آخر ایسی کونسی بات کہی تھی جس کے جواب
میں بھائی جان نے مجھے اس بری طرح ڈانٹا۔ اس
خیال کے آتے ہی میری آنکھ سے دو بڑے بڑے آنسو
ٹپک پڑے۔

"لو بس بیٹھ گئی رونے پگلی کہیں کی۔ ارے بابا
جاتا کہاں، دوستوں کے پاس سے آرہا ہوں۔ البتہ اب
ضرور سینما جانے کا ارادہ ہے۔ بہت لاجواب فلم ہے۔
خصوصاً تم لوگوں کے دیکھنے کے قابل۔ کہو چلتی ہو؟"
میں بھائی کی اس خلاف توقع مہربانی کو اپنے
آنسوؤں کا اثر سمجھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہوئی۔

"مگر دیکھو شمو! تم اور فرخ (چچا زاد بہن)
صرف دو تو میرے ساتھ چلو اور اگر مع لشکر کے جانا چاہتی
ہو تو پھر شاہد کے ساتھ جاؤ۔"

آنسو سینما کا نام سن کر ہی خشک ہو گئے تھے
اب تو رگ رگ میں خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی فوراً
بول اٹھی "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھائی جان!
اگر دادی اماں کے کان میں بھنک پڑ گئی تو آگئی ہماری
شامت۔ سوچ رہی ہوں جانے کے لئے کونسی راہ
نکالی جائے۔"

"تم جاؤ شمو! وہ فرخ بہانے تراشنے میں بہت
استاد ہے۔ کوئی نہ کوئی بات بنا دے گی۔"

اُس وقت مارے خوشی کے میرے قدم زمین پر
نہ ٹکتے تھے۔ فرخ باجی کے کمرے میں پہنچی وہ کتاب پڑھ
رہی تھیں۔ میں نے کتاب اُن کے ہاتھ سے چھین کر
میز پر پٹک دی۔ اور یہ خوشخبری سنا دی۔ مگر انہیں
یقین ہی نہ ہوا۔ جب میں نے انہیں یہ بتلایا کہ یہ سب
میرے آنسوؤں کا کرشمہ ہے تو مسکرانے لگیں۔

"ہائے شمو! بھائی جان نے برآمدہ سے پکارا۔
کہیں دادی اماں نہ سن لیں" میں بولی۔ "بھائی جان!
خاموش رہیئے نا۔ باجی دو منٹ میں آیا چاہتی ہیں۔ ہم
نے دادی اماں سے یہ کہہ دیا ہے کہ فرحانہ باجی کے یہاں
جا رہے ہیں۔"

اتنے میں دادی اماں تسبیح ہاتھ میں لئے تخت پر سے
اتریں اور ہمارے قریب آکر بھائی جان سے پوچھنے
لگیں۔ "کیا ہے بیٹا! یہ شمو آہستہ آہستہ کیا کہہ
رہی ہے؟"

"جی کچھ نہیں، یہ لوگ سینما جا رہی ہیں تو شمو مجھ
سے یہ کہنے آئی تھی کہ دادی اماں سے مت کہیئے گا۔
بھلا مجھے کیا ضرورت پڑی کہ آپ سے یا کسی سے
کہتا پھروں۔"

"ہاں بچے تجھے کیا پڑی تو کیوں کہنے لگا، تیری ایسی عادت نہیں وہ میں خود ہی سمجھ گئی تھی۔ اللہ ری قمو! مجھ سے کہتی ہے۔ ہم لوگ فرحانہ باجی کے یہاں جارہے ہیں۔ وہی تو میں سوچ رہی تھی فرحانہ کے یہاں اتنی رات کو جانا کیسا؟ غضب خدا کا سیر سپاٹوں کے ساتھ ساتھ سینما گھر میں بھی قدم پہنچنے لگے۔ یا اللہ رحم کر ان لڑکیوں پر، شرم رکھ اس گھر کی!"

اِدھر شاہد بھائی کے قہقہے نشتر کا کام کر رہے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے گھر کا ذرّہ ذرّہ ہمارا مذاق اُڑا رہا ہے۔ میں نے دونوں کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیں۔ اور کمرے کی طرف بھاگی دروازے میں بیچاری فرخ باجی کیل کانٹے سے درست سجی سجائی کھڑی تھیں دیکھتے ہی مجھ پر برس پڑیں۔

"عجیب لڑکی ہے اپنے ساتھ دوسروں کو بھی بیوقوف بناتی ہے۔ احمق کہیں کی!"

یا اللہ مَرے پر سَو دُرّے۔

اب ہمارے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ لحاف میں مُنہ دے کر بھائی جان کے اس ظلم پر آنسو بہائیں۔ اس کے بعد یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اُس گریہ و زاری میں نیند کب اور کیسے آئی۔

زیب النساء شہزاد
سٹرک ارجنی

صبح

مسکراتی ناچتی کرنیں چمن میں آگئیں
ہر کلی، ہر پھول، ہر غنچے پر آ کر چھاگئیں
جاگ اُٹھا لے کے انگڑائی شگفتہ گلستاں
رقص کرنے لگ گئیں ہر سمت رنگیں تتلیاں
جھلملانے لگ گئے شبنم کے موتی نور سے
مُسکرائیں جیسے کچھ ذرّے حسین بلّور کے
گیت گاتی بلبلیں دیتی ہیں مجھ کو یہ پیام
زندگی سعیِ مسلسل کا ہے اخگر ایک نام

اسلم اخگر۔ امرتسر

جغرافیہ کے فوائد

عالموں نے علم کی کئی شاخیں تسلیم کی ہیں۔ جن میں طبقات الارض بھی شامل ہے۔ جغرافیہ کا تعلق اسی شاخ سے ہے۔ "جیوگرافی" دراصل یونانی لفظ ہے۔ یعنی "زمین کے حالات کا بیان۔" اسی لفظ سے جغرافیہ بنا ہے۔ جس سے ہم زمین کے حالات معلوم کرتے ہیں۔

جغرافیہ کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) حسابی جغرافیہ (۲) طبعی جغرافیہ (۳) سیاسی جغرافیہ۔ (۴) کاروباری جغرافیہ۔ جب تک ہم اس علم کے فوائد سے آگاہ نہ ہو جائیں اس سے کافی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے اس لئے مختصر طور پر اس کے فائدے لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ حسابی جغرافیہ۔ دُنیا میں جو روزمرّہ تبدیلیاں ہم دیکھتے ہیں حسابی جغرافیہ سے اُس کی بابت ہم کو معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ یعنی روزانہ گردش، سالانہ گردش، موسمی تبدیلیاں، پانی کے اُتار چڑھاؤ کا اندازہ اور حساب، حسابی جغرافیہ سے ہم لگا سکتے ہیں۔ اسی عمل کے ذریعہ سورج اور چاند گرہن کے وقت کا تعین کر سکتے ہیں۔ حسابی جغرافیہ کا زیادہ تعلق کاشتکاروں سے ہے۔ کیونکہ اگر وہ موسم کا صحیح اندازہ نہ لگائیں تو اُن کی فصلوں کے بار آور ہونے کی توقع نہیں ہے۔ جہازرانوں کو بھی حسابی جغرافیہ سے تعلق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اگر پانی کے چڑھاؤ اُتار سے واقف نہ ہوں گے تو سمندر میں بے وقت چلے جانے کی وجہ سے طوفان سے سخت جانی و مالی نقصان اُٹھائیں گے۔

۲۔ طبعی جغرافیہ۔ کسی ملک یا قوم کی ترقی کا انحصار طبعی جغرافیہ کی معلومات پر ہوتا ہے۔ جب تک کوئی شخص اپنے مُلک کے حالات سے واقف نہ ہو اُس مُلک کی زمین سے فائدہ اُٹھانا اُس کے لئے دُشوار ہے۔ طبعی جغرافیہ سے ہم کو زمین کی پستی و بلندی، پہاڑوں، دریاؤں جھیلوں، میدانوں، ریگستانوں، جنگلوں اور قابلِ زراعت مقامات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے جو شخص ان چیزوں سے واقف ہو گا وہ اپنے روزمرّہ کے کاروبار بآسانی چلا سکتا ہے۔

۳۔ سیاسی جغرافیہ۔ اس کی معلومات بھی انسان کے لئے اہم ہیں۔ کیونکہ انسان اپنی اجتماعی زندگی (مِل جُل کر رہنے) میں دوسرے کی مدد کا طالب ہوتا ہے۔ جب تک وہ اپنے ہمسایہ ملکوں کی تہذیب و تمدّن سے واقف نہ ہو گا اپنی ترقی کا راستہ خود بخود نہ ڈھونڈ سکے گا دوسرے ممالک کے طرزِ حکومت اور اپنے مُلک کے طرزِ حکومت کا اُس وقت ہی مقابلہ کیا جا سکتا ہے جبکہ مقابلہ کرنے والا اُس ملک سے بخوبی واقف ہو۔ اس لئے سیاسی جغرافیہ کا علم بھی خاص فوائد رکھتا ہے۔ اور آج کل وہی قومیں دُنیا میں عیش و آرام سے ہیں جن کو سیاسی برتری حاصل ہے۔

۴۔ کاروباری جغرافیہ۔ سب سے زیادہ اہم ہے۔

کیونکہ قوموں کا عروج و زوال اُس کی قوّتِ کارکردگی پر موقوف ہے یہ بات ضروری ہے کہ باشندگانِ ملک اِس بات سے آگاہ رہیں کہ اُن کے مُلک کی پیداوار کیا ہے۔ وہ کون کون سی چیز ہے درآمد و برآمد (باہر سے منگانا اور باہر بھیجنا) کرتا ہے۔ دوسرے ملکوں تک پہنچنے کے لئے قریب ترین راستے کون سے ہیں۔ اسباب بھیجنے میں سہولت خشکی کے راستے سے ہے یا سمندر کے راستے سے۔

صنعت و حرفت کا تعلق بھی کاروباری جغرافیہ سے ہے کیونکہ بعض مخصوص صنعتیں مخصوص ممالک کے لئے ہیں۔ اُن صنعتوں کے چلانے کے لئے اُس ملک میں قدرتی وسائل موجود ہیں۔ مثلاً لوہے کی صنعت اُس مُلک میں فروغ پاسکتی ہے جہاں لوہے کی کانیں ہوں اور ساتھ ساتھ لوہے کو پگھلانے کے لئے کوئلے بھی ہوں۔ کپڑا وہاں تیار کیا جاتا ہے جہاں کپاس کی پیداوار زیادہ ہو۔

اِن تمام امور پر غور کرنے کے بعد ثابت ہو گا کہ جغرافیہ سے ہم کس قدر فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہمیں جغرافیہ مدد پہنچاتا ہے۔ جغرافیہ کا صحیح علم ہم کو کسی مقام کے متعلق وہاں کا سفر کئے بغیر کافی معلومات بہم پہنچاتا ہے۔ ہم اگر رُوئے زمین کے متعلق بہت ہی کم عرصہ سے معلومات حاصل کرنا چاہیں تو ہم کو جغرافیہ پر عبور کرنا چاہئے۔ کیونکہ گھر بیٹھے دوسرے ممالک کی سیر کرنا علمِ جغرافیہ ہی کی تکمیل پر موقوف ہے۔

عاقلہ سمیں حیدرآباد

ایک جھوٹی کہانی

کہتے ہیں کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ نے اپنی رعایا میں یہ اعلان کیا کہ کوئی آدمی مجھے ایک کہانی سُنائے لیکن دو شرطوں پر۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کہانی عام کہانیوں کی طرح نہ ہو بلکہ یا تو بالکل سچی ہو یا بالکل جھوٹی ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر سچی کہانی میں تھوڑا سا بھی جھوٹ اور جھوٹی کہانی میں تھوڑا سا بھی سچ استعمال کیا گیا۔ تو میں اُس کو فوراً قتل کرڈالوں گا ورنہ اُس کا گھر دولت سے بھر دوں گا۔

یہ سُن کر ایک شخص بادشاہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا "میں آپ کو ایک جھوٹی کہانی سُناؤں گا" بادشاہ نے جواب دیا "کیا تم نے میری شرطیں سُنی ہیں؟" وہ آدمی بولا۔ "حضور میں نے آپ کی شرطیں سُنی ہیں اور اپنے انجام پر بھی غور کرلیا ہے۔ اب مہربانی فرماکر کہانی سُننے کے لئے آپ تیار ہو جائیں۔" بادشاہ بولا۔ "اچھا تو میں تیار ہوں۔ تم سناؤ۔" آدمی نے جواب دیا "سُنئے۔"

"ایک تھا بنّوں کا رہنے والا پہلوان اور ایک تھا پشاور کا پہلوان۔ ایک دن پشاور کے پہلوان نے اپنے دل میں سوچا کہ میں نے بنّوں کے پہلوان کی اتنی شہرت سُنی ہے ذرا آنکھوں سے تو دیکھ آؤں اُس کی پہلوانی یہ سوچ کر وہ بنّوں کے پہلوان کے گھر پہنچا لیکن اُسے افسوس ہوا یہ سُن کر کہ وہ گھر میں موجود نہیں۔ بنّوں کے پہلوان کی بیوی نے پشاور کے پہلوان سے کہا

کہ وہ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گیا ہے۔ یہ سُن
کر پٹاور کا پہلوان جنگل میں گیا تو دیکھا کہ بنّوں
کا پہلوان اپنی انگلی درخت کے جس حصّہ پر پھیرتا
ہے وہ حصّہ کٹ کر گر پڑتا ہے۔ پھر وہ لکڑی کو ایک
انگلی پر اُٹھا کر گاڑی میں پھینک دیتا ہے اور گاڑی
اُس کی ایک ہی ٹھوکر مارنے سے چلنے لگتی ہے۔ یہ دیکھ کر پشاور
کا پہلوان بہت حیران ہوا اور گاڑی پر اپنا ایک پاؤں
رکھ دیا۔ اب جبکہ بنّوں کا پہلوان گاڑی دھکیلنے لگا تو
وہ نہ چلی۔ اُسے بیحد غصّہ آیا۔ غصّہ کی حالت میں اُس نے
پیچھے مُڑ کر دیکھا تو پٹاور کے پہلوان کو کھڑا پایا کچھ دیر
باتیں کرنے کے بعد وہ یہ دیکھنے کے لئے کہ دونوں میں سے
طاقتور کون ہے کُشتی لڑنے لگے۔

اسی حالت میں ایک بُڑھیا اُس طرف آنکلی بُڑھیا
کو اُس کا بیٹا تنگ کر رہا تھا کہ وہ اپنے ساٹھ اونٹ مجھے
دے دے۔ بڑھیا نے پہلوانوں کو دیکھ کر سوچا کہ ان سے
فیصلہ کرالوں یہ سوچ کر وہ اِن دونوں کے پاس آئی۔
لیکن جب اُس نے ان دونوں کو لڑتے دیکھا تو جھٹ
ان دونوں کو اپنی ہتھیلی پر اُٹھالیا۔ اِدھر بیٹے نے
میدان صاف دیکھ کر جلدی جلدی اُونٹوں کو ایک
کپڑے میں باندھ لیا۔ اور گٹھڑی کو سر پر رکھ کر چلنے لگا
اتنے میں ایک چیل آئی اور گٹھڑی کو پنجہ میں پکڑ کر اُڑنے لگی۔

اس وقت ایک بادشاہ کی لڑکی اپنے محل کی
چھت پر کھڑی بازار کی طرف دیکھ رہی تھی اُوپر جو نظر
اُٹھائی تو چیل نے گٹھڑی پھینک دی۔ گٹھڑی شہزادی
کی آنکھ کے اندر چلی گئی۔ اُس نے درد سے چلّانا شروع
کر دیا۔ اور روتی ہوئی اپنی ماں (ملکہ بادشاہ کی بیو
کے پاس پہنچی۔ اور بولی "میری آنکھ میں ایک سوئی پڑگ
ہے" ماں نے ڈنڈے سے نکال کر کہا "ذرا سا جیسا تو تنک
تھا۔ ناحق تم نے اتنا شور مچایا۔"

بادشاہ یہ کہانی سُن کر بے حد خوش ہوا اور اپنے
وعدہ کے مطابق اُس آدمی کا گھر دولت سے بھر دیا۔
بتایئے؟ آپ کی کیا رائے ہے اس کہانی کے متعلق؟

جاوید قیصر نوشہرہ

بانو گلہری

جنگل کی دوسری گلہریوں سے بانو گلہری ز
خوبصورت تھی۔ خدا نے اُس کا رنگ روپ، چال
ڈھال اور ننھا مُنّا جسم ایسا بنا دیا تھا کہ اُسے ایک
نظر دیکھ کر سبھی پرندے اور جانور اُس کی خوبصور
پر رشک کرتے۔ یہ جس طرف جاتی خاصی آؤ بھگ
ہوتی۔ جنگلی چرند و پرند اسے اپنی آنکھوں پر بٹھا
اور باتو ملکہ کی خوبصورتی کے راگ الاپتے۔

آہستہ آہستہ بانو کو بھی اپنی خوبصورتی کا خیال
لگا۔ اور اِترانے لگی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِس نے ا
ہم جولیوں سے ملنا جلنا، بات چیت کرنا اور اکٹھے مل
رنگ رلیاں منانا چھوڑ دیا۔ اور اکثر تنہائی میں ر
لگی۔ اب تو اس کا معمول ہوگیا تھا کہ پہر دن وہ ب
سنگار میں لگی رہتی۔ اور ساتھیوں کا اسے خیال تک
نہ آتا۔ بننے ٹھننے میں ہی اُس کا وقت گذر جاتا۔ اور

...طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتی۔ دوسری
...ہر لوں کو یہ بات بہت ناگوار گذری اور اُنہوں نے
...ی آخر کار اس سے ملنا جلنا بند کر دیا۔ جب کبھی یہ
...ن ٹھن کر کھلی ہوا میں چہل قدمی کو نکلتی تو اِس قدر
...ٹک مٹک کر اور اترا اِترا کر زمین پر قدم رکھتی کہ اس
...ے غرور کو دیکھ کر جنگل کا پتّہ پتّہ اُس کو بُرا بھلا کہتا
...ر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگتی۔

ایک دن ایک درخت کی گھنی چھاؤں تلے بیٹھی بن سنور رہی تھی۔ اور اس قدر بے فکر تھی کہ اُسے خبر تک نہ تھی کہ اس پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹنے والے ہیں۔ اچانک ایک جنگلی کتّا اُدھر آنکلا اور اُس کی نظر بانو گلہری پر جا پڑی۔ کئی دنوں سے اُسے فاقہ تھا دل ہی دل میں خوش ہونے لگا۔ کہ آج خاصا شکار ہاتھ آیا۔ دبے پاؤں اُس کے قریب پہنچا اور اپنی پوری طاقت سے اُس پر جھپٹ پڑا۔ بانو جھنجلا اُٹھی اور بھاگنے لگی مگر اُس کی خوبصورت دُم کتّے کے مُنہ میں آہی گئی کتّے نے اِس زور سے اُسے جھنجوڑا کہ اُسے اپنی موت کا پورا یقین ہوگیا۔ اِس مصیبت کی گھڑی میں اُس نے اپنی ہجولیوں کو پکارا مگر کوئی بھی اُس کی امداد کے لئے نہ آیا۔ رہائی کی پوری کوشش کی آخر کسی طرح اپنے آپ کو کتّے سے چھڑا کر بھاگ نکلی اور پھر کتّے کے قابو میں نہ آئی مگر کتّے نے اُس کی دُم کا کام تمام کر دیا۔

دُم کٹ جانے سے اُس کی ساری خوبصورتی خاک میں مل گئی اب وہ بہت بدصورت نظر آنے لگی اور اُسے جنگل میں پھرتے بھی شرم محسوس ہونے لگی۔ دوسری گلہریوں نے اس کے تکبر کا جب یہ نتیجہ دیکھا تو کہنے لگیں کہ غرور کا سر نیچا ہے جو بھی اترایا

کونین

کونین ایک انگریزی دوا ہے جو موسمی بخار کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے قبل اس کے کہ میں اس کے استعمال کی بابت کچھ لکھوں بہنوں کو یہ بتانا مناسب سمجھتی ہوں کہ کونین (Quinine) کیا چیز ہے کہاں سے آئی ہے اور اس کا استعمال کب سے ہوا ہے۔

جنوبی امریکہ میں ایک مُلک ہے جس کا نام پیرو ہے۔ بہت عرصہ ہوا اُس ملک میں وحشی اور جنگلی لوگ آباد تھے۔ جب برّ اعظم امریکہ کا پتہ دنیا کی مہذب قوموں کو لگا تو وہ وہاں پہنچیں اور لوگوں کو تہذیب سکھائی ملک پر قبضہ کیا اور اپنی طرف سے وہاں حاکم بھیجے تاکہ وہ وہاں کا انتظام کریں۔ تعلیم اور صنعت و حرفت کو رواج دیں۔ ملک پیرو کے ایک صوبے کے حاکم کو اپنے صوبے میں دورہ کرنے کا بڑا شوق تھا تاکہ وہ لوگوں سے ملے اور اُن کی تکلیفیں دُور کرے۔

ایک دفعہ وہ اپنے دارالسلطنت سے بہت دُور دَورہ کر رہا تھا کہ موسمی بخار نے اُسے آ دبایا۔ چند ہی روز میں اُس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھیں اندر کو گڑ گئیں۔ کمزوری حد سے زیادہ ہوگئی۔ یہاں تک کہ اُسے جینے کی آس بھی نہ رہی۔ اُس کے ملازموں نے اُسے ڈولی میں ڈالا اور صدر مقام کو روانہ ہوئے تاکہ وہاں اُس کا علاج ہو سکے۔

راستہ میں ایک گاؤں پڑا وہاں وہ ٹھہر گئے۔

گاؤں کے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ ہمارے حاکم کی
جان خطرے میں ہے اور وہ اس وقت ہماری مدد
کا محتاج ہے تو وہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ حالت
دیکھ کر فوراً پہچان گئے کہ یہ تکلیف موسمی بخار کی
وجہ سے ہے۔ عرض کیا کہ حضور ہماری بات مان
لیں تو ہم آپ کو دوا لائے دیتے ہیں اُمید کامل
ہے کہ اس دوا سے خدا شفا بخشے گا۔ جب حاکم نے
منظور کر لیا تو وہ لوگ ایک درخت کی سوکھی ہوئی
چھال لائے اُس کو کوٹ چھان کر سفوف تیار کیا۔
پھر اُسے پانی میں گھول دیا اور پینے کے لئے حاکم کو
دے دیا۔

دوا اگرچہ کڑوی کسیلی تھی مگر حاکم نے اُسے
پی لیا۔ تھوڑی دیر میں اُس کا سر چکرانے لگا اور پھر
کچھ دیر کے بعد اُس کا بخار اُتر گیا۔ اور طبیعت بحال
ہوگئی۔ حاکم نے لوگوں کو ساتھ لیا وہ درخت خود دیکھا
اُس کے کچھ پتے، کچھ پھول اور چھال اپنی ساتھ
لے لئے تاکہ پھر کبھی ضرورت ہو تو درخت شناخت
ہوسکے۔ اُس نے آزمائش کے طور پر چند اور آدمیوں
پر اُس کا تجربہ کیا۔ تو اُسے بخار کے لئے نہایت مجرب
اور حکمی علاج پایا۔

تجربہ کے بعد حاکم کو یقین ہوگیا کہ بخار کے لئے
اس درخت سے بڑھ کر اور کوئی مفید دوا نہیں۔
بہت سی چھال اپنے وطن کو روانہ کی جس نے
وہاں بخار کے دور کرنے میں بڑی کامیابی دکھائی
جب ملکہ معظمہ وکٹوریا تخت پر رونق افروز ہوئیں
تو آپ نے ہندوستان میں موسمی بخار کی یہ
حالت دیکھ کر شاہانہ رحم سے کام لیا۔ اور آپ کے
حکم سے اس درخت کے پودے لاکر ہمالیہ کے
پہاڑوں پر بوئے گئے۔ یہ یہاں خوب پھلے پھولے
چند سال میں ان پودوں سے دوا تیار کی جانے
لگی۔ یہی کونین کہلاتی ہے۔

اگر اس کا استعمال چند ہفتے تک جاری رکھا
جائے تو یہ موسمی بخار کے جراثیم کے لئے مہلک دوا
ہے۔ چوبیس گھنٹہ میں اس کی تین ٹکیاں کھانی
چاہئیں۔ ایک صبح، ایک شام، اور ایک رات کو
لیکن پانچ سے دس سال کے بچوں کے لئے ایک
ٹکیہ صبح، ایک شام۔ اور تین سال سے پانچ سال
کے بچوں کے لئے آدھی ٹکیہ صبح اور آدھی شام
کو کافی ہے۔ لیکن اگر بچہ تین سال سے بھی چھوٹا
ہو تو اُس کو صرف آدھی ٹکیہ رات کو کھلانی چاہیئے
دودھ میسر ہو تو اُس کے ساتھ پی لینا اچھا
ہے۔

ہمیشہ یاد رکھو کہ کونین اگرچہ کڑوی
ہے۔ پینے کو دل نہیں چاہتا۔ لیکن دل کڑا
کرکے بھی اس مفید دوا کو پی لینا ہی عقلمندی
ہے۔ اور آج کل تو ایسی ٹکیاں بھی دستیاب
ہوتی ہیں جن پر کھانڈ کی تہ چڑھی ہوتی ہے۔
اور کھانے میں ذرا تکلیف نہیں ہوتی۔

سید امتیاز علی حیدرآباد (دکن)

چار افیمی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چار افیمی نوکری کی تلاش میں نکلے۔ راستہ میں ایک ندی پڑی جس میں تیر کر اُس پار پہنچے۔ اور پھر چاروں آپس میں کہنے لگے کہ ہم کو گِن لینا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی ڈوب گیا ہو۔ اُن میں سے ایک گِننے لگا۔ ایک دو تین۔ اپنے آپ کو گِننا بھول گیا۔ رو کر کہنے لگا کہ یارو ہم میں سے واقعی ایک ڈوب گیا ہے۔ کیونکہ ہم چار تھے اب تین رہ گئے۔ دوسرے نے کہا کہ نہیں تم نے غلط گنا۔ میں گنتا ہوں۔ اِسی طرح یہ افیمی بھی اپنے آپ کو گننا بھول گیا اور کہنے لگا کہ واقعی ہم میں سے ایک ڈوب گیا۔ تیسرا بولا کہ نہیں تم نے غلط گنا میں گنتا ہوں۔ وہ بھی اپنے آپ کو گننا بھول گیا۔ پھر چوتھا بولا کہ تم سب نے غلط گنا۔ میں گنتا ہوں۔ اِسی طرح وہ بھی اپنے آپ کو گننا بھول گیا۔ پھر تو چاروں نے رونا شروع کیا۔ اتفاق سے اُدھر سے گھوڑے پر ایک سوار گزرا۔ اُن کو روتا دیکھ کر کہنے لگا "تم کیوں رو رہے ہو؟" افیمی کہنے لگے کہ ہم چار آدمی نوکری کی تلاش میں نکلے تھے۔ ہم میں سے ایک ندی میں ڈوب گیا اس لئے رو رہے ہیں۔ سوار کہنے لگا کہ "تم چاروں موجود تو ہو۔ پھر کیوں روتے ہو" افیمی نے کہا "نہیں بھئی ہم میں سے ایک ڈوب ہی گیا ہے"۔ سوار بولا کہ "اچھا گنو" پھر سوار نے چاروں کے ایک ایک ہنٹر لگا کر گنایا۔ اور کہا کہ "اب تو تم چاروں پورے ہو گئے"۔ افیمی بولے کہ اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتے تو ہم رو رو کر مرجاتے۔ خدا آپ کا بھلا کرے"۔

پھر یہ چاروں افیمی بادشاہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ "بادشاہ سلامت آپ ہم کو نوکر رکھ لیجئے گا" بادشاہ نے کہا کہ "تم کیا کام کروگے؟" افیمی بولے۔ کہ "جو کام کوئی نہیں کرسکتا ہم وہ کام کرنے کو تیار ہیں"۔ بادشاہ نے ان چاروں کو نوکر رکھ لیا۔

اُس بادشاہ کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ دونوں بہت ہی خوبصورت تھے۔ شہزادہ پر تو پریاں اور شہزادی پر دیو عاشق تھے۔ کچھ دنوں بعد جب بادشاہ اِن دونوں کی شادی کرنے لگا۔ تو جس روز شہزادے کی برات جانے کو تھی۔ اُسی روز شہزادی کی برات آنے کا دن مقرر تھا۔ جب شہزادہ دولھا بنا تو اُس کے پاس پریاں آئیں اور کہنے لگیں کہ تم شادی مت کرو۔ اور ہمارے ساتھ چلو لیکن شہزادہ کسی طرح نہ مانا جس وقت برات جارہی تھی ایک دم شہزادہ گھوڑے پر سے گرا اور مرگیا۔ اِدھر شہزادی کہنے لگی کہ آج میرے بھائی کی برات جائے گی میں کوٹھے پر سوؤں گی۔ شہزادی کے پاس بھی دیو آئے اور اپنی ساتھ چلنے کو کہا۔ لیکن شہزادی بھی نہ مانی تو اُس کو کوٹھے پر سے گرا کر دیو بھاگ گئے۔ اِدھر شہزادہ مرگیا اور اُدھر شہزادی کوٹھے پر سے گر کر مرگئی۔ بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اُس کو بہت افسوس ہوا۔ اُس شہر میں یہ حالت تھی کہ اگر کسی گھر میں

لاش صبح تک پڑی رہتی تو جن وغیرہ گھر والوں کو اور
لاش کو کھا جاتے اس لئے بادشاہ کو اور بھی فکر ہوئی
کہ کیا کیا جائے۔ وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ
گھبراتے کیوں ہیں۔ آپ کے پاس جو کل پرسوں چار آدمی
آئے تھے اُن کو بُلوا لیجئے گا۔ بادشاہ نے فوراً اُن چاروں
افیمیوں کو بلوایا اور کہا کہ ہمارے ہاں دو موتیں ہو گئی
ہیں۔ تم کو اُن کی رات بھر خبر گیری کرنی ہوگی۔ افیمی کہنے
لگے کہ ہم تیار ہیں۔ مگر ہم کو ایک ایک وردی، ایک ایک
تلوار اور سیر بھر افیم دے دیجئے گا۔ بادشاہ نے اُن کو
سب چیزیں منگوا دیں۔ پھر ایک باغ میں دونوں لاشوں کو
اور چاروں افیمیوں کو بھجوا دیا۔ باغ میں جا کر چاروں
افیمیوں نے پہلے خوب افیم کھائی اور پھر آپس میں کہنے
لگے کہ ہم چاروں باری باری جاگیں گے اس لئے
تین سو جائیں اور ایک پہرا دیتا رہے۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا۔ تین افیمی سو گئے۔ اور ایک جاگتا رہا۔ اُس افیمی
نے پہلے تو افیم کھائی۔ اور پھر اپنی تلوار لے کر ٹہلنے لگا۔
اتنے میں وہ کیا دیکھتا ہے کہ پریوں کا تخت اُتر رہا ہے
افیمی یہ دیکھ کر شہزادے کے پلنگ کے نیچے چھپ گیا
اُدھر پریاں تخت پر سے اُتر کر شہزادے کے پاس
آئیں اور اُس کو جادو کے زور سے اس طرح جگایا کہ پہلے
شہزادے کے سرہانے اور پائینتیوں میں چھڑیاں لگائیں
اور پھر شہزادے کو اُٹھا کر کہنے لگیں کہ تم ہمارے ساتھ
چلو۔ ادھر پلنگ کے نیچے افیمی چھپا ہوا تھا افیمی نے
جھٹ سے چھڑیاں نکال لیں۔ پریاں شہزادے کو
رضامند کر رہی تھیں لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا
پریوں کو دیر ہو رہی تھی کیونکہ اُنہیں راجہ اندر کے
ہاں ناچ میں جانا تھا۔ جب شہزادہ نہ مانا تو پریاں اپنی
چھڑیاں شہزادے کے پلنگ میں سے نکالنے لگیں۔
چھڑیاں پلنگ میں نہ ملیں تو وہ بہت گھبرائیں۔ افیمی
جھٹ سے پلنگ کے نیچے سے نکل کر بولا کہ تم ہمارے شہزادے
کو زندہ کر دو گی تو میں تمکو چھڑیاں واپس کر دوں گا۔
پہلے تو پریاں نہ مانیں پھر کہنے لگیں کہ اچھا تم ہماری
چھڑیاں ہم کو دو۔ ہم تمہارے شہزادے کو زندہ کر دیں
گے۔ افیمی نے اُن کو چھڑیاں واپس کر دیں۔ اور پریاں
شہزادے کو زندہ کر کے چلی گئیں۔ پھر اُس افیمی نے دوسرے
افیمی کو جگایا اور کہا اُٹھ بے میری باری ختم ہوئی اب
تو جاگ۔ پہلا افیمی تو یہ کہہ کر سو گیا۔ دوسرا جاگ اُٹھا
اُس نے بھی افیم کھائی اور تلوار لے کر ٹہلنے لگا۔ تھوڑی
دیر میں ایک چڑیل آئی اور سوچنے لگی آج تو ایک کے
بجائے چھ کھانے کو مل گئے، چڑیل افیمی کے پاس آکر
کہنے لگی کہ تم ذرا گھوڑا تو بنو۔ یہاں درخت پر میرا خاوند
لٹک رہا ہے اس کو صبح پھانسی ملنے والی ہے میں اس
کو جوار کی روٹی کا ملیدہ کھلانے آئی ہوں۔ افیمی گھوڑا
بن گیا اور چڑیل اُس کے اُوپر چڑھ کر خود ملیدہ کھا گئی
جب ملیدہ ختم ہو گیا تو افیمی کو کھانے کے لئے جھپٹی افیمی
نے فوراً اُس کے نیچے سے نکل کر اُس کی ٹانگ پر ایسی
تلوار ماری کہ ٹانگ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اور چڑیل یہ
چلاتی ہوئی بھاگ گئی کہ میں اب کبھی نہیں آؤں گی۔ افیمی
نے ٹانگ کے دو تین ٹکڑے کر کے اپنی جیب میں رکھ لئے
پھر تیسرے افیمی کو اُٹھا کر کہا کہ اُٹھ بے اب تیری باری

آئی۔ تیسرا افیمی افیم کھاکر اپنی تلوار لے کر ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہے کہ دیو چلے آرہے ہیں افیمی فوراً چھپ گیا۔ دیو شہزادی کو اٹھاکر کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ چلو لیکن شہزادی رضامند نہ ہوئی۔ آخر تنگ آکر کہنے لگے کہ ٹھہر جاؤ ہم ابھی آتے ہیں۔ اور پھر تمہارے کباب بناکر کھائیں گے جب دیو چلے گئے تو افیمی شہزادی کے پاس آکر بولا کہ تم میرے کپڑے پہن لو اور میں تمہارے کپڑے پہن لیتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ افیمی نے شہزادی کو چھپا دیا اور پھر خود آکر شہزادی کے پلنگ پر لیٹ گیا اتنے میں دیو نے آکر آگ جلائی اور اس کے اوپر تیل کا کڑھاؤ رکھ دیا۔ جب تیل خوب پکنے لگا تو شہزادی کے پاس آکر دیو بولا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ شہزادی اٹھ کر ساتھ ہولی۔ آگ کے پاس جاکر دیو بولا کہ اس کے ارد گرد سات چکر لگاؤ شہزادی نے کہا کہ پہلے تم چکر لگاکر بتاؤ پھر میں لگاؤں گی جب دیو چکر لگانے لگا تو شہزادی نے دیو کو تیل کے کڑھاؤ میں دھکا دے دیا۔ دیو کڑھاؤ میں گرتے ہی ایک بڑا سا پہاڑ بن گیا۔ افیمی نے جھٹ سے دیو کا کان کاٹ کر جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس نے چوتھے افیمی سے کہا کہ اٹھ بے اب تیری باری آئی۔ چوتھا افیمی اٹھا اور اس نے بھی خوب افیم کھائی اور تلوار لے کر ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہے کہ شمال کی طرف سے بہت سے دیو چلے آرہے ہیں۔ اور ان سب کی چوٹیاں آسمان سے لگی ہوئی ہیں۔ اور سب دیو دہم ملید، دہم ملید کرکے چلاتے ہیں۔ افیمی نے تلوار اپنی آستین میں چھپالی۔ اور خود بھی دہم ملیدہ، دہم ملیدہ چلانے لگا۔ دیو حیران رہ گئے اور افیمی کے پاس آکر بولے تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ افیمی نے جواب دیا کہ میں اللہ میاں کے ہاں سے آیا ہوں تم سب کو کھانے کے لئے۔ کیونکہ برسات میں جو نقارے بجتے ہیں وہ پھٹ گئے ہیں اور ان کے لئے تمہاری کھالوں کی ضرورت ہے۔ دیو نے کہا کہ تم ہماری کھال کیسے اتارو گے۔ افیمی بولا کہ میں اپنے ناخن سے اتاروں گا دیو بولا اتارو۔ دیکھیں کتنا بڑا ہے تمہارا ناخن۔ افیمی نے تلوار کی نوک سے دیو کی کھال اتار لی۔ دیو بولا کہ تم ہماری کسی طرح جان بچاؤ۔ افیمی بولا کہ تم راتوں رات ایک عالیشان محل بنا دو۔ دیوؤں نے تھوڑی سی دیر میں محل بنا دیا اب دیو بولا کہ ہم کہاں جائیں۔ افیمی نے کہا کہ آگے تم کو بہت سے مجھ جیسے ملیں گے تم یہیں کہیں چھپ رہو۔ سب دیو چھپ گئے۔ پھر افیمی نے اپنے ساتھیوں کو جگایا اور کہا کہ چلو محل میں چل کر آرام کریں۔ پھر سب اٹھ کر محل میں چلے گئے۔ ان چاروں نے اپنا اپنا حال سنایا تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر ایک نے کہا کہ چلو اب چل کر پہرا دیں ایسا نہ ہو کہ محل میں کوئی گھس آئے۔ پھر چاروں اٹھ کر محل کے ارد گرد پہرا دینے لگے۔ ادھر بادشاہ جب صبح کو بیدار ہوا تو اس کو لاشوں کے دفنانے کی فکر پڑی۔ بادشاہ نے اپنے نوکروں سے کہا کہ جاؤ دونوں لاشوں کو لے آؤ۔ نوکر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہ تو لاشیں ہیں اور نہ چاروں افیمی اور باغ کے اندر ایک بڑا عالیشان محل بنا ہوا ہے نوکروں نے بادشاہ سے جاکر سارے حالات بتائے۔ بادشاہ

نے کہا کہ جاکر دیکھو کہ وہ محل کس کا ہے۔ نوکر پھر گئے تو محل کے دروازہ میں جاکر کیا دیکھتے ہیں تو شہزادہ تو بیٹھا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور شہزادی پنکھا جھل رہی ہے۔ اور چاروں افیمی بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ نوکروں نے افیمیوں کو بلاکر حال پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت سے جاکر کہو کہ چار درجن بارہ سال کے لڑکوں کی پلٹن لائیے اور ایک گھوڑا اور ایک ڈولا۔ اور ہم چاروں کے لئے ایک ایک گدھا۔

نوکروں نے جاکر سب حالات بادشاہ کو بتائے۔ بادشاہ یہ سُن کر خوشی سے پھولا نہ سمایا اُسی وقت سب چیزوں کا انتظام کرا کر بادشاہ افیمیوں کے پاس پہنچا اور شہزادے کو گھوڑے پر اور شہزادی کو ڈولے میں اور چاروں افیمیوں کو گدھوں پر بٹھا کر لے آیا۔

پھر افیمیوں نے اپنا سارا حال سُنایا بادشاہ سُنکر بہت خوش ہوا اور اُن کو بہت سا انعام دیا اور پھر افیمی رخصت لے کر اپنے گھر کو چلے گئے۔

عبیدہ خاتون

منظر آباد کی سیر

خدا خدا کرکے گرمیوں کی چھٹیاں آئیں اور خالہ جان بھی۔ اب کیا تھا ہمارے گھر میں دن عید رات شب برات تھی۔ آٹھ دن تک ہم کہیں نہ گئے کل یعنی جمعرات کے روز منظر آباد کا پروگرام تھا۔ رات عجیب بے چینی سے کٹی۔ صبح ۴ بجے اُٹھ کر ہم جانے کی تیّاریاں کرنے لگے۔ ناشتہ پکایا۔ مُنہ ہاتھ دھویا کنگھی کرکے کپڑے بدلے۔ دیہات میں بس وغیرہ کہاں اس لئے گاڑی پر سوار ہوئے۔ منظر آباد ہمارے گاؤں سے چودہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہم پانچ بجے روانہ ہوگئے میرا اور کنیز فاطمہ (خالہ زاد بہن) کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ دراصل وہاں جانے کی تحریک میری ہی تھی جتنا شوق وہاں جانے کا مجھے تھا اور کسی کو نہ ہوگا۔ راستے میں نو بجے ایک ندی کے کنارے اُتر کر ناشتہ کیا یہاں سے روانہ ہوکر بارہ بجے کے قریب ہم منظر آباد پہنچے۔

وہاں پہنچ کر عجیب دھما چوکڑی مچی۔ بچے خوش رنگ تیتریوں کی طرح اِدھر سے اُدھر ناچتے کودتے پھر رہے تھے۔ امیر (خالہ زاد بھائی) اور بھائی تالاب میں مچھلیاں پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ خالہ جان اور اماں جان بھی خوش نظر آرہی تھیں۔ منظر قابلِ دید تھا۔ میں اور کنیز سب سے الگ تالاب کے کنارے چھوٹے سے ٹیلے پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کتنی دلچسپ تھیں ہماری باتیں! دو بجے کھانا تیار ہوگیا۔ کھانا

کھا کر سیر کو جانے کی ٹھیری۔

منظر آباد میسور ملک میں ٹیپو سلطان شہید کے زمانے کا ایک مشہور قلعہ ہے۔ جو ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے اُوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جو قریب ۲۲۵ کے ہیں اُوپر جانے کے لئے اَور کوئی راستہ نہیں۔ ایک طرف تالاب اور تین طرف گھنا جنگل ہے۔ پہلے شاید خندق بھی تھی۔ مگر اب جھاڑیوں اور تناور درختوں کے سبب نظر نہیں آتی۔ کہتے ہیں کہ قلعہ کو جانے کے لئے پہلے باہر سے کہیں راستہ نہیں تھا یہ سیڑھیاں بعد میں بنائی گئی ہیں۔ قلعہ کے اندر کہیں اندرونی راستہ ہے۔

غرض ہم سب اُوپر چڑھنے لگے۔ میں چونکہ ننھی ساجدہ کو گود میں لئے ہوئے تھی اس لئے مجھے بہت تکان محسوس ہوئی۔ اور میرے پاؤں بھی درد کرنے لگے۔ مگر خوشی میں تکلیف کا کیا احساس؟ قلعہ کے اندر جانے کے لئے ایک بڑے دروازہ میں سے گذرنا پڑتا ہے جو پتھر کا بنا ہوا ہے۔ اُس پر قلعہ کا نقشہ بھی بنا ہوا ہے۔ جو ایک آٹھ کونی پھول کے مانند نظر آتا ہے۔ اُس کے بعد سپاہیوں کی رہنے کی جگہ ہے۔ آگے بڑھو تو ایک اَور دروازہ آئے گا۔ جو پہلے دروازے سے کسی قدر چھوٹا ہے۔ اِس سے گذرنے کے بعد بھی اطراف میں سپاہیوں اور گھوڑوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ درمیان میں تھوڑا میدان ہے۔ جس میں دو تہہ خانے بنے ہوئے ہیں جو دو چھوٹی کوٹھڑیوں کے مانند نظر آتے ہیں۔ ہم اُس کے اندر بھی گئے تھے۔ اُس کے اندر سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں معلوم نہیں کتنی ہیں۔ کیونکہ یہ بہت دُور تک چلے گئے ہیں۔ کہتے ہیں یہی پہلے قلعہ سے باہر جانے کا راستہ تھا مگر اب تک کوئی جا کر نہیں پلٹا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ راستہ کہاں نکلتا ہے۔ ہم تھوڑی دور تک اُتر گئے۔ مگر بہت اندھیرا ہونے کے باعث نہ جا سکے۔ یہ تو نیچے کی منزل ہوئی۔ اُوپر ایک اَور منزل ہے۔ جہاں جانے کے لئے پندرہ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اُوپر صرف آٹھ کونوں کی جگہ آٹھ برج بنے ہوئے ہیں۔ یہاں سے اطراف کا منظر بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ اِسی لئے شاید اِس کا نام "منظر آباد" ہے۔ دو گھنٹے تک ہم سیر کرتے رہے۔ اِس کے بعد نیچے اُترے۔ یہاں دیکھا تو بھائی امیر غائب ہیں۔ وہ بہت شریر اور چنچل ہیں۔ اِس لئے ہم نے خیال کیا۔ شاید ہمیں ڈرانے کے لئے یہیں کہیں جھاڑی میں چھپے ہوں گے۔ اِس لئے ہم نے کچھ خیال نہ کیا۔ دو ایک آوازیں بھی دیں مگر اُنہوں نے جواب نہ دیا۔ پھر ہم واپسی کی تیاریاں کرنے اور سامان باندھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد کہیں دُور سے امیر کی آواز آئی دیکھا تو قلعہ کے اُوپر ایک برج کی دیوار پر کھڑے ہمیں پکار رہے ہیں۔ صرف یہی برج نیچی نظر آتی تھی۔ اُنہیں اِس طرح کھڑے دیکھ کر ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اگر خدانخواستہ کہیں پاؤں پھسل جائے تو...... سیدھے تالاب میں۔ ہم نے گھبرا کر اُنہیں آوازیں دیں وہ ہنستے ہوئے نیچے اُتر آئے۔ سیڑھیوں پر بھی اِس زور سے بھاگتے تھے کہ ہمیں اندیشہ ہوتا تھا کہ اب گرے اب گرے۔ امّاں جان اور خالہ جان نے ڈانٹ بھی بتائی مگر اس کی اُنہیں کیا پروا۔

گاڑی پر سوار ہو کر رات کے دس بجے گھر پہنچے خدا کا شکر ہے ہمارا اتنے دنوں کا پروگرام یوں پورا ہوا۔ **بلقیس بانو**

میری سہیلیاں

چاند بی۔ صورت معمولی۔ مزاج نہایت تیز۔ پڑھنے لکھنے کی شوقین۔ علامہ راشد الخیری مرحوم کی تصانیف بہت عزیز رکھتی ہیں۔ ذرا سی بات میں خفا ہو جاتی ہیں۔ ایک روز یہ ہمارے یہاں آئیں کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد کہنے لگیں۔ "منّی بی! میرے پاس عصمتی دسترخوان ہے جس میں نہایت عمدہ کھانا پکانے کی ترکیبیں درج ہیں کل ہم تم دونوں مل کر کوئی عمدہ کھانا پکائیں"۔ میں نے کہا، "جی نہیں۔ آپ ہی کی رشتہ داری باورچی خانہ سے ہے۔ آپ اکیلے ہی اس کام کو انجام دیجئے۔" بس پھر کہاں تھیں۔ اِن کے غصہ کا پارا ۱۰۵ ڈگری پر ہو گیا۔ میں کتاب ولائتی ننھی پڑھنے میں مشغول ہو گئی۔ ولائتی ننھی کے کارنامے سُن کر چاند بی کو ہنسی آ گئی۔ لیجئے ولائتی ننھی کتاب کی بدولت ہماری ناراض سہیلی بہت جلد من گئیں۔

حسین جہاں۔ بے حد شریف خوش اخلاق اور تیز فہم ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ لمبا قد ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی بے وقوف کہنا پڑھی جاتا ہے۔ اس کا یہ کبھی بُرا نہیں مانتیں۔ فرصت کے وقت کتب بینی انکا محبوب مشغلہ ہے ہر وقت اپنی سہیلیوں سے ملنے کی خواہشمند رہتی ہیں مجھے بہت چاہتی ہیں۔ جس وقت اُن کے دولت خانے پر جاؤ تو ایسی کھل جاتی ہیں جیسے بارش سے پھول۔ نہ جاؤ تو شکایت کرتی ہیں۔ غریبوں کی امداد کے لئے جان و دل سے تیار رہتی ہیں مذہبی معلومات کا بہت شوق ہے۔ خانہ داری کے متعلق بھی بہت کچھ جانتی ہیں۔

تسلیم کوثر۔ نہایت خوبصورت شوخ اور زندہ دل انسان ہیں۔ انہیں انگریزی ڈریس بہت پسند ہے۔ پڑھنے لکھنے کا شوق نہیں لیکن باوجود اتنی بے پروا ہونے کے نویں کلاس میں پڑھتی ہیں۔ لطیفہ گوئی کوئی اِن سے سیکھے۔ بڑی دلچسپ خاتون ہیں۔ خانہ داری کے کاموں سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔

جمشیدہ۔ اعلیٰ صورت بہترین سیرت۔ سیر کا بہت شوق ہے ہر وقت یہ شعر گنگناتی رہتی ہیں ؎

آؤ اپنی عظمتِ رفتہ کو پھر پیدا کریں
ذرّے ذرّے پر ادائے مُلک کو شیدا کریں

نماز روزے کی سخت پابند ہیں۔

فیروزہ بی۔ یہ بیچاری گول مٹول بالکل کچوری کی مانند ہیں۔ رحم دل، ملنسار، خدا ترس اور گائے سے بھی زیادہ سیدھی طبیعت پائی ہے۔ دستکاری میں ماہر ہیں۔ اِن کو یہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میں ناخواندہ ہوں۔ اِس لئے اگر کوئی اِن سے پوچھے کہ آپ پڑھی لکھی بھی ہیں یا نہیں؟ تو جواب دیتی ہیں کہ لکھنا تو آتا ہے لیکن پڑھنا نہیں جانتی اِن کو نفرت ہے مغرور اور خود غرض اور جھوٹی لڑکیوں سے۔ باقی سب امیر غریب کو ایک نظر سے دیکھتی ہیں نماز تو چار روز پڑھی، آٹھ روز کے لئے بالائے طاق۔ لیکن قرآن کریم کی تلاوت روزانہ کرتی ہیں۔

بلقیس بیگم کیرانوی

میری سہیلیاں

منوّر۔ یہ بی جلے میں اور لاہور کی رہنے والی ہیں۔ اِن کا اخلاق بہت اچھا ہے فیشن ایبل بہت ہیں جب دیکھو عمدہ سے عمدہ کپڑے پہنے نظر آتی ہیں۔ ایک دفعہ یہ کالج گئیں تو ان کی پروفیسر بہت خفا ہوئیں۔ اور کہا کہ "منوّر تم بہترین لباس اور فیشن کی فکر میں لگی رہتی ہو۔ پڑھنے کا کچھ خیال نہیں کرتیں۔ منوّر شام کو گھر میں آئیں تو فوراً کھدّر منگا کے اپنی شلوار اور جمپر سیا۔ موٹا سا دوپٹہ سر پر اوڑھا اور معمولی چپل پہن کر صبح کو کالج گئیں اور پروفیسر صاحبہ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ پروفیسر صاحبہ بہت خوش ہوئیں۔ کھانا بہت اچھا پکاتی ہیں۔ لاہور سے مجھ کو خط لکھتی ہیں تو اس قدر محبت کا۔ کہ معلوم ہوتا ہے گویا میرے پاس بیٹھی مجھ سے باتیں کر رہی ہیں۔

دُردانہ خاتون۔ یہ بہن کے ساتھ دوست بھی ہیں بالکل میری ہم عمر ہیں۔ اعظم گڈھ میں رہتی ہیں۔ سال میں ایک بار گرمیوں میں ملاقات ہو جاتی ہے۔ آدھی ملاقات تو خط سے برابر ہوتی رہتی ہے۔ سینا، کاڑھنا خوب آتا ہے۔ یہ بڑی ہنس مکھ ہیں۔ اپنی بہنوں اور بھائیوں سے بہت محبت کرتی ہیں۔

انوری بیگم۔ یہ بہن بھی ہیں اور سہیلی بھی۔ عمر میں مجھ سے ایک یا ڈیڑھ مہینے بڑی ہیں ہم دونوں میں بہت دوستی ہے ایک جان دو قالب کہلاتے ہیں مگر شاید خدا کو ہمارا یکجا رہنا پسند نہ تھا اس لئے ہم کو جُدا کر دیا۔ اور اب خط و کتابت کے ذریعہ آدھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں بہت مزے کی کرتی ہیں بہت سگھڑ ہیں سادگی پسند ہیں۔ کافی شوخ بھی ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آتی ہیں۔ اِن کے خطوط اس قدر محبّت اور خلوص سے پُر ہوتے ہیں کہ دُور ہوتے ہوئے بھی یہ محسوس کرنے لگتی ہوں کہ مجھ سے بہت قریب ہیں۔

خورشید جہاں۔ یہ ایف۔ اے میں پڑھتی ہیں۔ بہت شریر اور چنچل ہیں۔ پنجاب کی رہنے والی ہیں۔ میری ہم عمر ہیں بہت زندہ دل ہیں۔ کیسا ہی رنجیدہ اور پریشان آدمی ہو اُس کو فوراً ہنسا دیتی ہیں۔ اخلاق بہت اچھا ہے۔ ان کو نئے نئے فیشن کے کپڑے کاڑھنے اور بُننے میں کمال حاصل ہے۔

عزیز جہاں۔ یہ بھی ایف۔ اے میں پڑھتی ہیں۔ نماز اور روزے کی بہت پابند ہیں۔ یہ زیادہ باتیں نہیں کرتیں ضرورت پر بات کرتی ہیں۔ ہر وقت خاموش رہتی ہیں۔ اخلاق اچھا ہے۔

مس ریحانہ خاتون

ذرا ہنسئے

(۱) **ماں۔** بیٹا تم بڑے تیز دار لڑکے ہو۔ تم نے کیلے کے چھلکے ریل میں نہیں ڈالے۔ کیا تم نے اُنہیں اپنی جیب میں رکھ لیا ہے؟

لڑکا۔ نہیں امی جان! میں نے اپنی ساتھ والے مسافر کی جیب میں ڈال دئے ہیں۔

(۲) **اُستاد۔** اگر تم شمال کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو جاؤ تو تمہارے بائیں ہاتھ پر کیا ہوگا؟

شاگرد۔ اُنگلیاں۔

(۳) **ملازم۔** پروفیسر صاحب! رات سخت طوفان آیا۔

پروفیسر۔ تو پھر تم نے مجھے جگایا کیوں نہ دیا تمہیں معلوم ہے کہ جب طوفان آتا ہے تو مجھے نیند نہیں آتی۔

بلقیس بیگم کیرانوی

میرے بھائی بہن

اشفاق۔ مجھ سے چھوٹے اور بہت شریر بھائی ہیں۔ ہر وقت ستاتے رہتے ہیں۔ ہم لوگ پریشان ہو کر کسی سے شکایت کرتے ہیں تو سب اُن کی ہی طرفداری کرنے لگتے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں مگر ہمارے دلوں سے کوئی پوچھے ڈرائنگ کے شوقین ہیں بناتے بھی عمدہ ہیں۔ غصّہ کم آتا ہے پڑھنے سے کافی دلچسپی ہے۔ اُستاد ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔

زکیہ۔ بہت خوبصورت، دُبلی۔ پتلی سنجیدہ لڑکی ہے۔ پڑھنے لکھنے کی شوقین ہے۔ ہمیشہ فرسٹ آتی ہے۔ سکول میں ہر دلعزیز ہے۔ کاڑھنے سینے وغیرہ سے بہت دلچسپی ہے۔ اسکول سے آکر کسی نہ کسی کام میں لگی رہتی ہے۔ غصّہ بہت کم آتا ہے لیکن جب آتا ہے تو بہت سخت ہوتا ہے کبھی کسی سے نہیں لڑتی۔ اگر کوئی ستائے تو خاموشی سے برداشت کر لیتی ہے۔ اس لئے سب مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

نگار۔ معمولی صورت کی لڑکی ہے۔ کسی قدر سنجیدہ اور پُر مذاق طبیعت ہے۔ ذہین، سادگی پسند۔ اور دُھن کی پکّی ہے۔ پڑھنے لکھنے کے علاوہ کھانا پکانے کا بھی شوق ہے جب دیکھو اپنے چھوٹے چھوٹے برتن لئے باورچی خانہ جمائے بیٹھی ہے۔ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف نظر آتی ہے۔ جب غصّہ آتا ہے تو منہ پُھلا کر بیٹھ جاتی ہے۔ کچھ دیر بعد خود ہی درست ہو جاتی ہے۔ سب کے کام کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ بنات کی منتظر رہتی ہے جب آتا ہے تو شروع سے آخر تک پڑھ کر دم لیتی ہے۔ اور یہ بات میرے لئے بہت تکلیف دہ ہے۔ کیونکہ رسالہ خراب کر دیتی ہے۔ منع کرنے سے خفا ہو جاتی ہے۔ لطیفہ دِل سے بنا کر خوب سُناتی ہے۔

ثریا۔ یہ سب سے چھوٹی بہت پیاری بچّی ہے۔ خوبصورت اور باتونی ہونے کی وجہ سے ہر شخص اِس کا گرویدہ ہے کسی سے ایک مرتبہ تعارف کرا دیا جائے پھر تو دماغ چاٹ جاتی ہے۔ کالی کہنے سے بہت چڑتی ہے۔ بناؤ سنگار کا بھی شوق ہے۔ دن بھر مختلف لباس پہن پہن کر دکھاتی پھرتی ہے۔ ہر کام میں شریک ہو کر بہت پریشان کرتی ہے۔ جھوٹ سے اِس قدر نفرت ہے کہ اگر کوئی بہکانے کی بات کرے تو بُری طرح پیچھے پڑ جاتی ہے۔ بعض وقت ایسے سوالات کرتی ہے کہ بڑوں کو بھی جواب نہیں سوجھتا یہ میری بہت ہی اچھی بہن ہے۔

رئیس اقبال بھوپال

عقل کا امتحان

۱) وہ کیا چیز ہے جسے ہر ایک جانتا ہے۔ ہر ایک پوچھتا ہے۔ ہر ایک دیتا ہے۔ لیکن لیتا نہیں ہے۔

۲) وہ کیا چیز ہے جسے تم اپنی نہیں کہتے ہو لیکن پھر بھی وہ تمہاری ہے۔

۳) وہ کیا چیز ہے جس میں بڑے بڑے دریا ہوتے ہیں لیکن پانی کا ایک قطرہ نہیں اور ہزاروں شہر بغیر کسی آبادی کے ہوتے ہیں۔

چھتر پال سنگھ

سمتوں کے نام تلاش کیجئے

۴) بدمعاش مال لے کر چمپت ہوگئے۔

۵) میں آج نو بجے تم سے ملنے آؤں گا۔

۶) کشمش رُقیہ کو بہت پسند ہے۔

۷) محنت کا کام غربا سے لیا جاتا ہے۔

سرتاج احمد کلکتہ

بوجھو تو جانیں

۸) وہ کونسا مکان ہے جس کا دروازہ نہیں۔

۹) وہ کونسی چیز ہے جسے کوئی چُرا نہیں سکتا۔

۱۰) وہ کونسی چیز ہے جو جاکر واپس نہیں آتی۔

۱۱) وہ کونسی چیز ہے جس کی امیر غریب سب کو یکساں ضرورت

ذرا بوجھئے تو

نیچے دیئے ہوئے خالی خانوں کو اس طرح بھریئے کہ اشاروں کے مطابق صحیح الفاظ بن جائیں

(۱)	ر		بمعنی پرورش کرنے والا۔				
(۲)	ع		م	بمعنی لافانی دولت۔			
(۳)	ت	ع	ص	ب	ایک بری عادت۔		
(۴)		د		ن		مسلمانوں کا ایک متبرک مقام	
(۵)	د		د		ل		ہندوؤں کا ایک تہوار
(۶)	ج		ا		گ		ر	ایک مغل بادشاہ

ہاجرہ خاتون لکھنؤ

جوابات

عقل کا امتحان (۱) نصیحت (۲) نام (۳) نقشہ

سمتوں کے نام (۴) شمال۔ (۵) جنوب (۶) مشرق۔ (۷) مغرب

بوجھو تو جانیں (۸) قبر (۹) علم (۱۰) وقت (۱۱) پیسہ

ذرا بوجھئے تو

(۱) رب (۲) علم (۳) تعصب

(۴) مدینہ (۵) دیوالی۔ (۶) جہانگیر

خوابوں کی دُنیا

میں کل رات بستر پہ سویا ہوا تھا
حسیں ، پیارے خوابوں میں کھویا ہوا تھا
ستاروں میں گاتے تھے خوابیدہ اُلّو
پیئے جاتی تھی چیونٹی پانی کے چلّو
حسیں چاند ندّی میں آکر چُھپا تھا
کہ بادل نے سختی اُس کو دھوکا دیا تھا
شکاری تھا جنگل میں حیراں بچارا
کہ خرگوش نے اُس کا بچّہ تھا مارا
درختوں پہ چنگھاڑتے تھے دو ہاتھی
کہ وہ تھے مری گائے کے ننّھے ساتھی
ہنساتی تھی کھونٹی پہ کپڑوں کو ٹوپی
کہ معصوم جُوتا چُراتا ہے روٹی
مزے دار کھانے سے بھرپور تھالی
کسی چمچہ کو دے رہی تھی یہ گالی
خدا تجھ کو غارت کرے قورمے میں
ڈبوئے ہمیشہ تجھے شوربے میں
مری کاپی کرسی سے یہ کہہ رہی تھی
کہ گڑیا پٹولے کو خود سی رہی تھی
نہ کاپی نہ چمچہ نہ اُلّو نہ چیونٹی
نہ گائے نہ بادل نہ جوتا نہ کھونٹی
یہ سب خواب تھے اور میں سویا ہوا تھا
میں خوابوں کی دنیا میں کھویا ہوا تھا

اسلم اخگر امرتسر

دلچسپ ملاقات

ہرے ہرے گاڑی اسٹیشن سے روانہ ہوئی مسافر اطمینان سے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔ ایک بوڑھا گھٹنوں پر سر رکھ کر اُونگھنے لگا۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔ "سُناؤ دوست کیا کاروبار کرتے ہو؟"

اُس شخص نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔ "جناب عالی ڈاکے ڈالا کرتا ہوں!"

پہلے نے ناک سکوڑ کر کہا۔ "تو کیا تمہیں ایسا کام کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی؟"

ڈاکو نے اس بات کا تو کچھ جواب نہ دیا البتہ یہ پوچھنے لگا۔ "صاحب کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ بھی کچھ کام کرتے ہیں؟"

"کیوں نہیں؟" اُس نے فخر یہ جواب دیا۔ "میں وکالت کرتا ہوں"۔

"اہا ہا!" ڈاکو نے خوشی سے تالی بجاتے ہوئے کہا تو اپنی بات کا جواب سُنیئے! چونکہ آپ کا دماغ بہت اچھا ہے اور آپ جج کے سامنے لوگوں کی طرف سے خوب باتیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے آپ اُن سے روپیہ بٹورتے ہیں۔ میں طاقتور اور مضبوط ہوں اس لئے لوگوں سے روپیہ چھین لیتا ہوں۔ بات تو ایک ہی ہے پھر اگر آپ کو شرم نہیں آتی تو مجھے کیوں آئے؟"

چند مسافر جو اس بحث کو غور سے سن رہے تھے

عجائب خانہ

کالا پانی۔ بیں ملزموں کو عمر قید کی سزا دیجاتی تھی۔ اُنہیں انڈمان اور نکوبار میں بھیج دیا جاتا تھا۔ وہاں کے حالات مختلف طور سے بیان کئے گئے ہیں۔ کچھ لوگ اُنہیں فضا کے مقامات بتاتے ہیں اور بہت سے اُنہیں دوزخ کا نمونہ قرار دیتے ہیں۔ انڈمان کے جزیروں کی تعداد ۲۰۴ ہے لیکن اصل جزیرے پانچ ہیں۔ جو پاس پاس ہیں۔ اُن کا مجموعی رقبہ ۲۵۰۸ مربع میل ہے۔ زیادہ سے زیادہ لمبائی ۲۱۹ میل اور زیادہ سے زیادہ چوڑائی ۳۲ میل ہے۔ جزائر نکوبار کی تعداد ۱۹ ہے اور مجموعی رقبہ ۶۳۵ مربع میل ہے۔ یہ سب جزیرے راس نگرس (برما) اور سماٹرا کے درمیان سات سو میل لمبا خم بناتے ہیں۔ ۱۸۵۸ء میں اِن کو کالا پانی بنایا گیا۔ اِس کے ۱۴ سال بعد یہیں ایک پٹھان قیدی نے اُس وقت کے وائسرائے لارڈ میو کو قتل کر ڈالا تھا۔ جب جاپانیوں نے مارچ ۱۹۴۲ء میں ان پر قبضہ کیا اُس وقت ۶ ہزار قیدی وہاں تھے جن میں سے ۱۵۰ جیل میں تھے باقی قید کا ایک زمانہ کاٹ کے جزیرہ میں آباد کر دیئے گئے تھے۔ وہیں اُنہوں نے شادیاں کر لیں یا اُن کے بیوی بچے ہندوستان سے اُن کے پاس پہنچ گئے تھے۔ انڈمان کے سب رہنے والے قیدی نہیں ہیں۔ قید پوری کرنے کے بعد اُنہیں آزادی تھی کہ وہیں رہیں یا اپنے وطن کو چلے جائیں۔ اب یہ جزیرے بحری و ہوائی اڈے بنائے جائیں گے۔ اور وہاں قیدی نہیں بھیجے جائیں گے۔ جاپان کی لڑائی نے حکومت کو سبق دے دیا ہے کہ خلیج بنگال کی حفاظت کے لئے اِن جزائر کو جنگی حیثیت سے مضبوط بنانا ضروری ہے۔

حیرت انگیز انقلاب۔ اپریل ۱۸۹۹ء میں برطانیہ اور رُوس نے بندرگاہ پورٹ آرتھر اور دی ہائی وی پر قبضہ کر لینے کا معاہدہ کیا۔ دی ہائی وی چین کے جزیرہ نما شان ٹنگ کی بندرگاہ ہے۔ اِس کا رقبہ ۲۸۵ مربع میل اور آبادی ۱۴۷۱۷۷ ہے بہت مستحکم جگہ ہے۔ پورٹ آرتھر منچوریا کی بندرگاہ ہے اور پہلے چین کا اسلحہ و بارود خانہ یہاں رہتا تھا۔ ۱۸۹۴ء میں جاپان نے اِس پر قبضہ کر لیا تھا مگر رُوس کو پٹہ پر دیدیا گیا۔ ۱۹۰۰ و ۱۹۰۱ء میں بکسر میں جو بغاوت ہوئی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رُوس کو ایک غیر معینہ وقت کے لئے منچوریا پر قبضہ کر لینے کا موقع مل گیا۔ لیکن جاپان کی نظریں پہلے ہی اِس پر گڑی ہوئی تھیں۔ اِس لئے جنگ لابد ہوگئی مگر رُوس کی توقع کے خلاف جلد شروع ہوئی۔ جاپانیوں نے ۸ رفروری ۱۹۰۴ء کو اچانک تار پیڈو کشتیوں سے پورٹ آرتھر کے روسی بیڑے پر حملہ کر کے سخت نقصان پہنچایا۔ اِس کے بعد اُنہوں نے بندرگاہ کو محاصرہ میں لے لیا جو دیر تک قائم رہا۔ آخر ۲ رجنوری ۱۹۰۵ء میں جنرل سٹوسل نے ہتھیار رکھ کے پورٹ آرتھر جاپانیوں کے حوالہ کر دیا۔ رُوس کو موکڈن وغیرہ پر زبردست شکستیں ہوئیں۔ آخر منچوریا کوریا نصف سکھالین دے کے اُسے جاپان سے صلح کر لی۔ یہ پھانس اُس کے دل میں کھٹکتی رہی۔ گو جرمنی کے مقابلہ میں جاپان کی دوستی سے اُس کی جان بچ گئی مگر

وہ ۴۰ سال پہلے کی بات کو ہرگز نہ بھولا تھا۔ آخر میں جاپان کے خلاف رُوس بھی میدان میں کُود پڑا۔ جاپان پہلے ہی گھبرایا ہوا تھا اب اُس کے چھکے چھوٹ گئے۔ چنانچہ اُس نے ہتھیار رکھ دیئے۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں ۴۰ برس بعد پورٹ آرتھر اور دیگر علاقوں پر اُس کا قبضہ ہوگیا۔ بعد میں چین کی مداخلت سے اُس نے اُس بندرگاہ کو تیس سال کے لئے پٹہ پر لے لیا۔ وہ یہاں اپنا بحری مستقر بنائے گا۔ گو چین کے جنگی اور تجارتی جہاز بھی اسے استعمال کر سکیں گے۔

زبردست زلزلہ۔ نئے قسم کا بم جو جاپان پر استعمال کیا گیا اُس سے ہوری شیما شہر میں ایک لاکھ آدمی مر گئے۔ اور ۲ مہینے سے زیادہ کے بعد ہوا اور چیزوں میں زہریلی بجلی کی لہروں کے اثر کے جذب ہو جانے سے دو لاکھ آدمی اَور مرنے کی توقع کی جاتی ہے۔ اِن بموں سے کہیں بڑھ کے یہ بم اب امریکہ میں تیار کئے جا رہے ہیں۔ ماہرانِ فن کہتے ہیں کہ پھر تو دُنیا کی تباہی میں شک ہی کیا رہ جائے گا۔ ہوا میں بجلی کا اثر سرایت کر جانے کی وجہ سے اُس مقام سے جہاں گولا پھٹا ہو زہریلے اثرات پھیل کے مہینوں بعد ہزاروں میل کے فاصلہ والوں کو بھی بیمار ڈال کے مارنا شروع کر دیں گے۔ فاصلہ اُن لوگوں کو بھی جو یہ بم استعمال کریں گے محفوظ نہ رکھ سکے گا۔ جنہوں نے ہوائی جہازوں سے ان بموں کے پھٹنے کا عجیب تماشہ دیکھا ہے اُنہوں نے بتایا ہے کہ پھٹتے ہی دھواں اور گرد نو میل آسمان میں چڑھتی چلی گئی۔ زیادہ زور دار بموں سے اَور بھی اُونچا چڑھے گی کے دُور دُور کے علاقوں کو بعد کے اثرات سے برباد کر دے گا۔ اس سے سنہ ۱۸۸۳ء کا جزیرہ کراکاٹوا کا زلزلہ یاد آتا ہے جو ۲۶ اور ۲۸ اگست کے بیچ میں نمودار ہوا۔ اس نے اس جزیرہ کا ⅔ حصّہ سماٹرا اور جاوا کے بیچ میں اُڑا کے رکھ دیا۔ اُس نے ایسا غار پیدا کر دیا جس کی تہ سمندر کی سطح سے ایک ہزار فٹ سے بھی زیادہ نیچی تھی۔ پتھر دُھول اور راکھ آسمان میں ۱۷ میل اُونچی اُڑیں۔ دھول کے ذرّے سارے یورپ امریکہ اور ایشیا پر سکنڈی نیویہ کے شمال اور آسٹریلیا کے جنوب تک بعد کے چھ ہفتوں میں بکھرتے رہے۔ اس کا بعد میں اندازہ لگایا گیا کہ اُنہوں نے دو دفعہ زمین کے اردگرد چکر لگایا۔ پچاس فٹ بلند ہو کے لہروں نے کشتیوں اور ساحلی شہروں میں ۳۶ ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ سمندر میں اثر دوبارہ انگریزی میں محسوس کیا گیا۔ پھٹنے کی آواز جنوبی آسٹریلیا اور لنکا میں سُنی گئی۔ اور غروب آفتاب کا عرصہ تک منظر شمالی برطانیہ میں خوب رہا۔ خیال کیجئے کہ اُس کی راکھ زہریلی نہ تھی مگر بموں کا غبار زہر آلود ہوگا۔ نتائج جو ہوں گے ابھی سے اُن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

موتیوں کی ڈبیہ

لندن میں ایک کُتّے نے ۵۲۵ گز کی دَوڑ ۲۹٫۱۱ سکنڈ میں طے کی اور دُنیا بھر میں سب سے تیز دَوڑنے والا کُتّا ثابت ہوا۔ اب وہ ۳۳ ہزار ۳۳۳ روپیہ میں فروخت ہوا ہے۔ اتنی قیمت بھی ایک کُتّے کو کبھی نہیں ملی۔

ڈبلن آئرلینڈ کے پایہ تخت میں ایک گویا ۱۰۱ سال کی عمر میں مرا ہے۔ اُسے نواب کا خطاب مل گیا تھا۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں اُس کی سالانہ آمدنی ۲۹ لاکھ ۶۶ ہزار ۶۶۶ روپیہ تھی۔ اِسی سال اُسے ۴ گیت گانے پر ۱۳ لاکھ ۳۳ ہزار ۳۳۳ روپیہ معاوضہ ملا۔

محمّد ظفر

استانی لاثانی

بچّوں کی آنکھیں۔ اس بھاگ دَوڑ اور محنت کے زمانے میں بچّوں کی آنکھوں کے متعلق خاص غور و توجہ کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ کام اور مطالعہ کی وجہ سے اُن پر بُرا اثر نہ پڑے۔ آنکھوں پر زور پڑنا بے حد مضر ہے۔ آج سے ۲۰ - ۲۵ سال پہلے کے بچّوں کے آنکھوں کے طریق استعمال سے آج کل کے بچّوں کے طریقہ کا مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ آج کل اُن کی آنکھوں پر کس قدر زور پڑ رہا ہے۔ امتحان کا طریقہ بدل گیا ہے۔ پڑھانے اور بچّوں کو گھر پر کام دینے کا طریقہ بھی زیادہ محنت طلب بن گیا ہے۔ گو آج کل کے لڑکے لڑکیاں اس قدر کتابیں نہیں پڑھتے جس قدر اُن کے والدین اپنے زمانہ میں پڑھا کرتے تھے اور اُن کے مدرسوں میں آج کل زیادہ ہوا اور روشنی کا انتظام ہے۔ لیکن آج کل اُنہیں زیادہ سفر کرنے، بولتی تصویروں کے تماشے دیکھنے، بازاروں میں تیز رفتاری سے گزر جانے والی موٹروں کو دیکھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اس لئے اُن کی بینائی پر زیادہ زور پڑ رہا ہے اگر بچّہ آنکھیں جھپکائے یا اُنہیں سکیڑ کے کسی چیز کو دیکھے یا اسی قسم کی کوئی حرکت کرے اُسے فوراً کسی ماہر چشم کے پاس لے جائیں۔ اُسے دردِ سر کی شکایت رہتی ہو یا مدرسے کے کام کاج میں سستی کرتا ہو اُس کی آنکھوں کا فوراً معاینہ کرانا نہایت ضروری ہے۔ اس وقت معمولی شکایات عینک لگانے سے دُور ہو سکتی ہیں۔ بورک لوشن نیم گرم سے سوتے وقت روزمرّہ ضرور آنکھیں دھو لیا کریں۔ روزانہ دھونے سے وہ صاف اور روشن رہتی ہیں۔ تکان اور دباؤ پڑنے کا اثر جاتا رہتا ہے۔ صبح اور رات کو ٹھنڈے پانی کے آنکھوں پر چھینٹے دینا آنکھوں کے لئے ایسا ہی مفید ہے جیسے ٹھنڈے پانی کا غسل جسم کے لئے۔ کسی گیت، لکچر، سبق یا ریڈیو کو آنکھیں بند کر کے سُننا آنکھوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ توجہ نہیں بٹتی اور باتیں یاد رہ جاتی ہیں۔ چلتی گاڑی میں یا دُھندلکے میں یا بہت تیز روشنی یا دھوپ کی چمک میں نہ پڑھیں نہ پڑھنے دیں۔ گھر کا کام عمدہ روشنی میں کرنے دیا جائے۔ کمزور نظر والوں کو لیٹ کے ہرگز نہ پڑھنا چاہیئے۔

کنوؤں کی ناپاکی۔ پانی آدمی کے لئے نہایت ضروری ہے مگر پانی ہی سے بعض نہایت مہلک بیماریاں اُس کی جان لیوا ثابت ہو جاتی ہیں۔ پانی صاف ستھرا پینا چاہیئے۔ گندہ پانی پینا ہمیشہ موتی جھرہ، دست، پیچش اور نارو ا پیدا کرتا ہے۔ جب کنوئیں تالاب، یا دریا کا پانی جس سے لوگ پانی پیتے ہوں وبازدہ ہو جائے تو ہیضہ پھوٹ پڑتا ہے۔ بیمار کی قے، دست سے کیڑے کسی طرح پانی میں راہ پا لیتے ہیں اور دوسروں کی موت کا باعث ہو جاتے ہیں۔

ان طریقوں سے پانی گندہ ہو جاتا ہے:- (۱) کچّے کنوئیں میں زمین کے مساموں سے گندگی کا ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ (۲) جہاں نالیاں نہ ہوں پانی کھڑا ہو کے سڑتا اور رِس رِس کے کنوئیں میں پہنچ جاتا ہے۔ (۳) کنوؤں پر دیواریں یا من نہ بنی ہوں، باہر کا خراب پانی اندر جانے کا احتمال رہتا ہے۔ (۴) جہاں لوگ کنوئیں کی من پر نہانے اور کپڑے دھونے کے عادی ہوں۔ یا برتن مانجھتے ہوں۔ (اگر مویشی کنوئیں کے برابر نہلائے

جائیں یا اُن کو پانی پلایا جائے۔ (۶) کنوئیں کے پاس سے گندہ نالی نکلتی ہو۔ یا کوڑے کرکٹ کا ڈھیر رہتا ہو۔ (۷) گندی رسّیاں گندے ڈول ڈالے جائیں یا دونوں کو خراب ہاتھوں سے چھو کے کنوئیں میں ڈالا جائے۔ (۸) بہت قریب پانی والا کنواں ہمیشہ خطرناک ہے۔

اِن طریقوں سے پانی ٹھیک رکھا جاسکتا ہے:-

(۱) عمدہ زمین میں گہرا کنواں کھودا جائے (۲) اندر نیچے تک اینٹوں کی چنائی ہو سیمنٹ سے درز بندی کی جائے کہ پانی بالکل تہ میں سے نکلے۔ (۳) ۲ ½ فٹ اونچی من ہو اور چھ فٹ چوڑی ہو۔ باہر کی طرف ڈھلاؤ رکھا جائے تاکہ پانی کنوئیں کے اندر جانے کی بجائے باہر بہ جائے۔ (۴) لوہے کی سلاخوں کی جالی مُنہ پر نہ ڈھکی جائے تاکہ لوگ اُس پر کھڑے ہوکر پانی نہ نکالیں۔ (۵) کنوئیں پر نہانا دھونا یا برتن مانجھنا ممنوع ہو۔ (۶) برابر میں کوئی پانی کی ناند یا چہ بچّہ نہ بنایا جائے۔ بنائیں بھی تو اس طرح کہ آسانی سے بالکل خالی کیا جاسکے۔ (۷) زائد پانی وہاں کھڑا نہ رہے۔ نالی کھود کر باغ میں پہنچا دیا جائے۔ (۸) ڈول اور ڈور صاف ستھری رکھّی جائیں۔

کرن پھول

افسنتین کی راکھ میں تیز مگر مقطر سرکہ ملا کے ریشمی کپڑے کے داغ پر خوب ملیں بعد میں صابن کے پانی سے دھو ڈالیں۔

چقماق کا شیشہ (Flint glass) نہایت باریک پیس اور چھان لیں۔ پھر انڈے کی سفیدی میں پیس کہ یکجان ہو جائے۔ ٹوٹی ہوئی چینی اس طرح جڑ جائیگی کہ پھر نہ ٹوٹے گی۔

محمد ظفر

...نے پکانے کی بہترین کتابیں

...دسترخوان حصہ اوّل جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی ...پے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست! ہندوستان بھر کے ہر ...بیا ۸۰ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب ...کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محبت سے کتاب مرتب فرمائی ہے باورچی ...ظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں ایک ...ی قسم کی تیار کرنے کے لیے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے۔ چاول ...میٹھے۔ سوئیاں۔ کھیر۔ فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن۔ مچھلی۔ مرغ۔ جیلی۔ بسکٹ ...ب۔ کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں۔ حلوے۔ چٹنیاں۔ مربے۔ آچار۔ سموسے۔ بڑے۔ پاپڑ ...اٹھے۔ روٹی۔ بغرض ہر قسم کے کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی ...ح ترکیبیں! اس کتاب کا ہر گھرانے میں ہونا ضروریات میں سے ہے بہت سی عورتیں ...کی بدولت عمدہ عمدہ ذائقہ دار کھانے پکانے لگیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اشد ضروری سمجھ ...دیجاتی ہے۔ چند ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ ۹ ایڈیشن نکل گئے۔ قیمت ۲ؔ

...دسترخوان حصہ دوم عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ ہے جس میں ۱۰۰ مضمون کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ہیں مثلاً

...ی مغربی کھانے ہماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین۔ کھانے کے اصول۔ کھانے کی حفاظت۔ جرمنی باورچی خا... ...رچی خانہ۔ کچی سبزی۔ ترکاریوں کے خواص۔ کھانے کا کمرہ۔ اناج کا صندوق۔ ایرانی ...یرہ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ... عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی۔ عراقی۔ روسی۔ اطالوی۔ انگریزی۔ فرانسیسی کھانوں ...ں ہیں۔ قیمت ۲ؔ عصمتی دسترخوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت ۔ ۴ؔ

...ہند کلیا سوا سو کھانوں کی صحیح ترکیبیں بچیوں کے مطلب کی درج کی گئی ہیں۔ کھانے پکانے کے متعلق نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں بھی ہیں قیمت ۱۰ؔ

... دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کے ناشتے۔ چاء۔ کوکو شربت۔ لسی۔ ... فالودہ۔ آئس کریم۔ بسکٹ۔ کیک۔ توسٹ۔ کریملی وغیرہ کی کئی ترکیبیں ہیں قیمت ۱۲ؔ

...کے کھانے ننھے بچوں کو اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہیے۔ کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ کئی درجن تجربہ کی ہوئی ترکیبوں کے مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں کے لکھے ہوئے ہیں قیمت ۱۰ؔ

...ں کے کھانے بیماروں کے جو کھانے بیحد مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ ...

...انے دولہا بھائی سے نندوئی سے سہیلیوں سے مہذب مذاق کرنے کے نہایت دلچسپ کتاب ہے قیمت ۴ؔ

زنانہ دستکاری کی مفید کتابیں

عصمتی کروشیا عام فہم ہدایات اور مختلف قسم کی جھالروں۔ کونوں۔ انسرشنوں۔ ٹوپیوں وغیرہ کے خوبصورت نمونے چند عنوانات۔ ۳۲ ع مع ہاشیہ مسجد کرملیہ۔ گلدان ہرن۔ گھوڑے۔ شیر۔ مرغ۔ ع ہنس۔ بچہ معہ تیر کمان۔ گاڑی۔ عورت۔ مٹکا وغیرہ چوتھا ایڈیشن قیمت دو روپیہ ۲ؔ

عصمتی کشیدہ میز پوش۔ پلنگ پوش۔ چادریں۔ رومال۔ کرسیوں کے گدے۔ تکیہ کے غلاف وغیرہ کے کئی درجن نمونے دلکش پھول دلآویز بیلیں وغیرہ چوتھا ایڈیشن ۲ؔ

گلدستہ کشیدہ وضع وضع کے پھول بیلیں کونے۔ بوٹیاں چادر۔ میز پوش۔ گریبان۔ کف وغیرہ کے لیے۔ ۲۰ مشہور دستکار خواتین نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے چوتھا ایڈیشن ۲ؔ

گلزار درخشاں کشیدہ کاری کے سو بہترین نمونے از محترمہ آر کے درخشاں ۱ؔ

گلشن زہرا ۴۴ بیلیں، ۲۰ پھول، ۲۰ کونے، ۱۱ گملے، ۱ ٹوکریاں، ۵ مرکزی یا وسطی خاکے، ۲ گریبان غرض کشیدہ کے متعدد نمونے ہیں قیمت ۱ؔ

مجموعہ کشیدہ کاری پہلے ۴۴ نمونے ان کے بعد نئی نئی وضع کی کرُوشیہ کے ۲۲ نمونے پھر مختلف خواتین کے دیے ہوئے ۹۰ بہت سے نمونے ہیں قیمت ۱ؔ

روح کشیدہ جس میں متعدد نمونے چھوٹے بڑے درمیانی پھولوں۔ بیلوں۔ گلدستوں ٹوکریوں مرکز کونوں کے ہیں قیمت ۱ؔ

کرُوشیہ کی قسمیں مختلف قسم کی کرُوشیہ کی عام فہم ترکیبیں اور ہدایتیں نمونے دیدہ زیب ۱ؔ

کراس اسٹچ ورک ترچھے ٹانکوں کے کام کی مشہور کتاب۔ چند نمونوں کے عنوانات۔ بطخ۔ چڑیا۔ سارس۔ چوزہ۔ مور۔ بلی۔ چوہا۔ گلہری۔ ہرن۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ بیزی وغیرہ۔ پھولوں بیلوں گلدانوں وغیرہ کے بھی بہت سے نمونے ہیں قیمت ۱ؔ

تارکشی کا کام جس کی مدد سے کپڑے سے دھاگہ نکالنے کا کام آجاتا ہے متعدد نمونے ملاکر

گلدستہ تارکشی مضامین اور ہدایتیں نہایت سلیقہ اور محنت سے لکھی گئی ہیں ۵۰ نمونے ہیں ایک سے ایک بہتر ۱ؔ

اونی کام سلائیوں سے بننگ کے بہترین نمونے۔ مضامین اور ہدایتیں عام فہم۔ بلاک کے رنگین اور سادے نمونے بہت کافی ہیں دوسرا ایڈیشن قیمت ۱ؔ

موتیوں کا کام ۴۴ پھول، ۲۷ بیلیں، ۲۰ جھالریں، ۳ فریم، ۱۱ انسرشن، ۳ جالیاں، ۹ حاشیے، ۱۱ پنکھے ہینڈ اور منی بیگ، ۲۳ پردے ان کے علاوہ متعدد اور نمونے۔ ترکیبیں مفصل اور مکمل ۲۷ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے بار سوم قیمت تین روپیہ ۳ؔ

سلمہ ستارہ کا کام کلابتون۔ شکوپیس سلمہ۔ ٹھپائی۔ موتی ستارہ وغیرہ کے کام کے ۲۲ نمونے دیدہ زیب۔ مرحومہ خدیجہ بائی کی دستکاری کی یادگار ہے ۱ؔ

چمنستان خیاطی پاسوئی کا کام بچوں کے کپڑے سوٹ جانگھئے۔ بازی بچاڑ سینہ بند قمیض۔ زنانہ کپڑے لباس شب خوابی۔ انڈرویر۔ کالر کف۔ بلاوز جمپر غرض کٹائی سلائی کی ترکیبیں اور نمونے بہترین قیمت ۱ؔ

گلستان خیاطی کپڑے کی کٹائی سلائی کی بہترین کتاب قیمت ۱ؔ

گوٹہ کناری کا کام ہندوستان کی قدیم دشہور صنعت پر بیش بہا کتاب سوا سو کے قریب دیدہ زیب نمونے ہیں ترکیبیں عام فہم ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ ۲ؔ

...کام لہریا۔ جال۔ سیدھے اُلٹے فیتے۔ گملے پھول۔ بیلیں۔ گلدستے۔ مختلف وضع کے متعدد ہیں۔ ہدایتیں بہت آسان مگر مکمل ہیں بار دوم قیمت دو روپیہ ۲ؔ

شمیم سوزن کاری جس میں زر کا کام۔ ڈار جینا ورک۔ کامدانی کا کام کانچ کے ٹکڑوں کا کام۔ سلک ایمبرائڈری اور کروشیا کے نمونے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں معہ ہدایات ۱ؔ

ملنے کا پتہ:- عصمت بک ڈپو۔ کوچہ چیلان۔ دہلی

بنات
BANAT
بنات دہلی
بچیوں کیلئے ماہوار رسالہ
جس میں دلچسپ اور مفید مضامین
سبق آموز قصے اور مزیدار
نظمیں شائع ہوتی ہیں
ایڈیٹر - رازق الخیری

کھانے پکانے کی بہترین کتابیں

عصمتی دسترخوان حصہ اوّل جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لیے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست ہے۔ ہندوستان بھر کے تقریباً ۸۰ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچی خانے کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں ایک ایک چیز کی کئی قسم کی تیار کرنے کے لیے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے۔ چاول کے کھانے، دور میٹھے۔ سویاں۔ کھیر فیرنی۔ حلوے اور ترکاری کے سالن۔ مچھلی۔ مرغ۔ جیلی۔ بسکٹ۔ کباب۔ کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں۔ حلوے۔ چٹنیاں۔ مربے۔ اچار۔ سموسے۔ بڑے۔ پوری۔ پراٹھے۔ روٹی۔ غرض ہر قسم کے کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی صحیح ترکیبیں۔ اس کتاب کا ہر گھرانے میں ہونا ضروریات میں سے ہے بہت سی عورتیں اس کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ ذائقہ دار کھانے پکانے لگیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اشد ضروری سمجھ کر جہیز میں دی جاتی ہے چندہی سال میں ہاتھوں ہاتھ ۹ ایڈیشن نکل گئے۔ قیمت ۲؍

عصمتی دسترخوان حصہ دوم عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ ہے جس میں ۱۰۰ صفحوں کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ہیں مثلاً

مشرقی مغربی کھانے ہماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین۔ کھانے کے اصول۔ کھانے کی حفاظت۔ جرمنی باورچی خانہ۔ انگریزی باورچی خانہ۔ کچی سبزی۔ ترکاریوں کے خواص۔ کھانے کا کمرہ۔ اناج کا صندوق۔ ایرانی دسترخوان وغیرہ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ترکیبیں۔ عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی۔ عراقی۔ روسی۔ اطالوی۔ انگریزی۔ فرانسیسی کھانوں کی ترکیبیں ہیں۔ قیمت ۲؍ عصمتی دسترخوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت صرف ...

عصمتی ہنڈکلیا سوا سو کھانوں کی صحیح ترکیبیں بچیوں کے مذاق کی درج کی گئی ہیں۔ کھانے پکانے کے متعلق نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں بھی ہیں قیمت ۱۰؍

ناشتہ دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور سہ پہر کے ناشتے۔ چائے۔ کوکو۔ شربت۔ لسی۔ فالودہ۔ آئس کریم۔ بسکٹ۔ کیک۔ توسٹ۔ کرلائی وغیرہ کی کئی ترکیبیں ہیں قیمت ۱۲؍

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کو اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہئے کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں کئی درجن تجربہ کی ہوئی ترکیبوں کے علاوہ مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں کے لکھے ہوئے ہیں قیمت ۱۰؍

بیماروں کے کھانے بیماروں کے جو کھانے بیحد مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ ۱۲؍

نقلی کھانے دولہا بھائی سے نندوئی سے سہیلیوں سے مہذب مذاق کرنے کے نہایت دلچسپ کتاب ہے قیمت ۱۰؍

زنانہ دستکاری کی مفید کتابیں

عصمتی کروشیا عام فہم ہدایات اور مختلف قسم کی جھالریں۔ کونوں۔ انسرشنوں۔ تولیوں وغیرہ کے خوبصورت نمونے چند عنوانات: تاج محل۔ مسجد۔ گلدان۔ گل طیبہ۔ ہرن۔ گھونسے۔ شیر۔ مرغ۔ راج ہنس۔ بچہ معہ تیرکمان۔ گاڑی۔ عورت معہ پنکھا وغیرہ چوتھا ایڈیشن قیمت دو روپیہ ۲؍

عصمتی کشیدہ میز پوش۔ پلنگ پوش۔ چادریں۔ رومال۔ کرسیوں کے گدے۔ تکیہ کے غلاف وغیرہ کے کئی درجن نمونے۔ دلکش پھول دلآویز بیلیں وغیرہ چوتھا ایڈیشن ۲؍

گلدستہ کشیدہ وضع وضع کے پھول بیلیں کونے۔ بوٹیاں۔ چادر۔ میز پوش۔ گریبان۔ کف وغیرہ کے لیے۔ ۲۰ مشہور دستکار خواتین نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے چوتھا ایڈیشن ۲؍

گلزارِ درخشاں کشیدہ کاری کے سو بہترین نمونے از محترمہ آر کے درخشاں ۱؍

گلشن زہرا ۳۴ بیلیں، ۲۰ پھول، ۳۰ کونے، ۱۱ گلے، ۱۱ ٹوکریاں، ۲۵ مرکزی یا وسطی خاکے، ۷ گریبان غرض کشیدہ کے متعدد نمونے ہیں قیمت ۲؍

مجموعہ کشیدہ کاری پہلے ۴۴ نمونے ان کے بعد نئی نئی وضع کی کڑھت کے ۷۴ نمونے پھر مختلف خواتین کے دیے ہوئے ۹۳ بہترین نمونے ہیں قیمت ۲؍

روح کشیدہ جس میں متعدد نمونے چھوٹے بڑے درمیانی پھولوں، بیلوں، گلدستوں، ٹوکریوں، مرکز کونوں کے ہیں قیمت ۱؍

کڑھت کی قسمیں مختلف قسم کی کڑھت کی عام فہم ترکیبیں اور ہدایتیں نمونے دیدہ زیب ۲؍

کراس اسٹچ ورک ترچھے ٹانکوں کے کام کی مشہور کتاب۔ چند نمونوں کے عنوانات: بطخ۔ چڑیا۔ سارس۔ چوزہ۔ مور۔ بلی۔ چوہا۔ گلہری۔ ہرن۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ تیتری وغیرہ۔ پھولوں بیلوں گلدانوں وغیرہ کے بھی بہت سے نمونے ہیں قیمت ۲؍

تارکشی کا کام جس کی مدد سے کپڑے سے دھاگہ نکالنے کا کام آ جاتا ہے متعدد نمونے بلاک۔

گلدستہ تارکشی مضامین اور ہدایتیں نہایت سلیقہ اور محنت سے لکھی گئی ہیں ۵۰ نمونے ہیں ایک سے ایک بہتر ۲؍

اونی کام سلائیوں سے نٹنگ کے بہترین نمونے۔ مضامین اور ہدایتیں عام فہم۔ بلاک کے رنگین اور سادے نمونے بہت کافی ہیں دوسرا ایڈیشن قیمت ۲؍

موتیوں کا کام ۴۸ پھول، ۲۷ بیلیں، ۲۶ جھالریں، ۳ فریم، ۱۱ انسرشن، ۳ جالیاں، ۹ حاشیے، ۱۱ پنکھے، پینڈ اور منی بیگ، ۲ پردے ان کے علاوہ متعدد اور نمونے۔ ترکیبیں مفصل اور مکمل ۷۲ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے بار سوم قیمت تین روپے ۳؍

سلمہ ستارہ کا کام کلابتون۔ ٹکوسیس سلمہ۔ گجائی۔ موتی۔ ستارہ وغیرہ کے کام کے ۲۲۶ نمونے دیدہ زیب۔ مرحومہ خدیجہ بائی کی دستکاری کی یادگار ہے ۲؍

چمنستانِ خیاطی پاسوئی کا کام بچوں کے کپڑے سوٹ جانگیہ۔ باڈی۔ پیراہن۔ سینہ بند۔ قمیض۔ زنانہ کپڑے۔ لباس شب خوابی۔ انڈرویر۔ کالر کف۔ بلاؤز۔ کیپ غرض کٹائی سلائی کی ترکیبیں اور نمونے بہترین قیمت ۲؍

گلستانِ خیاطی کپڑے کی کٹائی سلائی کی بہترین کتاب قیمت ۲؍

گوٹہ کناری کا کام ہندوستان کی قدیم مشہور صنعت پر بیش بہا کتاب سوا سو کے قریب نمونے ہیں ترکیبیں عام فہم ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ ۲؍

جالی کا کام لہریے۔ جال۔ سیدھے الٹے نیتے۔ کھلے پھول۔ بیلیں۔ گلدستے۔ مختلف وضع کے متعدد ہیں۔ ہدایتیں بہت آسان مگر مکمل ہیں بار دوم قیمت دو روپیہ ۲؍

ریشم سوزن کاری جس میں زری کا کام۔ ڈارجینا ورک۔ کامدانی کا کام۔ کانچ کے ٹکڑوں کا کام۔ سلک ایمبرائڈری اور کروشیا کے نمونے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں معہ ہدایات ۲؍

ملنے کا پتہ:- عصمت بک ڈپو۔ کوچہ چیلان۔ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

(یعنی بچیاں)

بنات

بنات
کا سال بھر کا چندہ صرف [illegible]
بذریعہ وی پی صرف [illegible]
غیر ملکوں سے چار شلنگ [illegible]
مستقل خریداروں کو
سالگرہ نمبر مفت ملتا ہے

بنات
ہندوستان کے مختلف محکمات تعلیم
مثلاً یوپی۔ سی پی۔ برار۔ پنجاب
بہار، دہلی۔ سرحد کی طرف سے
زنانہ مدرسوں کے لئے سرکاری
طور پر منظور ہے۔

اٹھارھواں سال | فہرست مضامین بابت ماہ نومبر ۱۹۴۵ عیسوی | جلد ۳۷ نمبر ۴

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر عصمت کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا)

سیدہؑ کی بیٹی

حضرت زینب کبریٰؑ کی مفصل اور مکمل سوانح عمری جو رازق الخیری صاحب کی کئی سال کی تحقیق و تلاش اور محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے، یہ حالاتِ زندگی رسولِ اکرمؐ کی اس لاڈلی کے ہیں جس نے اسلام کے استحکام کے لئے حسینؑ جیسے پیارے بھائی جگر کے ٹکڑے قربان کرنے کے بعد ایسی ایسی تکلیفیں اٹھائیں کہ ان واقعات کے خیال سے قلبِ انسانی تھرا جاتا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ بزرگوں کا خون، تربیت، ماحول اور صحبت کا انسان کی طبیعت پر کس قدر گہرا اثر پڑتا ہے۔ سیدہؑ کی بیٹی بتائے گی کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔ انسانیت کیا چیز ہے۔ دنیاوی تعلقات کا مطلب کیا ہے۔ شوہر کی رضامندی۔ بچوں کی تربیت اور بہن بھائیوں کی محبت کیا معنی رکھتی ہے۔ اسلامی تاریخ سے واقفیت ہونے کے علاوہ اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کے حقیقی اسباب کیا تھے اور کربلا کے بعد کیا ہوا۔ کربلا کا حال اس قدر درد انگیز ہے کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ کوفہ اور دمشق میں حضرت زینب کبریٰ کی تقریریں اور مکالمے۔ سفرِ شام اور مدینہ کی واپسی سے وفات تک کے حالات سے حضرت سیدۃ النساء کی بیٹی کی انسانی اور اسلامی خوبیوں اور مختلف نسوانی حیثیتوں پر بحث ہے۔ کتاب شروع سے آخر تک درد و اثر سے پُر ہے۔ مقبولیت کا یہ حال ہے کہ ہاتھوں ہاتھ تین ایڈیشن نکل گئے۔ قیمت قسم خاص سے، قسم دوم دو روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ

عصمت بک ڈپو دہلی

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں نومبر کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں۔ ورنہ دسمبر کا رسالہ ۱۲؍۱ کا وی۔ پی حاضرِ خدمت ہوگا۔

مینجر

۱ - ۳ - ۴ - ۶ - ۸ - ۲۱ - ۲۳ - ۴۳ - ۷۵

۱۰۳ - ۱۰۷ - ۱۰۹ - ۱۴۳ - ۱۶۰ - ۱۷۷ - ۱۸۶

۱۸۷ - ۱۹۳ - ۱۹۵ - ۱۹۹ - ۲۰۲ - ۲۷۲ - ۲۷۳

۲۷۴ - ۳۹۷ - ۳۹۹ - ۵۹۸ - ۶۰۸ - ۶۰۹

۶۱۱ - ۶۱۳ - ۶۱۷ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱

۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷

۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۷

۶۴۰ - ۶۴۵ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۷ - ۸۱۲

۸۷۹ - ۹۰۷ - ۹۱۵ - ۹۳۴ - ۹۳۶

۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۶ - ۹۵۰

۹۶۴ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۴

۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱

۱۰۸۲ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۷

۱۰۹۸ - ۱۱۸۷ - ۱۲۶۴ - (۹۸۰) ۱۳۲۶ -

سگھڑاپا

از حضرت علامہ راشد الخیریؒ

کسی بیوی کے سگھڑ ہونے کے واسطے صرف یہی ضروری نہیں کہ ہاتھ پاؤں صاف اُس کا لباس درست اور خود بنی ٹھنی ہو۔ بلکہ اس کے سگھڑاپے کی تحقیقات کے واسطے ہم کو اس کی اندرونی حالت پر بھی غور کرنا ہوگا۔ ہم کو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ مکان جس میں وہ رہتی ہے یا مکان کا وہ حصہ جو اس کے سپرد ہے کس طرح آراستہ کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ امیری غریبی سے بحث نہیں ہے جس طرح دولت مند عورت اپنے گھر کو ہر قسم کے اسباب اور میز کرسیوں سے آراستہ کر سکتی ہے، اسی طرح غریب لڑکی اپنا گھر سفید چاندنی سے خواہ اُس میں پیوند ہی کیوں نہ ہو ٹھیک کر سکتی ہے وہ اپنی اُجلی چاندنی پر جھاڑو دیکر یہ کر سکتی ہے کہ کوئی سلوٹ یا تنکا موجود نہ ہو۔ اس کے گھر میں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر نہ ہو۔ اس کے برتن بینے سنائے اِدھر اُدھر جھک نہ مار رہے ہوں۔ اس کے کپڑے خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں برباد نہ ہو رہے ہوں۔ پانی کا انتظام ایسا ناقص اور خراب نہ ہو کہ بچے بھاگے بھاگے آئے، غڑپ سے مٹکے میں آبخورہ ڈالا اور پی پلا کر آبخورہ پھینک چلتے ہوئے۔ باورچی خانہ کے پاس آٹے کے کونڈے میں مکھیاں نہ بھنک رہی ہوں۔ غرض سگھڑاپا پھوہڑ ہونا روپیہ کی کمی بیشی پر نہیں بلکہ طبیعت کی صفائی اور مزاج کی نفاست پر منحصر ہے۔

میں نے اسی ہفتہ میں اپنی ایک سہیلی کو دیکھا۔ یہ بیچاری غریب آدمی ہیں ان کے سرتاج بیس روپیہ ماہوار کے نوکر ہیں۔ ان کے پانچ بچے اور ایک بڑھیا ساس آنکھوں سے اندھی ہیں۔ گھر معمولی ہے جس کا کرایہ تین روپیہ ماہوار ہے۔ مگر مجھ کو ان کا گھر دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ ایک اُجلی چاندنی جس پر گاؤ تکیہ لگا ہوا تھا اندر کے دالان میں بچھی ہوئی تھی۔ جہاں بھولے سے بھی تنکے کا گذر نہ تھا چھتوں میں کسی قسم کا جالا نہ تھا دیواروں پر دھبّے نہ تھے۔ باندان تھا تو چھوٹا مگر اُجلا قلعی کیا جس میں ڈبیاں کلیاں سب قرینے سے لگی ہوئی تھیں۔ پانی نہایت احتیاط سے رکھا ہوا تھا۔ مٹکے صاف منہ پر چپنیاں رکھی ہوئی۔ صافیاں بندھی ہوئی۔ قلعی دار کٹورہ آبخورہ رکھا ہوا۔

مجھ کو یہ چھوٹا سا گھر بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔ اور میں اپنی ان سہیلی کے سگھڑاپے کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئی بچوں کو بھی میں نے بہت ہی اچھی حالت میں دیکھا۔ سیدھے سادے تمیزدار۔ کیا مجال جو ایک بات بھی شام تک میرے سامنے بدتمیزی کی کی ہو۔ میرا خیال تھا کہ بیچاری غریب بیویاں جن کو پوری طرح ضرورتیں رفع کرنے کو بھی روپیہ نصیب نہیں کس طرح اپنے گھر کو درست کر سکتی ہیں۔ مگر یہ گھر دیکھ کر میں کہہ سکتی ہوں کہ ہر عورت خواہ وہ کتنی ہی غریب کیوں نہ ہو اپنا سگھڑاپا ظاہر کر سکتی ہے۔ اور یہی ہے وہ چیز جس پر ہزاروں لاکھوں روپیہ قربان!

۱۹۱۵ء

ملیریا بخار

موسمی بخار جس کو انگریزی میں ملیریا کہتے ہیں۔ اس بخار سے
...ستان میں ہر سال لاکھوں آدمی اس مرض کا شکار رہا کرتے
...۔ یہ بخار برسات کے ختم ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ایک
...چھوٹے کیڑے کی وجہ سے پھیلتا ہے۔ بہت عرصہ ہوا کہ فرانس
...ایک ڈاکٹر نے ملیریا کے مریض کا خون دیکھ کر یہ معلوم کیا تھا
...کے جسم میں خاص قسم کے کیڑے ہیں جن کی وجہ سے یہ
...ار چڑھتا ہے۔ پھر سب ڈاکٹر اس تحقیقات میں لگ گئے کہ آخر
...ر انسان کے خون میں کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ اس
...یقات کے کچھ عرصہ بعد سکاٹ لینڈ کا ایک باشندہ مچھروں کی
...دبین سے تشخیص کر رہا تھا کہ اس نے اس کے معدہ میں ملیریا
...کیڑے پائے۔ بس تب سے یہ معلوم ہو گیا کہ ملیریا کے کیڑے مچھر کے
...نے سے انسان کے خون میں داخل ہوتے ہیں۔

اس مچھر کی خاص قسم ہے جس کو انوفیل کہتے ہیں۔ اس کے
...نے سے آٹھ دن بعد بخار ہوتا ہے۔ اس کی علامات یہ ہیں
...ار چڑھنے سے پہلے بہت زیادہ سردی محسوس ہوتی ہے۔
...ستہ آہستہ بخار تیز ہوتا جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس بخار کے
...سے زرد قے بھی آتی ہیں۔ ملیریا بخار کو باری کا بخار بھی
...ہیں کیونکہ یہ تیسرے دن چڑھتا ہے۔ مگر کبھی روزانہ
...یا اور چڑھتا ہے۔ باری کا بخار بہت سخت ہوتا ہے۔
...موذی مرض سے محفوظ رہنے کے لئے مچھروں کی روک
...چاہیئے نالیوں کو فنائل سے روزانہ دونوں وقت
...ف کرانا چاہیئے۔ اور جہاں کہیں برساتی پانی ٹھہرتا ہو
...س جگہ کو یا تو بھروا دینا چاہیئے یا اس کا پانی نکلوا دینا
چاہیئے کیونکہ ایسی جگہ پر مچھر بہت زیادہ پھیلتا ہے تالابوں
اور بند حوضوں کی سطح آب پر مٹی کا تیل چھڑک دینا چاہیئے۔
ایسا کرنے سے پانی پر مچھر نہیں بیٹھتا۔ اور اگر انڈے وغیرہ
ہوں گے تو وہ بھی مٹی کے تیل کی وجہ سے مر جائیں گے۔
ملیریا کا سب سے بہتر علاج کونین ہے۔ جو سو فیصدی
کامیاب ثابت ہوا۔ اور کونین سنکونا نامی درخت کی چھال
سے تیار ہوتی ہے۔

محمودہ۔ لاہور

مغربی جزیرے کی کہانی (بقیہ صفحہ ۱۸ کا)

سے تقریباً بیس گز کے فاصلہ پر ان گمنام تاجر ملاحوں کی
قبریں ہیں جو سنہ ۱۹۱۵ء میں یہاں کنارے پر آ لگے تھے۔
دوسرے مقامات کی طرح آئیونا کی پرانی تاریخ
اور جدید تاریخ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں
وہ لوگ جو باجوں اور سازوں پر لعنت بھیجتے تھے اور
انہیں شیطان کی آوازیں کہتے تھے۔ اب ریڈیو سنتے
ہیں۔ وہ لوگ جو آج کل ہر جھونپڑی میں پانی پہنچانے کے
لئے پائپ لائن بچھا رہے ہیں ان لوگوں کی یادگاروں کو
دیکھتے ہیں جو ان سے ایک ہزار سال پہلے گزرے ہیں۔
جہاں کبھی تیل کے لیمپوں کے علاوہ کسی اور چیز کی روشنی نہیں
ہوئی اب وہاں بجلی کی روشنی چلنے والی ہے اور میں کہہ
سکتا ہوں کہ جو تبدیلیاں یہاں واقع ہونے والی ہیں
انہوں نے خود یہاں کے رہنے والوں میں بہت کافی
تبدیلی پیدا کر دی ہے۔

(ترجمہ)

یاد رکھو

اگرچہ رمضان المبارک کی ابھی دس ہی تاریخ تھی۔ لیکن بچوں نے چچا جان کو پریشان کر رکھا تھا۔ اقبال کہہ رہے تھے کہ چچا جان میں اب کی عید میں سلک کی شیروانی اور تنزیب کا کرتا اور چوڑی دار پائجامہ بنواؤں گا۔ ظہیر کہہ رہے تھے کہ میں ٹیلر شو اور زری کے کام کی ٹوپی لونگا۔ ضمیر سرج کا کوٹ بنوانے کو کہہ رہے تھے۔ نصیر منہ پھلائے کہہ رہا تھا کہ ہم تو گاڑھے کا پائجامہ نہ پہنیں گے ہمیں تو نین کاٹ کا پائجامہ بنوا دیجئے۔ چچا جان کسی سے کہتے ہاں بھائی تمھیں سرج کا کوٹ بنوا دونگا" کسی سے کہتے" ابھی تو بہت دن پڑے ہیں۔ جلدی کیا ہے" جب کوئی نہ مانتا تو کسی کو ٹھونک بھی دیتے جب ایک لڑکا پٹ جاتا تو باقی سب خاموش ہو جاتے۔ خود امی جان اور چچی جان بھی پریشان تھیں اور لڑکوں کو سمجھاتی رہتی تھیں۔

میں اور نیاز روزانہ ہوائی قلعے باندھتے اور پھر توڑ دیتے۔ کبھی تو سوچتی کہ ریشم کی شلوار اور راسمہ کی جمپر کبھی کہتی نہیں اب کی عید میں ہلکی پیازی رنگ کی ساڑی اودے رنگ کی بلاؤز۔ اور پلیٹ فارم[1] ہیل کی سینڈل۔ کبھی خیال آتا کہ بس سیدھا پائجامہ اور کرتا بنوالیں اور پھر خود ہی ہم لوگ کہتے۔ یہ ٹھیک نہیں وہ بھی ٹھیک نہیں۔ یہ آؤٹ آف فیشن[2] ہے۔ اس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ بس اسی طرح کے جملے کہہ کر ہر چیز کو ناپسند کر دیتے۔ غرض ہم لوگ اسی طرح ہوائی منصوبے باندھتے رہتے تھے آخر ایک روز چچا جان بڑا سا بنڈل لئے ہوئے گھر میں داخل ہوئے لیکن چہرے سے پریشانی کے آثار ظاہر تھے تمام بچے گھبرا کر بیٹھ گئے اور نیاز بھی قریب جا کر بیٹھ گئی۔ بنڈلوں میں سے چچا جان نے ایک ایک چیز نکالنی شروع کی۔ کپڑے سب کے سب کھدر اور گورکھپوری تھے جوتے بھی باٹا کے چمڑے کے معمولی جوتے تھے۔ ان سب کو دیکھ کر ہر لڑکا منہ پھلائے ہوئے تھا میری اور نیاز کی ابھی باری نہیں آئی تھی اس لئے ہم لوگ خوش تھے کہ ان لوگوں کی عید "جھس پھسی" رہے گی۔ آخر میں چچا جان نے چھینٹ کے دو تھان نکالے جو غالباً کچی تھی۔ میں سمجھی شاید ملازمہ کے لئے لائے ہیں مگر جب انھوں نے کہا کہ اس میں سے نیاز اور ساجدہ کی جمپر اور شلوار بنوا دو یہ سنتے ہی گویا میرا خون خشک ہو گیا۔ میں نے کہا۔ توبہ! میں یہ نہ پہنوں گی اس سے اچھی اچھی شلواریں تو میرے پاس پہلے کی موجود ہیں۔ نیاز نے بھی میری تائید کی چچا جان کچھ تو پہلے ہی سے اچھے کپڑے نہ ملنے کی وجہ سے پریشان تھے ہم لوگوں کی اس حرکت پر برس ہی تو پڑے تم لوگوں کو کچھ خبر بھی ہے بڑی مشکل سے تو یہ کپڑا ملا ہے تمام چیزوں پر کنٹرول ہے۔ دنیا اسی کو غنیمت سمجھ رہی ہے لیکن تم ہو کہ کپڑے کو دیکھ کر آپے سے باہر ہوئے جا رہے ہو۔ جانتی ہو۔ ایک ایک ٹکڑا دوہرا دیکر بلیک مارکیٹ سے لایا ہوں۔

---

[1] یعنے وہ سینڈل جو بہت اونچی ایڑی کی ہوتی ہے اور خاص طریقے سے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر چلنے کے لئے ہوتی ہے

[2] یعنے وہ چیز یا طریقہ آج کل کی تہذیب کے خلاف ہے

بلیک مارکیٹ سے! —

بلیک مارکیٹ کے معنی میں تو سمجھ گئی تھی مگر نصیر جو ہم سب سے چھوٹا اور تیسرے درجہ میں پڑھتا تھا وہ جلدی سے بول اٹھا "بابو آپ نے بلیک مارکیٹ سے خریدا جبھی تو مہنگے اور خراب کپڑے ملے ہیں اگر آپ میونسپل مارکیٹ سے خریدتے تو اچھا کپڑا مل جاتا" ہم لوگ اس کی اس بات پر ہنس پڑے۔ چچی جان جو بہت دیر سے خاموش تھیں ایک بارگی چلا اٹھیں۔ ارے کم بختو یاد نہیں آتے۔ آہ۔ ایک زمانہ وہ تھا اور ایک زمانہ یہ ہے۔ یہ وقت بھی دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی میں جل کر کوٹھے پر چلی آئی۔ امی دیکھتے ہی بولیں۔ بیٹی کپڑے پسند آئے، میں جلی ہوئی تو تھی ہی بولی "خاک پسند آئے۔ اس سے ہزار درجہ اچھے کپڑے تو میرے پاس پہلے سے موجود ہیں"۔ ارے بیٹی! خدا کا شکر کرو اسی کو غنیمت جانو کنٹرول کا یہ حال ہے کہ کپڑا ملتا ہی نہیں ہے۔ خدا کی شان ہے پیسہ زر تو ہے لیکن کپڑا نہیں ملتا بیٹی یہ بھی یاد رہے گا۔ یہاں سے تنگ کر میں بھائی صاحب کے کمرے کی طرف چلی یہاں بھائی جان اور چچا جان آپس میں بیٹھے بنگال کے قحط کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ میں بھی ایک کونے میں جا بیٹھی۔ چچا مجھکو دیکھ کر بولے کیوں بیٹی تم نے تو تاریخ لے رکھی ہے یہ یاد رہے کہ علاؤ الدین خلجی کے زمانہ میں جو اور گیہوں کس بھاؤ سے فروخت ہوتے تھے۔ میں نے کہا کچھ ٹھیک تو یاد نہیں شاید سات درم کا ایک من گیہوں تھا اور پانچ درم کا ایک من جو۔ چچا کہنے لگے بیٹی یہ سب یاد رکھنے کی چیزیں ہیں" بھیا بیچ میں بول اٹھے "اُف آج یہ زمانہ ہے کہ روپیہ سیر بھی گیہوں نہیں مل رہا ہے" ص

ہمدردی

زندگی کے کوہسار پر سفر کرتے ہوئے ہمیں چاہیئے کہ راستے میں ہمدردانہ اور ہمت بلند کے الفاظ بکھیرتے جائیں۔

اِن ہمدردانہ الفاظ کی قیمت ہمیں کچھ بھی ادا نہیں کرنی پڑتی لیکن وہ کمزور اور تھکے ماندے راہ گیر کو زندگی کی جدوجہد کے لئے ہمت ور اور رہبر بنا دیتے ہیں اگر ہم زندگی کی کٹھن منزل کو طے کرتے ہوئے راستے میں ہمدردانہ الفاظ بکھیرے جائیں گے تو وہ دوسروں کے لئے تاریک اور غبار سے گھری ہوئی فضا کے دلوں میں سورج کی روشنی بن کر ضیا دار رہوں گے۔ (انگریزی سے ترجمہ)

کلثوم حمید پاس لائلپور

ص

چچا جان نے کہا "علاؤ الدین کے زمانہ کو تو خیر کوئی کیا یاد رکھے گا۔ لیکن اس زمانہ کو دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی"

اب میں یاد رکھنے کی بوچھار سے تنگ آکر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ سوچتی رہی آخر کیا کیا یاد رکھیں۔ یہ یاد رکھو وہ یاد رکھو۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو۔ خدا کی پناہ۔ اسی سوچ میں مجھے نیند آگئی۔

سیّدہ ساجدہ بیگم الٰہ آبادی

ستاروں کی نیند

سحر نور دنیا میں پھیلا رہی ہے
صبا آکے باغوں کو مہکا رہی ہے
بجاتا ہے دریا اُدھر شادیانے
اِدھر بلبلیں گا رہی ہیں ترانے
بڑھائی ہیں سورج نے کرنوں کی فوجیں
اُٹھیں ہو کے بیتاب وادی کی موجیں
ہوا کی پری پنکھیا جھل رہی ہے
کلی جاگ کر انکھڑیاں مل رہی ہے
کرن مسکراتی ہوئی گا رہی ہے
کہ ننھے ستاروں کو نیند آ رہی ہے

سیدہ نسرین عذرا۔ ملتان

ماموں کی آمد

ایک ننھی منی رفعت
ہنس مکھ چہرہ موہنی صورت
دن بھر گاتی گوں گوں گوں
کاش کہ آتے میرے ماموں
ساتھ میں لاتے عمدہ گھوڑا
اچھی سطح کا ایک جوڑا
اور جو لاتے بالوشاہی
بانٹ کے کھاتے دونوں بھائی
بیٹھ کے کھاتے ناموں ماموں
رہیں سلامت میرے ماموں
آؤ مظفر مانگیں دعائیں
تاکہ ماموں جلدی آئیں
اور اگر ماموں نہ آئیں
اپنا سا منہ لے کر رہ جائیں
اللہ آمین میری دعائیں
ہوں پوری ضائع نہ جائیں

مس ریحانہ خاتون گومڑہ

بے وقوف بندر

ایک بہت بڑا جنگل تھا اس میں بہت سے جنگلی جانور
رہا کرتے تھے جس میں دو گروہ بندروں کے بھی تھے۔ ایک
گروہ کے بندر جوان تھے اور بے وقوف مگر اپنی عقل پر بہت
مغرور تھے، دوسرے گروہ کے بندر بوڑھے تھے اور سمجھ دار
جب کبھی بوڑھے بندروں کی جماعت چھوٹے بندروں کو کسی
بری بات سے منع کرتی۔ تو چھوٹے بندر غصہ میں بھر جاتے اور
کہتے کہ اگر ہم برائی کرتے ہیں تو اپنے لئے تم سے تو اپنی حفاظت
نہیں کرواتے جس طرح ہماری مرضی ہوگی کریں گے تم کو ہم
سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے" غرض کہ اسی طرح ان میں
اکثر جھگڑے رہا کرتے تھے نوبت یہاں تک پہونچی کہ اس
میں ملنا جلنا بالکل چھوٹ گیا بڑے بندر بہت خوش ہوئے
کہ ہمارے سر سے ذمہ داری اٹھگئی اور بے فکر ہو گئے۔

جنگل کے بیچ میں ایک گہری جھیل تھی جس کا پانی اتنا صاف
تھا کہ پانی کے نیچے کی زمین صاف نظر آتی تھی۔ ایک روز چھوٹے
بندر ایک درخت پر جمع ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ "بڑے
بندر ہم سے ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ تم چونکہ احمق ہو اور عقلمندوں
کا کہنا نہیں مانتے ایک روز ضرور مصیبت میں پھنس جاؤ گے"
اب ہم کو دکھا دینا چاہیئے کہ بڑے بندر غلطی پر ہیں اور ان کا
خیال بالکل غلط ہے۔ ہم اب آپس میں محبت سے رہیں گے
ایک دوسرے کی حفاظت کریں گے اور اپنے مخالفوں کو
دکھا دیں گے کہ ہم کیسے عقلمند ہیں" یہ سنکر سب بندروں
نے اس سے اتفاق کیا اور تقریر کرنے والے بندر کو اپنا سردار
بنا لیا ایک زمانہ اسی طرح گذر گیا چھوٹے بندر اس فکر میں
رہتے کہ کوئی کام ایسا کریں جس سے تمام جانوروں میں
ہماری عقلمندی کا چرچا ہو جائے۔ ایک روز رات کو جب کہ
سارے انسان و حیوان میٹھی نیند سو رہے تھے چھوٹے بندروں
کا سردار خواب سے بیدار ہوا اور اپنی شہرت کی ترکیب سوچنی
شروع کی وہ جھیل کی جانب گیا چودھویں کا چاند ہر چیز کو منور
کر رہا تھا اور تمام دنیا نور کی چادر میں لپٹی ہوئی معلوم ہوتی
تھی چاند کا عکس اس صفائی سے پانی میں پڑ رہا تھا کہ جیسے
چاند پانی کے اندر ہو چھوٹے بندروں کا سردار تھوڑی دیر
تک حیرت میں ڈوبا ہوا تماشہ دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے
دل میں کہا کہ یہ چاند جو لمبا لمبا سال سے آسمان میں چمکتا ہوا
تھا ٹوٹکر پانی میں گر پڑا کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اسے پانی سے نکال کر
پھر چمکا دیں اس سے ہماری شہرت ہو جاوے گی۔ اس خیال کا
دل میں آنا تھا کہ سردار مارے خوشی کے چیختا چلاتا ہوا بھاگا اور
اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "دوستو آج ہماری پرانی آرزو
پوری ہو رہی ہے یہ سنہری موقع ہاتھ سے نہ جانے دو بس
پھر ہم ہی ہم ہوں گے" تمام بندر خاموشی سے یہ بات سن رہے
تھے اور سوچ رہے تھے کہ رات کے وقت کیونکر کام ہو سکتا
ہے کہ سردار نے بات ختم کی اور ہاہا کہتا ہوا جھیل کی جانب
دوڑا۔ بندر بھی آناً فاناً جھیل پر پہونچ گئے اور وہاں کا
منظر دیکھ کر مارے خوشی کے اپنی کامیابی کا خواب بیداری میں
دیکھنے لگے بندر اس درخت پر جو جھیل کے قریب کھڑا تھا چڑھ
گئے کیونکہ جھیل میں کودنے سے چاند ٹوٹنے کا خیال تھا۔
اب سردار نے کہا کہ میں پانی میں درخت کی شاخ پکڑ کر لٹکتا

ہوں تم سب ایک دوسرے کی دُم پکڑ کر ایک ایک پانی میں اُترنا۔ اتنا کہہ کر سردار پانی میں اُتر گیا اور جس شاخ پر سارے بندر چڑھے تھے وہ ایک دھماکے کے ساتھ ٹوٹ گئی اور تمام بندر پانی میں گر پڑے ان کے گرنے کی آواز سے بڑے بندر جاگ اُٹھے اور جھیل کی طرف بھاگے اور تمام بندروں کو بچا کے بچا لیا لیکن سردار بیچارہ آج تک پانی کی تہہ میں بیٹھا ہوا ہے اور ہمیشہ بیٹھا رہے گا۔

بنانی بھائی بہنوں تم نے دیکھا کہ اپنی عقل پر غرور کرنا اور بڑوں کا کہنا نہ ماننا کتنا بڑا نقصان پہونچاتا ہے

ابن غازی انصاری رام پور

سرکہ کے فوائد

۱۔ اگر سرکے میں کپڑے کا ایک ٹکڑا ڈبو کر زنگ آلودہ چیزوں پر پھیرا جائے۔ تو زنگ آسانی سے اُتر جاتا ہے۔

۲۔ چھریاں، چاقو اور ریکانے کے جن برتنوں میں بو آتی ہو۔ انہیں گرم پانی میں سرکہ ملا کر دھویا جائے۔ تو صاف ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ریشمی اور سوتی کپڑے دھوتے وقت اگر پانی میں ایک چھوٹا چمچہ سرکے کا ملا دیا جائے تو کپڑوں میں چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور رنگ بھی نکھر آتا ہے

۴۔ سرکہ اور روغنِ زیتون ہم وزن ملا کر فرنیچر وغیرہ صاف کیا جاتا ہے۔

سیّدہ فرحت فرحاں پٹنہ

مجھے نفرت ہے

(۱) اُن لوگوں سے جو کسی کو اچھی حالت میں دیکھ کر حسد کرتے ہیں۔

(۲) اُن لوگوں سے جو کسی کی مصیبت پر رحم نہیں کھاتے۔

(۳) اُن لوگوں سے جو دوسروں کے نا شائستہ افعال پر اعتراض کرتے ہیں اور خود ان میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(۴) اُن لوگوں سے جو کسی کو ذلیل کر کے خوش ہوتے ہیں

(۵) اُن لوگوں سے جو اپنے آپ کو عقل مند سمجھتے ہیں اور دوسروں کو بے وقوف۔

مس راشدہ نصیر دشبیر

مجھے محبّت ہے

۱۔ مجھے محبت ہے خدا سے...... اپنے والدین سے... اچھی کتابوں سے..... علم حاصل کرنے سے..... مجھے محبت ہے... حُسن سیرت سے ____ بلند خیالات سے.... سچ بولنے سے ____ دل کی صفائی سے......

۲۔ مجھے محبت ہے لفاست سے ____ نیک کاموں سے..... بہادری سے...... خوش رہنے سے......

آنسہ محسنہ قریشی جالندھری

بنات دہلی

جادو کا محل

بہت دنوں کی بات ہے ایک گاؤں میں تین لڑکیاں رہا کرتی تھیں۔ وہ بہت غریب تھیں بڑی لڑکی کا نام سعیدہ منجھلی کا نام زرینہ اور چھوٹی کا نام فاطمہ تھا۔ زرینہ بہت خوبصورت لڑکی تھی لیکن غریبی کی وجہ سے کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا یہ لڑکیاں پسائی سے اپنا گذارہ کرتی تھیں۔

فاطمہ چونکہ چھوٹی تھی اس لئے وہ پیستی نہ تھی گھروں سے پیسنے کے لئے گیہوں اور چنے لے آتی اور آٹا دے آتی تھی۔

ایک دن تینوں لڑکیاں جنگل گئیں وہ اس روز بہت بھوکی تھیں۔ تاکہ جنگلی پھل کھا کر پیٹ بھر لیں جنگلی پھل کھا کر سب کھیلنے لگیں۔

کھیلتے کھیلتے ان کے ہاتھ لوہے کا ایک کنڈا لگا۔ وہ اس کو کھینچنے لگیں کنڈے کے کھینچتے ہی ایک زینہ دکھائی دیا۔ وہ اس راستے سے نیچے اتر گئیں۔

وہ ایک باورچی خانہ میں پہونچیں۔ وہاں ہر چیز آٹا چاول گھی سلیقے سے رکھی تھی۔ وہاں سے دوسرے کمرے میں پہونچیں وہاں ایک بڑا چاندی کا تخت بچھا ہوا تھا اس پر بہت سی کھانے کی چیزیں سونے چاندی کی طشتریوں اور رکابیوں میں چنی ہوئی تھیں تینوں لڑکیوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ سنگار خانہ میں پہونچیں۔ وہاں ایک بڑا آئینہ رکھا ہوا تھا آئینے کے گرد سنگھار کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں اور اس کمرہ کے برابر کپڑوں کا کمرہ تھا

تینوں لڑکیوں نے عمدہ عمدہ کپڑے پہنے اور سنگار کر کے سیر کرنے لگیں پھر وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچیں وہاں صوفے۔ بنچ۔ کرسیاں۔ میزیں وغیرہ طریقے سے رکھی ہوئی تھیں۔ اور کمرے کے چاروں کونوں میں چار تیلیاں تھیں فاطمہ نے ایک تیلی کو ہاتھ لگانا چاہا سعیدہ نے ذرا ملٹ کر کہا تو ہر چیز کو ہاتھ لگاتی ہے۔ یہ سب جادو کا کارخانہ ہے فاطمہ چپ کھڑی ہو کر دیکھنے لگی پھر وہ سب اس ہال سے نکل کر باغ میں آئیں۔ باغ بہت خوبصورت تھا۔ ہر طرف پھولوں کے درخت لگے ہوئے تھے۔ زمرد کے گلدان اور یاقوت کے گملے رکھے ہوئے تھے دو تین کرسیاں سفید و سرخ پتھروں کی بچھی ہوئی تھیں۔ ہر طرف سبز سرخ گلابی اور نارنجی پھول کھلے ہوئے تھے فاطمہ بڑی شریر لڑکی تھی۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی اس کا بیٹھنا تھا۔ کہ بڑے زور کی آندھی چلی کہ سارے پھول اڑ گئے جب آندھی رک گئی تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بڑا زبردست دیو کھڑا ہے لڑکیوں کا چہرہ ڈر کی وجہ سے سفید ہو گیا وہ دیو گرج کر بولا۔

"تم یہاں کیوں آئیں۔ تم سے کس نے یہاں آنے کو کہا تھا تمہاری موت میرے ہاتھ سے آئی ہے میں تم سب کو جلا ڈالوں گا۔

یہ کہکر دیو زرینہ کی طرف دیکھنے لگا اور اپنے مضبوط ہاتھوں میں زرینہ کو لے کر اڑ گیا۔

زرینہ کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ ہوا کے سمندر میں تیر رہی ہے۔

دیو چند منٹ میں ایک محل میں داخل ہوا اس محل
میں بارہ دروازے تھے ہر دروازے پر دو دو دیو پہرہ دے
رہے تھے۔

دیو زرینہ کو لئے ایک عالیشان عمارت میں داخل ہوا
زرینہ نے دیکھا کہ محل کی عمارت میں بڑی خوبصورت پریاں
اور دیو بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بڑے ہیرے کے تخت پر
بادشاہ بیٹھا ہوا ہے۔ دیو نے زرینہ کو بادشاہ کی خدمت
میں پیش کیا۔ بادشاہ نے غور سے زرینہ کو دیکھکر کہا۔

"تو محل میں کس طرح آئی؟"

زرینہ نے ڈرتے ڈرتے سارا واقعہ بیان کیا۔

بادشاہ:۔ تیرا نام کیا ہے۔

زرینہ:۔ زرینہ۔

بادشاہ:۔ بڑا اچھا نام ہے شاید صورت دیکھ کر نام رکھا گیا ہے
اتنے میں ولیعہد آگیا اوس نے زرینہ کو غور سے دیکھا۔
بادشاہ نے زرینہ کی طرف اشارہ کرکے ولیعہد سے کہا۔

"تم اُس سے شادی کروگے؟"

ولیعہد: (کچھ جھجک کر) جی ہاں۔

بس کہنے کی دیر تھی ہر طرف شادیانے بجنے لگے خوشی
کے گیت گائے جانے لگے اس طرح زرینہ کی شادی ولیعہد
سے ہوگئی۔

اب دونوں بہنوں کا حال سنئے۔

وہ بیہوش ہو کر گر پڑی تھیں زرینہ کی شادی جب ولیعہد کے ساتھ
ہوگئی تو ولیعہد کے ساتھ اس محل میں آئی اور بہنوں کو وہاں بیہوش
پڑا پایا۔ جلدی سے عطر سنگھایا اور پانی لا کر منہ پر چھڑکا جب
وہ ہوش میں آئیں تو ان کو سارا واقعہ سنایا اور سب ہنسی خوشی

میرے بھانجے بھانجیاں

(بقیہ صفحہ ۲۶ کا)

باتیں ہیں اکثر بیچارے بوڑھے مولوی صاحب کی ٹوپی
اپنے سر پر، ہاتھ میں ان کی چھڑی لیکر آفت مچا رہے ہیں نخرے
ہیں۔ بہرحال گھر تک خبر پہونچی اور صاحبزادے کو درست
کیا گیا۔ ان کی رگ رگ میں پارہ بھرا ہے۔ خاموش بیٹھنا
جانتے ہی نہیں۔ خود لڑتے ہیں اور خود ہی شکایت کرنے
ہیں۔ کبھی بہت وحشی کبھی نہایت مہذب۔ ابھی ان کو سمجھنا
مشکل ہے۔ کبھی چھیڑنا ہو تو بس "ٹونی" کہہ دیجئے۔
لیکن زیادہ خفا نہیں ہوتے۔

۴۔ دیکھئے اس شور و غل میں اضافہ کرنے کے لئے آپ
بھی آرہی ہیں۔ بی نجمہ۔ گاتی ضرور ہیں حالانکہ ابھی الفاظ
منہ سے صحیح نہیں نکلتے۔ آنکھیں گھوم رہی ہیں۔ ہاتھ چل
رہے ہیں اور آپ گا رہی ہیں۔ ذرا ان کو ڈانٹئے
خاموش رہو نجمہ۔ "نیں (نہیں) ہمال (ہمارا) نام
نجمہ وصی (نجمہ وصی) ہے" اچھا صاحب آپ کا نام نجمہ
وصی سہی۔ آیندہ ہم لوگ خالی نجمہ نہ کہیں گے۔ صبح ہوئی
اور چاء پینے کے لئے حاضر کیا مجال جو ذرا سی دیر ہو جائے۔
اب اس کے بعد یہ آپ کو رباعیاں سنائیں گی، دو ایک
گانے سنائیں گی کئی دن کی پرانی خبریں دہرائیں گی۔ مرغی کا
بچہ مر گیا اب ہفتوں چرچے ہوں گے۔ نہلا دیجئے۔
صاف کپڑے پہنا دیجئے اور یہ گھر بھر کو دکھائیں گی
کہ انہوں نے کپڑے پہن لئے ہیں۔ چوڑیوں سے دلچسپی
روز بدل بدل کے چوڑیاں پہنیں گی لیکن دو سے زیادہ
نہیں۔ نرنا غریب جانتی ہی نہیں۔ تھوڑی سی ضدی
ضرور ہیں کسی کے یہاں جائیں گی جتنی باتیں سمجھ میں

دکن کے موسمی پھل

امرود:- یہاں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ جنگ سے پیشتر تو دو پیسہ سیر ملتے تھے۔ اب چار آنے سیر ملتے ہیں نومبر سے مارچ تک بکتے ہیں جیلی وغیرہ کے لئے قریب کے گاؤں سے منگواؤ تو بہت سستے ملتے ہیں۔

موز یا کیلا:- بارہ مہینے یعنی ہر موسم میں ملتے ہیں۔ گرما میں ذرا کم اور گراں اور سرما میں کثرت سے۔ بیحد سستے ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً:- لیسی کیلے۔ سونہن کیلے۔ رائی کیلے۔ بھینسا کیلا۔ سب سے اچھے لیسی کیلے ہوتے ہیں۔

پپیتا:- جسے ارنڈ خربوزہ بھی کہتے ہیں۔ یہ یہاں کی خاص پیداوار ہے اور بارہ مہینہ ملتا ہے بہت لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔ اور کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔ ہر گھر میں اس کے درخت ضرور ہوتے ہیں۔

انجیر:- جاڑوں میں زیادہ بکتی ہیں۔ عام لوگ اسے شوق سے نہیں کھاتے کیونکہ کافی گراں ملتی ہیں۔

شریفہ:- یہ بھی جاڑوں میں کثرت سے بکتے ہیں بہت مزے کے ہوتے ہیں۔ دولت آباد کے شریفے بہت مشہور ہیں۔ اور بہت سستے ملتے ہیں۔

شہتوت:- یہ بھی جاڑوں میں کثرت سے ملتے ہیں۔ اور اچھے بھی ہوتے ہیں۔

موسمی:- ہر موسم میں ملتی ہیں۔ گرمیوں میں کم اور گراں۔ اور سردیوں میں کثرت سے اور سستی درجنوں کے حساب سے ملتی ہیں۔ یہ یہاں کی خاص پیداوار ہے۔

سنترہ:- یہ تو دکن کی بہت مشہور اور مرغوب چیز ہے جسے ہر شخص پسند کرتا ہے۔ ذرا کھٹمٹھے ہوتے ہیں۔ یہ بھی درجنوں سے بکتے ہیں۔ اور جالنہ کے سنترے دور دور جاتے ہیں۔ اس لئے کہ بڑے بڑے اور خوش رنگ ہوتے ہیں جن بناتی بہن بھائیوں کو سنترے مرغوب ہوں ہمیں تحریر کریں ہمارے گھر بے شمار سنتروں کے درخت ہیں ہم بھجوا دیں گے۔ مگر دکھنی بہن بھائی کو نہیں بھجوائیں گے

چیکو:- یہ انجیر کے برابر ہوتے ہیں۔ بڑے اچھے نرم اور میٹھے گرمیوں میں کم اور جاڑوں میں زیادہ اور سستے ملتے ہیں۔ یہ یہاں انتہائی شوق سے کھائے جاتے ہیں لیکن نیچے طبقہ کے لوگ زیادہ پسند نہیں کرتے

رام پھل:- یہ شریفہ کے برابر ہوتا ہے۔ بہت گرم ہوتا ہے ہم نے صرف دیکھا ہے۔ کھایا نہیں۔

بیر:- یہ صرف جاڑوں میں بکتے ہیں۔ خاص و عام سب شوق سے کھاتے ہیں۔ اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ لوا بیر ناگپوری بیر۔ پیوندی بیر۔ سب کے مزے تقریباً ملتے جلتے ہیں۔

انار۔ انگور۔ سیب۔ ناشپاتی:- ادھر ذرا کم نظر آتے ہیں۔ اور گراں بھی ملتے ہیں تاہم جاڑوں میں خوب کھائے جاتے ہیں۔

آم:- گرمیوں میں کثرت سے بکتے ہیں۔

تربوز اور خربوزہ:- یہ بھی گرمیوں میں بہت ملتے ہیں خربوزے اورنگ آباد کے اچھے مانے جاتے ہیں۔ اور تربوز بھی جو دیہات سے آتے ہیں۔ بڑے اور شیریں ہوتے ہیں
فالسہ:- گرمیوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ اور ہر طبقہ کے لوگ بڑے شوق سے کھاتے اور شربت وغیرہ بناتے ہیں۔
چارولے:- یہ فالسے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور گرمیوں ہی میں ملتے ہیں۔ اسے کچھ زیادہ پسند نہیں کیا جاتا
کروندے:- یہ چاروے سے ملتے ہیں اور گرمیوں میں بکتے ہیں کچھ اچھے نہیں ہوتے۔
صندولی:- یہ بہت گرم ہوتی ہے۔ گرمیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ نیچے طبقے کے لوگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں بڑے گھروں میں ان کی صورت بھی نہیں دکھائی دیتی۔

سیدہ زہرا رضویہ اورنگ آباد دکن

حضرت علی کی قیمتی باتیں

۱۔ "پیٹ" انسان کا دشمن ہے۔
۲۔ مالدار وہ ہے جس کی کوئی خواہش نہ ہو۔
۳۔ یہ تین چیزیں انسان کی دشمن ہیں۔ فخر۔ لالچ۔ عیش
۴۔ تمھاری خواہشیں تمہاری دشمن ہیں۔
۵۔ مکار آدمی کی زبان میٹھی اور دل کھوٹا ہوتا ہے
۶۔ عقلمند شخص کبھی غریب نہیں ہوتا۔

چھتر پال سنگھ جالندھری

دانشمندانہ فیصلہ

چار آدمیوں نے مل کر کچھ روئی کے گٹھر خریدے اور اس خوف سے کہ کہیں چوہے روئی برباد نہ کردیں ایک بلی بھی خریدلی اور اس کی چاروں ٹانگوں کو چاروں آدمیوں نے علیحدہ علیحدہ سجا دیا تاکہ پہچاننے میں آسانی ہو کہ کونسی ٹانگ کس کی ہے۔
اتفاقاً بلی کی ایک ٹانگ زخمی ہوگئی اور اس کے مالک نے اس کو تیل سے بھگو کر کپڑا لپیٹ دیا جب بلی آگ کے قریب سے گذرتی تو کپڑے نے تیل کی وجہ سے آگ پکڑ لی جس سے بلی پریشان ہو کر حسب معمول روئی کی طرف جہاں چوہوں کا شکار کرتی تھی بھاگی۔ روئی کے گٹھروں میں بھی آگ لگ گئی اور تمام روئی جل کر خاک ہوگئی۔ اس پر تینوں آدمیوں نے چوتھے آدمی پر دعویٰ کردیا کہ تیری زخمی ٹانگ کی وجہ سے ہماری روئی برباد ہوئی ہے اس لئے اس کی قیمت ادا کر۔
جج نے معاملہ کو سمجھا اور یہ فیصلہ دیا۔
چونکہ بلی کی ایک ٹانگ زخمی تھی اور اس سے چل نہیں سکتی تھی اس لئے اس نے وہ ٹانگ سکیڑ لی اور باقی تین ٹانگوں سے وہ روئی تک گئی جن کی بدولت گٹھروں میں آگ لگ گئی۔ اس لئے تمہیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ تمام روئی کی قیمت جس کا نقصان چوتھے آدمی کو جس کی ٹانگ زخمی ہوئی ہے بھگتنا پڑ رہا ہے ادا کی جائے کیونکہ تمہاری تین ٹانگوں ہی کی بدولت یہ نقصان ہوا۔

شونا مسز زاہد حسین اور سیر دہلی

شانتا

ایک روز چھوٹی لڑکی شانتا کو اوس کی ماں نے
رکہا کہ لو یہ آم تم اپنی نانی اماں کو دے آؤ۔ لیکن
ستہ میں کسی بھیڑیئے سے بات مت کرنا نہیں تو نقصان
ھاؤگی۔ شانتا نے سر ہلا کر کہا اچھا۔ اور آم لے کر
ہ چلدی ابھی وہ اپنے مکان سے کچھ ہی دور گئی تھی
اس کو ایک بھیڑیا ملا۔ اُس نے پوچھا "ننھی لڑکی کہاں
رہی ہو؟" شانتا نے جواب دیا "میاں بھیڑیئے میں
پنی نانی اماں کے پاس آم لیکر جا رہی ہوں۔" بھیڑیا
ھ دیر تک تو اس سے باتیں کرتا رہا پھر کہنے لگا۔
"اچھا نانی اماں کے یہاں پہلے تم پہونچو یا میں؟" یہ
ہہ کر بھیڑیا گھنے جنگل میں غائب ہو گیا اور دوڑ کر
انتا کی نانی اماں کے مکان پہ گیا جو جنگل میں تھا۔
س وقت شانتا کی نانی ندی پر نہانے کے لئے گئی
ئیں۔ بھیڑیئے کے لئے موقع بہت اچھا تھا اُس نے
روازہ کھولا اور سونے کے کمرے میں پہونچا۔ وہاں
سے اُس نے شانتا کی نانی کا کنٹوپ اور کپڑے نکالے
اور اون کو پہن کر پلنگ پر لیٹ گیا۔ اتنے میں شانتا نے
آواز دی۔ بھیڑیئے نے کہا "اندر آجاؤ" شانتا اندر
چلی گئی۔ چالاک بھیڑیئے نے کہا۔ کیوں بیٹی شانتا کیسے
آنا ہوا۔ اُس نے جواب دیا "نانی اماں آپ کے لئے
آم لائی ہوں۔" پھر نانی کو دیکھ کر شانتا نے پوچھا۔
"نانی اماں آپ کی ناک اتنی بڑی کیوں ہے۔" اُس
نے جواب دیا "تمہارے آم سونگھنے کے لئے۔" پھر
شانتا نے پوچھا "آپ کی آنکھیں کیوں اتنی بڑی ہیں؟"
بھیڑیئے نے کہا "تم کو اور تمہارے آموں کو دیکھنے کے
لئے۔" پھر شانتا نے پوچھا "آپ کے دانت اتنے بڑے
کیوں ہیں؟" بھیڑیئے نے اس پر جھپٹتے ہوئے کہا۔
"تمہیں کھانے کے لئے۔" بیچاری لڑکی ڈر کر بھاگی۔
اور ایک کمرہ میں داخل ہو کر اس کے دروازے بند کر لئے
وہاں وہ ڈر کی وجہ سے بیہوش ہو گئی۔ اتنے میں اُس
کی نانی بھی آ گئی اُس نے لکڑی سے بھیڑیئے کو مار ڈالا
اور شانتا کو اُٹھایا۔ ہوش میں لائی شانتا نے اس کو
سب قصہ سُنایا۔ اور اپنی غلطی پہ بہت نادم ہوئی۔
شام کو اس کی نانی لیکر اُس کے گھر گئی جب اُس کی
ماں نے یہ قصہ سنا تو وہ شانتا پر بہت خفا ہوئی اور کہا۔
"جو بچے ماں باپ کا کہنا نہیں مانتے اُن کا یہی حشر
ہوتا ہے۔"

یہ کہانی اگرچہ فرضی ہے مگر ہم کو یہ بتاتی ہے کہ
ہمیشہ اپنے والدین کا کہنا مانیں تاکہ شانتا کی طرح
نقصان نہ اُٹھائیں۔

(ترجمہ از انگریزی)

آنسہ نجمہ مسعود اسرائیلی

دنیا کے عجیب درخت

گھڑی کا درخت:- جزیرہ کیوبا میں ایک درخت ہوتا ہے جس کے پتے تین تین ہو کر نکلتے ہیں۔ صبح کے وقت تینوں پتوں کا رخ سورج کی طرف ہوتا ہے پھر سورج کے ساتھ ساتھ اوپر کو اٹھتے ہیں چار گھنٹے گزرنے کے بعد ایک پتہ جھک جاتا ہے اور دو اسی طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں پھر چار گھنٹے کے بعد دوسرا بھی نیچے کو جھک جاتا ہے۔ اور تیسرا اپنا سفر جاری رکھتا ہے شام کے بعد وہ بھی مرجھا جاتا ہے ہمارے ہندوستان میں سورج مکھی کا پھول بھی اپنا رُخ سورج کی طرف رکھتا ہے۔

دُھوئیں کا درخت۔ برازیل میں پایا جاتا ہے۔ جس کی چوٹی سے شام کے وقت دھواں نکلتا ہے اس کی وجہ معلوم کرنے میں سائنس دان بھی حیران ہیں خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔

روشنائی کا درخت کولمبیا میں ہوتا ہے۔ اس میں پیاز جیسا ایک پھل لگتا ہے اُس میں سے سیاہ دانے نکلتے ہیں اگر اُن کو پانی میں حل کیا جائے تو اعلیٰ درجہ کی سیاہی بن جاتی ہے اس میں گوند قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے اور دیکھنے میں بھی اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا لکھا چند روز بعد مدہم پڑ جاتا ہے

پانی کا درخت ۔ جزیرہ کیرولائن میں ایک درخت پیدا ہوتا ہے جس کے پتے بہت لمبے ہوتے ہیں اور زمین کی جانب جھکے رہتے ہیں سورج کے چھپ جانے کے بعد ان پتوں کی نوکوں سے پانی ٹپکنا شروع ہو جاتا ہے لوگ اس کے گرد گڑھے کھود دیتے ہیں جو صبح تک بھر جاتے ہیں۔ پانی نہایت مزے دار اور ٹھنڈا ہوتا ہے اور ایسا میٹھا کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس جگہ کے باشندوں کے لئے یہ پانی بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ وہاں پانی کم ملتا ہے۔

زہر کا درخت:- یہ دنیا میں کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ بعض چھوٹے بعض بڑے لیکن ان سب کا سردار جنیل درخت ہے جو اس کو چھوئے فوراً مر جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جس جگہ اس کا سایہ پڑتا ہے وہ جگہ بھی زہریلی ہو جاتی ہے قدیم زمانے میں جن لوگوں کو موت کی سزا ملتی تھی انھیں اس درخت کے پاس بھیج دیتے تھے اور وہ جاتے ہی مر جاتے تھے۔

سید امتیاز علی حیدرآباد (دکن)

سہل و کارآمد تدبیریں

کپڑے سے دھبہ صاف کرنا۔

اگر کسی کپڑے پر روشنائی کا داغ پڑ گیا ہو تو ایک پیالہ میں فوراً وہ داغدار حصہ رکھ کر اس میں دودھ بھر دیا جائے بارہ گھنٹے تک کپڑے کو یونہی ڈوبا رہنے دو پھر صاف پانی سے دھو ڈالو۔

مغربی جزیرے کی کہانی

میں مغربی جزیروں کے ایک جزیرہ آئیونا میں بیٹھا یہ مضمون لکھ رہا ہوں مضمون لکھتے وقت اُس جھونپڑی کی نالیدار لوہے کی چھت اور دیواروں سے بارش کا پانی ٹکرا رہا ہے اور کھڑکیوں پر بوچھاڑ پڑ رہی ہے۔ ایک ہفتہ سے قدرتی مناظر کا پینٹر یعنی میرا میزبان صحیح معنوں میں کوئی نہیں کر سکا بارش اور ہوا نے کام نہیں ہونے دیا۔ اس کے برعکس میرے پاس کام نہ کرنے کا کوئی بہانہ نہیں ہے جس پر مجھے افسوس ہے۔ ایک مرتبہ ڈاکٹر جانسن نے یہاں کہا تھا کہ اس جزیرے میں جس شخص کے تقدس میں اضافہ نہ ہو (جہاں ۲ ہجری پہلے سینٹ کولمبا نے آکر عیسائیت پھیلائی تھی) اس پر ترس کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس کے فلسفہ کے مسائل پر غور کرنے کی قوتوں میں بھی اضافہ نہ ہو تو وہ عجیب شخص ہوگا۔ کیونکہ ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں موسلادھار بارش کے بعد شدت کی دھوپ پڑتی ہو لیکن آئیونا میں آپ کا بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ ایک آدمی یہاں امن سے رہ سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہاں ایک موٹر ٹرک ہے لیکن میں نے اسے دیکھا نہیں۔ ہم بندرگاہ کے پل سے جو ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے اپنے تھیلے اس جھونپڑی میں گھسیٹ کر لے آئے تھے۔ رات کے وقت ہم بیل گاڑی میں بیٹھ کر لکڑی کی اس جھونپڑی میں گئے جو ڈاکخانہ ہے تاکہ اپنی ڈاک لے آئیں۔ اس گھر میں کوئی عورت کام نہیں کرتی۔ پینٹر اور ماہر نباتات اور ایک ڈرامہ نویس نیز آپ کا یہ حقیر خادم گھر کا کام کاج خود کرتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں۔ باتوں کا موضوع بھوت پریت۔ بغیر سر کے شاہسوار، سبز پوش خاتون۔ چار راہب (جن میں سے ایک کے چہرے سے خباثت ٹپکتی ہے) ساحل پر اکیلے رہنے والے دو ماہی گیر ہوا کرتے ہیں۔ ان سب ہمزادوں کی تصدیق وقتاً فوقتاً مختلف ایسے لوگوں نے بھی کی ہے جن کو زیادہ دیانتدار سمجھا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں "آ۔ ان پہاڑوں میں عجیب وغریب باتیں ہوتی ہیں۔ آپ کو جھیل میں جہاز چلنے کی آواز آئے گی۔ ایک ایسا خوبصورت جہاز جسے کوئی نہیں جانتا۔ اور جس وقت اُسے دیکھا جاتا ہے تو وہ گم ہو جاتا ہے۔ گم کیا گھل جاتا ہے ہاں۔ صرف ہمزاد ہی غائب نہیں ہوتے۔ لوگ بھی غائب ہو جاتے ہیں۔ سر والٹر اسکاٹ نے لکھا ہے کہ ۱۳۰ سال پہلے آئیونا کی آبادی ۵۰۰ آدمیوں پر مشتمل تھی ۶۰ سال ہوئے یہاں ۲۷۳ آدمی رہ گئے۔ ۱۵ سال پہلے اس جگہ ۱۴۱ آدمی تھے۔ آج یہاں ستر سے زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ اسکول میں صرف چار طالب علم ہیں اور وہ بھی تین جماعتوں میں پہلی جماعت میں ۷ سال کا ایک بچہ ہے۔ دوسری میں ۹ سال کی دو لڑکیاں ہیں اور تیسری جماعت میں ۱۳ سال کا ایک لڑکا ہے۔ میں نے لڑکے کو دیکھا ہے اس کی آنکھیں نیلی اور چہرہ اور ٹانگیں ہوا اور بارش کی وجہ سے سرخ تھیں وہ چراگاہیں دودھ

دھنے کے لئے لیجا رہا تھا۔ آپ کہیں گے کہ یہ آئیونا کا قابل فرزند ہے کیونکہ وہ دودھ دوہ سکتا ہے اسکا چینی زبان بول سکتا ہے اور جغرافیہ کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتا ہے۔ (مجھے اس میں ملاح کی صفات نظر آتی تھیں اگر افسوس اس کا تعلق ہو نغر کلون گلاسکو سے ہے۔

مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی مگر کمر کسے ہوئے اس کسان نے جس نے دوسری عالمگیر جنگ میں ہوم گارڈ کی کمان کی تھی اور جسے فوجی اعزازات کے ساتھ ایک جرمن ہوا باز کو دفنانا پڑا تھا کسی حیرت کا اظہار نہ کیا۔ یہی نہیں بلکہ دفنانے کے صحیح طریقہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ سخت ناراض تھا (ہوم گارڈ کے ایک سپاہی نے اپنی بندوق پتھر کی دیوار پر رکھ دی تھی لیکن جب سلامی کا فائر کرنے کا وقت آیا تو وہ اسے نہ مل سکی) اس کے علاوہ کمر کسے ہوئے اس کسان نے مجھے بتایا۔

" آئیونا میں ایک بھی نوجوان نہیں۔ پچھلے بیس سال سے یہاں کوئی شادی نہیں ہوئی"۔ لیکن جب میں نے اس بات پر بھی حیرت ظاہر کی تو اس نے مجھے سمجھایا کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو بھائی بہن اپنے چھوٹے سے کھیت پر کام کرتے کرتے جوان ہو جاتے ہیں بہن اس لئے شادی نہیں کرتی کہ وہ اپنے بھائی کو کس پر چھوڑے اور بھائی اس لئے شادی نہیں کرتا کہ شادی ہو جانے کے بعد اسے کھیت چھوڑنا پڑے گا۔ اس لئے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے دو عورتیں ایک ہی مکان میں نہیں رہ سکتیں اور وہ بھی ایسے حالات میں کہ نئی آنے والی بیوی گھر کی مالکہ بن جائے جبکہ اس کے آنے سے پہلے بہن گھر کی مالکہ رہ چکی ہو۔ چنانچہ بہن بھائی ساتھ رہتے رہتے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے بہت خلوص رکھتا ہو اور اس وقت تک شادی نہ کرے جب تک کہ وہ مر نہ جائے۔

فرض کیجئے ایک ایسا ہی آدمی ایک لڑکی سے محبت کرتا ہے جو دریا کے پار بارہ میل کے فاصلہ پر رہتی ہے۔ تنخیص ہفتہ میں ایک رات اپنی کشتی لے کر بارہ میل کا یہ فاصلہ طے کرتا ہے لیکن دوسرے دن صبح ۶ بجے اسے اپنے کھیت پر کام کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔

کھیتوں پر کام کرنے والے یہ آزاد لوگ خواہ کتنے ہی غریب ہیں لیکن وہ صنعتی زنجیروں میں اپنے آپ کو جکڑنا نہیں چاہتے۔ اور جب وہ ہلکی صنعتیں قائم کی جائیں گی جن کے قیام کی بڑی خواہش پائی جاتی ہے تو بلاشبہ یہ ایک بڑا دقت طلب مسئلہ ہوگا۔

مجھے اسکائی کا ایک واقعہ یاد پڑتا ہے جہاں سولھویں اور سترھویں صدی کی لڑائیوں کے دوران میں ایڈنبرا کا ایک باقاعدہ گروہ اس جگہ کے علاقوں پر اپنے جھوٹے وعدے ثابت کرنے کے لئے کھیتوں پر کام کرنے والوں کو دھوکا دے کر انہیں کوئی نشہ آور چیز کھلا کر جہازوں پر بٹھا دور دراز ملکوں کو لے جاتا تھا۔ اور اس دوران میں ان کی جھونپڑیوں کو آگ لگا دی جاتی تھی اور ان کی زمینیں چرالی جاتی تھیں۔

اس سے بحث نہیں کہ یہ واقعات کہاں تک صحیح ہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ اسکائی کے باشندے کئی بار پھاوڑے اور کدال لئے اور شہنائیاں بجاتے ہوئے آئے ہیں اور انہوں نے زمینوں پر اپنے دعوے پیش کئے ہیں۔ نئے مکانات کی

بنیادیں رکھی ہیں اور ان مکانوں کو کافی سے زیادہ مکمل کر لیا ہے (ان میں بعض بالکل عمدہ نہ تھے) کہ قانون کے پہنچنے نے انھیں آدبوچا اور اس سے پہلے کہ انہوں نے ان علاقوں کی دو فصلیں بھی کھائی ہوں قانون اپنا کام انجام دے چکا ہے۔

لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ آیونا کے لوگوں کی حالت کس قدر بہتر ہے ان کے کھیتوں کی تعداد ایک درجن کے قریب ہے اور سیاحوں سے انھیں تھوڑے بہت پیسے بھی مل جاتے ہیں۔ یہاں کے وہ تیرہ گھوڑے جو میں گن سکا ہوں اور بے شمار بھیڑ بکریاں کافی سمرد معلوم ہوتی ہیں۔ اس چار میل لمبے جزیرے کے دونوں طرف لمبی اور پتلی مشترکہ چراگاہیں واقع ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جنگ سے تباہ شدہ برطانیہ کے درمیان آیونا اگر ہر اعتبار سے نہیں تو بعض لحاظ سے تو ضرور ایک چھوٹا سا نخلستان معلوم ہوتا ہے ایسے زمانہ میں جبکہ برطانیہ میں دودھ کی اتنی قلت ہے ہمیں یہاں عمدہ سے عمدہ دودھ ملا۔ یہی نہیں بلکہ یہاں مکھن انڈے سب کچھ مل سکتے ہیں لیکن اگر آیونا اور مل کے درمیان کی آبنائے میں جس میں سے آیونا کے گھوڑوں اور دوسرے مویشیوں کو اکثر تیر کر آنا پڑتا ہے طوفان آیا ہوا ہو تو ڈاک نہیں آتی۔

یہاں آنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باقی دنیا سے ہمارا تعلق منقطع ہو گیا ہے بعض ایسی چیزیں جو اصل ملک میں افراط سے پائی جاتی ہیں مثلاً گدھا وہ یہاں ناپید ہیں۔ کچھ سال ہوئے آیونا میں ایک گدھا لایا گیا تھا مگر اب وہاں کوئی گدھا نہیں پایا جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ گدھا ساحل پر آیا تو کناروں میں چرتے ہوئے گھوڑے بھڑک کر گودی میں گر پڑے انہوں نے گدھا کبھی نہیں دیکھا تھا اور یہ ان کے لئے ایک بھوت سے کم نہ تھا۔ اس کے علاوہ گدھا باربرداری کے کام کے لئے بھی یہاں مفید ثابت نہ ہوا ممکن ہے سہمے ہوئے گھوڑوں نے گدھے کو بھی ڈرا دیا ہو۔

یہ باتیں دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے کی ہیں۔ جنگ کی وجہ سے یہاں بھی کچھ تبدیلیاں واقع ہو گئی ہیں یہاں کے تقریباً ایک درجن نوجوان جنگ پر گئے تھے اور ان میں سے ابھی تک ایک بھی واپس نہیں آیا ہے مجھے ایک دو ایسے چرواہوں سے ملنے کا موقع ملا جو ساحل کی پاسبانی کرنے والے سپاہیوں کی خاکی جیکٹیں پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے آبنائے میں تیرتی ہوئی سرنگوں کو رائفلوں سے اڑانے کے واقعات بیان کئے۔ ہوم گارڈ کے بیس سپاہی صبح شام گشت لگاتے تھے جنگ سے پہلے آیونا میں ٹویڈ کی قسم کا کپڑا بننے کے لئے صرف ایک ہی چلا ہا تھا لیکن آجکل وہاں کوئی جلاہا نہیں۔ ایک بھورے رنگ کے چوگوشیہ بادبانوں والی کشتی کے بجائے اب ایک موٹر بوٹ مسافروں کو لاتی اور لے جاتی ہے۔ یہاں آنے والے سیاحوں کی تعداد بہت کم ہے۔ گولف کا ایک ایسا قدرتی میدان جس سے بہتر میدان ملنا مشکل ہے یہاں بیکار پڑا ہے اور کوئی کھیلنے والا موجود نہیں۔

پرانی گرجا کی مرمت کا کام جاری ہے۔ یہ گرجا یہاں کے ہی پتھروں سے بنا ہے اور وہ پتھر ایسے ہی بے ترتیب ہیں جو پتھر کی دیواروں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کا رنگ گلابی اور ارغوانی ہے۔ گرجا کے صحنوں میں اسکاٹ لینڈ، آئرلینڈ، ناروے اور فرانس کے بادشاہ دفن ہیں یہاں ان کی کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور گھاس میں چھپی ہوئی، قبروں پر لگے ہوئے پتھر ان کی تائید کرتے ہیں یہی نہیں یہاں پر اس جنگ کے بھی آثار پائے جاتے ہیں۔ ان پرانی قبروں

بونا اور دیو

ایک پہاڑی پر ایک دیو رہا کرتا تھا۔ عادت و
وار میں وہ دوسرے دیوؤں کی طرح نہ تھا بلکہ بہت
نسار اور شریف تھا۔ پہاڑی سے کچھ فاصلہ پر ایک چھوٹی
جھونپڑی میں ایک بونا رہتا تھا۔ وہ اگرچہ بونا تھا
ن عالی خیال جنگجو اور بہادر تھا۔ ایک دن کا ذکر
ہے کہ دیو کا گذر بونے کی جھونپڑی کی طرف سے ہوا۔
نا جھونپڑی سے باہر بیٹھا ہوا اپنی ننھی سی تلوار کو پتھر
رگڑ رہا تھا۔ تلوار کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہو رہا تھا اور
ھی منہ میں گنگنا بھی جاتا تھا۔ اتنے میں اس کی نظر
بے تڑنگے دیو پر پڑی۔ وہ اتنے لمبے خوفناک دیو کو دیکھ
ر گھبرا سا گیا لیکن جلدی ہی اس نے بڑھ کر اس کو سلام
یا اور خیریت دریافت کی۔ دیو نے کہا "اللہ کا شکر
ہے۔ آپ سنائیے کیسے مزاج ہیں۔ بونے نے جواب
دیا "شکر ہے۔ آپ کی دعا ہے۔ باتوں باتوں میں
ونے نے پوچھا "آپ کہاں رہتے ہیں اور ادھر کیونکر
آنا ہوا" دیو نے کہا "میں یہاں سے کچھ فاصلہ پر ایک
ہاڑی پر رہتا ہوں اور میں آج اپنے ایک دشمن سے
بدلہ لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ بونے نے کہا۔ کیا آپ مجھے بھی اپنے
ساتھ لے جا سکتے ہیں" "نہیں میں اس وقت اکیلا ہی
جاؤں گا اور واپسی میں تم سے ضرور ملوں گا۔ یہ کہہ کر
دیو وہاں سے روانہ ہو گیا۔

دیو کے چلے جانے کے بعد بونا بہت رنجیدہ ہوا
اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ "بہادری دکھانے کا موقع تو آج
ہی تھا اور آج ہی میں اپنی بہادری نہ دکھا سکا۔ افسوس
پانچ چھ دن کے بعد دیو خیریت کے ساتھ واپس ہوا۔
بونے نے دیو سے پوچھا "کیا دشمن سے بدلہ لے لیا؟"
بدلہ کیا میں نے تو اس کو مار ڈالا ہے۔ دیو نے جواب دیا"
اچھا کیا کمبخت کو مار ڈالا میں ہوتا تو اس پاجی کا سر
کاٹ کر لاتا اور اپنے کمرے میں خوبصورتی کے لئے
لٹکا دیتا۔ بونے نے تلوار کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔"

چند دنوں میں بونے اور دیو میں بہت گہری دوستی
ہو گئی کبھی بونا دیو کے یہاں آجاتا کبھی دیو بونے کے یہاں آتا۔
ایک دن دونوں نے ایک دوسرے سے وعدہ لیا کہ کبھی ایک دوسرے کو
نہیں بھولیں گے اور نہ کبھی دوستی میں فرق آنے دیں
گے اور آڑے وقت میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

ایک دن دیو بونے کی جھونپڑی کے باہر
ہری ہری گھاس پر بیٹھا تھا کہ بونے نے دیو سے کہا۔
"اب ہم کو دنیا کا سفر کرنا چاہیئے اور اپنی بہادری کا
سکہ دنیا کے دلوں میں بٹھا دینا چاہیئے۔" دیو نے اس
خیال کی بہت تعریف کی اور مقررہ وقت پر اپنا اپنا
سامان لیکر ساتھ ساتھ ایک جنگل کو طے کرنے لگے۔
وہ کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ انھوں نے دیکھا کہ
دو یہودی چلے آرہے ہیں۔ بونا بہت خوش ہوا۔
جب یہ دونوں یہودی نزدیک آئے تو بونے
نے کہا "ہوشیار او بدذاتو ہوشیار۔ یہ کہکر بونے
نے اپنی پوری طاقت سے ایک یہودی پر تلوار کا وار

کیا جس سے یہودی کے صرف ایک خراش آئی لیکن وہ طیش میں لال پیلا ہوگیا اور اپنی تلوار نکال کر اس زور سے بونے کے ماری کہ بونے کا بایاں بازو کٹ کر الگ گرگیا۔ دہ تو بونے کو مارہی ڈالتا لیکن دیوآگے بڑھا اور دونوں یہودیوں کو مار ڈالا۔ بونا طیش میں تو تھا ہی فوراً بڑھ کر ایک یہودی کا سر کاٹ لیا اور پھر یہ دونوں بہادر خوش خوش اگلی مہم کے لئے چل پڑے۔

کچھ دیر چلنے کے بعد انھوں نے دیکھا کہ ایک طاقتور مرد ایک خوبصورت عورت کو ساتھ لئے چلا آرہا ہے۔ دیو نے بونے سے کہا کہ میں اس شخص کو ضرور مار ڈالوں گا اور اس سے یہ عورت چھین لوں گا لیکن بونے نے کہا کہ پہلا حملہ میں کروں گا۔ کچھ دیر کے بعد یہ دونوں مرد اور عورت تک پہنچ گئے۔ بونے نے فوراً ایک وار اس مرد پر کیا۔ بونے کی اس بدتمیزی پر مرد کو بہت غصہ آیا اور زور سے جو لات مارا کہ بیچارے بونے کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ دیو بڑھا اور مرد کو فوراً مار ڈالا۔ وہ عورت دیو کی بہادری پر بہت خوش ہوئی اور اس سے شادی کرلی۔ بونا اب بہت سٹپٹایا کیونکہ اب زخم سے اس کی تکلیف بڑھ گئی تھی۔

دونوں بہادر پھر آگے بڑھے لیکن اس مرتبہ دیو آگے تھا اور بونا پیچھے پیچھے کہ اتنے میں دیو نے بونے سے کہا " دیکھو وہ ڈاکوؤں کا گروہ آرہا ہے۔ بونے نے اپنی ایک آنکھ سے دیکھتے ہوئے کہا " ہاں آ تو رہے ہیں۔" دیو نے کہا " بس ابھی سے تھک گئے۔ بھائی بونے! واہ بڑے بہادر نکلے میاں کہیں شیر بھی ڈرتے ہیں تم تو بھر بہادر ہو" ان لفظوں سے بونے کے دل میں دوبارہ جوش پیدا ہوا اور وہ حملے کے لئے آگے بڑھا اور ڈاکوؤں پر فوراً حملہ کردیا۔ ڈاکوؤں کو بونے پر بہت ہنسی آئی وہ اس کو مارنا نہ چاہتے تھے لیکن ایک ڈاکو نے ایسا وار کیا کہ بونے کی ایک ٹانگ الگ جا پڑی۔ بونا زمین پر گرگیا اور درد سے کراہنے لگا۔ دیو نے بونے کو جلدی سے جیب میں رکھ لیا اور سب ڈاکوؤں کو مار کر اپنے دوست بونے کا بدلہ لیا۔

کچھ دن مرہم پٹی کرنے کے بعد بونا اس قابل ہوا کہ دیو اور لکڑی کے سہارے چل سکے۔ دیو نے کہا کہ چلو اب اور آگے چلیں اور اس سے بڑی فتح حاصل کریں لیکن بونے کو اب عقل آچکی تھی کہنے لگا " نا بھائی اب میں نہ لڑوں گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر فتح کے بعد عزت حشمت۔ دولت۔ شہرت اور بیوی تم پاتے ہو اور میں بیچارہ بس چوٹیں ہی چوٹیں۔ (ماخوذ)

محمد جمیل خاں سہارنپوری

میرے چند شوق بقیہ صفحہ ۲۱ کالم اول

میں نماز پابندی سے نہیں پڑھتی لیکن خدا کے فضل سے کٹر مسلمان ہوں۔

مجھے غریبوں اور محتاجوں سے بہت ہمدردی ہے اگر خدا نے کسی قابل کردیا تو میں اپنے غریب بھائی بہنوں کی مدد سے گریز نہیں کروں گی۔

آنسہ زہرہ جمال۔ ناگپور

میرے چند شوق

خط لکھنا۔ مجھے سب سے زیادہ شوق خط لکھنے کا ہے یہ شوق جنوں کی حد تک پہنچا ہوا ہے بعض سہیلیوں کو مجھ سے شکایت ہے کہ میں بہت جلدی جلدی خط لکھتی ہوں۔ وہ ایک کا جواب دینے نہیں پاتیں کہ دوسرا خط پہنچ جاتا ہے۔ میں خط صرف ریڈیو اسٹیشن پر یا سہیلیوں کو لکھتی ہوں مہینہ میں تقریباً دس گیارہ خط مختلف ریڈیو اسٹیشنوں پر اور بارہ تیرہ سہیلیوں کو لکھتی ہوں

ریڈیو سننا۔ ریڈیو سننے کا بھی خبط ہے تقریباً ہر پروگرام سنتی ہوں فلمی گانوں کی تلاش میں سوئی گھماتی رہتی ہوں مجھے اپنے ریڈیو سے بیحد محبت۔ اگر کبھی خراب ہو جاتا ہے تو مت پوچھئے کہ میری کیا حالت ہوتی ہے۔

تصویریں جمع کرنا۔ مجھے ایکٹرسوں اور بڑے بڑے آدمیوں کی تصاویر جمع کرنے کا بیحد شوق ہے۔

جانور پالنا۔ مجھے جانور پالنے کا بیحد شوق ہے لیکن ان کی دیکھ بھال سے گھبراتی ہوں۔

سہیلیاں بنانا۔ مجھے سہیلیاں بنانے کا بیحد شوق ہے۔ میری بہت سی سہیلیاں ہیں مجھے اپنی سہیلیوں اور کلاس کی سب لڑکیوں سے بیحد محبت ہے مجھے قلمی دوست بنانے کا بھی شوق ہے لیکن بدقسمتی سے پورا نہیں ہوا۔

کھانا پکانا۔ مجھے کھانے پکانے کا شوق ہے لیکن بہت کم پکاتی ہوں کیونکہ میرے ہاتھ جل جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ مجھے مذہبی اور قومی کاموں سے بھی بیحد دلچسپی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

ذرا ہنسئے

ایک لڑکا اپنے داخلہ کے لئے اسکول کے ہیڈ ماسٹر سے جا کر ملا۔ ماسٹر نے پوچھا تم یہاں کیسے آئے؟"

لڑکا:۔ یکہ سے۔

ماسٹر۔ بے وقوف میرا مطلب یہ ہے کہ تم یہاں کس غرض سے آئے ہو۔

لڑکا۔ میں اپنا داخلہ کرانا چاہتا ہوں۔

ماسٹر۔ تم کس کلاس میں آسانی سے چل سکتے ہو۔

لڑکا۔ میں ہر کلاس میں چل سکتا ہوں۔ بلکہ دوڑ بھی سکتا ہوں۔　　سعیدہ خاتون کراچی

(۱) ایک بہرے سے جو بینگن لئے ہوئے جا رہا تھا۔ کسی شخص نے کہا جناب آپ کے بال بچے تو اچھے ہیں۔ کہنے لگے گھر جا کر سب کا بھرتہ کرونگا۔

(۲) ماں (بیٹے سے) تم ہر وقت اپنی چھوٹی بہن سے لڑتے رہتے ہو شرم نہیں آتی۔

لڑکا۔ امی جان میں لڑائی پر جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے لڑنے کی مشق کر رہا ہوں۔

(۳) ایک مسافر کا گدھا کھو گیا۔ اس نے کسی دوسرے شخص کا گدھا پکڑ لیا۔ گدھے کے مالک کو خبر ہو گئی اس نے آتے ہی مسافر سے اپنا گدھا واپس لے لیا مسافر رونے لگا۔ تو مالک نے کہا کہ تیرا گدھا تھا یا گدھی۔ مسافر میرا گدھا تھا مالک۔ خیر دیکھ لے یہ تو گدھی ہے۔ مسافر وہ بھی کچھ ایسا بہت گدھا نہ تھا۔ بس یہی ہے

عقل کا امتحان

شہور ملکوں کے نام تلاش کرو:-

(۱) راماین ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب ہے۔
(۲) اُستانی نے جمیلہ سے روسیاہ کے معنی پوچھے تھے۔

نگی ہتھیاروں کے نام تلاش کرو۔ (۳) اُستانی
نجمہ سے کہا کہ اگر تم محنت کروگی تو پاس ہو جاؤگی
(۴) بمرولی الہ آباد کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے
(۵) رمیش روز گنگا میں تیرنے جاتا ہے۔
(۶) اس مہینہ میں بی کریمن کے حصہ میں کم اناج آیا تھا

صفیہ بانو۔ الہ آباد

شتہ بتاؤ۔ (۷) ایک عورت گود میں بچہ لئے ہوئے
ی کسی نے پوچھا یہ تمہارا کون ہے۔ اُس نے کہا۔
س کا باپ اس کا سسر، کہ جس کا باپ میرا سسر
بتاؤ یہ دونوں کون ہوئے۔ رضیہ فاطمہ بیجواڑہ

اؤ تو میں کون ہوں؟ (۸) میں آٹھ حرفوں سے
نتا ہوں۔ ہر جگہ آپ مجھے دیکھ لیتے ہیں۔ اور میں
سواری کے کام بھی آتا ہوں۔ بتاؤ تو میں کیا ہوں؟
یرا پہلا حرف انبالہ میں ہے۔ روہتک میں نہیں۔ دوسرا
رف لکھنؤ میں ہے۔ بریلی میں نہیں۔ تیسرا حرف آگرے
یں ہے دہلی میں نہیں۔ چوتھا حرف بمبئی میں ہے
دراس میں نہیں۔ پانچواں حرف جموں میں ہے کشمیر میں
نہیں۔ چھٹا حرف ہری پور میں ہے کانپور میں نہیں۔
ساتواں حرف اجمیر میں ہے متھرا میں نہیں۔ آٹھواں
حرف۔ زمین میں ہے آسمان میں نہیں۔ بتاؤ تو میں
کیا ہوں؟" عظمت بانو ڈھوم گڑھ

شہروں کے نام تلاش کیجئے۔ (۹) امی جان!
رخشندہ لیچیاں لے کر بھاگ گئی۔ (۱۰) شمیم اگر
ہمارے یہاں آئیں۔ تو شکایت کا ہے کی تھی (۱۱) یہ لو
زیب! جن ورقوں کو تم تلاش کر رہی ہیں۔ یہاں
پڑے ہیں (۱۲) زبین آرسی پہن رہی ہے۔

خورشید شبنم اعظم گڑھ

مغل بادشاہوں کے نام بتایئے:-

(۱۳) ا ش ش ب ب ا ن ہ ہ ر
(۱۴) م ن ی ہ ا د
(۱۵) ر ک ا ب۔
(۱۶) ز گ و ب ا ر ے ن
(۱۷) ی گ ر ج ہ ا ر ن
(۱۸) آ ج ن ش ہ ہ ا

صغرا بیگم بنت ایم عبدالعزیز ایران ملتان

جوابات

(۱) ہند (۲) روس (۳) توپ
(۴) بم (۵) تیر (۶) کمان (۷) بہن بھائی
(۸) ہوائی جہاز (۹) دہلی (۱۰) آگرہ
(۱۱) بجنور (۱۲) بنارس (۱۳) شہنشاہ بابر
(۱۴) ہمایوں (۱۵) اکبر (۱۶) اورنگ زیب
(۱۷) جہانگیر (۱۸) شاہجہاں

بر ۲۲

میرا روزانہ پروگرام

میں صبح ساڑھے سات بجے سو کر اٹھتی ہوں سب
پہلے وضو کر کے نماز پڑھتی ہوں پھر میری بڑی بہن جن
یں آپا جی کہتی ہوں ناشتہ تیار کرتی ہیں۔ ہم سب ساتھ
ہ کر آٹھ بجے ناشتہ کرتے ہیں اس کے بعد میں اپنے بال
نوارتی ہوں لباس تبدیل کرتی ہوں اور اپنی میز اور
بیں ٹھیک کرتی ہوں ساڑھے آٹھ بجے مسٹرس آتی
ب ان سے انگریزی وحساب پڑھتی ہوں۔ دس بجے
چلی جاتی ہیں اور میں اور میرے بہن بھائی کوئی کھیل
یلتے ہیں ساڑھے دس بجے مسٹرس کا دیا ہوا کام
تی ہوں بارہ بجے کھانا کھاتی ہوں۔ بارہ بجے سے
ڈھ بجے تک ریڈیو سنتی ہوں اس کے بعد ڈھائی بجے
ں دستکاری کرتی ہوں۔ ڈھائی بجے ظہر کی نماز ادا کرتی
ں تین بجے مولوی صاحب آتے ہیں ان سے اردو
ی اور قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہوں۔ چار بجے مولوی
ب چلے جاتے ہیں اور میں پانچ بجے تک گڑیوں سے
تی ہوں گھر کی صفائی کرتی ہوں سامان ٹھیک کرتی
ں پانچ بجے کے بعد ہنڈکلیا پکاتی ہوں۔ پکوان سے
خاص لگاؤ ہے جو کھانا ٹھیک پک جاتا ہے وہ میں
جی (والد صاحب) کی خدمت میں پیش کرتی ہوں اور
م پاتی ہوں چھ بجے میں اور میرے بہن بھائی بابو جی
ساتھ واک کرنے جاتے ہیں۔ سات بجے تک لوٹ آتے
واک کرنے کے بعد میں مولوی صاحب کا دیا ہوا کام
ہوں آٹھ بجے بابو جی کے ساتھ کھانا کھاتی ہوں۔ جو م

۲۳

میرا روزانہ پروگرام

میں روز صبح سات بجے اٹھتی ہوں دیر سے
اٹھنے کی وجہ سے نماز قضا ہو جاتی ہے اس لئے
قضا نماز پڑھتی ہوں اس کے بعد تھوڑی دیر تک
قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہوں۔ پھر کنگھی کر کے
ناشتہ کرتی ہوں اور استانی صاحبہ کا دیا
ہوا سبق یاد کرتی ہوں۔ تھوڑی دیر آرام کر کے سلائی
کرتی ہوں۔ پھر ظہر کی نماز پڑھ کر کھانا کھاتی اور سو جاتی
ہوں۔ تین بجے اٹھتی ہوں منہ ہاتھ دھو کر چائے وغیرہ
پیتی اور پھر عصر کی نماز پڑھتی ہوں پھر کسی قسم کا میٹھا
پکاتی ہوں پھر استانی صاحبہ تشریف لے آتی ہیں۔
ان کے پاس ایک گھنٹہ انگریزی پڑھتی ہوں۔ ان کے
جانے کے بعد کچھ دیر کشیدہ کاری کرتی ہوں مغرب
کی نماز پڑھ کر بھائیوں کو کہانی سناتی ہوں۔ کھانا
کھا کر عشا کی نماز پڑھتی ہوں اور پھر سہیلیوں کو خط
لکھتی ہوں۔ پھر رسالوں کا مطالعہ کرتی ہوں اس کے
بعد سو جاتی ہوں۔ آداب عرض

مس ستارہ جبیں۔ کلکتہ

---

۲۴ نو بجے شب کو نماز عشاء سے فارغ ہو کر رات کا
لباس پہنتی ہوں اور پھر یا تو ریڈیو سنتی ہوں یا
امی سے کوئی مزیدار کہانی سنتے سنتے مزے سے
سو جاتی ہوں۔ میری عمر دس سال کی ہے۔

شمیم آرا بیگم۔ مراد آباد

میرے بہن بھائی

بدر۔ یہ سب سے بڑے ہیں۔ عمر انیس سال۔ اس سال بی۔ ایس۔ سی۔ پاس کیا ہے۔ دبلے پتلے سنجیدہ مزاج نوجوان ہیں۔ طبیعت میں غصہ زیادہ ہے۔ نرم دل بھی ہیں۔ ذکی الحس ہیں اور اکثر کھوئے ہوئے سے رہتے ہیں۔ مطالعہ ان کا اہم شغل ہے۔ گو کہ نوکری بہت اچھی مل رہی ہے لیکن ان کا ارادہ تجارت کرنے کا ہے۔ چھوٹے بہن بھائیوں پر بہت رعب جما رکھا ہے۔ ان کا دائرہ احباب کافی وسیع ہے۔ کھیلوں میں بیڈمنٹن۔ گھوڑے کی سواری اور تیرنے سے خاص شوق ہے۔ گراموفون۔ ریڈیو سننے سے بھی بہت شوق ہے۔ اتنے قابل ہونے کے باوجود ان کا کمرہ کباڑیہ کی دوکان بنا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے بکس میں بہترین سے بہترین سوٹ بھی بری طرح ٹھسے رہتے ہیں۔

قمر۔ عمر صرف ۱۷ سال لیکن دیکھنے سے ۲۴ سال سے کم نہیں معلوم ہوتے۔ تندرستی بہت اچھی ہے۔ اس سال میٹرک پر ان کا پہلا حملہ ہوا جس میں ہر مضمون میں بری طرح فیل ہوئے۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود غزنوی بن کر رہیں گے۔ پڑھتے لکھتے بالکل نہیں ہیں لیکن ڈینگیں بہت مارتے ہیں فرماتے تھے۔ کہ سکنڈ ڈویژن کم از کم ضرور آؤں گا۔ پڑھنے لکھنے میں جتنے کمزور ہیں اتنے ہی فیشن میں آگے ہیں چوبیں گھنٹے ٹائی۔ کالر اور سوٹ میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو ان پر بیرسٹر کا دھوکا ہوتا ہے ادھر ادھر رعب ایسا جما رکھا ہے گویا کہ تھانیدار ہیں۔ ایکٹنگ اور گانے کے ماہر ہیں۔ گلا بھی اچھا پایا ہے۔ اکثر ڈراموں میں خوب پارٹ کیا ہے۔ فلمی دنیا کی انسائیکلوپیڈیا ہیں اور اسی میں ایکٹر ہونے کا ارادہ ہے۔ شاید ہی کوئی بدنصیب دن ہوگا جو یہ سینما نہ جاتے ہوں۔ بورڈنگ میں رہتے ہیں اور اسکول کے سارے ماسٹر ان سے نالاں ہیں شرارت میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں اور ہر ایک کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جیسے یہ ہیں ویسے ہی ان کے دوست ہیں

میں۔ پڑھتی ہوں لیکن کورس کی کتابیں کم اور رسالے افسانے زیادہ تر فطرتاً کاہل واقع ہوئی ہوں۔ یوں تو آنکھ صبح سویرے ہی کھل جاتی ہے لیکن کام سے دم چرائے بستر پر پڑی رہتی ہوں جب چائے سے سب لوگ فارغ ہو جاتے ہیں تو اٹھتی ہوں۔ باورچی خانہ کا معائنہ کرتی ہوں اور جو کچھ اپنے مطلب کی چیز ملتی ہے کھا لیتی ہوں۔ پھر اپنے تاریک کمرہ میں چلی جاتی ہوں جس میں ایک سہری بچھی ہے جو رسالوں اور کتابوں سے بھری رہتی ہے۔ کتابوں کے بیچ میں بیٹھ کر کسی رسالہ کے مطالعہ میں غرق ہو جاتی ہوں۔ لاکھ کوئی پکارے لیکن میں کھانے کے وقت سے پہلے نہیں اٹھتی۔ سب سے الگ جا کر دیگچی میں سے سالن

نکالتی ہوں اور اوپر کا تار زیادہ نکالتی ہوں۔ کھانے کے بعد پھر اپنے حجرہ میں بقول قمر بھائی مدفون ہوجاتی ہوں۔ اور شام سے پہلے باہر نہیں آتی ہوں چھوٹے بہن بھائیوں پر رعب بہت جماتی ہوں لیکن افسوس کہ وہ کہنے میں نہیں ہیں۔ نہاتی کم ہوں۔ میلے کپڑوں سے زیادہ شوق ہے کھانے میں بالائی بہت مرغوب ہے بلی اور مرغیاں پالنے کا خاص شوق ہے۔ چونکہ زیادہ تر بیٹھی رہتی ہوں اس لئے ماشاءاللہ خوب ہٹی کٹی ہوں۔ اکثر قمر بھائی سے لڑائی ہوجاتی ہے۔

بجی۔ اسکول میں پڑھتا ہے۔ پہلے تو پڑھنے سے شوق نہیں تھا لیکن اب ہوگیا ہے۔ دُبلا پتلا کالے رنگ کا بچہ ہے۔ اس لئے سب لوگ اسے بہت چڑاتے ہیں بہت چڑچڑے مزاج کا بچہ ہے لیکن باتونی بہت ہے۔ اور ذہین بھی ہے۔ قمر بھائی سے بہت لڑائی رہتی ہے اور وہ اس کو بہت سے ناموں سے چڑاتے ہیں مثلاً ڈھسری۔ توکی مہنت۔ کلوا وغیرہ وغیرہ۔ بات کو ہمیشہ کے لئے دل میں رکھ لیتا ہے لطیفہ گوئی اور مذاق طبیعت میں ہے۔ گانے کا بہت شوقین ہے اور بڑا اچھا نکتہ چین بھی۔

ریحانہ۔ گورے رنگ کی دُبلی پتلی لڑکی ہے۔ عمر ۸ سال ہے۔ ذہین غضب کی ہے لیکن اُتنی ہی شریر بھی ہے۔ بالکل ننھا مرچ کی طرح تیز وطرار مذاق اڑانے میں ماہر۔ گھوڑوں کی طرح دوڑتی کودتی پھرتی ہے اور کھانے پینے میں سب سے آگے رہتی ہے۔ ہر وقت منہ چلتا رہتا ہے اپنے آپ کو بہت ننھی سی سمجھتی ہے اور اٹھلا اٹھلا کر بولتی ہے۔ نئی نئی شرارتیں کرتی رہتی ہے۔

سلطانہ۔ ۵ سال کی سیدھی سادھی بھولی بھالی بچی ہے۔ اتنی مضبوط ہے کہ ریحانہ کو منٹوں میں مار لیتی ہے گھر کے کام کاج سے اس کو بڑی دلچسپی ہے۔ اور کچھ نہ کچھ کرتی رہتی ہے۔ اتنی باہمت ہے کہ مشکل سے مشکل کام بھی کرنے کو تیار رہتی ہے۔ دماغ اچھا ہے لیکن گنتی یاد نہیں ہوتی۔ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار ہے اور بوڑھیوں کی سی باتیں کرتی ہے۔ اپنی بساط سے زیادہ کام کرسکتی ہے۔ اپنے بہن بھائیوں سے بڑی محبت کرتی ہے۔ اس کو گڑیوں سے کھیلنے کا بہت شوق ہے۔

نسیمہ۔ سب سے چھوٹی ہے۔ بڑی چنچل اور شریر ہے۔ ابھی بولنا نہیں آتا۔ لیکن اشاروں سے سب باتیں کرلیتی ہے۔ ضدی بلا کی ہے۔ پیار سے کوئی بات کہو تو مان لیتی ہے ورنہ نہیں۔ بہت تنک مزاج ہے۔ اگر کوئی اُسے پنکھا جھلے تو چڑ جاتی ہے مٹی سے کھیلنے کی بڑی شوقین ہے۔ اس لئے اس کے کپڑے بڑی جلدی میلے ہوجاتے ہیں چٹپٹی چیزیں مثلاً مرچ۔ کھٹائی۔ بوٹی۔ وغیرہ اس کو مرغوب ہیں۔ اکثر جھوٹ موٹ رونے لگتی ہے اور پھر ایک دم سے ہنس پڑتی ہے۔ اس کے بہت سے لقب ہیں مثلاً کوکو، بلّا، بچہ، بھوٹانی وغیرہ۔ جھولا جھولنا اس کا اہم شغل ہے

حفیہ فیض۔ کٹھور

میرے بہن بھائی

بدر۔ یہ سب سے بڑے ہیں۔ عمر انیس سال۔ اس سال بی۔ ایس۔ سی۔ پاس کیا ہے۔ دبلے پتلے سنجیدہ مزاج نوجوان ہیں طبیعت میں غصہ زیادہ ہے۔ نرم دل بھی ہیں۔ ذکی الحس ہیں اور اکثر کھوئے ہوئے سے رہتے ہیں۔ مطالعہ ان کا اہم شغل ہے۔ گو کہ نوکری بہت اچھی مل رہی ہے لیکن ان کا ارادہ تجارت کرنے کا ہے۔ چھوٹے بہن بھائیوں پر بہت رعب جما رکھا ہے۔ ان کا دائرہ احباب کافی وسیع ہے۔ کھیلوں میں بیڈمنٹن۔ گھوڑے کی سواری اور تیرنے سے خاص شوق ہے۔ گراموفون۔ ریڈیو سننے سے بھی بہت شوق ہے۔ اتنے قابل ہونے کے باوجود ان کا کمرہ کباڑیہ کی دوکان بنا رہتا ہے حتّٰی کہ ان کے بکس میں بہترین سے بہترین سوٹ بھی بری طرح ٹھسے رہتے ہیں۔

قمر۔ عمر صرف ۱۶ سال لیکن دیکھنے سے ۲۰ سال سے کم نہیں معلوم ہوتے۔ تندرستی بہت اچھی ہے۔ اس سال میٹرک پر ان کا پہلا حملہ ہوا جس میں ہر مضمون میں بری طرح فیل ہوئے۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود غزنوی بن کر رہیں گے۔ پڑھتے لکھتے بالکل نہیں ہیں لیکن ڈینگیں بہت مارتے ہیں فرماتے تھے کہ سکنڈ ڈویژن کم از کم ضرور آؤں گا۔ پڑھنے لکھنے میں جتنے کمزور ہیں اتنے ہی فیشن میں آگے ہیں چوبیس گھنٹے ٹائی۔ کالر اور سوٹ میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو ان پر بیرسٹر کا دھوکا ہوتا ہے ادھر ادھر رعب ایسا جما رکھا ہے گویا کہ تھانیدار ہیں۔ ایکٹنگ اور گانے کے ماہر ہیں۔ گلا بھی اچھا پایا ہے۔ اکثر ڈراموں میں خوب پارٹ کیا ہے۔ فلمی دنیا کی انسائیکلوپیڈیا ہیں اور اسی میں ایکٹر ہونے کا ارادہ ہے۔ شاید ہی کوئی بدنصیب دن ہوگا جو سینما نہ جاتے ہوں۔ بورڈنگ میں رہتے ہیں اور اسکول کے سارے ماسٹر ان سے نالاں ہیں شرارت میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں اور ہر ایک کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جیسے یہ ہیں ویسے ہی ان کے دوست ہیں

میں۔ پڑھتی ہوں لیکن کورس کی کتابیں کم اور رسالے افسانے زیادہ تر فطرتاً کاہل واقع ہوئی ہوں۔ یوں تو آنکھ صبح سویرے ہی کھل جاتی ہے لیکن کام سے دم چرائے بستر پر پڑی رہتی ہوں جب چائے سے سب لوگ فارغ ہو جاتے ہیں تو اٹھتی ہوں۔ باورچی خانہ کا معائنہ کرتی ہوں اور جو کچھ اپنے مطلب کی چیز ملتی ہے کھا لیتی ہوں۔ پھر اپنے تاریک کمرہ میں چلی جاتی ہوں جس میں ایک مسہری بچھی ہے جو رسالوں اور کتابوں سے بھری رہتی ہے۔ کتابوں کے بیچ میں بیٹھ کر کسی رسالہ کے مطالعہ میں غرق ہو جاتی ہوں۔ لاکھ کوئی پکارے لیکن میں کھانے کے وقت سے پہلے نہیں اٹھتی۔ سب سے الگ جا کر دیگچی میں سے سالن

نکالتی ہوں اور اوپر کا تار زیادہ نکالتی ہوں۔ کھانے کے بعد پھر اپنے حجرہ میں بقول قمر بھائی مدفون ہوجاتی ہوں اور شام سے پہلے باہر نہیں آتی ہوں۔ چھوٹے بہن بھائیوں پر رعب بہت جاتی ہوں لیکن افسوس کہ وہ کہے میں نہیں ہیں۔ نہاتی کم ہوں۔ میلے کپڑوں سے زیادہ شوق ہے کھانے میں بالائی بہت مرغوب ہے بلی اور مرغیاں پالنے کا خاص شوق ہے۔ چونکہ زیادہ تر بیٹھی رہتی ہوں اس لئے ماشاء اللہ خوب ہٹی کٹی ہوں۔ اکثر قمر بھائی سے لڑائی ہوجاتی ہے۔

بجی - اسکول میں پڑھتا ہے۔ پہلے تو پڑھنے سے شوق نہیں تھا لیکن اب ہوگیا ہے۔ دُبلا پتلا کالے رنگ کا بچہ ہے۔ اس لئے سب لوگ اسے بہت چڑاتے ہیں بہت چڑچڑے مزاج کا بچہ ہے لیکن باتونی بہت ہے۔ اور ذہین بھی ہے۔ قمر بھائی سے بہت لڑائی رہتی ہے اور وہ اس کو بہت سے ناموں سے چڑاتے ہیں مثلاً ڈھسری۔ نوکی مہنت۔ کلوا وغیرہ وغیرہ۔ بات کو ہمیشہ کے لئے دل میں رکھ لیتا ہے لطیفہ گوئی اور مذاق طبیعت میں ہے۔ گانے کا بہت شوقین ہے اور بڑا اچھا نکتہ چین بھی۔

ریحانہ - گورے رنگ کی دُبلی پتلی لڑکی ہے۔ عمر ۹ سال ہے۔ ذہین غضب کی ہے لیکن اتنی ہی شریر بھی ہے۔ بالکل ننتیا مرچ کی طرح تیز وطرار مذاق اڑانے میں ماہر۔ گھوڑوں کی طرح دوڑتی کودتی پھرتی ہے اور کھانے پینے میں سب سے آگے رہتی ہے۔ ہر وقت منہ چلتا رہتا ہے اپنے آپکو بہت ننھی سی سمجھتی ہے اور اٹھلا اٹھلا کر بولتی ہے۔ نئی نئی شرارتیں کرتی رہتی ہے۔

سلطانہ - ۵ سال کی سیدھی سادھی بھولی بھالی بچی ہے۔ اتنی مضبوط ہے کہ ریحانہ کو [illegible] میں مار لیتی ہے گھر کے کام کاج سے اس کو [illegible] ہے۔ اور کچھ نہ کچھ کرتی رہتی ہے۔ اتنی باہمت ہے کہ مشکل سے مشکل کام بھی کرنے کو تیار رہتی ہے۔ دماغ اچھا ہے لیکن گنتی یاد نہیں ہوتی۔ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار ہے اور بوڑھوں کی سی باتیں کرتی ہے۔ اپنی بساط سے زیادہ کام کرسکتی ہے۔ اپنے بہن بھائیوں سے بڑی محبت کرتی ہے۔ اس کو گڑیوں سے کھیلنے کا بہت شوق ہے۔

نسیمہ - سب سے چھوٹی ہے۔ بڑی چلبلی اور شریر ہے۔ ابھی بولنا نہیں آتا لیکن اشاروں سے سب باتیں کرلیتی ہے۔ ضدی بلا کی ہے۔ پیار سے کوئی بات کہو تو مان لیتی ہے ورنہ نہیں۔ بہت تنک مزاج ہے۔ اگر کوئی اسے پنکھا جھلے تو چڑ جاتی ہے مٹی سے کھیلنے کی بڑی شوقین ہے۔ اس لئے اس کے کپڑے بڑی جلدی میلے ہوجاتے ہیں چٹپٹی چیزیں مثلاً مرچ۔ کھٹائی۔ بوٹی۔ وغیرہ اس کو مرغوب ہیں۔ اکثر جھوٹ موٹ رونے لگتی ہے اور پھر ایک دم سے ہنس پڑتی ہے۔ اس کے بہت سے لقب ہیں مثلاً کوکو، بلّا، بچہ، بھوٹانی وغیرہ۔ جھولا جھولنا اس کا اہم شغل ہے

حفیہ فیض - کھٹور

میرے بھانجے اور بھانجیاں

یہ نئے قسم کے لوگ ہیں ہیں تو کل چار لیکن گھر سر پہ اٹھا رکھتے ہیں سب آپ کے سامنے ہیں لیجئے ان بڑے صاحبزادے سے ملیئے۔

۱۔ آپ ہیں میاں اشتیاق۔ آپ کو دیکھ کر پڑھنا شروع کر دیں گے حالانکہ طبیعت کسِ کی لگتی ہے۔ آنکھیں کتاب پر ہیں لیکن دل میں کوئی شرارت سوجھ رہی ہو گی۔ پانچویں درجے میں ہیں بڑے صاف ستھرے انسان ہیں۔ گھر پر ہندوستانی ہیں اور باہر جا کر انگریز بن جاتے ہیں بازار جاتے ہیں قمیص پتلون اور ہیٹ میں آدھے ہندوستانی اور آدھے انگریز معلوم ہوتے ہیں۔ بڑی نازک آواز پائی ہے جیسے دُور نیلے آسمان میں کئی چیلیں ایک ساتھ چیخ رہی ہوں۔ جو بھی ہو ہیں بہت سعادتمند، تمیز دار اور ذہین۔ بڑوں کا حکم ماننا ان کی فطرت اور مہذب طریقے سے گفتگو کرنا ان کی عادت ہے۔ رہ گئی شرارت تو وہ بالکل عجیب قسم کی ہوتی ہے۔

۲۔ یہ دوسرے صاحب جو بیٹھے آہستہ آہستہ مسکرا رہے ہیں ریاض میاں ہیں۔ آپ کو دیکھ کر سہم جائیں گے لیکن آپ کے جانے کے بعد پھر وہی حرکتیں یعنی یہ کہ موقع ملا اور کسی کے چٹکی لے لی۔ یہ ان کے لئے محض مذاق ہے لیکن ان کو ڈانٹئے گا نہیں ورنہ ابھی بڑے بڑے آنسو نکلنے لگیں گے۔ اور آپ کو ہر رنگ کی قمیص بنوا دینے کا وعدہ کرنا ہو گا۔ گھر بھر میں سب سے زیادہ ذہین بچہ ہے لیکن بہت کم پڑھنے والا۔ ادھر اسکول کے ماسٹر صاحب نے کان گرم کر دیئے تھے اور کچھ چچا جان کی ہونے والی دعوت (جو پاس ہونے والے بچوں کو دی جائے گی) کا خیال۔ محنت کرنے لگے ہیں۔ آپ نے بھائی جان سے پڑھنا شروع کیا۔ وہ نہ جانے کیوں ان کی ذہانت سے بہت زیادہ مرعوب ہوئے۔ لیجئے ان کے لئے "نونہال" منگایا جانے لگا اور ان کے انتظار کا یہ عالم کہ خواب میں بھی 'نونہال' نظر آتا ہے کبھی مزے میں ہوں گے تو کام کر دیں گے۔ اپنی کتابیں الماری میں رکھ دیں گے "نونہال" دوسروں کو پڑھنے کو دیدیں گے لیکن اگر کسی نے "ٹا بو" کہہ یا تو یا تو بہت ہی خاموش مسکراہٹ دیکھئے گا یا تیوری پر بل اچھا۔ اب ریاض میاں خفا ہو رہے ہیں آئیے دوسرے سے ملیں۔

۳۔ یہ قایم میاں ہیں۔ اسلامیہ اسکول میں پڑھنے کا اثر دیکھئے۔ آپ سے ملتے ہی سلامُ علیکم کہیں گے لیکن نہ سمجھئے گا کہ یہ ایسے ہی معصوم ہیں جیسے دکھائی دیتے ہیں۔ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں جس پہ تعجب بھی ہوتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے ان کا اسکول بھائی جان کے حلقے میں نہیں لیکن شرارت سنیئے۔ لڑکوں اور ماسٹروں سے کہنے لگے "اب ایک دن اچھے ابا یہاں معائنہ کرنے آئیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ لڑکوں کو مارنا منع ہے" بس پھر کیا تھا۔ اسکول سے غائب رہنا، لڑکوں پر رعب گانٹھنا۔ اسکول میں سو جانا وغیرہ تو معمولی

میری سہیلیاں

افسری بانو۔ لمبے قد کی پتلی دبلی خوش مزاج لڑکی ہیں۔ بہت ملنسار ہیں۔ خوب باتیں کرتی ہیں۔ کھانا پکانے اور خانہ داری کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتی ہیں۔ آج کل کی فیشن پرست لڑکیوں میں سے نہیں ہیں۔ بہت سادہ رہتی ہیں۔ بیشتر تفریح کی شوقین ہیں۔ پڑھانے کا بھی بہت شوق ہے۔ اپنے گھر چھوٹا سا مکتب کھول رکھا ہے۔ جہاں محلہ کی بہت سی لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ حساب میں تیز ہیں کبھی کبھی ہم سے خفا بھی کر دیتی ہیں لیکن بہت ہی جلد منا بھی لیتی ہیں۔ بنات کا مطالعہ شوق سے کرتی ہیں چھوٹے بہن بھائیوں کے لئے بہت شفیق ہیں۔ ہم سے بہت محبت رکھتی ہیں۔

شفق بانو۔ یہ افسری کے برعکس بہت سنجیدہ ہیں۔ بغیر ضرورت کسی سے بات نہیں کرتیں۔ زیادہ تر خاموش ہی رہتی ہیں۔ اسی لئے ہم انھیں فل اسٹاپ کہتے ہیں۔ ذہین بہت ہیں لیکن محنت ذرا کم کرتی ہیں۔ انگلش میں تیز ہیں۔ دستکاری کا بہت شوق ہے۔ کھانا اچھا پکا لیتی ہیں لیکن دلچسپی نہیں لیتیں۔ طبیعت سادگی پسند ہے فیشن سے رغبت نہیں۔ چھوٹے بہن بھائیوں سے نہیں بنتی لیکن سہیلیوں کو ناراض کرنا نہیں جانتیں

مہربانو۔ ادیب فاضل ہیں فیضن ایف کی ہیں اور قدرے شریر بھی۔ عصمت کی خریدار ہیں۔ ان کے مضامین و افسانے اکثر رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ شاعری سے بہت دلچسپی ہے۔ ریڈیو سے تو گویا عشق ہے م ع

میری سہیلی

میری سہیلی کا نام رشیدہ بیگم ہے۔ عمر سولہ سال ہے۔ مجھے اُس سے حد درجہ محبت ہے۔ وہ بھی مجھے دل سے چاہتی ہے۔ لیکن اُس میں غصہ بہت ہے۔ ذرا سی بات پر مہینوں خفا رہتی ہے۔ وعدہ کرکے بھول جاتی ہے جب اُسے اس کا وعدہ یاد دلایا جائے تو پھر معافی مانگنے لگتی ہے۔ نماز روزہ کی بہت پابند ہے۔ شاہنامہ حفیظ پڑھنے کی بہت شوقین ہے۔ مجھ سے کسی وجہ سے ایسی ناراض ہوئی ہے کہ منے میں نہیں آتی۔ اور اپنی نئی سہیلی شریف بیگم کے دھیان میں لگی رہتی ہے۔ ممکن ہے یہ سطریں پڑھنے کے بعد اس کا دل میری طرف سے صاف ہو جائے، کیوں کہ میں اسے جان سے بھی زیادہ عزیز جانتی ہوں۔

نزہت لطیف اسلم جالندھری

م ع آپ کا حلقۂ ملاقات وسیع ہے۔ سینے۔ پکانے میں ہوشیار ہیں۔ مطالعہ کا ذوق ہے۔ میری عزیز سہیلی ہیں۔ گانا نہیں جانتیں۔ لیکن گنگناتی رہتی ہیں۔ اکثر دوسروں کو بنانے کی کوشش میں خود بن جاتی ہیں۔ لیکن برا نہیں مانتیں۔ نماز پابندی سے پڑھتی ہیں۔

خورشید شبنم۔ اعظم گڑھ

پہیلیاں

(۱)

لال نبیر بھری کمان توبہ توبہ کرے پٹھان

(۲)

ایک لوک اور تولہ پانی کہہ دے سب دُنیا کی کہانی

(۳)

نہ تھکے نہ سوئے ہر وقت روئے

رؤفہ حق ڈالٹن گنج

(۴)

نبیرے بازوں کی بہت سے لشکر

سبھوں نے ایک پٹلے میں باندھی ہے کمر

جس طرف بھی و...ک رُخ کرتے ہیں

دم بھر میں گھر کو صاف کرتے ہیں۔

رضیہ فاطمہ بنجورہ

جوابات

(۱) مرچ (۲) قلم اور روشنائی (۳) گھڑی

(۴) جھاڑو۔

ہنڈکلیا

تازے چنوں کے پراٹھے:۔ اشیاء۔ دال سبز چنوں کی ایک سیر۔ میدہ پاؤ بھر۔ بالائی پاؤ بھر دہی پاؤ بھر۔ گھی آدھ سیر۔ چھوٹی الائچی چھ ماشہ۔ زعفران دو ماشہ۔ نمک تین تولہ۔ ترکیب:۔ دال کو خوب باریک پیس کر اس میں میدہ۔ بالائی۔ زعفران۔ دہی۔ الائچی۔ نمک ملا کر گوندھ لیں اور چپاتی کی طرح پکائیں اور بیچ میں چھید کرکے گھی بھر دیں۔

شکر قند کے پراٹھے:۔ اشیاء۔ شکر قند سُرخ ایک سیر۔ میدہ پاؤ بھر گھی ڈیڑھ پاؤ۔ نمک دو تولہ۔ ترکیب:۔ شکر قند اُبال کر چھیل ڈالیں۔ اور خوب اچھی طرح مسل کر میدہ ملا دیں اور پھر گوندھیں۔ پھر میدہ کے پراٹھے کی طرح توے پر پکائیں۔ اگر میٹھے منظور ہوں تو تین پاؤ شکر کا شیرہ کرکے اس میں گوندھیں نمک نہ ڈالیں بہت لذیذ ہوں گے اگر اوپر بھی گھی لگایا جائے تو بہتر ہے۔

سیدہ ساجدہ بیگم الہ آبادی

آلو کی چٹنی:۔ آلو ایک سیر۔ شکر ایک سیر۔ ادرک ایک چھٹانک۔ سُرخ مرچ ایک چھٹانک۔ نمک بقدرِ ضرورت۔ ایک تولہ کلونجی۔ لہسن ایک چھٹانک کشمش۔ آدھا پاؤ۔ چھوارے آدھا پاؤ۔ سرکہ یا عرق نعناع حسب ضرورت۔ ترکیب۔ آلو کو کدوکش میں کس لیں۔ اور شکر کی چاشنی بنا کر اس میں کسے ہوئے آلو ڈالدیں۔ یاد رکھئے کہ ادھ کچی چاشنی میں آلو ڈالے جائیں پھر اس میں سب چیزیں باریک کاٹ کر ملا دیں اور چولھے پر دھیمی آنچ میں پکائیں پھر چولھے پر سے اتار کر کلونجی ڈالیں۔ اگر چولھے پر ہی کلونجی ڈالدی جائے گی تو چٹنی کالی ہو جائے گی۔ پک جانے کے بعد ایک مرتبان میں بھر لیں اور اس میں سرکہ یا عرق نعناع شامل کر دیں انشاء اللہ ایک سال تک خراب نہ ہوگی۔

مسز ممتاز الحق صدیقی بھوپال

عجائب خانہ

سیدھے دریا۔ ٹنڈرا میں ایک دریا لینا نامی ہے۔ اپنے آخری آٹھ سو میل کے طول میں بالکل سیدھا بہتا ہے کہیں ذرا بھی خم اس میں نہیں پڑتا۔ دریائے وا لگا بہت لمبا دریا ہے اور اس کے راستہ میں اس میں بہت سے نہروں کے سے پھیلاؤ آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کمی شیں اور زار ٹرانا کے درمیان ہے۔ اس کی لمبائی ڈیڑھ سو میل ہے اور یہ حصہ بالکل سیدھا بہتا ہے۔ ذرا سا بھی خم کہیں نظر نہیں آتا۔ دریائے نیل میں بھی کئی لمبے لمبے بالکل سیدھے بہاؤ آتے ہیں لیکن یہ دریا اپنی مستقیم دھارے کے لئے مشہور نہیں بلکہ اسے اپنے بڑے بڑے پھندوں کی سی دھاروں کے لئے شہرت حاصل ہے۔ برما میں دریائے سالوین میں سیدھا دریا ہے اپنے بارہ سو میل کی دھار میں اس کا راستہ سیدھا ہی سا ہے۔ دریائے یردن گو چھوٹا ہے۔ لیکن جھیل گلیل سے بحیرہ مردار تک بالکل سیدھا بہا چلا جاتا ہے۔

حیوانات میں نظم و اخلاق یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا حیوانوں اور کیڑوں میں ایسا انتظام اور اخلاق پایا جاتا ہے جس سے وحشی تو وحشی مہذب آدمی بھی سبق لے؟ اس کا جواب آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔ ہاں دور کیوں جاؤ۔ چیونٹیوں کو لو ان کا نظام تمدن بہت پیچیدہ ہے مگر بڑی کامیابی سے کام کر رہا ہے اور یہ بات انسانی نظام میں نہیں پائی جاتی کہ کمال بھی ہو اور کامیابی ہو۔ ترتیب صفائی بچوں کی دیکھ بھال تقید ضروریات کا انتظام اور جنگی نظم وضبط میں اس قدر کمال پایا جاتا ہے کہ کوئی انسانی نظام ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کے پاس غلام بھی رہتے ہیں مگر وہ ان سے بڑی مہربانی اور توجہ سے پیش آتی ہیں اور خطرہ کے موقع پر لڑاکا چیونٹیاں ان کی حفاظت بھی کرتی ہیں۔

کیا آپ شہد کی مکھیوں کو بھول گئے ہیں؟ سبحان اللہ! کتنا زبردست انتظام ہے کسی قسم کی نفسانیت نہیں پائی جاتی۔ ایثار اور خدمت کی صحیح تصویر دیکھنا ہو تو ان کے چھتے کا مطالعہ کیجئے۔ اچھا۔ آپ نے اُود بلاؤ کی زندگی کا بھی کبھی مطالعہ کیا ہے۔ انتظام و باہم ربط وضبط کی وہ بھی نہایت عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔ گرمیوں میں وہ تن تنہا زندگی بسر کرتا ہے مگر جاڑوں کے آتے ہی وہ گروہ کی صورت میں جمع ہو جاتے ہیں تعمیر شروع ہو جاتی ہے مکانات بنتے ہی ذخیرے جمع کئے جانے لگتے ہیں اور ہر ایک کو سب کے مفاد اور بہبود کا خیال سب سے زیادہ پیش نظر رہتا ہے اس کی اس مشترک اور باہم میل جول کی زندگی پر ہم بجا طور سے رشک کر کے سر دھن سکتے ہیں۔!

چھوٹے بڑے کنبے۔ ہم قاعدہ کے طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ چھوٹے کنبوں سے بڑے لوگ نکلتے ہیں یا بڑے کنبوں سے مشہور آدمی پیدا ہوا کرتے ہیں تاریخ عالم پر نظر ڈالنے سے یہ نظر آتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے کنبوں سے بڑے بڑے مشہور اور کامیاب آدمی دنیا کے سامنے آئے۔ نیوٹن۔ سوفٹ۔ رچرڈ سٹیل ہومیس۔ وال پول۔ البرفورس۔ ساؤدی۔ بائرن رسکن اور آر ایل سٹیون سن یا تو اکلوتے

بیٹے تھے یا چھوٹے سے کنبوں کے افراد تھے۔ دوسری قوموں میں سے بھی ایسی ہی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں اس کے بالمقابل بڑے بڑے کنبوں میں سے بھی مشہور آدمی نمودار ہوئے ہیں۔ سر جوشوا رنیلڈز کے گیارہ بھائی بہنیں تھیں۔ تشریح الابدان کے بڑے ماہر جون ہنٹر کے دس بچے تھے۔ ٹیلسن پانچ بھائی بہنوں میں سے ایک اور لارڈ کوچنر سات میں سے ایک تھا۔ ڈیوک آف ولنگٹن بھی کئی میں سے ایک تھا۔ ان میں سے چار نے اپنی کوششوں سے دارالامراء تک ترقی کی۔

ان مثالوں سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ چھوٹے کنبوں میں سے لکھنے والے سوچ بچار کرنے والے اور سائنسداں بڑے پایہ کے نکلتے رہے ہیں اور بڑے کنبوں سے عملی آدمی برآمد ہوئے۔ اگر دنیا بھر کے اعداد و شمار جمع کئے جائیں اس نتیجہ کو بخوبی ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ یہ قدرتی بات ہے کہ اکیلا بچہ سوچ بچار یعنی فلسفہ کی طرف جائے اور زیادہ تعداد سے شور و غل میں بڑے سپاہی اور ملاح پیدا ہوں۔

اندھا سپہ سالار۔ بوہیمیہ میں ایک جرنیل گذرا ہے جس کا نام جون زسکا تھا۔ وہ ۱۳۶۰ء سے ۱۴۲۴ء تک زندہ رہا۔ وہ اندھا تھا اور اس نے باوجود اتنی زبردست رکاوٹ سے بڑی بڑی جنگی کامیابیاں حاصل کیں۔ اس کی اس کمزوری کا ذرا بھی اثر اس کی دماغی قابلیت طاقت اور چستی پر نہ تھا۔ جب ہوسیوں نے روم کی مطلق العنانی کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی تو ان کی سپاہ کی کمان اسے دی گئی اور اس نے محض اپنے فوجی انتظام سے اپنے بکھرے ہوئے ہجوم کو زبردست لشکر کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ اس جنگ سے پہلے جب وہ پولینڈ کی طرف سے لڑ رہا تھا تو اس کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ سنہ ۱۴۲۱ء میں وہ ربی کا محاصرہ کر رہا تھا کہ اس کی دوسری آنکھ بھی رخصت ہوئی۔ اندھا ہونے کے بعد وہ گاڑی میں سفر کرتا اور اس کے افسر زمین کا جو حال بیان کرتے اس کے مطابق وہ لشکر کی ترتیب دیتا۔ اس حال کو سنتے وقت وہ غلط ہونے کی صورت میں صحیح کرتا۔ اور اس میں اپنے وسیع علم کی وجہ سے اضافہ کرتا۔ اسے بوہیمیا کی زمین کا پورا پورا حال معلوم تھا اور اس کی یادداشت غضب کی تھی اور اسی سے وہ ان معاملات سے عہدہ برآ ہوا کرتا تھا۔ درمیانی زمانہ کا وہ بلاشبہ بڑا زبردست سپہ سالار تھا لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ وہ نہایت بے رحم بھی تھا۔ گو وہ مذہب کی طرف سے تلوار کھینچا کرتا تھا مگر وہ اپنے ملک کے لئے ایک زبردست لعنت اور مصیبت کا حکم رکھتا تھا۔ محمد ظفر

اُستانی لاثانی

جھرّیوں کا انسداد - آج کل چہرہ پر پوڈر لگانے کا رواج بڑھتا جاتا ہے حالانکہ یہ کوئی اچھا شوق نہیں محض یورپ و امریکہ کی تقلید ہے اور ہم لوگ اُن کی نقل سے خوش ہوتے اور اتراتے ہیں جب یہ شوق پھیل ہی رہا ہے تو اس کے لوازمات اور دیگر تدابیر کا اختیار کرنا بھی نہایت ضروری ہے ورنہ نادانستہ رنگ و رُوپ اور جلد کو ایسا نقصان پہنچ جاتا ہے کہ بعد میں سر پکڑ کے رونے کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہتی۔

پوڈر بازی چہرہ میں جھرّیاں پیدا کر دیا کرتی ہے۔ اس کے روک تھام کی شکل یہ ہے کہ رات کو بستر پر لیٹنے سے پہلے پوڈر کا ذرہ ذرہ ہٹا دیا جائے تاکہ جلد میں ہوا اندر جانے اور باہر آنے کے لئے بالکل کھلی رہے یعنی جلد بخوبی سانس لے سکے۔ یہ عام طور سے معلوم ہے کہ جو پوڈر رات کے وقت بے پروائی سے جلد پر رہ جاتا ہے جھرّیاں پیدا کر دیتا ہے۔

سردیوں میں یہ احتیاط رکھیں کہ مُنہ دھوتے ہی باہر ٹھنڈ میں نہ نکلیں اور اسی طرح یہ مناسب ہے کہ جب باہر سے اندر آئیں تو ذرا ٹھیریں اور کچھ دیر بعد مُنہ دھوئیں۔ اگر اُسی وقت آپ دھونا چاہتے ہیں تو ٹھنڈے پانی سے دھوئیں اور بیس منٹ انتظار کریں تاکہ جلد کو اتنا وقت مل جائے کہ بخوبی گرم ہو جائے۔ اس کے بعد آپ گرم پانی اور صابن سے چہرہ دھو سکتے ہیں۔ سردیوں میں جلد پر صابن کا ذرا بھی نشان باقی نہ رہنے دیں ورنہ جلد پھٹ جائے گی۔ جن کے ہاتھ مُنہ سردیوں میں پھٹ جایا کرتے ہیں اُنھیں اس کی خاص احتیاط کرنی چاہیئے۔ ایسے آدمیوں کو سردیوں کے شروع ہونے سے پہلے ہی اپنے حسب پسند کوئی لوشن یا کریم استعمال کرنا شروع کر دینا چاہیئے جس سے جلد کو سکون حاصل ہوتا ہو۔

اِن طریقوں سے جلد اچھی حالت میں رہتی ہے اور جھرّیاں نہیں پڑنے پاتیں۔

المونیم کی صفائی - جب کوئی المونیم کا برتن بدرنگ یا خراب ہو جائے تو ہر ۱ ۱/۴ چھٹانک پانی میں ایسڈ کرسٹلز Acid crystals کا ایک چمچہ ملائیں یہ پانی اس برتن میں بھرا جائیگا یعنی برتن میں پانی ڈال کے تیزاب کی قلمیں گھولیں۔ چھوٹی رکابیاں ہوں تو بڑے برتن کے اندر رکھی جا سکتی ہیں یعنی ایک ہی دفعہ کے پانی میں صفائی ہو سکتی ہے۔ اب برتن آگ پر رکھدیں اور پانچ منٹ تک کھولنے دیں۔ اگر اتنے عرصہ آپ پانی کو کھولنے کا موقع نہ دیں گے تو برتن اچھا صاف نہ ہوگا۔ بلاضرورت پانی میں ہاتھ نہ ڈالیں کیونکہ اگر اُن میں کہیں خراش یا کاٹے کا نشان ہوگا وہاں جلن ہو جائے گی۔ اس سے یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اِسں مقدار کا یہ مرکّب چھوٹا خطرناک ہے۔ اُبالنے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ میل کچیل دور ہو گیا ہے۔ اب اس پانی کو دوسرے ایسے برتن میں ڈالدیں جسے

صاف کرنا مقصود ہو۔ اور اُبالے ہوئے برتن کو صابن گھلے ہوئے پانی میں ڈبودیں اور خوب دھوئیں اور تولادی اُون سے اگر دل چاہے خوب مانجھیں تاکہ چمک دمک پیدا ہو جائے۔ دھارنے کے بعد برتن کو خشک کر ڈالیں۔ برتن نیا معلوم ہوگا۔

اوکسالک ایسڈ سولیوشن Oxalic acid Solution کا ایک چمچہ ۴ ۱/۲ چھٹانک ٹھنڈے پانی میں ملا کے رات بھر بدرنگ برتن میں بھرا رہنے دیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے بھی برتن خوب صاف ہو جاتا ہے لیکن یہ محلول زہر ہے اور اس کا اتنے عرصہ کھلے پڑے رہنے دینا عقلمندی سے دور ہے جبکہ کسی اور طریقہ سے بھی یہ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے جیسا کہ ترکیب اوّل میں بتایا گیا۔

کرن پھول۔ ہر گیلن (۳ سیر ۱ چھٹانک) دھونے اور دھارنے کے گرم پانی میں ایپسم سالٹس Epsom Salts کا ایک چمچہ ملائیں۔ اس پانی سے دھونے سے رنگین کپڑا کیسا ہی نازک اور کچا کیوں نہ ہو درست رہے گا۔ رنگ نہ اترے گا نہ کٹے گا۔

سرکہ سے آسمانی رنگ ابھر آتا ہے اور محفوظ بھی رہتا ہے۔ رنگین کپڑے بہت جلد سکھا دیا کریں۔ دھوپ میں نہیں بلکہ سایہ میں۔

ہر گیلن پانی میں تارپین کا ایک چمچہ ملا کے سفید کپڑے بھگوئیں۔ دھلنے پر کپڑے صاف ستھرے اور سفید نکلیں گے۔

محمد ظفر

...ت علامہ راشد الخیری کے مضامین کے متفرق مجموعے

- مغربی تہذیب کے زہر آلود اثر سے خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے نہایت موثر مضامین ۱۲ر
- عورتوں کو سگھڑ، ہنرمند، کفایت شعار اور منتظم بنانے کے لیے۔
- حقوقِ نسواں کی حمایت میں درد و اثر میں ڈوبے ہوئے مضامین۔ ۵ر
- عورتوں کی مظلومیت کا مرقع، اُن کے مصائب و آلام کی دردانگیز داستان ۱۲ر
- لڑکیوں کی تربیت اور تعلیم اور بے بہا خیالات۔
- شوہر کا راز۔ میاں بیوی کے تعلقات کی خوشگواری کا نسخہ۔ ۵ر
- اولاد کی شادی کے وقت کیا باتیں ضرور دیکھنی چاہئیں۔
- مسلمان گھرانے اندر ہی اندر کس طرح کھوکھلے ہو رہے ہیں۔ ۵ر
- اور دوسرے مضامین جنہیں پڑھ کر لڑکیاں کنوار پتے کی قدر کریں گی۔ ۵ر
- خواتین کے مطلب کے چند بہترین انگریزی مضامین کے عام فہم ترجمے۔
- مختلف موضوعوں پر متفرق مضامین کا دلکش مجموعہ۔

تصانیف محترمہ خاتون اکرم مرحومہ

- فلسفیانہ شاعرانہ مضامین مع دیباچہ علامہ راشد الخیری مرحوم۔ ۵ر
- زنانہ لٹریچر کے بلند پایہ غیر فانی افسانوں کا حسین مجموعہ آرٹ کاغذ بار سوم
- ایک دلآویز سبق آموز نتیجہ خیز افسانہ بار چہارم ۸ر
- ایک مختصر افسانہ جسے پڑھ کر مرحومہ کے کمالِ افسانہ نگاری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بار چہارم

تصانیف محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ

- مصنفہ کا بہترین ناول جس کے صرف ایک اعلان پر پانچ سو درخواستیں آگئی تھیں
- مصنفہ کا بہت مشہور اخلاقی اصلاحی ناول حد درجہ دلچسپ

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

- ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس سے لڑکیوں کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں
- دلچسپ سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اصلاحی اخلاقی جواہرات کا ذخیرہ ۵ر
- مستورات کے لیے جدید طرز پر خطوط جن میں کام کی باتیں بتائی گئی ہیں ۵ر
- اخلاقی معاشرتی افسانہ جس میں ایرانی معاشرت پر بھی دلچسپ معلومات ہیں

تصانیف محترمہ ملقبین بیگم (و۔ ا) صاحبہ

- گھرداری کے متعلق بے بہا مشورے پھوہڑوں کو سگھڑ بنانے کے لیے
- خانہ داری کے تجربات کا دوسرا حصہ تندرستی بیماری باورچی خانہ کے متعلق قیمتی مضامین

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز علی

- چھوٹے چھوٹے لطیف مضامین۔ طرزِ بیان حد درجہ دلآویز
- شاعرانہ خیالات، تخیل کی بلندی، عبارت کی رنگینی، ہر مضمون درد میں ڈوبا ہوا ۱۰ر

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی ادیب فاضل

- روپیہ کے لالچ میں تعلیم یافتہ روشن خیال لڑکیوں کی شادیوں کے عبرتناک نتائج
- دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں بادشاہوں شہزادوں کی بذلہ سنجی حاضر جوابی کے نمونے
- عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں۔ مہذب ظرافت کی کتاب بار سوم ۸ر
- بڑے بڑے پیغمبروں بادشاہوں اور بہوں فلاسفروں کے زریں اقوال

تصانیف محترمہ مہرور جہاں رعنا بی۔ اے

- پھولوں کی کاشت۔ اور باغیچہ کی نگہداشت۔ موسموں اور بیجوں کا حال
- دوسری کہانیاں، چھوٹے بچوں اور بچیوں کے مطلب کی نہایت دلچسپ ۸ر

تصانیف منشی پریم چند

- منشی جی کی زندگی کے آخری دس سال کے بہترین افسانے
- دلچسپ اور نتیجہ خیز عبرتناک اور تفریحی ڈرامہ

تصانیف مولانا رازق الخیری

- حضرت زینب کبریٰ کی مفصل و جامع سوانح عمری کربلا کا دردانگیز حال
- حضرت علامہ راشد الخیریؒ کا اُم اور ان کے ذاتی اوصاف اور مختلف انسانی حیثیتوں کا تذکرہ ۱۲ر
- مشہور زنانہ رسالہ عصمت کی قریباً نصف صدی کی تاریخ افسانے سے زیادہ دلچسپ ۱۲ر

تصانیف مولوی عطاء اللہ صاحب گھوی

- **بچوں کی تربیت** — پھول سے بچوں کی پرورش اور تربیت پر عام فہم زبان میں بے نظیر مشورے ۱۲ر
- **حسنیہ** — ایک نیک لڑکی کی زندگی کے سبق آموز حالات دلچسپ پیرایہ میں

تالیفات سید رضا احمد صاحب جعفری

- **دیہاتی دستکاری** — کار ذور زیادت سے کام کی ماہر ہو کر عورتیں کس طرح مالی پریشانی دور کر سکتی ہیں ۱۰ر
- **لکڑی کا باریک کام** — یعنی تخریب ورک۔ یہ کام سیکھ کر معقول آمدنی کی صورت نکل سکتی ہے ۱۰ر

تصنیفات مولانا سیماب اکبر آبادی

- **زنانہ بستہ** — بچیوں کے لیے دس مفید کتابیں بہت آسان زبان میں بار چہارم
- **آفتابِ زندگی** — ایک لڑکی کے کنوار پتے کے دلچسپ اور سبق آموز حالات ۸ر
- **شبابِ زندگی** — آفتاب زندگی کا دوسرا حصہ شادی کے بعد اسی عورت کے حالات ۸ر

صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایف

- **مختصر دنیا** — بالشتیوں کی دنیا میں ایک سیاح جاتا ہے بالشت بھر تصنیف۔ بار دوم ۸ر
- **انشائے سلمیٰ** — لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے کے لیے پسندیدہ کتاب ۱۲ر
- **اچھوتا سفر** — دیکھ مہاراجہ کے سفر انگلستان کے نہایت ہی دلچسپ حالات نصف صدی پہلے کے

علمی و ادبی تصانیف

- **دیہاتی گیت** — ڈاکٹر اعظم کریوی نے بڑی محنت سے دیہاتی گیت جمع کر کے ان کا مطلب بیان کیا ہے ۱۲ر
- **خیابانِ نسواں** — مولوی نصیر الدین ہاشمی کے دلچسپ پیرایہ میں عورتوں کے لیے مفید مضامین ۸ر
- **دامن باغباں** — ڈاکٹر سعید احمد بریلوی کے مختصر افسانے دلآویز پیرایہ میں
- **پردہ و تعلیم** — ہندوستان کے دو مشہور ادیبوں کے خیالات، اپنی نوعیت کی ایک ہی کتاب ہے
- **خواتینِ اندلس** — سپین میں مسلمانوں کے عہد میں کیسی کیسی مدبر مدبرہ خواتین گذری ہیں ۸ر
- **افسانۂ حرم** — دس کہانیاں لڑکیوں کے لیے جن سے اچھی اچھی باتیں معلوم ہوں گی ۱۲ر
- **مثنوی عائشہ صدیقہؓ** — ام المومنین کے منظوم حالاتِ زندگی نہایت موثر و پُر اثر ۸ر

بچوں اور بچیوں کے لیے مزیدار کتابیں

- **جاپانی کہانیاں** — مسز فضل جاپان گئی تھیں وہاں سے بچوں کے لیے پسندیدہ تحفہ لائی ہیں
- **بچوں کی دنیا** — ڈی مصنف نامساعی نے بچوں کے لیے جو کہانیاں لکھی تھیں ان میں سب سے اچھی کہانیاں ۱۲ر
- **مزیدار کہانیاں** — واقعی ایسے مزے کی کہ پڑھتے بچے لطف لے کر بار بار پڑھیں۔ باتصویر ۵ر

زنانہ نظمیں

- **شمع خاموش** — مرحومہ نجمہ بیگم لکھنوی کی دردانگیز موثر نظموں کا مجموعہ مرتبہ مولانا رازق الخیری ۸ر
- **آئینہ جمال** — دورِ حاضرہ کی مشہور شاعرہ محترمہ ملقبیس جمال بریلوی کی ۶۰ نظموں کا مجموعہ ۱۲ر

عورتوں کی خاص کتب

- **زچہ خانہ** — از لیڈی ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب۔ ہندوستانی عورتوں کے لیے اس سے بہتر کسی زبان میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ باتصویر ہے۔ دو حصے ہیں۔ حاملہ اور زچہ کے ہر درد کے لیے۔
- **سنگھار خانہ** — عورتوں کے لیے سنگھار و آرائش اور خوبصورتی کے قابلِ قدر مشورے۔

نامور افسانہ نگار خواتین کے افسانے اور ناول

- **انوری بیگم** — از مسز خدیو جنگ مرحومہ۔ زنانہ لٹریچر کا مشہور و مقبول بلند پایہ ناول بار سوم
- **غیرت کی پتلی** — از محترمہ فاطمہ بیگم منشی فاضل۔ تین مختلف الخیال عورتوں کا افسانہ ۸ر
- **شہیدِ وفا** — محترمہ راست الوحی کے ۹ دلچسپ مختصر افسانے بار دوم
- **چار رنگ** — چار عورتوں کی آپ بیتی از محترمہ انیس فاطمہ
- **فیروزہ** — از محترمہ جمیلہ بیگم۔ ایک دولت مند یتیم لڑکی کا درد بھرا مگر نتیجہ خیز افسانہ ۱۲ر

نہایت کارآمد کتابیں

- **صنعت و حرفت** — از محترمہ امۃ الحفیظ۔ مختلف چیزیں بنانے کی تجربہ شدہ ترکیبیں مفلسی دور کرنے کا علاج۔ تجارت کر کے کس طرح مالی حالت اچھی بنائی جا سکتی ہے
- **تندرستی ہزار نعمت** — از محترمہ زہرا۔ نیچی صحت قائم رکھنے کے اصول یوٹ امریکہ کے مشاہدے ۵ر
- **کپڑے کی چھپائی** — سائنٹفک طریقوں سے کپڑے کس طرح چھاپنے چاہئیں رنگوں کے متعلق معلومات ۱۲ر
- **آئینۂ موٹر** — موٹر کی مشینری سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اردو میں سب سے بہتر کتاب

حضرت علامہ راشد الخیری کے مضامین کے متفرق مجموعے

- [illegible]شرق — مغربی تہذیب کے زہر آلود اثرات سے خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے نہایت موثر مضامین — ۱۲ر
- [illegible]ی سعل — عورتوں کو سگھڑ، ہنرمند، کفایت شعار اور منظم بنانے کے لیے۔ — [illegible]
- [illegible] حقوق — حقوق نسواں کی حمایت میں درد و اثر میں ڈوبے ہوئے مضامین۔ — [illegible]
- [illegible] — عورتوں کی مظلومیت کا مرقع، ان کے مصائب آلام کی درد انگیز داستان۔ — ۱۲ر
- [illegible] بہار — لڑکیوں کی تربیت اور تعلیم اور بے بہا خیالات۔ — [illegible]
- [illegible]وہنی — بسنہ شوہر کا راز۔ میاں بیوی کے تعلقات کی خوشگواری کا نسخہ۔ — [illegible]
- [illegible] کا انتخاب — اولاد کی شادی کے وقت کیا باتیں ضرور دیکھنی چاہئیں۔ — [illegible]
- [illegible]ہستی — مسلمان گھرانے اندر ہی اندر کس طرح کھوکھلے ہو رہے ہیں۔ — [illegible]
- [illegible] آخری دن — اور دوسرے مضامین جنہیں پڑھ کر لڑکیاں کنوارپنے کی قدر کریں گی۔ — ۵ر
- [illegible] مغرب — خواتین کے مطلب کے چند بہترین انگریزی مضامین کے عام فہم ترجمے۔ — [illegible]
- [illegible]ہوئی پتیاں — مختلف موضوعوں پر متفرق مضامین کا دلکش مجموعہ۔ — [illegible]

تصانیف محترمہ خاتون اکرم مرحومہ

- [illegible]شین — فلسفیانہ و شاعرانہ مضامین مع دیباچہ علامہ راشد الخیری مرحوم۔ — [illegible]
- [illegible] خاتون — زنانہ لٹریچر کے بلند پایہ غیر فانی افسانوں کا حسین مجموعہ آرٹ کاغذ بار سوم — [illegible]
- [illegible] — ایک دلآویز سبق آموز نتیجہ خیز افسانہ بار چہارم — [illegible]
- [illegible]ری بیٹی — ایک مختصر افسانہ جسے پڑھ کر مرحومہ کے کمال افسانہ نگاری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بار چہارم — [illegible]

تصانیف محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ

- [illegible] — مصنفہ کا بہترین ناول جس کے صرف ایک اعلان پر پانچ سو درخواستیں آگئی تھیں — [illegible]
- [illegible]ناز — مصنفہ کا بہت مشہور اخلاقی اصلاحی ناول حد درجہ دلچسپ — [illegible]

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا ایم۔آر۔اے۔ایس

- [illegible] — ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس سے لڑکیوں کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں — [illegible]
- [illegible] — دلچسپ سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اصلاحی اخلاقی جواہرات کا ذخیرہ — [illegible]
- [illegible]النساء — مستورات کے لیے جدید طرز پر خطوط جن میں کام کی باتیں بتائی گئی ہیں — [illegible]
- [illegible] — اخلاقی معاشرتی افسانہ جس میں ایرانی معاشرت پر بھی دلچسپ معلومات ہیں — [illegible]

تصانیف محترمہ ملقیس بیگم (و۔ا) صاحبہ

- [illegible] — گھرداری کے متعلق بے بہا مشورے پھوہڑوں کو سگھڑ بنانے کے لیے — [illegible]
- [illegible] — گھرداری کے تجربات کا دوسرا حصہ تندرستی بیماری باورچی خانہ کے متعلق قیمتی مضامین — [illegible]

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز علی

- [illegible]شیطانی — ان کے چھوٹے لطیف مضامین۔ طرز بیان حد درجہ دلآویز — [illegible]
- [illegible] — چند خیالات تخیل کی بلندی۔ عبارت کی رنگینی۔ ہر مضمون رومان میں ڈوبا ہوا — ۱۰ر

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی ادیب فاضل

- [illegible]ستونی — مدینہ کے لالچ میں تعلیم یافتہ روشن خیال لڑکیوں کی شادیوں کے عبرتناک نتائج — [illegible]
- [illegible]طیفے — دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں بادشاہوں شہزادیوں کی بذلہ سنجی حاضر جوابی کے نمونے — [illegible]
- [illegible] باتیں — عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں۔ مہذب ظرافت کی کتاب بار سوم — [illegible]
- [illegible] باتیں — بڑے بڑے پیغمبروں بادشاہوں ادیبوں فلاسفروں کے زریں اقوال — [illegible]

تصانیف محترمہ سرور جہاں رعنا بی۔اے

- پھلواری — پھولوں کی کاشت۔ اور باغیچہ کی نگہداشت۔ موسموں اور بیجوں کا حال — [illegible]
- [illegible]لوفر — اور دوسری کہانیاں۔ چھوٹے بچوں اور بچیوں کے مطلب کی نہایت دلچسپ — [illegible]

تصانیف منشی پریم چند

- [illegible]قیمت — منشی جی کی زندگی کے آخری ۶ سال کے بہترین افسانے — [illegible]
- شادی — دلچسپ اور نتیجہ خیز عبرتناک اور تفریحی ڈرامہ — [illegible]

تصانیف مولانا رازق الخیری

- [illegible]بی — حضرت زینب کبریٰ کی مفصل و جامع سوانحعمری کربلا کا درد انگیز حال — [illegible]
- [illegible]راشد — حضرت علامہ راشد الخیریؒ کا دم واپسین ذاتی اوصاف اور مختلف انسانی حیثیتوں کا تذکرہ — ۱۲ر
- [illegible]کی کہانی — مشہور زنانہ رسالہ عصمت کی قریباً نصف صدی کی تاریخ افسانے سے زیادہ دلچسپ — ۱۲ر

تصانیف مولوی عبدالغفار صاحب الخیری

- بچوں کی تربیت — بچوں سے بچوں کی پرورش اور تربیت پر عام فہم زبان میں بے نظیر مشورے — ۱۲ر
- حلیمہ — ایک نیک لڑکی کی زندگی کے سبق آموز حالات دلچسپ پیرایہ میں — ۶ر

تالیفات سید رضا احمد صاحب جعفری

- چاندی کی دستکاری — کارزور ڈیا گتہ کے کام کی ماہر ہو کر عورتیں کس طرح مالی پریشانی دور کرسکتی ہیں — ۱۰ر
- لکڑی کا باریک کام — یعنی فریٹ ورک۔ یہ کام سیکھ کر معقول آمدنی کی صورت نکل سکتی ہے — ۱۰ر

تصنیفات مولانا سیماب اکبر آبادی

- زنانہ بستہ — بچیوں کے لیے دس مفید کتابیں بہت آسان زبان میں بار چہارم — [illegible]
- آفتاب زندگی — ایک لڑکی کے کنوارپنے کے دلچسپ اور سبق آموز حالات — [illegible]
- شباب زندگی — آفتاب زندگی کا دوسرا حصہ شادی کے بعد اس عورت کے حالات — ۸ر

صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب ایم۔اے۔ایم۔ایف

- مختصر دنیا — بالشتیوں کی دنیا میں ایک سیاح جا نکلا ہے بالشتیے۔ دیو سمجھنے لگے۔ بار دوم — ۸ر
- انشائے سلمٰی — لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے کے لیے پسندیدہ کتاب — ۱۲ر
- اچھوتا سفر — ایک مہاراجہ کے سفر انگلستان کے نہایت ہی دلچسپ حالات نصف صدی پہلے کے۔ — ۶ر

علمی و ادبی تصانیف

- دیہاتی گیت — ڈاکٹر اعظم کریوی نے بڑی محنت سے دیہاتی گیت جمع کرکے ان کا سلیس بیان کیا ہے — ۱۲ر
- خیابان نسواں — مولوی نصیرالدین ہاشمی کے دلچسپ پیرایہ میں عورتوں کے لیے مفید مضامین معاشرتی اور اخلاقی مسائل — [illegible]
- دامن باغباں — ڈاکٹر سعید احمد بریلوی کے مختصر افسانے دلآویز پیرایہ میں — [illegible]
- پردہ و تعلیم — ہندوستان کے دو مشہور رہنماؤں کے خیالات۔ اپنی نوعیت کی ایک ہی کتاب ہے — [illegible]
- خواتین اندلس — سپین میں مسلمانوں کے عہد میں کیسی کیسی مدبر بلند و قابل خواتین گذری ہیں — ۸ر
- افسانۂ حرم — دس کہانیاں لڑکیوں کے لیے جن سے اچھی اچھی باتیں معلوم ہوں گی — ۱۲
- مثنوی عائشہ صدیقہؓ — ام المومنین کے منظوم حالات زندگی بیحد موثر از جناب رفتار دانتی — [illegible]

بچوں اور بچیوں کے لیے مزیدار کتابیں

- جاپانی کہانیاں — مسز نفل جاپان گئی تھیں وہاں سے بچوں کے لیے پسندیدہ تحفہ لائی ہیں — [illegible]
- بچوں کی دنیا — روسی مصنف ٹالسٹائی نے بچوں کے لیے جو کہانیاں لکھی تھیں ان میں سب سے اچھی کہانیاں — ۱۲ر
- مزیدار کہانیاں — واقعی ایسے مزے کی کہ ننھے بچے لطف لے کر بار بار پڑھیں۔ باتصویر — [illegible]

زنانہ نظمیں

- شمع خاموش — مرحومہ محبوب بیگم لکھنوی کی درد انگیز موثر نظموں کا مجموعہ مرتبہ مولانا رازق الخیری — ۸ر
- آئینۂ جمال — دور حاضرہ کی مشہور شاعرہ محترمہ بلقیس جمال بریلوی کی ۴۰ نظموں کا مجموعہ — [illegible]

عورتوں کی خاص کتب

- زچہ خانہ — از کپتان ڈاکٹر نصیرالدین احمد صاحب۔ ہندوستانی عورتوں کے لیے اس سے بہتر کسی زبان میں کوئی کتاب نہیں چھپی باتصویر ہے۔ دو حصے ہیں۔ حاملہ اور زچہ ہر دو حصے۔ — [illegible]
- سنگھار خانہ — عورتوں کے لیے سنگھار و آرائش اور خوبصورتی کے قابل قدر مشورے۔ — [illegible]

نامور افسانہ نگار خواتین کے افسانے اور ناول

- انوری بیگم — از مسز خدیو جنگ مرحومہ۔ زنانہ لٹریچر کا مشہور و مقبول بلند پایہ ناول بار سوم — [illegible]
- غیرت کی پتلی — از محترمہ فاطمہ بیگم منشی فاضل۔ تین مختلف الخیال عورتوں کا افسانہ — ۸ر
- شہید وفا — محترمہ امت الوحی کے ۹ دلچسپ مختصر افسانے بار دوم — [illegible]
- چار رنگ — چار عورتوں کی آپ بیتی از محترمہ انیس فاطمہ — ۶ر
- فیروزہ — از محترمہ جمیلہ بیگم۔ ایک دولت مند یتیم لڑکی کا درد بھرا اگر نتیجہ خیز افسانہ — ۱۲ر

نہایت کار آمد کتابیں

- صنعت و حرفت — از محترمہ امتہ الحفیظ۔ مختلف چیزیں بنانے کی تجربہ شدہ ترکیبیں مفلسی دور کرنے کا علاج تجارت کرکے کس طرح مالی حالت اچھی بنائی جا سکتی ہے — [illegible]
- تندرستی ہزار نعمت — از محترمہ زہرا۔ یعنی صحت قائم رکھنے کے اصول یورپ امریکہ کے مشاہدے — ۵ر
- کپڑے کی چھپائی — سائنٹفک طریقوں سے کپڑے کس طرح چھاپنے چاہئیں رنگوں کے متعلق معلومات — ۱۲ر
- آئینۂ موٹر — موٹر کی مشینری سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اردو میں سب سے بہتر کتاب — [illegible]

محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ: عصمت بکڈپو۔ کوچہ چیلان دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنات — بنات

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

بنات یعنی بچیاں

بنات ہندوستان کے مختلف محکمات تعلیم مثلاً یوپی سی پی برار پنجاب بہار دہلی سرحد کی طرف سے زنانہ مدرسوں کے لئے سرکاری طور پر منظور ہے۔

کا سال بھر کا چندہ صرف عہ ہے اور بذریعہ وی پی صرف عہ ہے غیر ملکوں سے چار شلنگ مستقل خریداروں کو سالگرہ نمبر مفت ملتا ہے۔

انیسواں ۱۹ سال | فہرست مضامین بابت ماہ اپریل ۱۹۴۶ء | جلد ۳۸ نمبر ۱

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر عصمت کوچہ چیلان دریا گنج دہلی سے شائع ہوا)

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ اپریل کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ مئی کا رسالہ عہ کا وی پی حاضر ہو گا۔

۱۵-۱۶-۴۶-۵۸-۹۳-۹۶-۱۰۴-۱۲۲- ۲۵۶

۱۵۸-۱۵۹-۱۶۱-۱۷۱- ۲۲۰-۲۲۱- ۲۲۳

۲۶۴-۳۰۷-۳۰۹-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۵

۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۲۱-۳۲۵-۳۲۸-۳۲۹

۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۶-۳۳۹- ۴۰۱

۴۰۴-۴۰۷-۴۱۱-۴۱۴-۴۱۹-۴۲۱-۸۱۷

۸۲۲-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۵-۸۳۶

۸۳۷-۸۴۲-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۷-۸۴۹-۸۵۰

۸۵۱-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸

۸۵۹-۸۶۲-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰- ۸۷۲

۸۷۳-۸۷۵-۹۰۹-۹۱۱-۹۱۲-۹۴۳-۹۴۴

۹۸۳ ۹۸۷-۹۸۹-۹۹۱-۹۹۵-۱۰۹۳-۱۱۵۸

۱۱۵۹-۱۱۶۱-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶

۱۱۶۷-۱۱۶۰-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱- ۱۱۷۲

۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۸۳

۱۱۸۴-۱۱۸۶-۱۱۹۳-۱۱۹۹-۱۲۰۱- ۱۲۰۲

۱۲۰۳-۱۲۰۵-۱۲۰۷-۱۲۱۰-۱۳۴۵-۱۳۶۸

۱۶۰۵ (۱۱۵)

منیجر

گلگلے

ہمارے دادا نے ہم کو یہ کہانی سنائی کہ کسی شہر میں ایک آدمی رہتا تھا۔ اس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ بہت ظالم ہے۔ اور اپنی بیوی کو بہت تکلیف دیتا ہے۔ تکلیفیں ایسی ہوتی تھیں جن کو بیوی برداشت نہ کر سکتی تھی اور آخر وہ مر جاتی تھی۔ اس طرح اس نے ایک بیوی کے مر جانے کے بعد دوسری سے شادی کی اور چار شادیاں اسی طرح کیں اور چاروں کو تکلیف دے دے کر مار ڈالا جب اس کی چوتھی بیوی مری تو اس نے پانچویں بیوی کے لئے کوشش کی مگر اب کوئی اس سے شادی کرنے کو تیار نہ ہوتا تھا۔

سال بھر گذر گیا اور وہ بیوی کے واسطے کوشش کرتا رہا آخرکار ایک عورت اس سے شادی کرنے کو تیار ہو گئی۔ جب اس عورت کے رشتہ داروں نے سنا تو اس کو سمجھایا کہ کیوں مرنے پر تلی ہے۔ اس عورت نے جواب دیا" وہ چاروں جو مر گئیں ہیں بالکل بیوقوف تھیں۔ میں جا کے اس مرد کو ٹھیک کر دوں گی۔ دیکھوں یہ مجھے کیا تکلیفیں دیتا ہے اور کیسے مارتا ہے، نہ اسی کو مارا ہو تو میرا نام بدل دینا" سمجھانے والے سمجھاتے رہے مگر اس نے اس مرد سے شادی کر لی۔

دو سال ہنسی خوشی گذر گئے کوئی ایسی بات نہ ہوئی جس سے اس عورت کو تکلیف ہوتی۔ وہ بعض وقت سوچتی "یہ بیچارہ کتنا سیدھا ہے۔ لوگوں نے خواہ مخواہ اس کو بدنام کر رکھا ہے" مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ یہ سوچ رہی ہے اور وہ کچھ اور سوچ رہا ہے یعنی یہ کہ میں کیا ترکیب کرنی چاہیئے۔ کہ اس بیوی سے وہ چھٹکارا پائے۔ بہت دن رہ لی یہ آخر ایک دن اس کو ایک ترکیب سوجھ ہی گئی اور اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ "گلگلے پکاؤ" اس نے کہا "ابھی لو" بیوی تھی فرمانبردار جھٹ کڑھائی چڑھا گلگلے اتارنے لگی شوہر بھی اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور بیوی سے کہا "ذرا بڑے بڑے پکاؤ" اس نے بڑے بڑے پکانے شروع کئے۔ اس نے کہا "اور بڑے بڑے" اس نے اور بڑے بڑے گلگلے پکانے شروع کر دیئے۔ غرض یہ کہ گیند کے برابر گلگلے پکنے لگے۔

جب شوہر نے دیکھا کہ میرے کھانے بھر کے بڑے بڑے گلگلے پک چکے ہیں اور اب وہ اپنے لئے پکا رہی ہے تو اس نے کہا "چھوٹے چھوٹے پکاؤ"

اس نے چھوٹے چھوٹے پکانے شروع کئے۔ مگر اس کو تسلی نہ ہوئی۔ اور اس نے کہا "اور چھوٹے پکاؤ" یہاں تک کہ مٹر کے برابر گلگلے پکے۔

جب سب گلگلے پک گئے تو دونوں کھانے بیٹھے۔ بیوی نے چھوٹے چھوٹے مرد کو دیئے اور بڑے بڑے خود لئے۔ مرد نے کہا "نہیں چھوٹے چھوٹے تم لو، بڑے بڑے میں کھاؤنگا" عورت نے کہا "نہیں بڑے بڑے میں کھاؤں گی۔ چھوٹے چھوٹے تم کھاؤ" بہت دیر تک بحث ہوتی رہی نہ وہ مانے اور نہ یہ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سب گلگلے اٹھا کر رکھ دیئے گئے اور اور دونوں منہ لپیٹ کر پڑ رہے۔

دوسرے دن صبح کو وہ عورت اٹھی ——

مرد سے کہا "اٹھو کھا لو کب تک بھوکے رہوگے" اُس نے کہا "کھاؤنگا تو بڑے ہی بڑے" عورت نے فوراً جواب دیا۔ "کھلاؤں گی تو چھوٹے ہی چھوٹے" بہت دیر تک ضد ہوتی رہی آخر کار مرد نے کہا "دیکھ اگر مانتی ہے تو مان جا نہیں تو میں ابھی مرے جاتا ہوں" عورت نے کہا "اچھا یہ بات ہے۔ مجھے کیا پڑی ہے مرجا" اور مرد سچ مچ چادر لپیٹ کر پڑ رہا جیسے مر گیا ہو۔

دوپہر کو عورت پھر آئی اور منانا شروع کیا۔ مگر وہ وہی رٹے جاتا تھا "بڑے بڑے میں کھاؤنگا۔ چھوٹے چھوٹے تم کھاؤ نہیں تو میں مرے جاتا ہوں" عورت بھی بڑی ہمت والی تھی۔ اس نے کہا "اچھا تم مرو میں محلہ والوں کو بلاتی ہوں کہ تم مرگئے ہو" اور یہ کہکر لگی چیخنے چلانے "ہائے میں لٹ گئی میرا سہاگ اجڑ گیا" اور مرد چادر گھسیٹ کر پھر پڑ رہا بالکل مُردہ بن کر۔

محلے والے جمع ہوگئے سب اُس عورت سے ہمدردی کر رہے تھے اور وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ لوگوں نے اُس کے شوہر کو نہلایا اور کفنایا اور قبرستان کی طرف لیچلے——— اور یہ مُردہ بنے پڑے رہے۔

زندہ جنازہ قبرستان پہنچا۔ قبر بالکل تیار تھی۔ لوگوں نے اس کو قبر میں اُتارا۔ اور تختے رکھنے شروع کئے۔ اب تو یہ ڈرے کہ لو بھئی مُفت میں مرنا پڑ رہا ہے۔ ابھی یہ لوگ مجھے مٹی میں دبا کر چلے جائیں گے اور میں——— میں تو جیتے جی مرجاؤں گا۔ اگر اُس نے بڑے ہی کھالئے تو کیا حرج ہے چلو اب مان ہی جاؤ" یہ سوچ کر یہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے قبر کے باہر نکلے اور چیخنے لگے "میں چھوٹے چھوٹے کھاؤنگا۔ (باقی صفحہ ۔۔ پر)

—— چھوٹے چھوٹے کھاؤنگا" لوگ ڈرے کہ یہ ہم میں سے

سب سے بڑا عیب

بچو! جھوٹ بولنا سب سے بڑا عیب ہے اور ہر بُرائی کی جڑ ہے اسی سے اور دوسری برائیاں پیدا ہوتی ہیں جھوٹ بولنے والے کی لوگوں میں کوئی عزت نہیں ہوتی اور وہ ہمیشہ سب کی نظروں میں ذلیل رہتا ہے۔ تم چاہو کہ جھوٹ بول کر کسی بات کو چھپالو۔ ایسا خیال ہرگز دل میں پیدا نہونے دو کیونکہ کبھی نہ کبھی اصل بات معلوم ہوجاتی ہے اور پھر بڑی شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔ ایک واقعہ سنو۔

ایک شخص ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہا کہ "جناب میں شراب بھی پیتا ہوں چوری بھی کرتا ہوں اور جھوٹ بھی بولتا ہوں، آپ یہ بتلایئے کہ ان میں سب سے خراب کام کونسا ہے تاکہ میں اس کو چھوڑ دوں کیونکہ یہ سب گناہ ایک دم نہیں چھوٹ سکتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولنا چھوڑ دو" یہ سُنکر اُس شخص نے کہا کہ "یہ تو آپ نے بہت آسان نسخہ بتایا ہے۔ اس کو چھوڑنا کونسی بڑی بات ہے" غرضکہ وہ دوسرے دن آنے کا وعدہ کرکے چلا گیا جب رات ہوئی تو شراب پینے کی غرض سے باہر نکلا۔ مگر باہر نکلتے ہی خیال آیا کہ اگر صبح کو حضورؐ نے دریافت کیا تو جھوٹ بولنا پڑے گا اور سچ بولونگا تو رسوائی ہوگی۔ یہ سوچ کر واپس آگیا۔ جب آدھی رات ہوگئی۔ اور سب لوگ غفلت کی نیند سوگئے تو یہ چوری کے ارادے سے اُٹھا مگر پھر وہی خیال آگیا غرضکہ اسی ادھیڑبن میں صبح ہوگئی اور وہ حضور اکرمؐ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے دریافت فرمایا تو اُس نے رات کا سارا واقعہ بیان کردیا۔ اور کہا کہ آپ نے مجھے ایسی اچھی بات بتلائی (باقی ۔۔)

سرائے

صدیقی منزل　　　　بھوپال یکم مارچ ۱۹۴۶ء

بہن نعیمہ ——— خوش رہو آباد رہو!

معاف کرنا پچھلے دنوں کچھ ایسی مصروفیت رہی کہ دنیا سے بے خبر ہوگئی اور بھول گئی کہ میں نے تم سے کچھ لکھنے لکھانے کا وعدہ بھی کیا تھا، آج شام کی چائے سے جب فارغ ہوئی تو بھائی جان کو خط لکھنے بیٹھی کہ ایک دم کسی نے زنجیر کھٹکھٹائی، اشرف دوڑا ہوا گیا اور ایک لال لفافہ لئے آگیا اور مجھے دیدیا۔ گھر کی تمام ڈاک وہ میرے ہی ہاتھ میں دیتا ہے کیونکہ میں اس کے بدلہ میں اسے اچھے اچھے چاکلیٹ کھلاتی ہوں، اب تو ماشاء اللہ وہ خوب ہنس ہنس کر میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے، تم دیکھو تو تعجب و حیرت کرو کہ اتنی سی عمر میں اتنی ذہانت و متانت آبا جی آج کل ہم سب سے زیادہ اسی کو چاہتے ہیں ——— ہاں تو میں نے وہ لفافہ کھولا تو تمہارا خط نکلا پڑھ کر بہت مسرت حاصل ہوئی، لیکن تم نے جو الزام لگائے ہیں وہ بہت غلط اور بے بنیاد ہیں خیر تو تمہارے خط سے مجھے یاد آیا کہ میں نے کسی وقت تم سے سرائے والا قصہ سنانے کا وعدہ کیا تھا اور اسے آج ابھی اسی وقت پورا کر رہی ہوں۔

شہنشاہ اکبر یا عالمگیر صحیح یاد نہیں، تھا بہر حال کوئی بادشاہ شکار کی خوشی میں وہ اور ان کے مصاحب جلدی جلدی محل سے روانہ ہوگئے اور اس کے کمرے ویسے ہی کھلے کے کھلے رہ گئے ادھر سے کوئی مسافر، راہگیر یا فقیر گذرا، بھوکا پیاسا تھا، آرائش و نمائش کمرے کے دروازے کھلے دیکھ کر اندر چلا گیا کھانا تو کچھ نہیں ملا البتہ ٹھنڈا پانی آسانی سے مل گیا، اس نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ستانے کے لئے بادشاہ کی مسہری پر لیٹ گیا، تھکا ماندہ تو تھا ہی، آنکھ لگ گئی اور خراٹے بھرنے لگا ——— شام کو پانچ چھ بجے جب شاہی قافلہ سیر و شکار سے واپس ہوا تو محل میں پہنچ کر پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ایک بھک منگے کو راحت آرام کی میٹھی نیند سوتے ہوئے دیکھا غصہ سے اسے اٹھا دیا، وزیر نے اس سے پوچھا تم یہاں کس سے پوچھ کے آئے، فقیر نے جواب دیا کسی سے نہیں۔

وزیر۔ کیوں؟

فقیر۔ یہ سرائے ہے، اور سرائے میں ٹھیرنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں رہتی۔

وزیر۔ یہ سرائے کیسے ہوئی یہ تو بادشاہ سلامت کا محل ہے۔

فقیر۔ تمہارے لئے یہ محل ہوگا، میرے لئے تو سرائے ہی ہے۔

وزیر۔ یہی تو میں بھی پوچھ رہا ہوں کہ سرائے کس طرح ہوئی؟

فقیر۔ اچھا بابا، پہلے تم میری ایک بات بتاؤ، مجھے یہ بتاؤ کہ اس سے پہلے یہاں کون رہتا تھا۔

وزیر۔ بادشاہ سلامت کے والد ماجد

فقیر:۔ اچھا پھر اس سے بھی پہلے کون رہتا تھا۔
وزیر:۔ ان کے والد کے والد رہتے تھے۔
فقیر:۔ اور اس سے بھی پہلے ——؟
وزیر:۔ دادا کے دادا۔
فقیر:۔ پھر بھلا جس میں اتنے آدمی آئے رہے اور چلے گئے، وہ سرائے نہیں ہے تو اور کیا ہے ——!
وزیر اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اپنی سفارش سے بادشاہ کے حضور میں پیش کرا دیا، بادشاہ نے بہت کچھ انعام و اکرام دیا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ دین کا بوجھ تو مجھ سے اٹھتا نہیں ہے۔ دنیا کے بوجھ سے کیوں میرے اوپر وزن لادتے ہو؟ فقیر نے یہ کہا، اپنا کمبل اٹھایا اور چل دیا۔

بہن ——! کیوں تم بھی کچھ خوش ہوئیں ——
کچھ خاطر تواضع کرو، —— اچھا مت کرو خاطر تواضع۔ مٹھائی کھلانے کے جو دن قریب آ رہے ہیں اس سے کس طرح بچ نکلو گی ——؟ اچھا بہن استانی جی آتی ہوں گی ان کا دیا ہوا کام ادھورا رہ گیا ہے اسے پورا کرنا ہے اس لئے رخصت، پھر کبھی ملاقات ہوگی ——
یاد آوری کا بہت بہت شکریہ ——!
تمہاری "آفسری"
نذیر رحمانی بھوپال (ادیب فاضل)

گلگلے بقیہ صفحہ ۴۔
جو چھوٹے چھوٹے ہیں ان کو کھا جائیگا کیونکہ یہ بھوت ہو گیا ہے سب ڈر کے بھاگ گئے —— جب اس مرد کے گھر لوگ پہنچے اور اصل قصہ معلوم ہوا۔ تو وہ خوب ہنسے۔
مشتاق احمد خاں۔ لکھنؤ

آوارہ تتلی

اک باغ کے کنارے
اک شاخ کے سہارے
خوابوں میں کھو گئی ہے
اب تھک کے سو گئی ہے
آوارہ ننھی تتلی

سارے چمن میں دن بھر
اڑتی رہی تھی اخگر
اب نیند کیوں نہ آئے
کیوں تھک کے سو نہ جائے
آوارہ ننھی تتلی

اسلم اخگر صدیقی

دھوکا

اک چوہیا کے ہاتھ میں روٹی
دیکھ کے بولی۔ ننھی چیونٹی
جاؤ سہیلی۔ جا کے اٹھا لو
اس جا ایک پڑی ہے بوٹی

چوہیا لینے بوٹی بھاگی
چیونٹی لے کر روٹی بھاگی

اور میں اپنی میز پہ بیٹھا
ہنس دیا تھا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ اخگر

اسلم اخگر صدیقی

گلستانِ سعدی کی چند حکایتیں

(۱) مصر میں دو بھائی رہتے تھے، ان میں سے ایک علم حاصل کرنے لگا اور دوسرا دولت جمع کرتا رہا۔ جو علم حاصل کرتا تھا وہ کچھ دنوں میں بہت بڑا عالم ہو گیا۔ اور جو مال جمع کرتا تھا وہ وزیر مصر ہو گیا۔

ایک مرتبہ مالدار بھائی نے اپنے غریب بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور کہنے لگا "تم جیسے تھے ویسے ہی رہے مگر میں مال کی بدولت اس رتبہ پر پہنچ گیا! غریب بھائی نے جواب دیا: میں اپنے غریب ہونے پر اللہ کا شکر کرتا ہوں اور تمھارے مالدار ہونے پر رشک نہیں کرتا۔ اللہ نے مجھ کو علم عطا کیا ہے جو پیغمبروں کی میراث ہے، اگر تم کیوں اتراتے ہو، تم تو مال جمع کر کے فرعون کے وارث بن گئے ہو۔ اگر میں چیونٹی کی طرح کمزور رہوں تو ہوا کروں، بھیڑیے کی طرح موذی نہیں ہوں۔ اگر میں بے دست و پا ہوں تو اس کی شکایت نہیں لوگ میری زبردستیوں کا شکوہ تو کرتے۔"

(۲) کسی بادشاہ نے اپنے ایک مصاحب سے کوئی راز کی بات کہی اور یہ بھی کہدیا کہ دیکھو اس راز کو تم اپنے ہی تک رکھنا کسی دوسرے سے نہ کہدینا۔ مصاحب نے ایک سال تک اس راز کا ذکر کسی سے نہ کیا۔ ایک دن وہ اپنے دوست کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا دورانِ گفتگو میں رازداری کا بھی ذکر آگیا۔ مصاحب نے اپنے دوست سے فخریہ کہا کہ رازداری تو اسے کہتے ہیں کہ سال بھر ہوا۔ بادشاہ نے مجھ سے یہ راز کی بات کہی تھی مگر میں نے آج تک کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا صرف آج تم سے کہہ رہا ہوں۔ مصاحب کے اس کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دوست نے اپنے کسی دوسرے دوست سے وہ راز کہدیا اور آہستہ آہستہ سارے ملک کو بادشاہ کے اس راز کا حال معلوم ہو گیا۔ بادشاہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس کو بہت غصہ آیا اس نے مصاحب کو بلا کر قتل کروا دیا۔

بادشاہ کے غصے کا حال ایک بزرگ نے سُنا تو کہنے لگے کہ اپنی غلطی کی سزا بادشاہ نے دوسرے کو دی یہ تو بادشاہ کی غلطی تھی کہ اس نے اپنا راز مصاحب سے کہدیا نہ وہ اس سے کہتا نہ راز ظاہر ہوتا۔

(۳) کسی بادشاہ کا وزیر بڑا خیر خواہ اور وفادار تھا۔ بادشاہ بھی اس سے بہت خوش رہتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ سلطنت کا ہر کام اسی کے مشورے سے کرتا اور ملک کے سارے احکام اسی کی رائے سے جاری کرتا۔ بادشاہ کی یہ عنایت دربار کے دوسرے وزیروں کو ناگوار گزرتی اور وہ اس وزیر پر بہت حسد کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سارے وزیر اس فکر میں رہنے لگے کہ کسی طرح اس خیر خواہ وزیر کو زک دی جائے۔ اور اس کو بادشاہ کی نظروں سے گرا دیا جائے۔ اتفاق سے اس خیر خواہ وزیر نے ملک کے چند غریبوں کو کچھ روپیہ اس شرط پر دے رکھا تھا کہ جب بادشاہ کا انتقال ہو جائے تو وہ اُسے واپس لے گا۔ حاسدوں کو جب یہ معلوم ہوا تو ان کو شکایت کا اچھا موقع مل گیا۔ اُن سب نے فوراً

فقرہ سے ذرائع آکر اس قرض کا حال بیان کر دیا۔
بادشاہ نے شکایت سنکر وزیر کو طلب کیا اور حقیقت پوچھی وزیر نے کہا جہاں پناہ آپ کو جو خبر دی گئی ہے وہ وہ بالکل سچ ہے بیشک میں نے چند غریبوں کو روپیہ دے رکھا ہے۔ اس پر حاسدوں نے کہا کہ حضور ملاحظہ فرمالیں۔ کہنے کو تو خیر خواہ ہیں مگر زمانے بھر میں یہ حضور کی بدخواہی کرتے پھرتے ہیں۔ وزیر نے اُن لوگوں کی یہ باتیں سُنیں تو کہنے لگا کہ حضور خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ میرا یہ فعل خیر خواہی کی وجہ سے ہوا ہے یا بدخواہی کی وجہ سے۔ میں نے غریبوں کو اس شرط پر روپیہ دیا ہے کہ حضور کے انتقال کے بعد واپس لوں گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہ سب آپ کی سلامتی کی دعا مانگتے رہتے ہیں تاکہ انھیں وہ روپیہ واپس نہ دینا پڑے۔ حضور اسے خوب سمجھتے ہیں کہ مظلوموں اور غریبوں کی دعاؤں میں بڑا اثر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں ہمیشہ قبول کرتا ہے لہٰذا جب وہ حضور کی سلامتی کی دعا مانگتے ہیں تو انشاء اللہ ضرور حضور کی عمر میں ترقی ہوگی۔ اب حضور خود ہی فیصلہ کرلیں کہ میں نے خیر خواہی کی وجہ سے قرض دیا ہے یا بدخواہی کی وجہ سے۔

بادشاہ نے یہ سُنا تو وزیر سے بہت خوش ہوا اور اس کے حاسدوں کو دربار سے نکلوا دیا۔

زہرہ خاتون

سب سے بڑا عیب بقیہ بقیہ صفحہ ۴

جس سے میرے تمام گناہ چھوٹ گئے۔ آپ یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔

تو بچو تم نے دیکھا کہ صرف جھوٹ کے چھوڑ دینے کی وجہ سے وہ گنہگار آدمی کس طرح ایک نیک آدمی بن گیا اسی طرح تم بھی ہمیشہ سچ بولا کرو مثل مشہور ہے۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں اور سچ بھی اُنچ نہیں۔

محمد ادریس عثمانی

مُسافر اور بگلا

ایک تھکا ماندہ مسافر ایک برگد کے درخت کے نیچے اپنی تھکن دور کرنے کے لئے سو گیا۔

اس درخت پر ایک بگلا اور ایک کوا رہتے تھے۔ دونوں میں بڑی دوستی تھی بگلے کے اکثر عزیز ان کی بڑھتی ہوئی دوستی کو دیکھ کر بگلے کو سمجھاتے تھے کہ شیطان سے دوستی کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مگر بگلا ان کی بات اس کان سنکر اس کان اڑا دیتا تھا۔

نیک دل بگلے نے یہ دیکھکر کہ مسافر پر درخت کی پتیوں سے چھن کر دھوپ پڑ رہی ہے اس پر اپنے پروں سے سایہ کر لیا۔ کوا بھلا شرارت سے کہاں چوکنے والا تھا۔ دو تین کنکریاں اپنی چونچ میں اٹھا لایا اور مسافر کے مُنہ پر چھوڑ دیں۔ مسافر جاگ اُٹھا۔ چالاک کوا فوراً اُڑ گیا۔ بگلا مسافر کے منہ پر پَر پھیلائے موجود تھا۔

مسافر نے سر اٹھا کر دیکھا اور سوائے بگلے کے کسی اور کو نہ پا کر سمجھا کہ یہ ساری شرارت بگلے ہی کی ہے۔ اس نے اپنی کمان اٹھائی اور نیک دل بگلے پر تیر چھوڑ دیا اور بگلا زمین پر گر کر مر گیا۔

دیکھئے یہ ہے انجام ایک شیطان کی دوستی کا۔

کنیز لائق علی بجنوری

ایک مسلمان

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والی لڑکیوں کو معلوم ہوگا کہ ہمارے نبیؐ کے ایک صحابی تھے جلیبیب۔ نہایت تنگ حال مفلس اور دنادار کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ ایک جان تھی۔ لیکن بسر اوقات بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ اکثر ایک لوہار کی دکان پر چلے جاتے تھے۔ اور سارے دن ہتھوڑا چلاتے رہتے تھے۔ شام کو جو کچھ ملتا اسی پر قناعت کرتے۔ اس طرح زندگی کے دن تنگی ترشی سے گزر رہے تھے۔

ایک دن انہوں نے سرور کائنات کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کی۔ میرا ارادہ شادی کرنے کا ہے۔ مگر کوئی لڑکی دینے کو تیار نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں مفلس ہوں۔ قلاش ہوں۔ ہر طرف سے مایوس ہو چکا ہوں"

حضورؐ نے جواب میں فرمایا۔ "اچھا۔ صبر کرو۔ خدا کارساز ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہے"

جلیبیب یہ جواب سن کر وہاں سے رخصت ہوئے اتفاق کی بات کہ چند روز بعد ایک انصار سرکار دوعالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور سے مشورہ چاہا کہ میری بیٹی جوان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے دروازے پر سے اٹھا دوں۔ لیکن کوئی مناسب رشتہ نہیں ملتا۔

حضورؐ نے فرمایا اس کی شادی جلیبیب سے کر دو۔

انصار نے عرض کی۔ "میں اپنی بیوی سے مشورہ کر کے پھر حاضر ہوں گا۔

انصار نے گھر جا کر بیوی سے کہا کہ کیوں نہ ہم لڑکی کی شادی جلیبیب سے کر دیں۔ ہمارے رسول صلعم نے بھی یہی رائے دی ہے۔ تو بیوی نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا جلیبیب غریب ہے۔ تنگدست ہے لڑکی اس کے ساتھ نبھا نہ سکے گی۔ اس لئے میں کبھی رضامند نہیں ہو سکتی۔

انصار نے اپنی بیوی کو سمجھانے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ ضد کی پکی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑی رہی یہ باتیں ان کی لڑکی نے بھی سن لیں۔ اس نے اپنی ماں سے کہا۔ "امی جان! جب ہمارے آقا کو یہ بات پسند ہے تو ہمیں انکار کرنے کی جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔

انصار لڑکی کے یہ الفاظ سنکر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "سرکار مدینہ میں اپنی لڑکی جلیبیب کے نکاح میں دینے کے لئے رضامند ہوں حضورؐ بہت خوش ہوئے اور جلیبیب کو بلا کر اسے بھی یہ خوش خبری سنائی اور یہ بھی کہہ دیا کہ شادی کا مختصر سامان تیار کرو۔ اگر نقدی کی ضرورت ہو تو حضرت عثمانؓ سے لے آنا۔

حضرت عثمانؓ نے جلیبیب کو نقدی کی

دو تھیلیاں دے دیں۔ شادی کا سامان خریدا جانے
لگا۔ لیکن اسی اثنا میں غزوۂ خندق شروع ہو گیا۔ اور
حضرت جلیبیب مجاہدانہ شان سے میدانِ جنگ میں
جا ڈٹے۔ کفار کا مقابلہ کیا۔ اس جانباز کی تلوار سے
سات کافر جوانوں کے سر تڑپتے ہوئے نظر آئے۔
اور خود بھی جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضور نے آپ کی لاش کو دیکھ کر فرمایا تھا "جلیبیب
مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں"

بعد میں ایک دفعہ حضور نے فرمایا تھا کہ جلیبیب
کے جنازے اور دفن کے وقت اتنے فرشتے جمع تھے
کہ تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔

سبحان اللہ! یہ ہے شان ایک فرزندِ توحید کی۔
جس نے اسلام کی شان کو زندہ و برقرار رکھنے کے لئے
اپنا خون تک بہانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اسلام کی
خاطر دُنیاوی آرزوؤں کو ہمیشہ کی نیند سُلا دیا۔ اور
دُنیا پر یہ حقیقت واضح کر دی کہ سچے مسلمان کے نزدیک
یہ دُنیا، اس کی آرزوئیں، بے کار ہیں۔ اور اپنے
مذہب کی خاطر جان پر کھیل جانا مسلمان کا سب سے
پہلا فرض ہے۔

(لطیف اسلم جالندھری)

"گربہ کشتن روز اوّل" لیکن رعب کچھ کام
نہیں دیتا۔

جاویدہ قیصر پوپل زئی

بانو دہلی

گربہ کشتن روز اوّل

گربہ کشتن روزِ اوّل یہ ایک قدیم محاورہ ہے۔
جس کے معنے ہیں۔ کہ رعب پہلے ہی دن جمانا چاہیے۔
ہماری دادی اماں اِس محاورے کے متعلق یوں بتاتی
ہیں۔

کہتے ہیں کسی شہر میں دو دوست رہتے تھے دونوں
میں از حد محبت تھی۔ بڑے ہونے پر ان دونوں نے شادیاں
کیں۔ دونوں کی بیویاں بہت بدمزاج تھیں۔ ایک بیوی
تو اپنے شوہر پر غالب آئی۔ اور دوسری نہایت فرماں بردار
ثابت ہوئی۔ ایک دن بدمزاج بیوی کے شوہر نے
دوست سے پوچھا۔ کہ تم اتنی بدمزاج بیوی پر غالب کیوں کر
آئے۔ اِس پر دوسرے دوست نے جواب دیا کہ جب
پہلے ہی دن ہم روٹی کھانے کے لئے بیٹھے۔ تو ہمارے
ساتھ ایک بلّی بھی آ کر بیٹھ رہی۔ میں نے اُس بلّی سے کہا
کہ چلی جا۔ جب وہ بلّی نہ مانی تو میں نے اُسے مار ڈالا۔ اس
دن سے میری بیوی مجھ سے بہت ڈرنے لگی۔ کہ بے سمجھ
جانور کو جو انسان اِتنی سی بات پر مار ڈالتا ہے۔ وہ
میری کیا گت بنائے گا۔ دوست سے یہ بات سُن کر بدمزاج
بیوی کا خاوند گھر گیا۔ اور کھانا کھاتے کے وقت
ایک بلی کو مار ڈالا۔ لیکن بیوی کی بدمزاجی میں انیس
بیس کا بھی فرق نہ پڑا۔ یہ دیکھ کر پھر دوست کے
پاس گیا۔ اور کہا کہ ہماری بیوی کی بدمزاجی تو ویسی ہی کی
ویسی ہی قایم ہے۔ دوست نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

تین سوالات

ایک بادشاہ نے اپنی سلطنت میں یہ اعلان کرایا کہ جو شخص ان تین سوالات کے جوابات تسلی بخش دے گا اس کو معقول انعام دیا جائے گا۔

(۱) کسی کام کے انجام دینے کے لئے مناسب اور صحیح وقت کونسا ہے

(۲) دنیا میں بہترین انسان کونسے ہیں

(۳) وہ بہترین کام کون کون سے ہیں۔ جن کے کرنے سے انسان زندگی کے کسی مقصد میں ناکام نہیں رہ سکتا۔

بڑے بڑے عقلمند شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور سب نے اپنی علمیت اور عقلمندی سے عمدہ عمدہ جوابات دئے مگر تمام جوابات مختلف تھے۔ پہلے سوال کے جواب میں لوگوں نے کہا کہ ہر ایک کام کے شروع کرنے کا مناسب اور صحیح وقت جاننے کے لئے انسان کو چاہیئے کہ پہلے سے۔ دنوں۔ ہفتوں۔ مہینوں بلکہ سالوں تک کا پروگرام بنائے اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرے۔ اس طریقہ سے ہر کام کے شروع کرنے کا مناسب وقت معلوم ہو سکتا ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ پہلے سے یہ طے کر لینا کہ فلاں کام شروع کرنے کے لئے فلاں وقت مناسب ہوگا یا نامناسب قطعی ناممکن ہے۔ اور اس طرح انسان بیکار یہی سوچتا رہے گا کہ فلاں وقت مناسب ہے اور فلاں وقت مناسب نہیں اور پھر بادشاہ اگر ہر ایک کام کو سوچتا رہے گا تو اس سے سلطنت میں خرابی پیدا ہو جائیگی اور

اگر بادشاہ کے پاس ایک باقاعدہ جماعت صرف اس لئے ہو کہ وہ سلطنت کے تمام امور کی اطلاع بادشاہ کو پہنچاتی رہا کرے۔ تب بھی پہلے سے ہر ایک کام کا صحیح وقت طے کر لینا قطعی ناممکن ہے پھر سلطنت کے بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عوام کو نہیں بتائے جاتے اور بعض کام ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ان کو وقت پر انجام نہ دیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے برباد ہو جاتے ہیں۔ ان بنات کو سن کر بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ ایسی صورت میں بادشاہ ہمیشہ اپنے ہمراہ جادوگروں کی ایک جماعت رکھے جو اُس کو آئندہ آنے والے واقعات بتا دیا کرے کیونکہ جادوگر ہی یہ بتلا سکتے ہیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔

دوسرے سوال کے جواب میں کہا گیا کہ ایک بادشاہ کے لئے اُس کے مصاحب۔ امیر وزیر ہی بہترین آدمی ہو سکتے ہیں بعض لوگوں نے کہا کہ پروہت۔ مولوی اور مُلا مذہب کے پابند لوگ بہتر ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ حکیم۔ ویدا اور ڈاکٹر بہترین آدمی ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اس بات پر زور دیا کہ ایک بادشاہ کے لئے جنگجو اور بہادر لوگ ہی بہترین انسان ہیں۔

تیسرے سوال کے جواب میں۔ لوگوں نے کہا کہ سب سے بہتر سائینس کا کام ہے۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ بادشاہ کے لئے جنگی فنون میں کمال حاصل کرنا بہترین کام ہے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ دنیا میں

معلوم کر...

کے موافق جوابات ...

آخر بادشاہ نے ایک فقیر کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو جنگل میں ایک جھونپڑی میں رہا کرتا تھا۔ جھونپڑی کے چاروں طرف گھنے درخت دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہ فقیر بہت عقلمند مشہور تھا۔ بہت سے لوگ مشورہ لینے کے لئے اس کے پاس جایا کرتے تھے۔ بادشاہ نے ایک غریب مسافر کا بھیس بدلا اور اپنے چند مصاحبوں اور محافظوں کے ساتھ جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔ قریب پہنچ کر اپنا گھوڑا محافظ کے حوالہ کیا اور خود تنہا فقیر کی جھونپڑی کی جانب روانہ ہوا۔ فقیر اس وقت جھونپڑی کے سامنے کیاریاں بنا رہا تھا پسینہ میں تر تھا اور ہانپ رہا تھا۔ بادشاہ کو دیکھ کر فقیر نے سلام کیا۔ بادشاہ نے فقیر سے کہا۔ عقلمند فقیر! میں تیرے پاس تین سوالات کا جواب لینے آیا ہوں۔ ایک تو یہ کہ میں ہر ایک کام کے شروع کرنے کا مناسب اور صحیح وقت کس طرح معلوم کیا کروں۔ دوسرا یہ کہ سب سے بہتر کون کون سے آدمی ہوتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے" فقیر نے بادشاہ کے تینوں سوالات غو... سے سُنے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ اس نے اپنے ہاتھ پر تھوکا اور پھاوڑہ کو مضبوطی سے پکڑ کر زمین کھودنے میں لگ گیا۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر کہا "تم اب

...م آرام
...کر دیا
...کیاریاں
...کر اپنے
...نے اب بھی کوئی جواب

نہیں دیا اور بادشاہ سے پھاوڑہ لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "تم بھی اب تھک گئے ہو لاؤ اب میں زمین کھودوں اور تم آرام کرو۔" بادشاہ نے پھاوڑہ نہیں دیا اور برابر زمین کھودتا رہا۔ یہاں تک کہ شام ہونے کو آگئی اور سورج درختوں کے پیچھے چھپنے لگا۔ بادشاہ نے پھاوڑہ زمین پر رکھ دیا اور اپنے سوالات پھر فقیر کو سنا کر کہا "بابا اگر تم جواب نہیں دے سکتے تو مجھکو بتلادو میں واپس چلا جاؤں"۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک آدمی درختوں کے جھنڈ سے بے تحاشہ بھاگتا ہوا فقیر کی جھونپڑی کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس آدمی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑ رکھا تھا اور پیٹ سے خون بہہ رہا تھا جب وہ بادشاہ کے قریب پہنچا تو بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ بادشاہ نے اس کو سنبھالا اس کی قمیص اتار ڈالی اپنے رومال سے اس کا خون صاف کیا اور فقیر کے تولیہ سے اس کا پیٹ باندھ دیا مگر خون برابر جاری رہا۔ بادشاہ برابر اس کا خون صاف کرتا اور دھوتا رہا آخر خون رُک گیا اور زخمی کو کچھ ہوش آیا۔ پانی مانگا۔ بادشاہ پانی لایا اور اس کو پلایا۔ اب اندھیرا ہوگیا تھا اور زخمی بھی آرام سے لیٹ گیا تھا۔ بادشاہ نے فقیر کی مدد سے زخمی

جھونپڑی کے اندر گھاس پر آرام سے لٹا دیا اور خود بھی اُس کے قریب بیٹھ گیا۔ چونکہ وہ تمام دن کی محنت اور تکان سے چور چور ہوگیا تھا۔ اس لئے نیند سے اونگھ رہا تھا وہ بھی زخمی کے قریب ہی لیٹ گیا اور بے خبر ہوکر سوگیا۔

صبح کو جب بادشاہ بیدار ہوا تو بہت دیر کے بعد اس کو یاد آیا کہ وہ ابتک فقیر کی جھونپڑی میں ہے وہ اپنے قریب زخمی آدمی کو لیٹے ہوئے دیکھ کر غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ زخمی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "غریب پرور معاف فرما دیجئے" بادشاہ نے کہا "تم نے میرا کیا قصور کیا ہے کہ میں تم کو معاف کردوں میں تو تم کو جانتا بھی نہیں"۔ زخمی نے کہا "حضور آپ مجھکو نہیں جانتے مگر میں آپ کو جانتا ہوں میں آپ کا جانی دشمن ہوں۔ اور میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ آپ کو زندہ نہ چھوڑوں گا کیونکہ آپ نے میرے بھائی کو جلاوطن کردیا ہے اور اس کی ساری جائداد ضبط کرلی ہے کل جب مجھکو یہ معلوم ہوا کہ آپ بالکل تنہا فقیر کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو میں نے ارادہ کرلیا کہ آپ کو واپسی میں مار ڈالوں گا۔ مگر تمام دن گذر گیا اور آپ یہاں سے واپس نہ ہوئے۔ آخر میں اپنی کمین گاہ سے باہر نکل آیا اور آپ کے محافظوں پر حملہ کردیا اس کے ہمراہیوں نے مجھکو پکڑ لیا اور میرے پیٹ میں چھرا بھونک دیا مگر میں اُن کے ہاتھوں سے چھوٹ کر بھاگ نکلا اور آپ کے قدموں میں آگرا۔ اگر آپ میری مرہم پٹی نہ کرتے اور بروقت میری مدد نہ کرتے تو میں یقیناً مرگیا ہوتا میں آپ کو مار ڈالنا چاہتا تھا مگر چونکہ آپ نے میری جان بچائی ہے اس لئے اب اگر میں جیتا رہا تو ایک فرمانبردار غلام کی طرح آپ کی خدمت کرتا رہوں گا میرے چار لڑکے ہیں وہ بھی آپ کے غلام بن کر آپ کی خدمت میں رہیں گے"۔ مجھکو معاف فرما دیجئے میرے آقا!" یہ کہتے ہوئے زخمی کے آنسو جاری ہوگئے۔

بادشاہ نے اپنے ایک سخت دشمن کو اس قدر احسانمند پاکر شاہی حکیم اور ملازمین کو اس کے علاج اور آرام کے لئے اس کے گھر بھیجنے اور اُس کے بھائی کی ضبط شدہ جائداد واپس کرنے کا اس سے پختہ وعدہ کرلیا۔ اس کے بعد بادشاہ جھونپڑی سے باہر نکلا دیکھا تو فقیر کیاریوں میں بیج بورہا تھا۔ بادشاہ نے فقیر سے کہا۔ "میری یہ آخری التجا ہے کہ تم میرے سوالات کا جواب دو"۔ فقیر نے بیج بوتے ہوئے بادشاہ سے کہا کہ "تمہارے تینوں سوالات کے جوابات تو کبھی کے دئے جاچکے ہیں" اور یہ کہہ کر فقیر بادشاہ کے چہرہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ بادشاہ نے حیرت سے کہا "کس نے جوابات دے؟ اور کیا جوابات دئے؟ میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا"۔ فقیر نے متانت سے کہا "اہا تم بالکل نہیں سمجھے اچھا لو ذرا غور سے سنو۔

اگر کل تم نے میری جسمانی کمزوری پر رحم کھاکر یہ کیاریاں نہ کھودی ہوتیں اور واپس چلدئے ہوتے تو اس زخمی آدمی نے یقیناً تم پر حملہ کردیا ہوتا اور اس وقت تم میرے پاس نہ ٹھیرنے پر کس قدر پچھتاتے۔ اس لئے بہترین وقت وہ تھا جب تم میری کیاریاں کھود رہے تھے اور اس وقت "میں" بہترین آدمی تھا اور تم جو میری

خداوند کریم کی عبادت کرنا بہترین عمل ہے اور باقی سب کام بالکل بیکار ہیں۔

جوابات مختلف ہونے کے باعث بادشاہ کو تسلی نہ ہوئی اور اُس نے کسی کو بھی انعام نہیں دیا۔ بادشاہ ہمیشہ صحیح جوابات معلوم کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔ مگر کسی شخص نے اس کی منشا کے موافق جوابات نہیں دئے۔

آخر بادشاہ نے ایک فقیر کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو جنگل میں ایک جھونپڑی میں رہا کرتا تھا۔ جھونپڑی کے چاروں طرف گھنے درخت دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہ فقیر بہت عقلمند مشہور تھا۔ بہت سے لوگ مشورہ لینے کے لئے اُس کے پاس جایا کرتے تھے۔ بادشاہ نے ایک غریب مسافر کا بھیس بدلا اور اپنے چند مصاحبوں اور محافظوں کے ساتھ جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ قریب پہنچ کر اپنا گھوڑا محافظ کے حوالہ کیا اور خود تنہا فقیر کی جھونپڑی کی جانب روانہ ہوا۔ فقیر اس وقت جھونپڑی کے سامنے کیاریاں بنا رہا تھا پسینہ میں تر تھا اور ہانپ رہا تھا۔ بادشاہ کو دیکھ کر فقیر نے سلام کیا۔ بادشاہ نے فقیر سے کہا۔ عقلمند فقیر! میں تیرے پاس تین سوالات کا جواب لینے آیا ہوں۔ ایک تو یہ کہ میں ہر ایک کام کے شروع کرنے کا مناسب اور صحیح وقت کس طرح معلوم کیا کروں۔ دوسرا یہ کہ سب سے بہتر کون کون سے آدمی ہوتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے" فقیر نے بادشاہ کے تینوں سوالات غور سے سُنے اور کچھ جواب نہیں دیا اُس نے اپنے ہاتھ پر تھوکا اور پھاوڑہ کو مضبوطی سے پکڑ کر زمین کھودنے میں لگ گیا۔ بادشاہ نے یہ دیکھکر کہا" تم اب بہت تھک گئے ہو۔ لاؤ اب میں زمین کھودوں اور تم آرام کرو" فقیر نے شکریہ ادا کر کے پھاوڑہ بادشاہ کے حوالہ کر دیا اور خود قریب ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے جب دو کیاریاں کھودلیں تو وہ ٹھہر گیا اور فقیر کی طرف مخاطب ہو کر اپنے تینوں سوالات پھر دوہرائے۔ فقیر نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا اور بادشاہ سے پھاوڑہ لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا" تم بھی اب تھک گئے لاؤ اب میں زمین کھودوں اور تم آرام کرو" بادشاہ نے پھاوڑہ نہیں دیا اور برابر زمین کھودتا رہا۔ یہانتک کہ شام ہونے کو آگئی اور سورج درختوں کے پیچھے چھپنے لگا بادشاہ نے پھاوڑہ زمین پر رکھ دیا اور اپنے سوالات پھر فقیر کو سنا کر کہا" بابا اگر تم جواب نہیں دے سکتے تو مجھکو بتلادو میں واپس چلا جاؤں" یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک آدمی درختوں کے جھنڈ سے بے تحاشہ بھاگتا ہوا فقیر کی جھونپڑی کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس آدمی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑ رکھا تھا اور پیٹ سے خون بہہ رہا تھا۔ جب وہ بادشاہ کے قریب پہنچا تو بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ بادشاہ نے اُس کو سنبھالا اُس کی قمیص اُتار ڈالی اپنے رومال سے اُس کا خون صاف کیا اور فقیر کے تولیہ سے اُس کا پیٹ باندھ دیا مگر خون برابر جاری رہا۔ بادشاہ برابر اُس کا خون صاف کرتا اور دھوتا رہا آخر خون رُک گیا اور زخمی کو کچھ ہوش آیا۔ پانی مانگا۔ بادشاہ پانی لایا اور اُس کو پلایا۔ اب اندھیرا ہو گیا تھا اور زخمی بھی آرام سے لیٹ گیا تھا۔ بادشاہ نے فقیر کی مدد سے زخمی

کو جھونپڑی کے اندر گھاس پر آرام سے لٹا دیا اور خود بھی اُس کے قریب بیٹھ گیا۔ چونکہ وہ تمام دن کی محنت اور تکان سے چور چور ہو گیا تھا۔ اس لئے نیند سے اونگھ رہا تھا وہ بھی زخمی کے قریب ہی لیٹ گیا اور بے خبر ہو کر سو گیا۔

صبح کو جب بادشاہ بیدار ہوا تو بہت دیر کے بعد اس کو یاد آیا کہ وہ ابتک فقیر کی جھونپڑی میں ہے وہ اپنے قریب زخمی آدمی کو لیٹے ہوئے دیکھ کر غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ زخمی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "غریب پرور معاف فرما دیجئے" بادشاہ نے کہا "تم نے میرا کیا قصور کیا ہے کہ میں تم کو معاف کردوں میں تو تم کو جانتا بھی نہیں"۔ زخمی نے کہا "حضور آپ مجھکو نہیں جانتے مگر میں آپ کو جانتا ہوں میں آپ کا جانی دشمن ہوں۔ اور میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ آپ کو زندہ نہ چھوڑوں گا کیونکہ آپ نے میرے بھائی کو جلاوطن کر دیا ہے اور اس کی ساری جائداد ضبط کرلی ہے کل جب مجھکو یہ معلوم ہوا کہ آپ بالکل تنہا فقیر کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو میں نے ارادہ کرلیا کہ آپکو واپسی میں مار ڈالوں گا۔ مگر تمام دن گذر گیا اور آپ یہاں سے واپس نہ ہوئے۔ آخر میں اپنی کمین گاہ سے باہر نکل آیا اور آپ کے محافظوں پر حملہ کر دیا اس کے ہمراہیوں نے مجھکو پکڑ لیا اور میرے پیٹ میں چھرا بھونک دیا مگر میں اُن کے ہاتھوں سے چھوٹ کر بھاگ نکلا اور آپ کے قدموں میں آگرا۔ اگر آپ میری مرہم پٹی نہ کرتے اور بروقت میری مدد نہ کرتے تو میں یقیناً مر گیا ہوتا میں آپ کو مار ڈالنا چاہتا تھا مگر چونکہ آپ نے میری جان بچائی ہے اس لئے اب اگر میں جیتا رہا تو ایک فرمانبردار غلام کی طرح آپ کی خدمت کرتا رہوں گا میرے چار لڑکے ہیں وہ بھی آپ کے غلام بن کر آپ کی خدمت میں رہیں گے۔ مجھکو معاف فرما دیجئے میرے آقا!" یہ کہتے ہوئے زخمی کے آنسو جاری ہو گئے۔

بادشاہ نے اپنے ایک سخت دشمن کو اس قدر احسانمند پا کر شاہی حکیم اور ملازمین کو اس کے علاج اور آرام کے لئے اس کے گھر بھیجنے اور اُس کے بھائی کی ضبط شدہ جائیداد واپس کرنے کا اس سے پختہ وعدہ کرلیا۔ اس کے بعد بادشاہ جھونپڑی سے باہر نکلا دیکھا تو فقیر کیاریوں میں بیج بو رہا تھا۔ بادشاہ نے فقیر سے کہا۔ میری یہ آخری التجا ہے کہ تم میرے سوالات کا جواب دو۔" فقیر نے بیج بوتے ہوئے بادشاہ سے کہا کہ تمہارے تینوں سوالات کے جوابات تو کبھی کے دئے جا چکے ہیں" اور یہ کہہ کر فقیر بادشاہ کے چہرہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ بادشاہ نے حیرت سے کہا "کس نے جوابات دئے؟ اور کیا جوابات دئے؟ میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا۔" فقیر نے متانت سے کہا "اہا تم بالکل نہیں سمجھے اچھا لو ذرا غور سے سنو۔

اگر کل تم نے میری جسمانی کمزوری پر رحم کھا کر میری یہ کیاریاں نہ کھودی ہوتیں اور واپس چلدیئے ہوتے تو اس زخمی آدمی نے یقیناً تم پر حملہ کر دیا ہوتا اور اس وقت تم میرے پاس نہ ٹھیرنے پر کس قدر پچھتاتے۔ اس لئے بہترین وقت وہ تھا جب تم میری کیاریاں کھود رہے تھے اور اُس وقت' میں" بہترین آدمی تھا اور تم جو میری

ارسطو

میری اکثر بہنوں نے ارسطو فلسفی کا نام تو سُنا ہی ہوگا۔ اور بہت سی بہنیں ارسطو کے متعلق بہت کچھ جانتی بھی ہوں گی۔ آیئے آج یہ دیکھیں کہ ارسطو نے ایک غریب بچّہ ہو کر علم کیسے حاصل کیا؟

ارسطو یونان کا ایک بہت بڑا اور مشہور فلسفی گذرا ہے۔ اس کو انگریزی میں Aristotle بھی کہتے ہیں اس نے علم کیسے حاصل کیا یہ بھی ایک بڑا مزیدار اور دلچسپ قصّہ ہے۔

یہ ایک غریب بچّہ تھا۔ ابھی چھوٹا ہی تھا کہ اس کے والدین کا انتقال ہوگیا۔ آٹھ برس تک تو اس نے خاک نہ پڑھا۔ دن بھر گشت ہشت کرتا پھرتا اور مزے کرتا۔

نہ معلوم کیوں؟ ایک دن یونہی بیٹھے بیٹھے اس کے دماغ میں علم حاصل کرنے کا خیال سما گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ علم کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگا۔

اُسی زمانے میں یونان میں بڑے علما رہتے تھے۔ مثلاً افلاطون جس کو انگریزی میں Plato کہتے ہیں یہ تو مشہور ہی ہے کہ پروفیسر یا عالم کی زندگی بہت مشغول ہوتی ہے اور یہ ہے بھی سچ۔ بیچاریوں کو سانس لینے تک کی فرصت نہیں ملتی دن بھر کتابیں پڑھنا اور طالب علموں کو پڑھانا ان کا مشغلہ ہے اور پھر اگر کوئی کند ذہن طالب علم پالے پڑ گیا تو بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ ایسے طالب علموں کو یہ علما پڑھاتے ہی نہ تھے۔ اچھے لڑکوں کو جو دل لگا کر اور محنت سے پڑھتے تھے اُن کو یہ علما بڑی محنت اور جانفشانی سے پڑھاتے تھے۔

انہی دنوں میں ایک شہزادہ افلاطون سے پڑھا کرتا تھا جب ارسطو نے یہ سُنا تو فوراً شہزادے کی نوکری کرلی جب شہزادہ پڑھنے جاتا ارسطو بھی چپکے سے پیچھے پیچھے ہو لیتا اور دروازے کی آڑ میں کھڑا ہو کر سبق سنتا تھا۔ اور اس کی خوش قسمتی کہیئے کہ شہزادہ بڑا کند ذہن تھا۔ افلاطون سبق کو کئی کئی بار دہراتا تاکہ شہزادہ کو یاد ہو جائے۔ مگر شہزادے کو پھر بھی یاد نہ ہوتا لیکن ارسطو خوب یاد کر لیتا۔

ایک دفعہ کسی بڑے جلسے میں افلاطون نے شہزادے سے کسی علمی مسئلہ پر تقریر کرنے کو کہا۔ یہ سننا تھا کہ شہزادے کا رنگ فق ہوگیا۔ اور پریشانی کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہونے لگی۔ اور افلاطون نے یہ کہدیا کہ آج شہزادے کی طبیعت ناساز ہے۔ افلاطون نے اپنے دوسرے شاگردوں سے بھی تقریر کرنے کو کہا لیکن کسی کی ہمت نہ پڑی کہ اتنے بڑے جلسے میں تقریر کر سکتا۔

لیکن ارسطو کی بلند ہمتی دیکھئے کہ فوراً افلاطون سے درخواست کی کہ میں اپنے آقا یعنی شہزادے کی طرف سے تقریر کروں گا۔ سب کو بڑا تعجب ہوا۔ امراء کے اصرار پر افلاطون نے تقریر کرنے کی اجازت دے دی۔ ارسطو اس طرح بولا کہ بڑے بڑے علما عش عش کر اٹھے۔ افلاطون بے حد خوش ہوا اور اُسی دن سے ارسطو کو

بڑی محبت اور جانفشانی سے پڑھانے لگا۔
اور پھر یہی ارسطو بڑا ہو کر سکندر اعظم کا وزیر بنا۔ اور افلاطون سے زیادہ اس کا نام روشن ہوا۔
دیکھا بہنو؟ محنت سے کیا نہیں ملتا۔ ذرا سوچئے کہ گو آج ارسطو دنیا میں موجود نہیں لیکن نام آب تک زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وجاہت فاطمہ احسن متھرا

غرور کا سر نیچا

میری میز پر ایک رات ایک لیمپ روشن تھا۔ کمرے کے کونے کونے تک روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ لیمپ نے اپنے دل میں سوچا "میری ہی وجہ سے کمرے میں اتنی روشنی ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا" غرور سے اُس کی گردن اکڑ گئی۔
اتنے میں تیز ہوا کے جھونکے سے دروازہ اچانک کھلا اور لیمپ گل ہو گیا۔ دروازے میں سے چاند کی کرنیں کمرے کے اندر داخل ہو کر ناچنے لگیں۔ کمرہ اب بھی روشن تھا۔ بجھے ہوئے لیمپ نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا "بے شک چاند اور سورج کی روشنی کو ئی طاقت نہیں بجھا سکتی مجھے میرے غرور کی سزا مل گئی۔
لطیف اسلم جالندھری خانیوال

تین سوالات (بقیہ صفحہ ۱۳)

کیاریاں بنانے کا نیک کام کر رہے تھے۔ وہ نیک کام بہترین کام تھا؛
دوسری طرح اس بات کو یوں سمجھو:-
جب وہ زخمی آدمی دوڑتا ہوا ہمارے پاس آ کر گرا تھا۔ اور تم اس کے زخمی پیٹ پر پٹی باندھ رہے تھے وہ "وقت" بہترین وقت تھا۔ اگر تم نے اُس زخمی آدمی کی مدد نہ کی ہوتی تو وہ تمسے بغیر صلح کئے مر گیا ہوتا۔ اُس وقت وہ "زخمی آدمی" بہترین آدمی تھا اور اس وقت جو تم نے اُس کی "مدد کی" وہ بہترین کام تھا۔
غرض دنیا میں سب سے بہتر اور ضروری وقت "اب" ہے' موجودہ وقت' یہی ایک ایسا وقت ہے جبکہ ہم کو پوری طاقت سے اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اور ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہوں اب کر سکتے ہیں۔ اور بہترین آدمی وہ ہے جس کے ساتھ ہم اب ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس آدمی کو دوسروں سے واسطہ پڑے گا یا ہم سے ہی ہمیشہ کے لئے تعلق قایم ہو جائیگا اور بہترین کام وہ ہے جو ہم اتفاقیہ دوست کے لئے کر رہے ہوں' کیونکہ انسان دنیا میں اپنے ہمجنسوں کے ساتھ نیکی اور مدد کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا ہی زندگی کا اصل مقصد ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ)

نقدلیسہ خاتون سمیع

اصلی شہزادی

کسی بادشاہ کا ایک لڑکا تھا۔ بہت خوبصورت اور بہادر۔ اس کا باپ چاہتا تھا کہ اپنے لڑکے کی شادی کسی شہزادی سے کر دے۔ مگر شہزادہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا۔ ہمیشہ یہی کہتا "میں اصلی شہزادی سے شادی کروں گا" پر سچ مچ کی اصلی شہزادی نہ ملنی تھی نہ ملی۔ اُسے ڈھونڈھنے کے لئے شہزادے نے تمام دنیا کا چکر لگایا۔ مگر بے سُود۔ کوئی نہ کوئی بات ضرور ایسی نکل آتی جس کی وجہ سے شہزادے کو اپنا ارادہ بدلنا پڑتا۔ آخر بیچارہ گھوم گھام کے واپس محل میں چلا آیا۔ اُس دن وہ بے حد اُداس تھا۔

ایک شام بہت زور کا طوفان اُٹھا۔ بارش کے ساتھ ساتھ بجلی بھی خوب چمکی اور گرجی۔ باہر اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دے رہا تھا۔ یکایک دروازے پر زور کی دستک ہوئی۔ شہزادے کا بوڑھا باپ خود دروازہ کھولنے کے لئے اٹھا۔ دیکھا تو باہر ایک لڑکی کھڑی تھی۔ بہت اُداس۔ اس کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس کے کپڑے بھی مینہ میں بھیگ چکے تھے۔ لڑکی کہنے لگی کہ "میں اصلی شہزادی ہوں"۔ بہت خوب! ہم ابھی معلوم کئے لیتے ہیں۔ بوڑھی ملکہ نے سوچا۔ اس نے شہزادی سے کچھ نہ کہا اور چپ چاپ اُسے سونے کے کمرے میں لے گئی۔ پلنگ پر سے سب چادریں اور گدیلے وغیرہ اُتار لئے اور ان کی جگہ تین مٹر کے دانے رکھ دیئے۔ ان کے اوپر بیس گدیلے تہہ در تہہ رکھے پھر ان کے اوپر بیس لحاف اور رکھے جو پرندوں کے پروں سے بنے ہوئے تھے۔ "لو بیٹی اب تم اس بستر پر آرام سے سو جاؤ" ملکہ نے کہا اور چلی گئی۔

اگلے دن صبح سویرے ہی ملکہ شہزادی کے کمرے میں آئی۔ "کیوں بیٹی سو چکیں"؟

"اوہ! بالکل نہیں" شہزادی نے جواب دیا۔ "رات بھر پلک جھپکنے کو بھی نیند نہ آئی۔ نہ معلوم بستر میں کیا چیز تھی شاید کچھ دانے سے تھے۔ رات بھر مجھے چبھتے رہے۔ میرے بدن پر تو نیل پڑ گئے ہیں"۔

ملکہ سمجھ گئی کہ وہ واقعی اصلی شہزادی ہے۔ ورنہ کون ہے اتنا نازک جو بیس گدیلوں اور بیس پروں کے لحافوں سے مٹر کے دانوں کی چبھن معلوم کر سکے۔ شہزادہ بہت خوش ہوا کہ اُسے اصلی شہزادی مل گئی۔ خوشی خوشی ان کا بیاہ رچایا گیا۔ وہ مٹر کے دانے شاہی عجائب گھر میں رکھوا دیئے گئے۔ وہ اب تک موجود ہیں ——— اگر اُنھیں کسی نے چُرایا نہ ہو تو۔

سُنا جاتا ہے یہ کہانی سچی ہے۔

عبد القیوم عابد

سُنہری گائے

کسی زمانے میں ایک امیر آدمی تھا لیکن زمانے کی گردش سے وہ کچھ دنوں بعد غریب ہو گیا۔ غریبی نے اس کے دل پر بُرا اثر ڈالا اور وہ چند روز بیمار رہ کر مر گیا اس نے دو یتیم بچے چھوڑے رفیق اور شفیق پہلے تو ان بچوں نے گھر کا سامان بیچ بیچ کر اپنا کام چلایا اور پھر یہ ارادہ کیا کہ کسی دوسرے شہر میں جا کر روزی تلاش کریں۔

یہ ارادہ کر کے وہ ایک دن تڑکے سے چل دیئے چونکہ سفر کی عادت نہ تھی۔ اس لیے تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ تھک گئے اور بھوک لگنے لگی۔ اِدھر اُدھر کھانے کی تلاش میں پھرنے کے بعد اُنھیں مٹر کا ایک کھیت نظر آیا۔ انھوں نے خوب پیٹ بھر کے پھلیاں کھائیں اور جتنی جیبوں میں بھر سکے بھر لیں پھر پانی کی تلاش میں آگے بڑھے تو دُور کھیت میں اُنھیں ایک تالاب میں ایک سُنہری گائے پانی پیتی ہوئی نظر آئی۔ دونوں وہاں گئے اور بڑا بھائی شفیق انتظار کرنے لگا کہ گائے پانی پی چکے تو میں پیوں۔ مگر چھوٹا بھائی رفیق صبر نہ کر سکا اور گائے کو دھکا دیکر پانی پینے لگا گائے چلاتی ہوئی جلدی لڑکے گائے کی آواز سے ڈر گئے اس لئے کہ ممکن ہے کھیت والا گائے کی آواز سُن کر آجائے اور ہمیں مارے شفیق فوراً گائے کے پاس گیا اور کہا "چپ ہو جا" گائے نے کہا "تم مجھ سے اگر یہ وعدہ کرو کہ میں تم کو اپنے ساتھ لیجاؤں گا اور اپنے کھانے میں سے آدھا کھلاؤنگا تو میں خاموش ہو جاؤں گی"۔ شفیق نے منظور کر لیا۔ چلتے چلتے شام ہو گئی اور اُنھوں نے گاؤں میں جا کر ایک کسان کے گھر میں آرام کیا دونوں لڑکوں نے کسان کی چکی میں اپنی جیبوں کی مٹر پیس کر دو روٹیاں پکائیں اور کھانے بیٹھ گئے اور گائے کو اپنے وعدہ کے مطابق نہ بلایا۔ گائے نے شفیق کی روٹی میں سے آدھی روٹی لے لی۔ کسان نے ان بچوں پر ترس کھا کر مویشی چرانے پر نوکر رکھ لیا۔ دونوں بھائی روز مویشی چرانے جاتے اور اُن کی سُنہری گائے بھی جاتی دونوں اسی طرح کام کرتے رہے اور اپنی تنخواہ میں سے کچھ بچاتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد انھوں نے کھیتی باڑی کا کام شروع کر دیا۔ کسان نے جب دیکھا کہ اب یہ خود اس قابل ہو گئے ہیں کہ کما کھا سکیں تو اس نے رفیق کی شادی اپنی لڑکی سے کر دی شفیق کے لیئے یہ شادی مبارک نہ ہوئی کیونکہ اس کی بھاوج اس سے نفرت کرنے لگی اور یہ کوشش شروع کی کہ کسی طرح اس کا مال اپنے قبضے میں کر لے ایک دن اس کا شوہر بیمار ہو گیا اور وہ شفیق کے ساتھ خود مویشی چرانے کو گئی جنگل میں پہونچ کر دونوں زمین پر بیٹھ گئے۔ کسان کی لڑکی جمیلہ شفیق کا سر سہلانے لگی جس سے شفیق کو نیند آگئی جمیلہ نے اپنی کمر سے خنجر نکال کر شفیق کو مار ڈالا۔ سر الگ زمین میں دبا دیا اور باقی بدن دوسری جگہ دبا دیا۔ سنہری گائے اپنے آقا کو نہ پا کر اُسے ڈھونڈنے لگی ایک جگہ اُس نے چند قطرے خون کے زمین پر پڑے دیکھے اور آگے بڑھی تو اُسے آدمی کی لاش کی بُو زمین سے آئی۔ اُس نے زمین کو کھودا تو شفیق کا جسم ایک گڑھے میں اور سر دوسرے گڑھے میں ملا۔

"سنہری گائے" اپنے آقا کا جسم اور سر پاکر بہت رنجیدہ ہوئی اور سوچنے لگی کہ لاش کا کیا کرے آخر اُس نے خدا سے دعا مانگی کہ "الہٰی اسے اپنی قدرت سے زندہ کردے" خدا نے اس کی دعا قبول کی سامنے سے اُسے ایک فقیر آتا ہوا دکھائی دیا "سنہری گائے" کو پریشان دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے "سنہری گائے" نے اپنے آقا کے سر اور جسم کو دکھایا فقیر نے کہا کہ "یہاں سے تھوڑی دور پر دریا کے کنارے ایک درخت ہے اُس درخت کے پھل کا عرق نکال کر اُس سے سر اور جسم کو جوڑ دے تو یہ زندہ ہو جائیگا۔"

فقیر سنہری گائے کو یہ ترکیب بتا کر روانہ ہوگیا اور سنہری گائے نے اس پھل کا عرق لاکر اس سے سر اور جسم کو جوڑ دیا اور شفیق کلمہ پڑھتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "ادہو میں بڑی دیر سویا۔ مویشی کہاں گئے بھاوج کہاں ہے" "سنہری گائے" نے اُسے سارا قصہ سنایا کہ کیوں کر اُس کی بھاوج نے اُسے قتل کیا اور کس طرح دعا اور فقیر کی مدد سے اُسے دوبارہ زندگی ملی۔ غرض دونوں گھر گئے تو اس کی بھاوج اُسے دیکھ کر حیران رہ گئی فوراً اُسے یہ خیال آیا۔ کہ یہ سب کارروائی "سنہری گائے" کی ہے۔ اب اس نے سوچا کہ پہلے "سنہری گائے" کا خاتمہ کرنا چاہیئے۔

ایک دن اس کا شوہر جنگل سے مویشی لے کر واپس آیا تو وہ چادر اوڑھ کر لیٹ گئی۔ اور اس نے کھانا بھی نہ پکایا۔ رفیق نے پوچھا کیوں لیٹی ہو؟ اس نے کہا کہ "میرے سر میں درد ہے ایک نجومی سے میں نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ سنہری گائے کا خون پیو" رفیق قصائی کو بلا کر لایا اور اُس سے کہا کہ سنہری گائے کا خون نکال دو۔ اس نے کہا کہ گوشت کو کاٹے بغیر خون نہیں مل سکتا۔"

رفیق نے بیوی سے جاکر کہا کہ "خون اور گوشت دونوں لاؤ" رفیق نے قصائی سے کہا کہ "گوشت اور خون دونوں دیدو" گائے نے قصائی سے کہا کہ "گوشت اور خون جتنا چاہو لے لو مگر ہڈی کو ہاتھ مت لگانا" قصائی نے کہا۔ "بغیر ہڈی کو ہاتھ لگائے گوشت اور خون کیونکر نکل سکتا ہے" رفیق پھر بیوی کے پاس گیا اور واقعہ سُنایا۔ بیوی نے کہا کہ "سب کچھ لے آؤ" رفیق نے قصائی سے کہا کہ "سب کچھ دیدو" گائے نے کہا سب کچھ لے لو مگر کھال نہ چیرنا" قصائی نے کہا کہ بغیر کھال چیرے کچھ نہیں مل سکتا۔ رفیق پھر بیوی کے پاس گیا اور واقعہ کہا۔ اس نے کہا "مجھے پریشان نہ کرو۔ ساری چیزیں لے لو" رفیق گیا اور کہا کہ "سب کچھ دیدو" جب قصائی سُنہری گائے کے گلے پر چھری پھیرنے لگا تو گائے نے کہا کہ "مجھے پانی پی لینے دو" شفیق گائے کو تالاب کی طرف لےچلا تھوڑی دور جاکر سُنہری گائے شفیق کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور بھاگ کھڑی ہوئی وہ اس کے پیچھے بھاگا اور دونوں بہت دور نکل گئے جب قصائی نظروں سے اوجھل ہوگیا تو دونوں رُک گئے انھوں نے یہ ساری ترکیب بچنے کے لئے کی تھی گائے دھوپ میں لیٹ گئی۔ اتنے میں ایک عقاب آیا عقاب کے گھر ایک شہزادی رہتی تھی جسے وہ بچپن میں اٹھا لایا تھا۔ قصہ یہ ہوا کہ تنہا ایک بادشاہ اپنی ملکہ اور شہزادی کے ساتھ کسی شہر سے آرہا تھا جنگل میں ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ شہزادی مع اَنا کے گرفتار ہوگئی ڈاکوؤں نے شہزادی کا زیور تو اتار لیا اور اُسے ایک جھاڑی میں ڈال گئے بادشاہ اور ملکہ نے شہزادی کو بہت ڈھونڈا مگر نہ ملی۔ آخر صبر کرکے چلے گئے۔

اور شہزادی کو عقاب اُٹھا لایا۔ شفیق نے عقاب کو پکڑ لیا اور کہا کہ
"تو نے میری "سنہری گائے" کو مارا ہے اب میں تجھے مارونگا۔"
عقاب نے کہا کہ مجھے مت مارو میں تمہیں ایک شہزادی دونگا
تم اس سے بیاہ کر لینا۔ شفیق راضی ہو گیا۔ عقاب گیا اور
شہزادی کو جس کا نام عقیلہ تھا لا کر شفیق کے حوالے کر دیا۔ اور
دونوں جنگل میں رہنے لگے لیک دن عقیلہ نے کہا کہ اس
طرح سے گذارا کب تک ہوگا بہتر ہے کہ تم شہر میں جا کر مزدوری
کرو اور میں سنہری گائے کو چرایا کروں گی اور جب شہر میں
تمہاری جان پہچان ہو جائے تو میرے لیئے کپڑے لادینا
ان کو کاڑھ دیا کروں گی۔

شفیق اللہ کے بھروسے پر چلدیا اتفاق کی بات کہ
اُس شہر میں بادشاہ کا محل تیار ہو رہا تھا شفیق نے بچپن میں
معماری کا کام سیکھا تھا وہ فوراً داروغہ تعمیرات کے پاس گیا
اور کہا کہ مجھے معماری کا کام آتا ہے اگر ضرورت ہو تو نوکر
رکھ لیجیے۔ داروغہ اس کی باتوں سے خوش ہوا اور اس کو
رکھ لیا۔ شفیق روزانہ محل کی تعمیر کا کام کیا کرتا اور ایک روپیہ
روز کمایا کرتا تھا۔ شفیق نے محنت اور ہوشیاری سے
کام کیا اور جو عمارت کا حصہ اس نے بنایا وہ داروغہ کو
بہت پسند آیا۔ ایک دن داروغہ سے شفیق نے کہا کہ
"میری بیوی کشیدہ کاڑھنا جانتی ہے آپ بیگمات کے
کپڑے اور رومال وغیرہ کاڑھنے کے لئے دیدیا کیجیے" داروغہ
راضی ہو گیا شفیق روز ایک کپڑا لے جاتا اور عقیلہ اس کو رات
میں تیار کر دیتی صبح کو شفیق کپڑا ساتھ لے جاتا اور داروغہ کو
دیدیتا چند روز میں داروغہ کا واسطہ بھی اُٹھ گیا۔ اور محل کی
خواصیں کپڑا عقیلہ کے پاس لے جاتیں اور سلوا کر لے آتیں۔

اس طرح عقیلہ اور شفیق کی زندگی اطمینان و آرام سے
گذر رہی تھی۔ اور اُنھوں نے ایک مکان بھی بنوا لیا تھا۔
ایک دن بادشاہ نے عقیلہ کا کاڑھا ہوا کشیدہ دیکھا اور
بہت خوش ہوا اور خواص سے جو عقیلہ کے ہاں جایا کرتی
تھی عقیلہ کا حال دریافت کیا۔ اور اُس نے عقیلہ کے حسن
کی تعریف کی۔

بادشاہ نے عقیلہ سے شادی کا ارادہ کر لیا اور اپنے
خاص حجام کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ عقیلہ کو کسی طرح
محل میں لے آئے۔ حجام عقیلہ کے پاس گیا اور کہا کہ "تم
بادشاہ کی بیوی بن جاؤ محلوں میں چین کرنا" غرض اسے خوب
بہلایا پھسلایا۔ مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ حجام نے بادشاہ سے کہا۔
کہ "اگر آپ شفیق کو کسی طرح مار ڈالیں تو عقیلہ آپ کے قبضہ
میں آسکتی ہے اور اس کی ترکیب میں بتاتا ہوں آپ شفیق
کو بلایئے اور اس سے کہیے کہ تو نے میرا محل خراب کر دیا
میں تجھے جان مار ڈالوں گا۔ ہاں اگر تو میرے تین کام کر دے
تو تیری جان بچ جائے گی۔"

بادشاہ نے شفیق کو بلایا اور حجام کی بتائی ہوئی بات کہی۔
شفیق نے کہا "آپ مجھے اپنے تین کام بتایئے" بادشاہ نے
ایک جتے ہوئے کھیت میں خشخاش کے دانے بکھیر دیئے کہا کہ
صبح ہوتے ہوتے یہ دانے ایک ایک کر کے جمع کر دو ورنہ
تمہاری خیر نہیں" شفیق بہت پریشان ہوا کہ یہ کام کس
طرح سے ہوگا وہ گھر گیا اور لیٹ گیا۔ عقیلہ نے کہا "کیا بات
ہے رنجیدہ کیوں ہو" شفیق نے ساری بات بتائی عقیلہ نے کہا
"میرے باپ عقاب کے پاس جاؤ اور اُس سے تمام باتیں
کہو" شفیق گیا اور عقاب سے تمام حال کہا عقاب نے

چڑیوں کو بلایا اور کہا "یہ سب دانے ایک ایک کر کے جمع کر دو" چڑیوں نے منٹوں میں سب دانے جمع کر دیئے۔

صبح کو بادشاہ نے بلایا اور کہا کہ "دانے لاؤ" شفیق نے سب دانے حاضر کر دیئے بادشاہ حیران رہ گیا اور حجام سے کہا کہ دوسرا کام بتاؤ حجام نے کہا کہ اس سے شیرنی کا دودھ منگائیے۔ بادشاہ نے کہا کہ "شیرنی کا دودھ لاؤ"

شفیق نے خیال کیا کہ اب جان بچنی مشکل ہے۔ وہ گھر گیا اور عقیلہ سے تمام حال کہا۔ عقیلہ نے کہا کہ تم جنگل میں جاؤ۔ وہاں شیرنی بیاہی ہوگی تم اسے پانی پلا دینا وہ دودھ دیدے گی۔

شفیق گیا اور جاکر شیرنی کو پانی پلا دیا اور اس نے خوش ہوکر دودھ دے دیا شفیق دودھ لیکر گھر کو لوٹا اور اپنے ساتھ شیر کا بچہ لیتا آیا اور پھر شیر کے بچہ کو لیکر بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ ڈر گیا اور کہا کہ اس کو فوراً لے جاؤ" اور پھر حکم دیا کہ حجام کو فوراً قتل کردو۔ پھر شفیق کو اپنا وزیر بنالیا۔ شفیق نے اپنی "سنہری گائے" بادشاہ کی خدمت میں پیش کی اور اپنا تمام قصہ سنایا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ جیسی اس کی بنی خدا سب کی بنائے۔ (ترجمہ)

راشد حسن قادری۔ آگرہ

ریڈیو کلب

بناتی بہنو! آج ہم آپ کو حیدرآباد کے "ریڈیو کلب" کا کچھ حال سناتے ہیں۔ اس کلب کے ممبر ننھے سننے والے ہیں جو اپنے "کلب" اور "ماموں جان" سے جو اس کلب کے بانی ہیں بہت محبت کرتے ہیں۔

۱۹ ر فروری ۱۹۴۶ء کو اس کلب کی طرف سے دس سال سے کم عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک جلسہ اور نمائش ہوئی۔ ماموں جان کی کوشش سے ناظم صاحب تعلیمات نے حیدرآباد کے سارے مدرسوں میں آدھے دن کی چھٹی کر دی تھی۔ دن کے دو بجے سے نمائش شروع ہوئی نمائش میں حیدرآباد کی مشہور چیزیں اور بچوں کی وہ عمدہ عمدہ چیزیں جو انہوں نے اپنے کلب کو بھیجی تھیں رکھی گئی تھیں شام کے سات بجے سے جلسہ شروع ہوا جو ریڈیو میں بھی سنایا گیا جلسے میں مفید تقریریں ہوئیں بچوں نے کئی مشورے بھی دیئے جو بچوں کی رائے سے منظور کیئے گئے آٹھ بجے جلسہ ختم ہوا۔ کلب میں ۲۰ فروری کو دس سال سے بڑی عمر کے بچوں کے لئے جلسہ ہوا۔ دو بجے سے جلسہ شروع ہوا۔ صاحبزادہ نواب بسالت جاہ بہادر، مسز سروجنی نائیڈو، ناظم صاحب تعلیمات اور دوسرے عہدیداران بھی شریک ہوئے اور اپنی تقریروں سے بچوں کو فائدہ پہنچایا۔ اس جلسہ کی تقریریں اور کارروائی بھی ریڈیو میں سنائی گئی کئی مشورے آج بھی ہوئے۔ مزاحیہ نظم بھی پڑھی گئی پہلے روز مزاحیہ مشاعرہ بھی ہوا تھا۔ دونوں دن کے جلسہ عام تھے۔ پولیس اور رضا کار انتظام کر رہے تھے ننھے بچوں کی تالیوں سے شامیانہ گونج اٹھتا تھا دونوں جلسے بہت کامیاب رہے جلسہ کے ختم پر بچوں کو تعلیمی فلم دکھائی گئی۔ یہ جلسہ اپنی قسم کا پہلا جلسہ تھا۔

سیدہ رشیدہ خاتون۔

چور کا بیٹا

ایک غریب آدمی کا ایک بیٹا تھا۔ ایک دن باپ نے بیٹے سے کہا: "ہم دونوں کو بھوک لگ رہی ہے۔ میرے ساتھ آؤ آم کے درخت سے پکے پکے آم توڑ کر کھائیں۔" لڑکا اپنے باپ کے ساتھ ہولیا۔

لڑکا جانتا تھا کہ چوری بہت برا کام ہے لیکن وہ اپنے باپ کا حکم ماننے سے بھی انکار نہیں کرسکتا تھا۔ دونوں ہول کے باغ میں پہنچے۔ باپ آم کے ایک درخت پر چڑھ گیا اور بیٹے سے کہا: "تو نیچے کھڑا رہ اور خیال رکھ کہ کوئی چوری کرتے ہیں دیکھ تو نہیں رہا ہے" لڑکا آم کے درخت کے نیچے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد باپ سے کہا: "اباجان۔ کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے۔" یہ سن کر باپ ڈر گیا۔ اور نیچے اتر کر پوچھا: "کس نے چوری کرتے ہم کو دیکھا ہے۔"

لڑکا کہنے لگا: "خدا ہمیں چوری کرتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔" باپ شرمندہ ہوگیا۔ اور اس کے بعد اس نے کبھی چوری نہ کی۔

میر خورشید علی

پچ کے چٹخارے

چچی چٹائی پر بیٹھی ہوئی چرخا چلا رہی تھیں۔ چاہ کی پرچ چٹاخ سے چٹ ٹوٹ گئی۔"

چچا چمٹہ لیکر چوہے پر چھلانگ بھرتے ہوئے چوہے کے پاس گئے۔

"چچا' باہر چمار چپل لایا ہے۔" چھنو نے کہا۔
چچی ری چچی۔ چچا نے چمار کے چٹاخ چٹاخ چار چپت
مارے۔ چمار ... چمار کا ہر چلا گیا۔ چھنو نے چھینک

عقل کا امتحان

بوجھو تو جانیں نیچے کے جملوں میں ہندوستان کے چند مشہور صوبوں کے نام چھپے ہوئے ہیں۔ بوجھئے گا

۱۔ تمہارا سامان موٹر میں نہیں تھا۔
۲۔ اب بھائی شبن گالیاں نہیں دیتے۔
۳۔ افضل کے دادا کا سین دھی کی سردی برداشت نہیں کرسکتا۔
۴۔ میرے اس جواب سے افسر حد سے زیادہ خوش ہوئے۔
۵۔ پرسوں خالو احمد راستہ بھول گئے۔
۶۔ دیکھو پھر آفتاب ہار گیا۔　اعظم النساء حیدرآباد دکن

ملکوں کے نکالئے:۔

۷۔ ر۔ ب ع۔
۸۔ س۔ و۔ ر۔
۹۔ ک۔ ٹ۔ ر۔ ی۔
۱۰۔ ر۔ ص۔ م۔
۱۱۔ ا۔ ج۔ پ۔ ن۔ ا۔
۱۲۔ ن۔ د۔ و۔ ت۔ ا۔ ہ۔ س۔

پھولوں کے نام نکالئے:۔

۱۳۔ ا۔ ن۔ گ۔ ے۔
۱۴۔ ب۔ گ۔ ا۔ ل۔
۱۵۔ ی۔ و۔ ہ۔ ج۔
۱۶۔ ی۔ ن۔ ب۔ چ۔ ل۔ ے۔
۱۷۔ ا۔ ر۔ ا۔ س۔ ہ۔ ب۔ د۔
۱۸۔ ل۔ ن۔ و۔ ک۔　قدسیہ خاتون صدیقی

بوجھو تو جانیں:-

۱۹- میں چار ہندسوں سے مل کر بنا ہوں۔ میرے نام کا پہلا حرف باپ میں ہے ماں میں نہیں۔ میرے نام کا دوسرا حرف نب میں ہے ہو لڈر میں نہیں میرے نام کا تیسرا حرف اردو میں ہے ہندی میں نہیں۔ میرے نام کا چوتھا حرف تصویر میں ہے کمرے میں نہیں میں وقت کا اتنا پابند ہوں کہ آج تک کسی کو مجھ سے شکایت نہیں ہوئی۔ میری عمر اٹھارہ سال ہے۔

بوجھو تو میں کون ہوں:-

۲۰- میں سات حرفوں کا مجموعہ ہوں۔ اگر میرے نام کے پہلے چار حرفوں کو لگاتار پڑھا جائے تو میں ایک پھل کے معنی دیتا ہوں۔ اور اگر آخری تینوں حرفوں کو پڑھا جائے تو میں پھول کا ایک حصہ بن جاتا ہوں۔

پنجاب کے ایک شہر کے مشہور بازار میں میرا ہی نام ہے۔

د - کا - کھیل

۲۱	د		ہر بناتی بہن کو .... لگا کر محنت کرنی چاہیئے۔
۲۲	د		ہر انسان کو کرنی چاہیئے۔
۲۳	د		یہ چیز سیاہی کے رکھنے کے لئے ہوتی ہے۔
۲۴	د		ایک پرانا سکہ جو کہ انگریزی حکومت کا ہے۔
۲۵	د		اس کو لوگ سردی میں استعمال کرتے ہیں۔

جوابات

(۱) آسام (۲) بنگال (۳) سندھ (۴) سرحد (۵) مدراس۔
(۶) بہار (۷) عرب (۸) روس (۹) ٹرکی (۱۰) مصر۔
(۱۱) جاپان (۱۲) ہندوستان (۱۳) گیندا (۱۴) گلاب (۱۵) جوہی
(۱۶) چنبیلی (۱۷) سدابہار (۱۸) کنول (۱۹) بنات (۲۰) لاہور کا بازار انارکلی۔
(۲۱) دل (۲۲) دوڑ (۲۳) دوات (۲۴) دھیلہ (۲۵) دستانہ۔

میرے بہن بھائی

بھائی صاحب سب سے بڑے ہیں۔ کتابوں کا مطالعہ ان کا خاص شغل ہے۔ خاموش رہتے ہیں والدین کے فرماں بردار ہیں۔

چھوٹے بھیا ہر وقت گاتے رہتے ہیں سینما کا بہت شوق ہے مگر ہم لوگوں کو ہر وقت نصیحت کرتے ہیں کہ سینما بہت بری چیز ہے۔

زاہدہ آپا خوش مزاج اور زندہ دل ہیں۔ طرح طرح کے کھانے پکانے اور دستکاری کا بہت شوق ہے اون کے کام سے بہت دلچسپی ہے

عاشق دس گیارہ سال کے ہیں مگر اپنے آپ کو بزرگ سمجھتے ہیں۔

آصفیہ بڑی چلبلی اور پیاری بچی ہے۔ ہر وقت کودتی رہتی ہے۔ جانوروں سے کھیلنا اور وقت پر ابا سے سبق پڑھنا یہ ہی ان کا کام ہے۔

ماجدہ ہاشمی

بڑے بھائی یہ بہت ذہین اور سکنڈ ایر میں انجنیری پڑھتے ہیں۔ ہر وقت نئی نئی چیزیں بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں دلچسپ کہانیوں کی کتابیں اور رسالہ بہت منگاتے ہیں لیکن اپنے نام سے نہیں۔ بلکہ ہم بہن بھائیوں کے نام سے۔ پھولوں اور بیلوں کے پودے بہت شوق سے کیاریوں میں لگاتے ہیں ان کو خود ہی پانی دیتے ہیں خود ہی صاف کرتے ہیں یہ ہمارے سب سے اچھے بھائی ہیں مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

منجھلے بھائی یہ ریڈیو بہت شوق سے سنتے ہیں لیکن تقریروں اور خبروں سے بہت جلتے ہیں نہ خود سنیں نہ کسی کو سننے دیں اگر اتوار کے روز بچوں کا پروگرام کسی وجہ سے نہ سن سکے تو بس غضب ہی تو ہو گیا۔ سب سے خفا اور غضبناک رہیں گے۔ یہاں تک کہ کھانا پینا چھوڑ دیں گے۔ نویں میں پڑھتے ہیں۔ پڑھنے کے نام سے ڈرتے ہیں۔

چھوٹے بھائی یہ چھٹی میں پڑھتے ہیں پڑھنے لکھنے میں یہ بھی ماشاء اللہ ذہین ہیں اردو پڑھ بھی لیتے ہیں لکھ بھی لیتے ہیں لیکن ہجے کرنا نہیں آتے۔ عید کارڈ اور ٹکٹ جمع کرنا ان کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ بہت خوش مزاج ہیں۔ روتے کو ہنسا دیتے ہیں۔ تیز مزاج بھی ہیں۔

خود ہم جناب صاف بات تو یہ ہے کہ ہمیں پڑھنے سے نفرت کھیلنے سے الفت اور مزیدار کھانوں سے رغبت ہے لیکن پکانے سے نفرت۔ پڑھنے کے نام سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگتا ہے۔ منہ پھول جاتا ہے لکھنے کے نام سے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا ہے کیونکہ استانی جی املے میں خواہ مخواہ غلطی نکالتی ہیں تو بس یہ دعا مانگتی رہتی ہوں کہ آج استانی جی چھٹی کر دیں تو اچھا ہے۔

شفیق میاں

یہ میرا بڑا پیارا بھتیجا ہے میرے بغیر نہیں کھیلتا اور میں خوب دعا مانگتی ہوں کہ خوب کھیلے میری بلی کو بہت مارتا ہے باتیں بہت عقلمندی کی کرتا ہے جتنا شریر ہے ماشاءاللہ اتنا ہی فہیم۔ ہر ایک کی نقل اتار لیتا ہے۔ ریڈیو پر جو گانا سنتا ہے یاد کر لیتا ہے ریڈیو کے قریب اپنی چھوٹی سی کرسی رکھ کر خود اس کے اوپر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ریڈیو کی سوئی کو الٹا سیدھا گھمانے لگتے ہیں جب ریڈیو نہیں بولتا تو خود گانے لگتے ہیں۔ 'بو بولم گا لم چا جانے' یعنی وہ بھولا بالم کیا جانے چیزوں کی صفائی کا بھی خیال رکھتے ہیں جو کچھ ہاتھ میں آجاتا ہے۔ صاف کرنے لگتا ہے۔ شمیم آرا بیگم۔ مراد آباد

حسن نسرین

مجھ سے دو سال چھوٹی ہے چھٹی کلاس میں پڑھتی ہے۔ کہانیاں پڑھنے کی شوقین ہے۔ فٹ بال۔ ہاکی کھیلنا اور جھولا جھولنے کو پسند کرتی ہے۔

حسینہ جبیں

چوتھی میں پڑھتی ہے۔ بڑی ذہین اور محنتی ہے۔ کلاس میں ہمیشہ اچھے نمبروں سے پاس ہوتی ہے۔ استادوں کی بڑی عزت کرتی ہے۔

زبیدہ پروین

بڑی شوخ طبیعت ہے۔ دوسری میں پڑھتی ہے۔ جھوٹ بہت بولتی ہے۔ اور اس پر بعض دفعہ سخت سزائیں ملتی ہیں۔

بنت قاضی عبدالمجید

> **بنات** کے لئے جو مضامین بھیجے جائیں ان کی زبان اس قدر آسان ہونی چاہیئے کہ دس گیارہ سال کی بچیاں بھی سمجھ سکیں۔ ایڈیٹر

میرا روزانہ پروگرام

میں صبح چھ بجے اٹھتی ہوں۔ نماز پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہوں۔ سات بجے باورچی خانہ میں جاتی اور ناشتہ وغیرہ کا انتظام کرتی ہوں۔ نو بجے ناشتہ سے فارغ ہو کر گھر کی صفائی کرتی ہوں۔ کنگھی کرتی ہوں۔ ترکاری وغیرہ بنا کر دیتی ہوں۔ دو بجے ظہر کی نماز پڑھتی ہوں ڈھائی بجے کھانا کھاتی ہوں پھر کچھ دیر آرام کرتی ہوں چار بجے اٹھ کر منہ ہاتھ دھو کر چائے تیار کرتی ہوں چائے کا کام میرے ہی سپرد ہے۔ چائے کے ساتھ کبھی کیک کبھی ٹوسٹ کبھی سموسے بناتی ہوں۔ سیٹھ جان کو میرے بنائے ہوئے کیک بہت پسند آتے ہیں۔ پانچ بجے عصر کی نماز پڑھتی ہوں۔ نماز کے بعد کنگھی کر کے کچھ دستکاری کرتی ہوں۔ مغرب کی نماز پڑھ کر "تعلیمی تاش" کھیلتی ہوں مجھے اس کھیل سے بہت دلچسپی ہے۔ ساڑھے آٹھ بجے عشاء کی نماز پڑھتی ہوں نو بجے کھانا کھاتی ہوں۔ اس کے بعد سہیلیوں کے خطوط کے جواب لکھتی ہوں۔ دس بجے سو جاتی ہوں۔

مس زلیخا جان محمد۔ میسور

پرچھائیاں

(۱) دبلی پتلی خوب صورت تو نہیں لیکن اپنے کو حسین تصور کرتی ہیں سیاہ بالوں کی لٹیں شانوں پر بکھری رہتی ہیں۔ پڑھنے سے جس قدر جان چُراتی ہیں اسی قدر دستکاری پر جان دیتی ہیں گھرداری سے بھی کافی لگاؤ ہے۔ میٹھا اچھا بنالیتی ہیں۔ دھن کی پکی اور ارادہ کی مضبوط ہیں۔ طبیعت کی نہایت ضدی واقع ہوئی ہیں۔ اپنی بات حقیقت سے زیادہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ دوستی کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے

(۲) نمکین چہرہ، موٹا سا قد، گداز جسم۔ بہت ہی خوش مزاج اور ملنسار ہیں۔ زبان قینچی کی طرح تیز چلتی ہے۔ گفتگو میں مٹھاس ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا اُن سے مذاق کرتا ہے۔ حد سے زیادہ ظاہرداری برتتی ہیں۔ ہارمونیم اچھا بجالیتی ہیں تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں مگر ہمیشہ کسی نہ کسی مجبوری سے اُنھیں تعلیم چھوڑ دینا پڑتی ہے۔ کبھی کبھار مضمون نگاری سے بھی شوق کرلیا کرتی ہیں۔

(۳) یہ ہمیشہ آپ ہی آپ گنگناتی رہتی ہیں۔ اسکول میں پڑھتی ہیں مگر صرف نام کی خاطر۔ پڑھنے کا بالکل شوق نہیں۔ ناول بینی میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتی ہیں۔ پکوان سے مطلق دلچسپی نہیں ہے بلکہ حقیقت میں وہ یہ بھی نہیں جانتیں کس طرح پکایا جاتا ہے۔ دوسروں پر نکتہ چینی کرنا وہ ضروری خیال کرتی ہیں۔ طبیعت کی بہت لاپرواہ ہیں۔ باتیں بہت کرتی ہیں مگر بے وقوفی کی۔ مزاج بہت تیز ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر آتش پا ہوجاتی ہیں۔ مگر دل کی بہت صاف ہیں اور محنتی طبیعت ہیں۔ نماز اور روزہ کی پابند تو نہیں ہیں مگر دینی باتوں کا بہت خیال کرتی ہیں۔ سیر و تفریح کی بہت دلدادہ ہیں۔

(۴) بھائی بہنوں میں یہ سب سے بڑی ہیں۔ بہت نازک اندام اور شرمیلی ہیں مگر جب شوخی پر اُتر آتی ہیں تو حد کردیتی ہیں۔ اپنے ابا کی چہیتی ہیں مگر ان کی امی ہمیشہ ناراض رہا کرتی ہیں۔ ذرا ذرا سی باتوں میں سہیلیوں کے پاس چٹھیاں بھیج کر انھیں پریشان کردیتی ہیں بہت ہی بھولی اور روٹھنے والی ہیں۔ معمولی سی باتوں پر خفا ہوجاتی ہیں۔ پکانے سے بہت دلچسپی ہے کوئی نئی چیز پکانے کی معلوم ہوجائے تو فوراً اس پر تجربہ بھی کرلیتی ہیں۔ پڑھنے سے مطلق لگاؤ نہیں ہے۔ افسانے لکھنا ان کا پسندیدہ شغل ہے۔ مگر اپنی امی کے ڈر سے ردی کردیتی ہیں۔ دینی کاموں سے کتراتی ہیں۔ شعر و شاعری سے بھی دلچسپی ہے۔ کافی خوش مزاج اور ہنس مکھ ہیں۔

اُمید ہے کہ بناتی بہنیں اس کا بھی سلسلہ قایم رکھیں گی۔ آنسہ زبیدہ سلطانہ (حیدرآباد دکن)

میری سہیلیاں

عالیہ محمود میری سب سے زیادہ پیاری سہیلی ہیں یہ حیدرآباد میں رہتی ہیں۔ ان سے میری دوستی خطوں کے ذریعہ ہوئی ہے۔ ان کی برابر مخلص اور محبت کرنے والی سہیلی مجھے عمر بھر نہ ملے گی نہ ملی ہے۔ خود غرض سہیلیوں سے بہری طرح گھبراتی ہیں۔ خدا ہماری دوستی برقرار رکھے۔

زاہدہ بانو بڑی سیدھی سادھی اور مخلص سہیلی ہیں ہمیشہ فرسٹ آتی ہیں۔ پڑھنے کا بہت شوق ہے کاڑھنے سینے وغیرہ میں اپنی نظیر آپ ہیں بیکار بیہودہ باتوں سے گھبراتی ہیں بہت پاکیزہ خیالات ہیں۔

ثروت اعظمی بہت حسین اور خوش اخلاق ہیں۔ بہن بھی ہیں۔ بھوپال میں رہتی ہیں۔ کاڑھنا اور سینا اچھا جانتی ہیں مضامین اور افسانے لکھنے کا بھی شوق ہے

خورشید نگہت بہت شوخ ہیں سارا وقت شرارتیں کرنے میں گزارتی ہیں۔ انھیں پڑھنے سے زیادہ سینے سنے اور کاڑھنے کا شوق ہے۔

مشیر فاطمہ بڑی اچھی لڑکی ہیں کلاس فیلو بھی ہیں اور بنچ فیلو بھی۔ افسانے لکھتی ہیں مگر وہ ہمیشہ ان کے بکس میں محفوظ رہتے ہیں۔ **آلسنہ زہرہ جمال صدیقی**

طاہرہ میری عزیز سہیلی ہیں چھٹی میں پڑھتی ہیں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ مطالعہ کی بہت شوقین ہیں

اختر نہایت سنجیدہ اور کم سخن ہیں۔ اپنی سہیلیوں کے ساتھ بہت کم کسی سے بات کرتی ہیں۔ دستکاری کا شوق ہے۔

سلطانہ مجھ سے عمر میں چھوٹی ہیں۔ بہت ہی شریر ہیں ان کی طبیعت مجھے بہت پسند ہے۔

سمیعہ بھولی بھالی ہیں پڑھنے سے زیادہ خانہ داری کا شوق ہے۔

انور ذہین ہیں لیکن پڑھنے کا شوق نہیں۔ پکوان میں ہوشیار ہیں۔ دوسروں کا کام ہمدردی سے کرتی ہیں

امتہ السبحان سیرت میں اپنا جواب نہیں رکھتیں مذہب اور قوم کا درد رکھتی ہیں چاہتی ہیں مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرلیں اکثر ان کے ایسے ہی مضامین شائع ہوا کرتے ہیں۔ مذہبی احکام کو شوق سے ادا کرتی ہیں۔

اعظم النساء سیرت اور صورت دونوں ایک سے ایک اعلیٰ۔ ان پر یہ مثل صادق آتی کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"

امتہ الصمد خاموش طبیعت پائی ہے جن سے زیادہ میں ملاپ ہے انھیں سے بات چیت کرتی ہیں۔ نماز کی بڑی پابند ہیں۔

ناصرہ۔ حیدرآباد دکن

میری اُستانیاں

مس میرٹڈ یہ ہماری اسکول کی پرنسپل ہیں۔ مزاج کی اچھی۔ ہر ایک سے اچھی اچھی باتیں کرتی ہیں۔ لڑکیوں پر رعب بھی بہت ہے۔ اپنے گھر کی اور انگلینڈ کی بہت باتیں سناتی ہیں۔ نو سال بعد اپنے ماں باپ سے ملنے کے لئے انگلینڈ چھٹی پر گئی ہیں۔

مس بشیر ان کے رعب سے تمام لڑکیاں کانپتی ہیں جب ان کا گھنٹہ ہوتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ انہیں وہ لڑکی سب سے پیاری لگتی ہے جو ان کا پڑھایا ہوا سبق سب سے اچھا یاد کر کے سنائے۔ شاباش بہت کم دیتی ہیں مجھے بہت پسند ہیں۔

مسز شکنتلا گاندھی یہ بیاہی ہوئی ہیں۔ اور سچ پوچھے تو ہمارے اسکول کی رونق انہیں کے دم سے ہے۔ ان کی گھنٹی سے ہم بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہ ہمارا صرف ایک مضمون لیتی ہیں۔ اور ہفتے میں ان کی صرف دو گھنٹیاں ہوتی ہیں۔

آپا ممتاز جمال یہ تو ایران کی شہزادی ہیں۔ خوبصورت بہت ہی زیادہ۔ باتیں بڑی پیاری کرتی ہیں۔ غرور نام کو بھی نہیں۔ کبھی کبھی سختی کا برتاؤ کرتی ہیں۔

مس وائلی یہ اگرچہ بہت پتلی اور کمزور سی استانی ہیں۔ لیکن ہم سے اکثر کہا کرتی ہیں کہ ورزش سے انسان طاقتور ہوتا ہے۔ اور ہم سے کبھی کمزوری کا طعنہ

نہیں دیکھنا پڑتا۔ اس پر ہم جواب دیتے ہیں۔ کہ آپ دوسروں کو تو نصیحت کرتی ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتیں تو غصے ہو جاتی ہیں۔ اور باغ سے چلی جاتی ہیں۔

جاویدہ قیصر لوپل زئی

مس رام ہمارے اسکول کی ہیڈ مسٹرس ہیں۔ ایم۔ اے پاس ہیں حساب میں ماہر ہیں۔ اردو کم جانتی ہیں لیکن اردو بولنے کا شوق بہت ہے اسکول کا انتظام بہت اچھا کرتی ہیں۔ بہت صفائی پسند ہیں۔

اچھن آپا مہربان اور شفیق استانیوں میں سے ہیں۔ ہم سے بالکل اپنی لڑکیوں کی طرح محبت کرتی ہیں۔ اردو۔ دینیات اور ڈومسٹک سائنس پڑھاتی ہیں۔ ان کا گھنٹہ بہت دلچسپ ہوتا ہے۔

فاطمہ آپا ہماری کلاس ٹیچر ہیں۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ٹی ہیں اور بہت قابل ہیں جنرل انگلش پڑھاتی ہیں۔ کلاس میں کبھی کبھی ایسی بات کہتی ہیں کہ ہنسی ضبط نہیں ہوتی۔ بیڈمنٹن بہت اچھا کھیلتی ہیں۔

حمیدہ آپا یہ بی۔ اے بی ٹی ہیں۔ انگریزی پڑھاتی ہیں۔ سبق کو خوب سمجھاتی ہیں۔ ان کا پڑھایا ہوا خوب یاد رہتا ہے۔

نصرت آپا یہ بھی بی۔ اے۔ بی ٹی ہیں۔ ہائی جین پڑھاتی ہیں۔ اسی سال آئی ہیں۔

شہناز ہاشمی۔ علی گڑھ

میری سہیلیاں

عالیہ محمود میری سب سے زیادہ پیاری سہیلی ہیں یہ حیدرآباد میں رہتی ہیں۔ ان سے میری دوستی خطوں کے ذریعہ ہوئی ہے۔ ان کی برابر مخلص اور محبت کرنے والی سہیلی مجھے عمر بھر نہ ملے گی نہ ملی ہے۔ خودغرض سہیلیوں سے میری طرح گھبراتی ہیں۔ خدا ہماری دوستی برقرار رکھے۔

زاہدہ بانو بڑی سیدھی سادھی اور مخلص سہیلی ہیں ہمیشہ فرسٹ آتی ہیں۔ پڑھنے کا بہت شوق ہے کاڑھنے سینے وغیرہ میں اپنی نظیر آپ ہیں بیکار بیہودہ باتوں سے گھبراتی ہیں بہت پاکیزہ خیالات ہیں۔

ثروت اعظمی بہت حسین اور خوش اخلاق ہیں۔ بہن بھی ہیں۔ بھوپال میں رہتی ہیں۔ کاڑھنا اور سینا اچھا جانتی ہیں مضامین اور افسانے لکھنے کا بھی شوق ہے بہت شوقین ہیں

اختر نہایت سنجیدہ اور کم سخن ہیں۔ اپنی سہیلیوں کے علاوہ بہت کم کسی سے بات کرتی ہیں۔ دستکاری کا شوق ہے۔

سلطانہ مجھ سے عمر میں چھوٹی ہیں۔ بہت ہی شریر ہیں۔ ان کی طبیعت مجھے بہت پسند ہے۔

سمیعہ بھولی بھالی ہیں پڑھنے سے زیادہ خانہ داری کا شوق ہے۔

انور ذہین ہیں لیکن پڑھنے کا شوق نہیں۔ پکوان میں ہوشیار ہیں۔ دوسروں کا کام ہمدردی سے کرتی ہیں۔

امتہ السبحان سیرت میں اپنا جواب نہیں رکھتیں مذہب اور قوم کا درد رکھتی ہیں چاہتی ہیں کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرلیں اکثر ان کے ایسے ہی مضامین شائع ہوا کرتے ہیں۔ مذہبی احکام کو شوق سے ادا کرتی ہیں۔

اعظم النساء سیرت اور صورت دونوں ایک سے ایک اعلیٰ۔ ان پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"۔

امتہ الصمد خاموش طبیعت پائی ہے جن سے زیادہ میل ملاپ ہے انھیں سے بات چیت کرتی ہیں۔ نماز کی بڑی پابند ہیں۔

خورشید نکہت بہت شوخ ہیں سارا وقت شرارتیں کرنے میں گزارتی ہیں۔ انھیں پڑھنے سے زیادہ سینے سلنے اور کاڑھنے کا شوق ہے۔

مشیر فاطمہ بڑی اچھی لڑکی ہیں کلاس فیلو بھی ہیں اور بنچ فیلو بھی۔ افسانے لکھتی ہیں مگر وہ ہمیشہ ان کے بکس میں محفوظ رہتے ہیں۔ آلنسہ زہرہ جمال صدیقی

طاہرہ میری عزیز سہیلی ہیں چھٹی میں پڑھتی ہیں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ مطالعہ کی

ناصرہ۔ حیدرآباد دکن

میری اُستانیاں

...امیر ٹنڈ یہ ہماری اسکول کی پرنسپل ہیں۔ مزاج کی اچھی۔ بہر ایک سے اچھی اچھی باتیں کرتی ...ڑکیوں پر رعب بھی بہت ہے۔ اپنے گھر کی اور انگلینڈ ...ت باتیں سُناتی ہیں۔ نوسال بعد اپنے ماں باپ سے ...کے لئے انگلینڈ چھٹی پر گئی ہیں۔

...ا بشیر ان کے رعب سے تمام لڑکیاں کانپتی ہیں جب ان کا گھنٹہ ہوتا ہے۔ تو ایسا معلوم ...ہے۔ کہ جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ انہیں وہ ...سب سے پیاری لگتی ہے جو ان کا پڑھایا ہوا سبق ...سے اچھا یاد کر کے سُنائے۔ شاباش بہت کم دیتی ...مجھے بہت پسند ہیں۔

...ز شکنتلا گاندھی یہ بیاہی ہوئی ہیں۔ اور سچ پوچھئے ...ہمارے اسکول کی رونق انہیں کے دم سے ہے۔ ان ...گھنٹی سے ہم بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہ ہمارا صرف ایک ...مون لیتی ہیں۔ اور ہفتے میں ان کی صرف دو گھنٹیاں ...وتی ہیں۔

...آپا ممتاز جمال یہ تو ایران کی شہزادی ہیں۔ خوبصورت بہت ہی زیادہ۔ باتیں بڑی پیاری ...رتی ہیں۔ غرور نام کو بھی نہیں۔ کبھی کبھی سختی کا برتاؤ کرتی ہیں۔

...س وائلی یہ اگرچہ بہت پتلی اور کمزور سی اُستانی ہیں۔ لیکن ہم سے اکثر کہا کرتی ہیں کہ ورزش ...ے انسان طاقتور رہتا ہے۔ اور آپ سے کبھی کمزوری کا منہ نہیں دیکھنا پڑتا۔ اس پر ہم جواب دیتے ہیں۔ کہ آپ دوسروں کو تو نصیحت کرتی ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتیں تو غصے ہو جاتی ہیں۔ اور باغ سے چلی جاتی ہیں۔

جاویدہ قیصر لوہل زئی

مس رام ہمارے اسکول کی ہیڈ مسٹرس ہیں۔ ایم۔ اے پاس ہیں حساب میں ماہر ہیں۔ اُردو کم جانتی ہیں لیکن اُردو بولنے کا شوق بہت ہے اسکول کا انتظام بہت اچھا کرتی ہیں۔ بہت صفائی پسند ہیں۔

اچھن آپا مہربان اور شفیق اُستانیوں میں سے ہیں۔ ہم سے بالکل اپنی لڑکیوں کی طرح محبت کرتی ہیں۔ اُردو۔ دینیات اور ڈومسٹک سائنس پڑھاتی ہیں۔ ان کا گھنٹہ بہت دلچسپ ہوتا ہے۔

فاطمہ آپا ہماری کلاس ٹیچر ہیں۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ٹی ہیں اور بہت قابل ہیں جنرل انگلش پڑھاتی ہیں۔ کلاس میں کبھی کبھی ایسی بات کہتی ہیں کہ ہنسی ضبط نہیں ہوتی۔ بیڈمنٹن بہت اچھا کھیلتی ہیں۔

حمیرہ آپا یہ بی۔ اے بی ٹی ہیں۔ انگریزی پڑھاتی ہیں۔ سبق کو خوب سمجھاتی ہیں۔ ان کا پڑھایا ہوا خوب یاد رہتا ہے۔

نصرت آپا یہ بھی بی۔ اے۔ بی ٹی ہیں۔ ہائی جین پڑھاتی ہیں۔ اسی سال آئی ہیں۔

شہناز ہاشمی۔ علی گڑھ

ذرا ہنسئے

ایک چھوٹی لڑکی اپنے ساتھ کی چھوٹی لڑکیوں کے ساتھ دعوت کھا کر گھر آ رہی تھی تو اپنی ماں سے کہنے لگی آج بڑے مزے کی بات ہوئی۔ سب لڑکیاں ایک لڑکی کے گرنے پر ہنسنے لگیں۔ ماں نے پوچھا بیٹی تم بھی تو خوب ہنسی ہوگی۔ لڑکی بولی نہیں اماں میں ہی تو گری تھی۔ محمد صدیق۔ کیمبل پور

ٹکٹ چیکر نے مسافر کو اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ دوسرا درجہ ہے۔ تم یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔ تمہارے پاس تیسرے درجے کا ٹکٹ ہے۔ دوسرے ڈبے میں بیٹھو۔

مسافر:۔ جی نہیں میں اسی جگہ مزے میں ہوں۔

استانی نے رشیدہ کو مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا:۔ محمد شاہ کے تخت پر بیٹھتے ہی سلطنت مغلیہ کو زوال آنا شروع ہو گیا بتاؤ اس بادشاہ میں کیا برائی تھی جو ایسا ہوا؟

رشیدہ:۔ جی میں نہیں بتاؤں گی۔ کیونکہ کل ہی تو آپ نے یہ نصیحت کی تھی کہ کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیئے۔

رضیہ فیروز الدین۔ لدھیانہ

ہنڈ کلیا

چنے کی دال کا حلوا

چنے کی دال پاؤ سیر۔ گھی آدھ پاؤ چینی ایک پاؤ۔

دال اچھی طرح دھولیں تھوڑا پانی ڈال کر آگ پر رکھدیں دال گل جائے۔ تو باریک پیس لیں۔ گھی کو اچھی طرح گرم کر کے اس میں پسی ہوئی دال ڈال دیں اور بھونیں جب ذرا سرخی آجائے تو چینی ڈالدیں اور برابر چلاتی رہیں جب سرخ ہو جائے اتار لیں ٹھنڈا ہو جانے پر کیوڑہ ملادیں۔ اور ٹکڑے کاٹ کر نوش فرمائیں۔ رضیہ فیروز الدین

آلو کی فیرنی

اجزاء:۔ آلو آدھ پاؤ۔ دودھ ایک ۔ بالائی آدھ پاؤ۔ شکر پاؤ سیر۔ عرق کیوڑہ آدھی چھٹانک۔ ترکیب:۔ آلو ابال کر چھیل ڈالیں اور ہاتھ سے مل کر باریک کرلیں۔ دودھ کو جوش دے کر اس میں آلو۔ اچھی طرح ملادیں اور چولھے پر رکھ کر ہلکی آنچ پر پکائیں پھر بالائی اور شکر ڈال دیں۔ جب گاڑھی ہو جائے تو عرق کیوڑہ ڈال کر اتارلیں اور پیالوں میں نکال کر ورق نقرہ لگا کر پستہ بادام کی ہوائی چھڑک دیں۔

میٹھے ٹوسٹ

اجزاء:۔ نان پاؤ ایک عدد۔ انڈے دو عدد۔ دودھ آدھ پاؤ۔ گھی آدھ پاؤ۔ شکر ایک چھٹانک۔

ترکیب:۔ پہلے انڈے خوب پھینٹ لیجئے۔ پھر دودھ و شکر اس میں ملا دیجئے کہ سب چیزیں یکجان ہوجائیں۔ پھر نان پاؤ کے پتلے پتلے ٹکڑے کاٹ لیجئے۔ اور فرائی پان میں گھی ڈال کر آگ پر رکھدیجئے۔ نان پاؤ کے ٹکڑوں کو پھینٹے ہوئے انڈے میں ڈبو کر تل لیجئے۔ میٹھے ٹوسٹ تیار ہیں۔

نوٹ:۔ اگر میٹھا پسند نہ ہو تو شکر کی بجائے ذائقہ کے موافق نمک ڈال دیں۔ یہ ٹوسٹ چائے کے ہمراہ استعمال کرتے ہیں۔

رؤفہ رخسانہ ڈالٹن گنج

عجائب خانہ

خوراک کی بربادی

مغرب میں بعض رسمیں ایسی ہیں جو ہندوؤں کی رسوم سے ملتی جلتی ہیں ہندوستان سے ایک سفارت امریکہ گئی ہیں تاکہ ہندوستان کے لئے موجودہ قحط کے زمانہ میں کچھ غلہ اس ملک سے حاصل کر سکے۔ اس سفارت کو گرجا کے باہر ایک شادی کی تقریب کا منظر دیکھنے کا اتفاق ہوا شادی کے مہمان دولہا دلہن پر مار مار چاول برسا رہے تھے۔ ایک دو منٹ میں راستہ کے چاروں طرف اس قدر چاول بکھر گئے جو ہمارے ملک کے ایک فاقہ مست کا پیٹ بھرنے کو ایک ہفتہ کے لئے کافی ہوتے۔

دنیا اناج کی قلت سے پریشان ہے مگر امریکہ والوں کی آنکھیں اس قدر بھرے میں ہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں کی بربادی چاروں طرف نظر آتی ہے۔ ہزاروں من اس غذا کے انبار میں سینکڑوں سیر ایسے کیک اور گوشت کے پارچے ملتے ہیں جن پر صرف ایک دو دانت مارے ہوئے ہوتے ہیں۔

چشم و گوش

آنکھ اور کان کا ایک وقت میں کسی بات سے متاثر ہو جانے کی ایک بہترین مثال یہ ہے کہ کسی شخص کے کان کے قریب زور کا دھماکہ ہو تو اُس کی آنکھ فوراً جھپک جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تجربہ نے آدمی کو بتا دیا ہے کہ دھماکہ کسی حادثہ یا زور کا نتیجہ ہے جو اس کے لئے خطرہ کی صورت پیدا کر سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ کسی چیز کے پھٹنے کی آواز ہو یا کسی ضرب یا اس کی طرف آنے والے حربہ کی سنسناہٹ ہو۔ تجربہ کی بنا پر اسے اُس کی عقل اُس سے بچنے کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس لئے سننے کے پٹھے یہ خبر تار کی طرح دماغ کو پہنچاتے ہیں جو اسے تمام جسم میں پھیلا دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آنکھیں ہی نہیں جھپک جاتیں بلکہ پٹھے بھی سکڑتے اور چمک جاتے ہیں اور مُنہ سے یک لخت چیخ سی نکل جاتی ہے۔ مگر عجیب تر بات یہ ہے کہ جب آواز کا پہلے سے خیال و توقع ہو اور یہ بھی بخوبی معلوم ہو کہ وہ بے ضرر ہے۔ بہت سے آدمی خوف و دہشت کی ان علامتوں کے اظہار کو بالکل نہیں روک سکتے! ایسے آدمیوں کی بھی زیادہ تعداد جن کو اپنی طبیعت پر پورا قابو حاصل ہوتا ہے آنکھیں جھپکانے پر خود بخود مجبور ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ عقل کو کام کرنے کا اتنی جلدی موقع نہیں ملتا جتنی جلد دماغ خبر پھیلانے کا کام کر جاتا ہے ورنہ آدمی آواز کو بے ضرر سمجھ کے خوف و گھبراہٹ کی یہ علامت نہ ظاہر کرتا۔ متواتر ہوشمندی اور سمجھداری سے آدمی کا دماغ اس قدر سدھ جاتا ہے کہ وہ آواز کی نوعیت کو فوراً سمجھ جاتا ہے مثلاً فوجی سپاہیوں کے کان کے پاس ہی پستولوں اور توپوں کی گرج کی آواز آتی رہتی ہے کہ ان کی پلکیں ذرا نہیں جھپکتیں گویا آواز سے وہ بالکل بہرے ہو گئے ہیں۔

عورت کی حکومت

سوال ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کا زمانہ زیادہ ترقی کا تاریخ

...ں ثابت ہوا ہے یا عورت کا راج ۔ تاریخوں کے صفحے کچھ
...تائید بھی کرتے ہیں کہ ملکائیں زیادہ کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔
...پرانے زمانہ کی ملکہ زنوبیہ مشہور رہے ۔ تاریخ ہند میں رضیہ
سلطانہ۔ اہلیا بائی ۔ چاند بی بی اور جھانسی کی رانی کا نام چمک
رہا ہے ۔ انگریزی تاریخ میں الزبتھ اور وکٹوریہ کے
زمانے لیے اور کامرانی اور کامیابی سے لبریز پائے جاتے
ہیں ہسپانیہ میں ازبیلا نے مسلمانوں سے حکومت چھین کے
عیسائیوں کے ہاتھ میں دیدی اور ملک کو آئندہ ترقیوں کے
راستہ پر ڈال دیا۔ روس کی ملکہ کیتھرائن ثانی نے اپنی سلطنت
کو بڑی وسعت دی لیکن انگلستان کی ملکہ میری کا زمانہ نہایت
پر آشوب اور ذلت کا گذرا ہے۔ سویڈن کی ملکہ کرسٹینا
تھوڑے عرصہ کی ناکام حکومت کے بعد تخت سے اترنے
پر مجبور ہوئی۔ البتہ ڈنمارک کی ملکہ مارگریٹ نے بھی خوب
نام پیدا کیا۔

موتیوں کی ڈبیہ

سویڈن کے ایک شخص نے کچھ عرصہ ہوا ایک میل کی دوڑ ۴ منٹ
۴ سکنڈ میں پوری کرکے ایک کارنامہ قائم کر دیا تھا۔

جنوبی امریکہ میں ایک ۵۲ سالہ شخص دریائے
پلیٹ میں تیرنے کے مقابلہ میں اول آیا اور اس نے ایک
نیا کارنامہ دکھایا۔ اس نے ۱۸۵ میل تین دن تین گھنٹے
پندرہ منٹ دریا میں رہ کے طے کئے۔

پہلے زمانہ میں امریکہ و انگلستان میں جہازوں کو
گھوڑے چلایا کرتے تھے جس طرح اب بھی وہاں کے اکثر
دیہات میں انھیں کنی کاٹنے اور اناج پیسنے کی مشین میں
جوت کے کام لیا جاتا ہے۔ وہ جہاز کے عرشہ پر گھوم گھوم
کے چپوؤں کے پہیئے چلایا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے جہاز
چوڑے اور ان کے پیندے چپٹے ہوتے تھے۔

شہد بچوں اور بوڑھوں اور بیماری سے اٹھے ہوؤں
کے لئے بہت مفید چیز ہے۔ اس میں خالص مٹھاس ہوتی
ہے جسے معدہ فوراً قبول کرکے ہضم کر لیتا ہے۔ دوسری
مٹھاسوں کو حل کرکے اصلی حالت میں لانے کے بعد ہضم کرنے
میں اسے دیر لگتی ہے۔ ورزش کرنے والوں کے لئے شہد
بہت فائدہ بخش ہے کیونکہ پٹھوں کی مشقت سے جو خون
جل کے رہ جاتا ہے اسے دوبارہ پیدا کر دیتا ہے۔

آدمی کی ایک سکنڈ میں چھ الفاظ پڑھنے کی اوسط رفتار
ہے۔ اس رفتار سے آدمی ایک معمولی ضخامت کی کتاب
۴ ۱/۲ گھنٹے میں ختم کر سکتا ہے۔ یہ رفتار آنکھ کی وجہ سے نہیں
دماغ کے ذریعہ جاری رہتی ہے۔ نظر برابر اپنا کام جاری نہیں
رکھتی بلکہ جھٹکوں سے چلتی ہے اور بیچ میں ٹھہر ٹھہر لیتی ہے
ان وقتوں میں صفحہ صاف نظر آنے اور معنوں کے سمجھنے کا
موقع ملتا ہے۔

ایک ٹوپی ایجاد ہوئی ہے جس سے گنج جاتا رہتا ہے
مگر اسے ماہر ہی استعمال کر سکتا ہے کیونکہ اسے سر پہ
رکھ کے حسب ضرورت گنج پر خلا پیدا کرنیکی ضرورت ہوتی
ہے۔ جیسے سینگی لگانے سے اس کے اندر خلا پیدا ہو جاتا
ہے۔ اسی طرح اس ٹوپی کا خلا خون کھینچ کے رگوں میں
چلتا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے بال پھر پیدا ہو جانے شروع
ہو جاتے ہیں۔

کہا جا رہا ہے کہ عنقریب ایسے ہوائی جہاز دنیا کے سامنے
آنے والے ہیں جو ایک گھنٹہ میں ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار

اُستانی لامثانی

جلد کی رونق چہرہ مہرہ کی دلکشی اور خوشنمائی کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ کھال کی بیرونی تہ برابر نئی ہوتی رہے یعنی پرانی جلد اُتر کے اُس کی جگہ نئی کھال آجانی چاہیئے۔ قدرت کا یہی عمل ہے پُرانے پتے گر جاتے ہیں نئے آجاتے ہیں سانپ اور چھپکلی پرانی کھال اتار کر پھینک دیتے ہیں قدرت کی ایسی ہی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کھال جو مرجھا کے موٹی ہو جائے یا اُس میں کھردرا پن آجائے ضرور دُور کر کے نیچے کی نرم اور نفیس جلد کو نمودار ہونے کا موقع دینا چاہیئے چونکہ عام طور پر پُرانی مُردہ کھال کو چہرہ پر رہنے دیا جاتا ہے اس لئے آج کل بہت سی عورتیں اور نیز نوجوان لڑکیاں مہاسوں جھائیوں اور بلدی(?) جیسی زردی کی شکار رہا کرتی ہیں اور ان کی صورت اچھی بھی ہونے کے باوجود بگڑ جاتی ہے۔ ترکر کے بیرونی مردہ کھال کو دُور کرنے اور اس کے ساتھ ہی مہاسوں اور جھائیوں سے بچنے کے لئے مرکولائزڈ ویکس .Mercolised Wax کو عام طور پر پسند کیا جاتا ہے۔ چہرہ کی معمولی کریمیں اس معاملہ میں بیکار ہیں مگر دن اور چہرہ پر اس موم کو چپڑ لیں اور جلد میں نرمی سے مل کے جذب کریں اور ساری رات لگا رہنے دیں صبح کے وقت پی لینٹا صابن Pilanta Soap اور کریم پانی سے دھو ڈالیں موم کے ساتھ ساتھ بیجان کھال چھلکے کی طرح اترتی چلی جائیگی۔ اس کے بعد لوشن لگائیں تاکہ چکنائی کا ذرا سا اثر بھی باقی نہ رہے اور جلد میں سُرخ سُرخ شگفتگی آجائے۔ یہ لوشن سستے داموں گھر بنایا جاسکتا ہے ایک اونس ایلی مینائٹ .Eliminite لے کے چار چمچے گرم پانی میں حل کرلیں جب ٹھنڈا ہو جائے تو روئی میں بھریں اور پوروں سے لگائیں اور چہرہ پر خشک ہو جانے دیں

کرن پھول بال دھونے سے قبل خالص زیتون کے تیل میں انگلیاں ڈبوئیں۔ زیتون کے تیل کی طرح روغن بادام بھی مفید ہے اُسے بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ تیل سر کی جلد میں خوب مل مل کے لگالیں۔ پھر سٹالکس گرینیول .Stallax Granules کی ایک چمچہ بھر پانی کی پیالی میں گھولیں کسی ایسے برتن میں جس میں سر کے بال کھول کے ان کے سرے پانی میں ڈالے جاسکیں گرم پانی بھر دیں۔ بال اس برتن میں ڈال کے سٹالکس کا مرکب بالوں کی جڑوں میں ملیں پھر پانی سے خوب دھو کے بال ہلا ہلا کے کھجور کے پنکھے سے خشک کرلیں

پارگول کا پانی .Liquid Pargol استعمال کرتے رہنے سے زیادہ پسینہ آنے کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔

جوتے اور بوٹ کیچڑ میں سن جائیں اُنھیں ہمیشہ دھو لینا چاہیئے اور پھر سکھا لینا چاہیئے۔ اگر کیچڑ کو ان پر سوکھ جانے دیا جائے اور پھر کھرچا جائے تو چمڑے پر کھرونچیں آ کے اُسے خراب کر دیتی ہیں۔ کوئی برش یا پرانا اسپنج ٹھنڈے صابن دار پانی میں ڈبو ڈبو کے چمڑہ صاف کریں اور دھوتے پھر ہوادار جگہ میں حرارت سے دور رکھیں۔ تاکہ سوکھ جائیں خشک ہو جانے پر حسب معمول ان پر پالش کردیں۔

گردن میلی بیلی اور تاریک نظر آنے لگے تو کسی دوا فروش سے جٹالین .Jettalina کی ایک ٹیوب (نلکی) خریدیں اور اس میں سے ذرا ذرا گردن کی جلد میں خوب خوب ملیں۔ صبح تک اسے لگی رہنے دیں۔ تین چار ہفتہ تک روزانہ رات کو یہ دوا گردن پر ملتے رہیں۔ آپ کو نظر آنے لگے گا کہ

اچھّی اچھّی ۔ پیاری پیاری ۔ کتابیں

نام	قیمت
زبیدا کا جادوگر	۴ر
جادو کا شہر	۵ر
پریوں کا جزیرہ	۵ر
زعفران پری	۵ر
سونے کا سیب	۵ر
شہزادی نیلوفر	۵ر
چاندکی بیٹی	۵ر
رانی کملاپتی	۵ر
شریر گیدڑ	۵ر
گیند شہزادی	۴ر
لکڑی کا گھوڑا	۲ر
اللہ میاں پانی بھیجو	۲ر
مزیدار کہانیاں	۷ر
مختصر دنیا	۸ر
اچھوتا سفر	۸ر
ہنسی کی باتیں	۸ر
شیطان کا چرخہ	۱۲ر
بچوں کی دنیا	۱۲ر
جاپانی کہانیاں	عہ

آؤ کہانی سُنو!

ہم نے بچّوں اور بچیوں کے لئے کہانیوں کی چار نئی کتابیں چھاپی ہیں۔ یہ چاروں کتابیں اتنی اچھّی اور خوبصورت ہیں کہ جو انھیں پڑھتا ہے خوش ہوجاتا ہے۔ ذرا ان کے نام سُنو۔

شہزادی طوطا پری — اس کتاب میں شہزادی طوطا پری کی اتنی اچھی کہانی لکھی ہے کہ جی چاہتا، بس پڑھے جاؤ۔ قیمت ۴ر

رنگ برنگی کہانیاں — اس کتاب میں عطیہ نازلی صاحبہ نے ایسی ایسی عمدہ عمدہ کہانیاں جمع کی ہیں جیسے رنگ برنگی تصویریں ہوں قیمت ۴ر

ننھّی مُنّی کہانیاں — اس کتاب میں دو نہ چار۔ اکٹھی دس بارہ کہانیاں ہیں، ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر اور لاجواب۔ قیمت ۴ر

میٹھی میٹھی کہانیاں — اس کتاب میں یہ بات بالکل نئی ہے کہ ساری کہانیاں نظم میں ہیں۔ یعنی کہانی کی کہانی اور نظم کی نظم۔ ان کہانیوں کو پڑھ کر بڑا مزا آتا ہے۔ قیمت ۴ر

یہ چاروں کتابیں اکٹھی منگانی چاہئیں۔ ان سب کی قیمت کل ایک روپیہ ہے

بچّوں کا ادب

اگر آپ بہت ساری عمدہ عمدہ کہانیاں۔ ڈرامے اور کھیل کود۔ میٹھی میٹھی نظمیں۔ گیت۔ مناجاتیں اور دعائیں۔ نیز حساب۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ سائنس اور صحت وصفائی کے نہایت دلچسپ اور مفید مضامین ایک جگہ پڑھنے چاہیں۔

اگر آپ پیاری پیاری تصویریں اور عجیب عجیب کارٹون بھی ان کے ساتھ دیکھنے چاہیں۔ نیز ہنڈکلیا کی ترکیبیں اور دستکاری کے خوب صورت نمونے بھی ایک ہی جگہ دیکھنے ہوں تو "بچوں کا ادب" منگا لیجئے۔ جو بنات کے بہترین نمبروں کا مجموعہ ہے قیمت صرف عہ

نام	قیمت
لالہ پری	۴ر
سبزہ پری	۵ر
ژالہ پری	۵ر
پیلا دیو	۵ر
چھلادیو	۵ر
لال دیو	۵ر
کالا دیو	۵ر
جادو کا محل	۵ر
بہادر ملاح	۵ر
شہزادہ گوہر	۵ر
قلاقند	۵ر
کھجور	۵ر
گرم پا	۵ر
زردہ	۵ر
بالوشاہی	۵ر
گرم حلوہ	۵ر

ملنے کا پتہ

خاتون کتاب گھر۔ اردو بازار۔ دھلی

ہالہ بنات دھلی

اسال / بسوال	فہرست مضامین ماہ دسمبر ۱۹۴۶ء	جلد ۳۸ / نمبر ۳

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ دسمبر کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً ہماری اطلاع دے دیں ورنہ جنوری کا رسالہ ۳ عمر کہ وی پی حاصہ ہوگا۔

۲-۲۴-۲۵-۲۶-۳۵-۳۶-۳۷-۴۱-۵۳-۵۴- ۵۶
۶۴-۸۱-۸۸-۱۰۵-۱۰۸-۱۱۰-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۸-۱۱۹- ۱۴۴
۱۴۹-۱۹۱-۲۰۱-۲۰۳-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۲۵-۲۷۹-۲۸۰
۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۶-۳۲۰-۳۳۱-۳۸۱-۳۸۴-۴۱۳
۴۷۴-۶۰۰-۶۰۲-۶۰۷-۶۱۰-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۲۱
۶۳۲-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۸ ۶۳۹-۶۴۱-۶۴۳-۶۵۰-۶۵۲
۶۵۳-۶۵۴-۶۵۷-۶۶۰-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶- ۶۶۸
۶۶۱-۶۷۲-۶۷۴-۶۷۹-۶۸۴-۶۸۹-۶۹۷-۶۹۹- ۷۰۰
۷۰۳-۷۲۶-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵- ۷۹۶
۷۹۹-۸۰۵-۸۰۷-۸۰۸-۸۱۸-۸۲۱-۸۸۸-۹۴۱- ۹۴۸
۹۵۱-۹۵۲-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۸- ۹۶۰-۹۶۱-۹۶۶
۹۷۵-۱۰۰۲-۱۰۸۷-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۵-۱۰۹۹-۱۱۰۲
۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۲۳- ۱۱۳۱
۱۱۷۹-۱۴۶۹-۱۴۹۶-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱
۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۹-۱۵۳۲-۱۵۳۴-۱۵۴۰-۱۵۴۱
۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۴-۱۵۵۸
۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۲-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶
۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱- ۱۵۷۲
۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹
۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۶-۱۵۸۷
۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۶
۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۶
۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۳-۱۶۱۴
۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۸-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴
۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۲-۱۶۳۴
۱۶۴۴-۱۶۶۵-۱۶۷۱-۱۶۷۸-۱۷۰۵-۱۷۸۳-۱۹۲۲
۱۹۹۶-۲۰۱۲-۲۰۱۳-۲۰۸۶-۲۱۱۶- (۹۹۲۱۷)
۲۱۴۵-

مینیجر

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپکر دفتر عصمت کوچہ چیلان (دریا گنج) دہلی سے شائع ہوا)

تقدیر

از حضرت علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانوں کی جتنی ردّی حالت روز بروز ہوتی
ہی ہے اتنی ہی اِس لفظ کی آواز کان میں بڑھتی چلی جا
ہے شاید پچھتّر بلکہ اسّی اور نوّے مسلمان تقدیر ہی کو روتے
ائیں گے جس بیمار مرجیوڑے روگی سے پوچھئے "بھائی
عال ہے" وہ یہی جواب دے گا "تقدیر کی خوبی ہے"
ے مفلس فقیر کو دیکھئے وہ بھی یہی کہتا ہوا نظر آئے گا۔
یر کا لکھا بھگت رہا ہوں" کسی قوم کی تباہی و بربادی
اسطے اس سے زیادہ اور کیا اسباب فراہم ہو سکتے
ہ جو مسلمانوں کے واسطے علماء کرام نے پیدا کر دیئے
یر کا یقین اسلام میں صرف سخت سے سخت حوادث میں
ین کے واسطے رکھا گیا تھا۔ ایک شخص کا جوان بیٹا
ا تا ہے، اس کی تجارت برباد ہو جاتی ہے۔ آگ
ا جاتی ہے چوری ہو جاتی ہے۔ ان مواقع پر اگر اس
واسطے تسکین نہ ہو تو اس کا زندہ رہنا مشکل ہے۔ اسی
ن کا نام تقدیر ہے اور تقدیر کا حقیقی فلسفہ یہی ہے ورنہ
ن کا یہ صاف فیصلہ ہے کہ "ہم قوموں کی حالت میں تبدیلی
ں کرتے" اور قوم نام ہے مجموعۂ افراد کا۔ اس سے
ر ہے کہ انسان اپنی حالت کے تغیر کا ذمہ دار خود ہے۔
ج مشکل سے ایک فی صدی بھی مسلمان ایسا نکلے گا
پنے افعال کا ذمہ دار خدا کو نہ ٹھیرائے اور صریح ظلم کرکے
لطیوں کا الزام خدا پر نہ ڈال دے۔ بابو صاحب دفتر
لی کرتے ہیں، جرمانہ ہوتا ہے اس کی ذمہ داری کس پر
ہے خدا پر کس طرح! اسی طرح کہ وہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں

کہ تقدیر میں یہی تھا۔ بیگم صاحبہ بچے کو بخار میں سنگھاڑے
کھلا دیتی ہیں۔ دماغ پر ورم ہو جاتا ہے۔ ذمہ دار کون تقدیر
اس لئے کہ تقدیر میں یہی لکھا تھا۔

اگر دورِ اوّل کے مسلمان تقدیر پر اسی طرح یقین کرتے
اور احدیوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے اور سمجھتے کہ جو کچھ
تقدیر میں ہوگا ہو جائیگا تو جو کچھ میسر ہوا یقیناً میسر نہ ہوتا۔ اور
ان کی مٹی ہم سے زیادہ پلید ہوتی۔ وہ تقدیر پر اگر یقین رکھتے تھے
تو صرف اسی قدر کہ تقدیر نام ہے نتیجۂ تدبیر کا چنانچہ یہی تھا وہ
جوش جس نے قسطنطنیہ فتح کروا دیا۔ لیکن آج جس قدر جہالت
بڑھ رہی ہے اسی قدر چاروں طرف تقدیر کے نعرے لگ رہے
ہیں۔ میں نہیں سمجھتا تقدیر کا یہ غلط یقین مسلمانوں کو کس نتیجہ پر
پہنچائے گا۔ اور وہ ابھی کس حد تک اپنی جہالت سے تباہ و
برباد ہوں گے۔

مجھ سے ایک موقع پر مرحوم رؤف علی بیرسٹر نے کہا تھا کہ
میں پانچ برس ولایت میں رہا مگر میں نے کبھی کسی شخص کی زبان
سے خدا کا نام نہیں سنا۔ جب میں واپس ہوا ہوں تو پورٹ سعید
پر ایک قلی نے واللہ کہا۔ یہ ایک عرصہ دراز کے بعد پہلی آواز تھی
جو میرے کان میں آئی اور میں خوش ہوا۔ مگر افسوس جہاں
میں نے خدا کا نام نہ سنا تھا وہاں پانچ سال میں مجھے کسی نے
دھوکہ نہ دیا۔ مگر جس شخص نے چند لمحوں کے تعلق میں خدا کو
درمیان میں دیا تھا اسی نے دغا کی۔

مسلمان اگر اپنے خدا کو صرف اسی کام کے واسطے محفوظ رکھ
سکتے ہیں تو وہ اپنے دل میں شرمائیں، اس غفور الرحیم پر ترس ۴

راوی کے کنارے

چلِ دیکھ نظارے
چھٹکے ہوئے تارے
اور نور کے دھارے
راوی کے کنارے

آئی ہے سیاہ رات
پہنے ہوئے بانات
بالوں کو سنوارے
راوی کے کنارے

کرتی ہے ہوا سے
گھنگھور گھٹا سے
کچھ برق اشارے
راوی کے کنارے

مینہ کا جو تھا زور
جھنکارتے ہیں مور

پنکھ اپنے پسارے
راوی کے کنارے
جگنو ہیں چمکتے
ہیرے ہیں دمکتے
اڑتے ہیں شرارے راوی کے کنارے

مس زیب النساء چاندہ

ہماری آپا

جن کو کہتے ہیں لوگ استانی
وہ ہیں مُلکِ ہنر کی اک رانی
کیوں نہ دعوے ہمہ دانی
اپنا رکھتی نہیں ہیں وہ ثانی
ہمسری ان کی کر نہیں سکتی
مسٹرس لندنی و جاپانی
دیکھ کر ان کی قابلیت کو
علم کرتا ہے ان کی دربانی
سامنے ان کے کر نہیں سکتا
کوئی بھی دعوے زبان دانی

نیک سیرت سے اچھی صورت سے
جیت لیتی ہیں قلبِ نسوانی
جو الجھتی ہے اپنے پڑھنے میں
اس کو سلجھاتی ہیں بہ آسانی
ہے امیر و غریب لڑکی پہ
ایک سی شفقت و مہربانی
ہے صبح شام یہ دعا غائب
ہو سدا ان پہ ظلِ ربانی

ایم۔ایس۔بلقیس فاطمہ غائب

دو جاپانی مینڈک

ملک جاپان میں دو مینڈک رہتے تھے۔ ایک مینڈک نے تو اپنا گھر اُس ندی میں بنایا تھا۔ جو شہر ٹوکیو کے درمیان سے بہتی تھی۔ اور دوسرے مینڈک نے ایک جوہڑ میں رہنا اختیار کیا تھا۔ جو کہ شہر اوساکا کے سمندر کے نزدیک واقع تھی۔ اُن دونوں مینڈکوں کے درمیان بہت بڑا فاصلہ تھا اور یقین کیجیے۔ کہ اُنھوں نے ایک دوسرے کے متعلق کبھی ایک لفظ بھی نہ سُنا تھا۔ کچھ دنوں بعد ایک پُر لطف بات یہ ہوئی۔ کہ ان دونوں مینڈکوں کے دماغوں میں یہ خیال ایک ہی وقت میں پیدا ہوا۔ کہ اُن کو دُنیا کے متعلق کچھ واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور اپنے اس کو پورا کرنے کے لئے اوساکا کے مینڈک نے ٹوکیو جانے کا ارادہ کیا۔ جہاں بادشاہ میکاڈو کا محل تھا۔ اور ٹوکیو کے مینڈک نے اوساکا جانے کی ٹھانی۔

موسم بہار کی ایک چمکیلی صبح کو دس بجے دونوں مینڈک اپنے اپنے گھروں سے اس سڑک پر جو ٹوکیو اور اوساکا کو آپس میں ملاتی تھی۔ روانہ ہوئے راستے میں اُن کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور چونکہ اُن کو سفر کے متعلق کچھ معلومات حاصل نہ تھیں اس لئے وہ بہت جلد تھک گئے۔

دونوں شہروں کے درمیان ٹھیک آدھے راستے پر ایک پہاڑ پڑتا تھا جس پر اِن دونوں ننھی جانوں نے چڑھنا شروع کر دیا۔ اور جب وہ خدا خدا کر کے چوٹی پر پہنچے۔ تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حیرت کچھ کم ہوئی۔ تو دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور پھر باتیں کرنے لگے یہ بات اُن دونوں کے لئے بڑی خوشی کی تھی۔ کہ دونوں کے دلوں میں ایک ہی خواہش تھی یعنی اپنے ملک کے متعلق کچھ جاننا اور سننا۔ اُن کو چونکہ سفر کی کوئی خاص جلدی نہ تھی۔ اس لئے اُنھوں نے آرام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سستانے کے لئے ایک گیلی جگہ منتخب کی اور یہ مناسب سمجھا۔ کہ آئندہ سفر کے لئے جُدا ہونے سے پہلے کافی آرام کر لیں۔

ایک روز اوساکا کے مینڈک نے لیٹے ہوئے کہا افسوس ہے۔ ہم اتنے بڑے نہیں۔ کہ یہیں سے ہم وہ شہر دیکھ لیتے۔ جہاں ہم جانا چاہتے ہیں۔ اور پھر یہ فیصلہ بھی کر سکتے۔ کہ آیا وہاں جانے سے کچھ ہم کو فائدہ بھی ہوگا یا نہیں۔ ٹوکیو کے مینڈک نے سوچ کر جواب دیا "بڑے شہروں کے گدھوں میں بھی کافی عقل ہوا کرتی ہے ہم کو صرف اتنی تکلیف کرنی پڑے گی۔ کہ پچھلی ٹانگوں پر ہم کھڑے ہو جائیں اور اگلے پنجوں سے ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں پھر ہم وہ شہر آسانی سے دیکھ سکیں گے۔ جہاں ہم جانا چاہتے ہیں"۔

یہ تجویز اوساکا کے مینڈک کو اس قدر پسند آئی۔ کہ وہ ایک دم ہوا میں اُچھلا اور اپنے دونوں اگلے پنجے اپنے دوست کے کندھوں پر رکھ دیئے۔ دوست بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اب دونوں اپنے پنجوں سے پنجے ملائے کھڑے

تھے ٹوکیو کے مینڈک نے اپنی ناک اوساکا کی طرف کردی
اور اوساکا کے مینڈک نے ٹوکیو کی جانب۔ لیکن یہ دونوں
بیوقوف یہ بات بھول گئے تھے۔ کہ اُن کی آنکھیں چونکہ پیٹھ
کی جانب ہیں۔ اس لئے وہ وہی شہر دیکھیں گے۔ جہاں سے
سے وہ آئے ہیں۔ اور اُن کی ناکیں، اُن شہروں کی طرف ہونگی
جہاں وہ جانا چاہتے ہیں۔ اوساکا کے مینڈک نے کہا۔
"اچھے دوست۔ ٹوکیو تو بالکل اوساکا کی طرح ہے
اور اب اُس کے دیکھنے کے لئے اتنا لمبا سفر کرنا میرے
خیال میں کوئی دانائی نہیں ہے۔ بندہ تو واپس اپنے گھر
جاتا ہے۔ ہاں اگر آپ ورزش کے خیال سے جانا چاہتے
ہیں۔ تو بڑی خوشی سے جاسکتے ہیں" ٹوکیو کے مینڈک نے
جواب دیا۔

اگر مجھے معلوم ہوتا۔ کہ اوساکا ٹوکیو کی کاپی (نقل)
ہے۔ تو میں یہاں تک آنے کی تکلیف کبھی نہ اُٹھاتا خیر غلطی ہوگئی
دونوں مینڈکوں نے اپنے اپنے پنجے ایک دوسرے کے
کندھوں سے ہٹالئے اور دونوں گھاس پر گر پڑے۔

اس کے بعد اُنہوں نے ایک دوسرے کو رخصت کیا
اور اپنے اپنے گھروں کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور ساری
بقیہ عمر میں وہ یہ خیال کرتے رہے۔ کہ ٹوکیو اور اوساکا میں
اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا کہ دو مٹر کے دانوں میں۔ حالانکہ وہ
دونوں ایک دوسرے سے اتنے ہی مختلف ہیں جتنا کہ دو
شہر ہوسکتے ہیں۔

آخر میں میں بناتی بہنوں سے التجا کرتی ہوں۔ کہ وہ اُن
مینڈکوں کو جو برسات میں اپنے گھروں سے سیر و سیاحت کے
لئے نکلتے ہیں۔ یہ کہانی سنادیں اور انھیں سمجھادیں۔ کہ وہ کبھی

نازش خاتون

(مصنف کی دختر)

بنے یہ لڑکی نیک صفات
کارآمد ہو اس کی حیات
فخرِ وطن ہو اس کی ذات　　نازشِ عالم، نازش ہو

واقفِ خانہ داری ہو
ماہر مینا کاری ہو
پیکرِ حسن شعاری ہو　　نازشِ عالم، نازش۔۔

پائے علم و فضل و کمال
بلند ہو اس کا عزم و خیال
یعنی ہو اپنی آپ مثال　　نازشِ عالم، نازش ہو

یکتا ہو تحریر میں یہ
کامل ہو تقریر میں یہ
بالا ہو تدبیر میں یہ　　نازشِ عالم، نازش ہو

خدا کرے ہو عمر دراز
پائے یہ ہر اک اعزاز
جوہر! ہو یہ مایۂ ناز　　نازش عالم، نازش ہو

جوہر چاندوری

چوری

ذرا انصاف کیجئے! اباجی نے مجھے اور بھائی جان کو ایک ایک ٹائم پیس لاکر دی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ بھائی جان کی ٹائم پیس موٹی بھدّی یعنی مردانہ قسم کی تھی۔ اور میری ننھی منی سی نازک زنانہ گھڑی۔ آپ کا انصاف تو یہی کہتا ہوگا کہ بھائی جان اپنی گھڑی استعمال کریں اور میں اپنی۔ لیکن میرے بھائی جان کا انصاف کیا کہتا ہے یہی کہ وہ اپنی بھی لیں اور میری بھی ہتیا لیں۔"

میری چیزوں کے تو بھائی جان دشمن ہیں۔ موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جہاں موقعہ لگا اور میری پسندیدہ چیز غائب کر دی۔ ان کے ڈر سے میں کسی چیز کا استعمال آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتی۔ دیکھئے نا! جب سے گھڑی آئی ہے آپ خلاف معمول میرے کمرے میں وقت بیوقت موقع بے موقع دن میں کئی کئی مرتبہ آتے رہتے ہیں۔ آپ کا خیال یہ ہوگا کہ بھائی جان کمرے میں سکون و اطمینان سے بیٹھتے ہوں گے جی نہیں! سب سے پہلے تو آپ کی گھومتی ہوئی نظریں کمرے کا جائزہ لیتی ہیں۔ پھر میز پر نظر پڑتی ہے۔ کبھی دراز کھولی جاتی ہے۔ کبھی الماری کا سامان اُلٹ پلٹ ہوتا ہے۔ کبھی چیسٹر کی شامت آتی ہے۔ میں تاڑ گئی کہ ہو نہ ہو ان حضرت کو میری گھڑی کی جستجو ہے۔ لیکن میں گھبرائی اس لئے نہیں کہ گھڑی امّی کے صندوق میں انہیں محترم کے ڈر سے چھپا آئی تھی۔

یقین کیجئے! مجھے اُس وقت انتہائی رنج ہوتا جب بھائی جان کی میز پر ان کی ٹائم پیس دیکھتی۔ میری آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ کیسا اندھیر ہے۔ یہ تو اپنی گھڑی سے کمرے کی زینت بڑھائیں اور میں اپنی ننھی منی گھڑی کو اُن کے خوف سے سات پردوں میں چھپایا کروں۔

ایک دن میں نے تہیّہ کر لیا کہ جو ہو سو ہو آج ضرور گھڑی میز پر رکھوں گی۔ جلد جلد کمرے کا سامان درست کیا اور گھڑی امّی کے صندوق سے نکال لائی۔ دوسرے لمحے امی کی آواز کانوں میں گونجی۔ بھاگتی ہوئی گئی۔ امی نے کہا۔ بیٹا! ذرا باورچی خانہ میں چلی جاؤ باہر دو چار مہمان آئے ہیں ہائے میری گھڑی بھائی جان نے کہیں دیکھ لی تو۔ امی چونکہ سامنے بیٹھی تھیں اس لئے باورچی خانہ کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ دماغ پر گھڑی کا خیال چھایا ہوا تھا۔ پکانے میں خاک جی لگتا۔ فراغت پاتے ہی بتیا پلہ کمرے کی طرف دوڑی۔ آخر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ گھڑی غائب تھی۔ سیدھی بھائی جان کے کمرے میں پہنچی۔ کیا دیکھتی ہوں جناب بڑی شان سے دونوں گھڑیوں کو مقابل رکھے پاؤں پھیلائے اخبار بینی میں مشغول ہیں۔ جی ہی تو جل گیا۔ میں نے کہا۔ کیا خوب! گھڑی تو آپ اس شان سے لئے بیٹھے ہیں جیسے آپ کی اپنی ملکیت ہے۔ میں تو آپ کی چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی۔ اور آپ ہیں کہ میری چیزوں کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ لائیے میری گھڑی"۔ مگر بھائی جان کہیں آسانی سے دینے والے تھے فرمایا" نہ ہنر نہ سلیقہ

[illegible] چرایا ہے گھڑی رکھنے کا چل بھاگ یہاں سے"
[illegible] کر خوشامد بھی کرلی مگر پتھر دل نہ پسیجا۔ فریاد لیکر
[illegible] حضور میں پہنچی۔ امّی نہ جانے کیوں بھری بیٹھی تھیں
[illegible] ہیں" شاباش! خوب تماشے ہیں تم لوگوں کے ایک
[illegible] رونا ہو تو کوئی سنے۔ روز روز کے شکوے شکایت
[illegible] کل ہم بھی بھائی بہن تھے" امّی کے یہ بگڑے تیور
[illegible] وہاں سے لوٹ۔ وو گیارہ ہونا پڑا۔
[illegible] بڑا بھروسہ اپنی ذات پر۔ ایک ترکیب سمجھ میں آہی گئی
[illegible] کی تلاش میں رہی تین دن کے بعد بھائی جان کو
[illegible] جانا پڑا۔ ادھر انہوں نے گھر سے باہر قدم رکھا
[illegible] میں اباکی چابیوں کا گچھا لیکر بھائی جان کے کمرے
[illegible] دروازہ پر پہنچی۔ بڑی مشکل سے ایک چابی لگی۔ آہا ہا!!!
[illegible] گھڑی سامنے ہی رکھی تھی۔ جلد جلد قفل بند کیا۔ اپنی تدبیر
[illegible] کرتی ہوئی اپنے کمرے میں گئی۔ ایک ڈبہ نکالا اس میں
[illegible] مہندی بھر کے چھوٹے سے قلمدان میں رکھا۔ قلمدان کو بکس
[illegible] اور بکس کو الماری کے اندر رکھ کر فارغ ہو کر خوشی میں
[illegible] گئی" بھائی جان! آپ کو تو خیر آپ کے فرشتوں کو بھی
[illegible] نہیں ہو سکتی" چار بجے قبلۂ عالم تشریف لے آئے۔
[illegible] شاید میری طرف سے ڈر رہی تھی۔ آتے ہی الماری کھولی
[illegible] رہا تھا گئے جیسے "شمّو کی بچی! اچرالی گھڑی" اور جانے
[illegible] کیا کہا میں نے تمام باتیں سنی ان سنی کر کے رونی صورت
[illegible] ہوئے کہا" بھائی جان! آپ خواہ مخواہ مجھ پر بدگمانی
[illegible] تے ہیں جس دن سے آپ نے گھڑی اٹھائی ہے اس دن
[illegible] کبھی تک نہیں۔ میرے پاس تھی تو آپ کی آنکھوں میں
[illegible] کانٹے کی طرح کھٹکا کرتی تھی۔ آخر کھو کر ہی چین آیا" بھائی

جان نے سختی سے کام نہ نکلتا دیکھ کر نرمی اختیار کی لیکن
میں کیوں بتانے لگی تھی۔ [illegible] کر کے تو باز لگی تھی۔
اخیر میں یہ کہتے ہوئے "تجھے نہیں معلوم بھائی جان!
آپ ہی نے [illegible] ہوگی پہلے اچھی طرح دیکھیں"
دونوں [illegible] ہوئے دروازے
تک لائی [illegible] ساتھ پر دوات یا چھپی ہوئی
گھڑی [illegible] میرے منہ سے گھبراہٹ
کے [illegible] بھائی جان ایک قہقہے کے
ساتھ [illegible] منتظر تھا" اور
[illegible] ہوئے بولے" ہائے
[illegible] چوری پکڑوا دی ساتھ ہی سے لگے
سب [illegible] قہقہستان بن گیا۔ ان
کے درمیان میں ندامت و شرمندگی کا مجسمہ بنی کھڑی تھی۔
بڑی امیدوں کے ساتھ امّی کی طرف دیکھا۔ وہ بھی مسکرا رہی تھیں
اچھا تو اب ختم کرتی ہوں اس دعا کے ساتھ" خدا ایسا
وقت کسی پر نہ ڈالے جیسا کہ مجھ پر پڑا تھا"

زیب النساء شہزاد

بنات

کے لئے جو مضامین بھیجے جائیں اُن کی زبان اس قدر آسان ہونی چاہیئے کہ دس گیارہ سال کی بچیاں بھی سمجھ سکیں اور مضامین چھوٹے چھوٹے ہوں۔ اور یہ کہ جو مضامین بھیجے جائیں وہ اگر ترجمہ ہوں تو "ترجمہ" لکھدینا نہایت ضروری ہے کسی کتاب سے نقل کریں تو بھی اس کا حوالہ ضرور دیں ورنہ مضمون چوری کا سمجھا جائیگا۔

ایڈیٹر

وطن پرست شہزادہ

ایک زمانہ میں ایک بہت بڑا بادشاہ تھا جس کے ملک میں ایک دریا بہتا تھا۔ بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ دریا سے نہریں نکال کر ملک کو سیراب کرے لیکن وہ اس میں ناکام رہا۔ اس لئے کہ دریا میں دو بڑے اژدہے رہتے تھے۔ جو نہریں نکالنے میں کاوٹ پیدا کرتے تھے۔ ایک دن بادشاہ نے اژدہوں کی اس زیادتی سے تنگ آکر ایک عام جلسہ منعقد کیا جس میں یہ تجویز کیا گیا۔ کہ ہم سب کو اژدہوں کے پاس جاکر یہ عرض کرنا چاہیے کہ اگر وہ ہمیں دریا سے نہریں نکالنے کی اجازت دیدیں تو اس کے عوض ہم اُن کی ہر شرط پوری کرنے کو تیار ہیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور شرط یہ قرار پائی کہ بادشاہ روزانہ ایک زندہ اور تندرست آدمی اُن کی خوراک کے لئے اُن کے پاس بھیجدیا کرے اس شرط پر کئی سال تک عمل کیا گیا اور بہت سے لوگ اژدہوں کے پیٹ کی غذا۔ بہت سی عورتیں بیوہ۔ اور بہت سے بچے یتیم ہوگئے بیرحم لوگ خوش تھے۔ اور بہت سی مخلوقِ خدا خون کے آنسو بہا رہی تھی کہ بادشاہ کے خاندان کی باری آگئی۔

بادشاہ کا صرف ایک بیٹا تھا جو نہایت خوبصورت اور بہادر تھا۔ اور بہت سی جنگوں میں فتح حاصل کرچکا تھا اس کو اس کی خبر ملی تو وہ اژدہوں کے مُنہ میں جانے اور اُن سے لڑنے کے لئے فوراً تیار ہوگیا۔ لوگوں نے بہت منع کیا اور بادشاہ نے بھی روکنے کی کوشش کی۔ لیکن اُس نے کسی کی پروا نہ کی اور صاف کہدیا کہ "بادشاہ کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے اُس کا فرض ہے کہ وہ ملک اور سلطنت پر اپنے آپ کو قربان کردے۔" غرض شہزادہ والدین سے رخصت ہوکر روانہ ہوا۔ راستہ میں اُسے ایک فقیر ملا جو اُس کا دوست بن گیا۔ فقیر بھی ایسا ہی بہادر اور جانفروش تھا جیسا کہ شہزادہ۔ وہ شہزادہ کے ساتھ ہولیا۔ دونوں اژدہوں کے غار پر پہنچے اور اطمینان کے ساتھ بستر بچھا کر اور تلواروں کو میان سے نکال کر بیٹھ گئے۔ اُنھیں ابھی وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دونوں اژدہے باتیں کرتے نظر آئے شہزادہ چونکہ مختلف زبانوں سے واقف تھا اس لئے اُس نے ان کی باتوں کا مطلب سمجھ کر فقیر سے کہا۔ کہ "آپ نے سُنا اژدہے کیا کہہ رہے ہیں؟" فقیر نے لاعلمی ظاہر کی۔ شہزادہ نے کہا وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ انسان پر ہمارا رُعب ہی غالب ہے۔ ورنہ اگر کوئی ہمیں مار کر ہمارے سروں کو کھالے تو اُس کے مُنہ سے بات کرتے وقت موتی جھڑا کریں غرض دونوں اژدہے جب اُن کے قریب پہنچے تو شہزادہ نے اُٹھ کر پھرتی اور دلیری کے ساتھ تلوار سے اُن کے سر اڑا دئے اور اپنے قریب صاف جگہ پر ان کے سروں کو رکھ کر فقیر سے کہا "آپ گھاس پھوس لے آیئے تاکہ ان سروں کو بھون کر کھالیں" چنانچہ اِن دونوں نے اِن سروں کو بھون کر کھالیا۔ اور اُن کے کھانے کا وہی

اثر ہوا جو اثر دمیوں نے ظاہر کیا تھا یعنی دونوں کے
منہ سے بات کرتے وقت موتی جھڑنے لگے۔

اس ملکی خدمت سے سبکدوش ہوکر دونوں نے
ارادہ کیا کہ شہر میں جانے اور شہریوں پر اپنا احسان
جتانے سے یہ بہتر ہوگا کہ ہم دنیا کی سیر کریں یہ ارادہ کرکے
وہ کسی ملک کی طرف روانہ ہوگئے۔ بہت سی مسافت طے
کرنے کے بعد ایک دن وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جو بنجر
اور بیابان تھا اور کوسوں تک درخت، سبزہ اور پانی کا
نشان تک نظر نہ آتا تھا یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس سے
دونوں حیران و پریشان تھے اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں اور
کیا نہ کریں۔ وہ حیران و پریشان پھر رہے تھے کہ خدا نے نجات
کی ایک صورت پیدا کردی یعنی انھوں نے دو آدمیوں کو
لڑتے ہوئے دیکھا۔ شہزدہ چونکہ صلح پسند واقع ہوا تھا
اس لئے اس نے ان کے قریب جاکر لڑائی کی وجہ دریافت
کی ایک نے ان میں سے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ میں چلا جا رہا
تھا کہ میری نظر ان بوٹوں (جوتوں) پر پڑی اور میں ان کو
اٹھانے ہی کو تھا کہ یکایک یہ شخص پہنچ گیا، اور کہنے لگا کہ۔
"ان بوٹوں کو تو پہلے میں نے دیکھا تھا اور میں ان کے
اٹھانے کے لئے آرہا تھا۔ کہ میرے پہنچنے سے پہلے آپ
نے انھیں اٹھالیا" شہزادہ نے دریافت کیا کہ آخر ان
بوٹوں میں ایسی کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے آپ لڑتے
مرنے پر آمادہ ہیں" دوسرے آدمی نے جواب دیا کہ "ان
بوٹوں میں یہ صفت ہے کہ جو شخص انہیں پہن لیتا ہے وہ
محض ارادہ کرنے سے جہاں چاہے وہاں پہنچ سکتا
ہے خواہ وہ جگہ سمندر پار ہو یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو"

بوٹوں کی یہ خاصیت سنکر شہزادہ نے ان دونوں
سے کہا کہ "تم لوگوں نے چونکہ مجھے پنچ بنایا ہے اس لئے
میں جو فیصلہ کروں گا اس کو ماننا پڑے گا میں حکم دیتا
ہوں کہ تم دونوں فلاں کنوئیں پر جاؤ اور اس میں کنکری
ڈال کر میرے پاس چلے آؤ تم میں سے جو شخص میرے پاس
پہلے پہنچے گا وہی بوٹوں کا مالک ہوگا۔"

دونوں نے فیصلہ کو مان لیا اور کنوئیں کے پاس پہنچکر
ایک نے دوسرے کو اس خیال سے کہ بوٹ مجھکو مل جائیں
کنوئیں میں دھکیل دینا چاہا۔ اور اس کشمکش میں دونوں
کے دونوں کنوئیں میں گر پڑے اور ڈوب گئے۔ شہزادہ
نے بہت انتظار کیا مگر جب ان میں سے کوئی واپس نہ آیا
تو خود بوٹوں کو پہنکر ایک شہر میں جانے کا قصد کیا شہر کا
تصور کرنا تھا کہ بوٹوں نے آناً فاناً شہزادہ کو وہاں پہنچا دیا
اتفاق کی بات کہ جس جگہ وہ جاکر اترا وہاں بھی اس نے
دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔ قریب جاکر وجہ دریافت کی تو
انھوں نے بتلایا کہ ہمارا جھگڑا اس ٹوپی کے بارہ میں ہے
جس کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اسے پہن لیتا ہے۔ وہ
سب کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہے۔ لیکن خود کسی کو نظر نہیں آتا"
ان دونوں نے بھی شہزادہ کو پنچ مقرر کیا شہزادہ نے حکم دیا
کہ فلاں جگہ پہنچکر جو شخص یہاں پہلے آجائے گا فیصلہ اسی
کے حق میں ہوگا" دونوں اس فیصلہ سے خوش ہو گئے
اور مقررہ جگہ کی طرف دوڑ پڑے اور انہوں نے بھی اپنی
بے وقوفی سے اپنا خاتمہ نہیں کرلیا۔ شہزادہ نے کچھ دیر
تک انتظار کیا لیکن جب مایوس ہوگیا تو ٹوپی اوڑھ کر فقیر
کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔ شہر میں داخل ہوکر دونوں

ایک سرائے میں گئے جہاں کی منتظم اور محافظ صرف عورتیں تھیں۔ ان عورتوں نے خوشی اور گرم جوشی کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ عمدہ اور لذیذ کھانے تیار کر کے کھلائے اور سونے کے لئے نرم بستر مہیا کئے اور جب وہ سو گئے تو ان کا تمام سامان اپنے قبضے میں کر کے انھیں کہیں دور کسی راستہ پر لیجا کر چھوڑ دیا دونوں کی جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو ایسی حالت میں دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوئے اور شہر سے باہر چلے گئے۔ جب رات ہو گئی تو شہر میں ٹھہرنے کے بجائے باہر میدان میں ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور اطمینان و آرام کے ساتھ سو گئے۔ خدا کی رحمت کا دامن نہایت وسیع ہے۔ رائی کو پربت بناتے دیر نہیں لگتی کسی نے کہا ہے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

شہزادہ اور فقیر کے لئے بھی دریائے رحمت باری جوش میں آیا۔ جس شہر کے باہر وہ میدان میں درخت کے نیچے سو رہے تھے اُس شہر کا بادشاہ مر گیا تھا۔ اور رعایا امیر و وزیر کسی شخص کو اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ ابھی نہ کر چکے تھے آخر سمجھدار لوگوں کی رائے سے یہ طے پایا کہ فلاں تاریخ کو رات کے وقت فلاں شخص فلاں میدان میں پھولوں کا ایک ہار آسمان کی طرف پھینکے۔ وہ ہار جس شخص کے سر پر یا اُس کے قریب جا کر گرے اُسی کو بادشاہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر تمام لوگ اکٹھے ہو کر میدان کی طرف روانہ ہوئے اتفاق سے وہ میدان وہی تھا جس میں یہ دونوں رفیق سفر آرام کی نیند سو رہے تھے جب اس ہار پھینکنے والے شخص نے دیکھا کہ ہار درخت کے اُس جانب جا کر گرا ہے جہاں بظاہر کوئی آدمی نہیں ہے تو وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہنے پر بہت مایوس ہوا اور لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہماری یہ تجویز بے فائدہ نکلی۔ لیکن جب وہ سب کے سب درخت کی دوسری جانب ہار کے اُٹھانے کے لئے آئے۔ تو یہ دیکھ کر اُن کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی کہ ہار دو سوئے ہوئے آدمیوں کے قریب جا کر گرا ہے۔ اُنھوں نے فوراً سوتے ہوئے لوگوں کو بیدار کیا اور تمام حال اُن سے کہا اور اس نعمتِ خداوندی کے حاصل ہونے پر اُن کی خدمت میں ہدیہ مبارک باد پیش کیا شہزادہ نے ان لوگوں سے گفتگو کی۔ اور جب اُس کے مُنہ سے موتی جھڑے تو تمام لوگ اور زیادہ خوش ہوئے۔ اور ایسے شخص کو اپنا بادشاہ بنا تا اُنھوں نے فال نیک سمجھا غرض اُنھوں نے خوشی کے ساتھ شہزادہ کو اپنا بادشاہ اور فقیر کو وزیر اعظم بنا لیا۔

تختِ سلطنت پر بیٹھنے کے بعد شہزادہ کو شہر کی سرائے والی بدطینت عورتوں کا خیال آیا۔ اور ان کو سخت سزائیں دلوائیں اور پھر اطمینان کے ساتھ اُمورِ سلطنت کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گیا اور ہمیشہ اپنے لطف و کرم اور عدل و انصاف سے رعایا کو خوش و خرم رکھا اور کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہ دیا۔

سید امتیاز علی حیدر آباد (دکن)

تصحیح نومبر کے بنات میں گنتی کے عنوان سے جو نظم "ج" کے نام سے شائع ہوئی ہے وہ فرزانہ محمود آبادی کی ہے۔ اڈیٹر

سُنہرا تاج

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی ملک کے بادشاہ کی پانچ بیٹیاں تھیں۔ بادشاہ روزانہ لڑکیوں کے لیئے جوتے بنواتا مگر روزان کے جوتے گھس جاتے تھے بادشاہ نے تنگ آکر اعلان کر دیا کہ جو شخص اس بھید کا پتہ لگائے گا کہ شہزادیوں کی جوتیاں کس طرح گھس جاتی ہیں تو اس کو آدھی سلطنت اور کسی ایک شہزادی سے جس کو وہ پسند کرے گا شادی کر دی جائے گی۔ ورنہ سر اُڑا دیا جائیگا۔

بہت سے لوگ قسمت آزمانے آئے مگر سب کے سب مارے گئے۔ ایک دن ایک گاؤں سے ایک آدمی رحیم نامی اپنی قسمت آزمانے چلا راستے میں اس کو ایک بونا ملا جو کہ بھوک اور پیاس سے نڈھال زمین پر پڑا تھا رحیم اس کے پاس آیا اور پوچھا تم کون ہو اور یہاں جنگل میں کیوں پڑے ہو۔ بونے نے کہا کہ میں باقی حال بعد میں بتاؤں گا اگر تمہارے پاس کھانا اور پانی ہو تو مجھے کھلاؤ ورنہ میں مر جاؤں گا۔ رحیم نے کھانا نکالا اور دونوں کھانے لگے۔ پھر رحیم نے پانی کی بوتل میں سے پانی نکالا اور بونے کو دیا بونے نے پانی پیا اور جب اس کی جان میں جان آئی تو اس نے کہا کہ "میں پرستان کی ملکہ شہزادی فرخ کا غلام ہوں اور ایک بہت ضروری کام سے جا رہا ہوں چونکہ تم نے میری جان بچائی ہے لہذا میں تم کو ایک "سنہرا تاج" دیتا ہوں جو کہ ملکہ نے مجھکو انعام دیا تھا اس کی خاصیت یہ ہے کہ "تم اس کو پہن لو تو تم سب کو دیکھو اور کوئی تم کو نہ دیکھ سکے گا"۔ یہ کہکر بونے نے سنہرا تاج نکالا اور رحیم کو دے دیا رحیم تاج لیکر بہت خوش ہوا بونا چلا گیا اور رحیم بھی جلدی جلدی بادشاہ کے شہر میں پہونچا۔

اتنے میں اس کو بھوک لگنے لگی۔ رحیم نے تاج پہنا اور نان بائی کی دوکان میں گیا میز پر جہاں سب لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے وہ بھی بیٹھ گیا اور لوگوں کے سامنے سے روٹی اٹھا کر کھانے لگا لوگوں نے دیکھا کہ ان کی روٹیاں اور سالن غائب ہو رہے ہیں تو وہ ڈر کر سب چھوڑ چھاڑ کے بھاگ گئے۔ رحیم جب کھا چکا تو دوکان سے باہر نکلا اور تاج اتار کر جیب میں رکھ لیا اور بادشاہ کے محل کی طرف گیا وہاں جا کر دربان سے کہا کہ بادشاہ سلامت سے کہو کہ آپ کے اعلان کے مطابق قسمت آزمانے آیا ہوں دربان نے اندر جا کر بادشاہ سلامت سے عرض کیا بادشاہ نے کہا بلاؤ۔ دربان رحیم کو لے کر اندر گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے میری سب شرائط سن لی ہیں۔ رحیم نے کہا جی حضور۔

بادشاہ نے نوکر سے کہا کہ ان کو شہزادیوں کے کمرے کے پاس کا کمرہ دیدو پھر بادشاہ نے رحیم سے کہا کہ اگر تم تین دن کے اندر اندر پتہ نہ لگاؤ گے تو تمہاری گردن اُڑا دی جائے گی۔

رات کو جب رحیم اپنے کمرے میں گیا تو وہی بونا آیا اور اس نے کہا کہ "بڑی شہزادی تم کو شربت پلائیگی

مگر تم پینا مت بلکہ آنکھیں چرا کر پھینک دینا۔" یونا یہ کہکر چلا گیا تھوڑی دیر بعد بڑی شہزادی آئی اُس کے ہاتھ میں ایک بلور کا گلاس تھا جس میں شربت بھرا ہوا تھا اُس نے رحیم کو گلاس دیا اور کہا۔" یہ شربت پی لو۔" رحیم نے اُس سے گلاس لے لیا اور باتیں کرنے لگا۔ باتیں کرنے میں اُس نے وہ شربت پلنگ کے نیچے پھینک دیا۔ شہزادی گلاس لے کر چلی گئی۔

رحیم اُٹھا اور اُس نے لحاف کا آدمی سا بنایا اور اُس کے اوپر کمبل ڈالدیا اور خود تاج پہن کر شہزادیوں کے کمرے میں گیا وہاں اس نے دیکھا کہ شہزادیاں بناؤ سنگار کر رہی ہیں وہ کھڑا دیکھتا رہا جب سب تیار ہو چکیں تو بڑی شہزادی یہ دیکھنے کے لئے کہ رحیم سو رہا ہے یا جاگتا ہے اس کے کمرے میں گئی اور دروازہ سے دیکھکر واپس چلی آئی۔ آکر کچھ پڑھنے لگی اور پھر زمین میں لات ماری ایکدم زمین پھٹ گئی اور وہاں ایک دروازہ نظر آنے لگا وہ سب اُس میں اُترنے لگیں۔ رحیم بھی اُتر گیا چلتے چلتے وہ ایک باغ میں گئے جو سارا چاندی کا بنا ہوا تھا اس کے بعد وہ دوسرے باغ میں گئے جو کہ سارا سونے کا بنا ہوا تھا وہاں سے گذر کر وہ ایک دریا کے پاس پہونچے جہاں پر پانچ شہزادے مع کشتیوں کے ان کا انتظار کر رہے تھے وہ سب ایک دوسرے کی کشتیوں میں بیٹھ گئیں۔ رحیم بھی چھوٹی شہزادی کی کشتی میں بیٹھ گیا وہ لوگ تیر کے دوسرے کنارے پہونچے اور وہاں سے ایک محل میں گئے وہاں اُنھوں نے شراب پی اور ناچنے لگیں ناچتے ناچتے شہزادیوں کے جوتے گھس گئے پھر وہ لوگ وہاں سے چلے لوٹتے وقت رحیم نے شراب کا پیالہ اٹھا لیا اور چاندی اور سونے کے باغوں سے پتے اور پھل توڑ لئے اور جلدی سے اپنے کمرے میں آکر سو گیا۔

تیسرے دن جب دربار لگا رحیم کو حاضر کیا گیا ایک پردے کے پیچھے شہزادیاں بیٹھیں۔ بادشاہ سلامت نے پوچھا۔" بتاؤ جوتیاں کیوں گھس جاتی ہیں۔"

رحیم نے شروع سے آخر تک واقعہ بیان کیا اور ثبوت میں وہ پتے اور پیالہ دکھایا۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا اور اُس نے شہزادیوں سے پوچھا۔ اُن سب نے اپنے جُرم کا اقرار کر لیا۔

بادشاہ نے رحیم سے پوچھا کہ" تم نے کیوں کر یہ بھید کھولا رحیم نے بونے کا تمام واقعہ بیان کیا اور وہ تاج دکھایا اور تاج بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا بادشاہ بہت خوش ہوا۔ بادشاہ نے تاج دوبارہ رحیم کو دیدیا اور آدھی سلطنت بھی نذر کی۔ رحیم نے چھوٹی شہزادی سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا بادشاہ نے بہ خوشی شادی کر دی۔ جیسے اس کے دن پھرے خدا سب کے دن پھیرے (آمین)

راشد قادری۔ آگرہ

قرآن شریف

انوری کی دادی بہت سویرے اُٹھتیں۔ نماز پڑھتیں پھر قرآن شریف لے کر بیٹھ جاتیں۔ انوری کی ماں بچوں کا ہاتھ منہ دھلاتیں۔ اتنے میں ناشتہ تیار ہو جاتا۔ ایک ایک بچہ جاتا۔ دادی اماں سے کہتا۔ چلئے ناشتہ کر لیجئے۔ وہ پڑھ چکتیں۔ قرآن شریف کو چومتیں۔ جزدان میں رکھتیں پھر اونچی جگہ رکھ دیتیں۔

ایک دن کا ذکر ہے دادی اماں دیر تک پڑھتی رہیں۔ بچے راہ دیکھتے رہے۔ جب آکر بیٹھیں۔ تو پوچھنے لگے۔

انوری:۔ آپ روز کیا پڑھتی ہیں۔

دادی:۔ بیٹی۔ قرآن شریف پڑھتی ہوں۔

سرور:۔ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے

دادی:۔ اس میں لکھا ہے۔ ماں باپ کا کہا مانو۔ سچ بولو۔ بھائی بہنوں سے محبت کرو۔ نماز پڑھو روزے رکھو۔

احمد:۔ دادی اماں۔ یہ تو بڑی موٹی کتاب ہے اس میں تو بہت کچھ لکھا ہوگا۔

دادی:۔ ہاں بیٹا۔ اس میں سب اچھی اچھی باتیں لکھی ہیں۔

حامد:۔ آپ تو اسے کئی دفعہ ختم کر چکی ہیں۔ سب باتیں آپ کو معلوم ہونگی۔ پھر روز کیوں پڑھتی ہیں۔

دادی:۔ میاں یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اسے روز پڑھتے ہیں۔ ثواب ہوتا ہے۔

جلال:۔ اتنی دیر کیوں پڑھتی ہیں؟

دادی:۔ ایک سیپارہ روز پڑھتی ہوں۔ جب تک ختم نہیں ہوتا۔ پڑھتی رہتی ہوں۔ تمھیں بھوک لگا کرے۔ تو ناشتہ کر لیا کرو۔

انوری:۔ سیپارہ کسے کہتے ہیں؟

دادی:۔ قرآن شریف کے تیس ۳۰ حصے ہیں۔ ہر ایک حصہ سیپارہ کہلاتا ہے۔

سرور:۔ آپ اسے اونچی جگہ کیوں رکھتی ہیں؟

دادی:۔ بیٹی یہ اللہ کا کلام ہے مسلمان اس کا ادب کرتے ہیں۔ تم دیکھتی ہو جب میں قرآن شریف پڑھتی ہوں۔ تو تمہارے ابا جان کرسی پر نہیں بیٹھتے۔ کوئی بچہ پلنگ پر چڑھ جاتا ہے۔ اُسے نیچے اُتار دیتے ہیں۔

احمد:۔ اللہ کا کلام کیسا ہوتا ہے۔

دادی:۔ قرآن شریف اللہ کا کلام ہے۔ اللہ میاں نے ہمارے نبی پر اُتارا ہے۔ حضرت جبریل اللہ کے پاس سے آتے تھے۔ اللہ میاں جو کہتے ہمارے نبیؐ کو پہنچا دیتے تھے۔ قرآن شریف کو کلام مجید بھی کہتے ہیں۔ جس گھر میں قرآن شریف ہوتا ہے۔ اس میں برکت ہوتی ہے۔ جو قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ میں روز قرآن شریف پڑھتی ہوں۔ اللہ میاں میرے بچوں کو اچھی اچھی چیزیں دیتے ہیں۔ یہ اسی کی برکت ہے۔

ایڈیٹر

شام کو عذرا اسکول [illegible] آئی تو کچھ چپ چپ تھی پھر ابھی اتر ا ہوا [illegible] ہے اس کے نہ گڑیاں کھیلتی — کتابیں میز پر پٹک سیدھی آپا کے کمرے میں پہنچی آپا جان فریم پر کچھ کاڑھ رہی تھیں۔ عذرا روتی ہوئی بولی۔ "آپا جان ہم اللہ میاں سے نہیں بولیں گے" آپا عذرا کے اس بھولے پن پر ہنس پڑیں اور پوچھا "کیوں بٹیا خیر تو ہے" کہنے لگی "اس لئے کہ اُس نے ہمیں کالی بنایا اور شکیلہ کو گورا" آپا نے کہا "کالی ہونا تو کوئی بری بات نہیں ہے" عذرا بولی "واہ بری بات ہے جبھی تو امّی کہہ رہی تھیں کہ تم کالی ہو ہم تم سے محبت نہیں کرتے شکیلہ سے کرتے ہیں اور آج اسکول میں استانی جی کہہ رہی تھیں کہ "تمہاری چھوٹی بہن خوب گوری ہے تم اس کی نوکرنی معلوم ہوتی ہو" بس اس لئے میں اللہ میاں سے خفا ہو گئی۔ اور آپا جان میں تو خوب صابن سے منہ دھوتی ہوں مگر گوری نہیں ہوتی۔ اور شکیلہ صابن سے ڈرتی ہے اور اُسے ہوا کہتی ہے جب بھی گوری ہے" اتنا کہہ کر عذرا پھر رونے لگی۔ آپا نے لے کے گود میں بٹھا لیا اور پیار کر کے کہنے لگیں "بس اتنی سی بات تھی جو تم اللہ میاں سے ناراض ہو گئیں تمہیں تو امّی جان سے خفا ہونا چاہیئے اس لئے کہ وہی تمہیں برا کہتی ہیں۔ اللہ میاں منہ کے گورے کو نہیں دیکھتے وہ تو دل [illegible]

"میری اچھی آپا جان جلدی بتائیے دل کا گورا کیسا ہوتا ہے" آپا جان نے کہا "جو بچے جھوٹ نہیں بولتے گالیاں نہیں بکتے۔ خوب دل لگا کر پڑھتے ہیں [illegible] ہو کر غریبوں اور اپاہجوں کی مدد کرتے ہیں۔ ماں باپ اور استاد کی عزت کرتے ہیں۔ اُن کا دل گورا اور چمکدار ہوتا ہے۔ اُن سے اللہ میاں بہت خوش ہوتے ہیں اور بہت محبت کرتے ہیں" عذرا یہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑی اور خوشی سے اچھلتی ہوئی بولی "آپا میں دل کی گوری بن جاؤں گی تو پھر اللہ میاں بھی اور سب لوگ مجھ سے محبت کریں گے اور شکیلہ سے کوئی بھی نہیں۔"

مس زہرہ واحد انصاری [illegible]

آنکھ مچولی

شاکرہ کی ماں بڑی اچھی ہیں۔ بچوں سے بہت
[illegible] کرتی ہیں۔ شاکرہ کو بے حد چاہتی ہیں۔ محلے کی بچیاں
[illegible]رہ کی سہیلیاں ہیں۔ وہ اس کے یہاں آجاتی ہیں۔
[illegible]کرہ کی ماں اچھی اچھی باتیں بتاتی ہیں۔ امیر آدمی ہیں
[illegible] کا گھر بہت اچھا ہے انگنائی بھی بڑی ہے۔ بچیاں
[illegible] کھیلتی ہیں۔ وہ دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی ہیں۔
[illegible] پلنگ بچھا ہے۔ وہ اس پر بیٹھی ہیں۔
[illegible] چاندنی رات ہے۔ بچیاں جمع ہیں۔
[illegible] کے پاس آئی ان سے کہا ہم آنکھ مچولی
[illegible] اجازت دے دی۔ مگر سمجھا دیا۔ دیکھو
[illegible] نہیں۔ کہیں کسی کے چوٹ نہ لگ جائے۔
[illegible] آتا ہیں۔ انھوں نے شاکرہ کو [illegible]
[illegible] شاکرہ نے بی رحیمن سے کہا۔ اچھی انا۔
[illegible] ہوگئیں۔ اب چور کون بنے گا۔ بی رحیمن
[illegible] کا اور ایک بچی تنکا لائی۔ بی رحیمن نے
[illegible] ہاتھوں میں دبایا۔ سب بچیوں سے کہا۔
[illegible] تھوڑا تھوڑا کھینچو۔ سب لڑکیاں کھینچتی رہیں۔
جب [illegible] نے کھینچا تنکا اس کے ہاتھ میں آگیا۔ وہی
چور ہوئی۔ بی رحیمن نے سعیدہ کی آنکھیں میچیں۔ باقی لڑکیاں
چھپنے گئیں۔ بی رحیمن بار بار کہتی تھیں۔ کھول دوں۔
آواز آئی ابھی نہیں۔ سب لڑکیاں چھپ گئیں۔ بوا رحیمن
نے پھر آواز دی۔ کھول دوں۔ اب کوئی آواز نہیں آئی۔

بوا رحیمن نے سعیدہ کی آنکھیں کھول دیں۔ سعیدہ سیدھی
باورچی خانہ کی طرف چلی۔ اختر بوا رحیمن کے پیچھے چھپی بیٹھی
تھی جھٹ سامنے آئی۔ بوا رحیمن کو ہاتھ لگایا۔ زور سے
بولی چھو لیا۔ پھر کیا تھی اور لڑکیاں بھاگی بھاگی آئیں کوئی غسلخانہ
میں سے کوئی ڈیوڑھی میں سے ایک کونے کے پیچھے سے
بلقیس باورچی خانہ میں چھپی تھی۔ سعیدہ کو ادھر آتے دیکھا
چاہا کہ نکل جاؤں۔ مگر سعیدہ نے آتے چھو لیا۔ اب
وہ چور بن گئی۔

بلقیس بوا رحیمن کے آگے بیٹھی۔ انھوں نے اس کی
آنکھیں میچیں۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر میں کہنا شروع
کیا۔ کھولوں۔ کھولوں۔ جب کوئی آواز نہ آئی۔ تو بلقیس
کی آنکھیں کھول دیں۔ بلقیس نے بھی ایک لڑکی کو پکڑ لیا۔
بہت دیر تک کھیل ہوتا رہا۔ پھر بی اشرف پکڑی گئیں۔
یہ ذرا موٹی تھیں۔ دوڑا نہ جاتا تھا۔ کئی دفعہ ان کی آنکھیں
کھلیں۔ پھر بھی یہ کسی کو نہ پکڑ سکیں۔ کھسیانی سی ہوگئیں شاکرہ
کی والدہ نے تاڑ لیا۔ انھیں اشرف پر ترس آیا۔ کھیل بھی
خاصی دیر سے ہو رہا تھا۔ آخر انھوں نے کہا۔ بچو۔ بہت
دیر ہوگئی اب تم بھی تھک گئی ہو۔ رات بھی زیادہ ہوگئی۔
اب ختم کرو۔ ان کے کہتے ہی کھیل ختم ہوگیا۔ سعیدہ اپنے
پلنگ پر جا کر لیٹ گئی۔ اور محلے کی بچیاں اپنے اپنے
گھر چلی گئیں۔

ایڈیٹر

گورا دِل

شام کو عذرا اسکول سے آئی تو کچھ چپ چپ تھی چہرا بھی اُترا ہوا تھا۔ آتے ہی نہ اس نے گڑیاں کھیلی۔ کتابیں میز پر پٹک سیدھی آپا کے کمرے میں پہنچی آپا جان فریم پر کچھ کاڑھ رہی تھیں۔ عذرا روتی ہوئی بولی۔ "آپا جان ہم اللہ میاں سے نہیں بولیں گے" آپا عذرا کے اس بھولے پن پر ہنس پڑیں اور پوچھا "کیوں بٹیا خیر تو ہے" کہنے لگی "اس لئے کہ اُس نے ہمیں کالی بنایا اور شکیلہ کو گورا" آپا نے کہا "کالی ہونا تو کوئی بری بات نہیں ہے" عذرا بولی "واہ بُری بات ہے جبھی تو امّی کہہ رہی تھیں کہ تم کالی ہو ہم تم سے محبّت نہیں کرتے شکیلہ سے کرتے ہیں اور آج اسکول میں اُستانی جی کہہ رہی تھیں کہ "تمہاری چھوٹی بہن خوب گوری ہے تم اس کی نوکرنی معلوم ہوتی ہو" بس اس لئے میں اللہ میاں سے خفا ہوگئی۔ اور آپا جان میں تو خوب صابن سے منہ دھوتی ہوں مگر گوری نہیں ہوتی۔ اور شکیلہ صابن سے ڈرتی ہے اور اُسے ہوّا کہتی ہے جب بھی گوری ہے۔" اتنا کہہ کر عذرا پھر رونے لگی۔ آپا نے اُسے گود میں بٹھا لیا اور پیار کرکے کہنے لگیں "بس اتنی سی بات تھی جو تم اللہ میاں سے ناراض ہوگئیں تمہیں تو امّی جان سے خفا ہونا چاہئے اس لئے کہ وہی تمھیں بُرا کہتی ہیں۔ اللہ میاں منہ کے گورے کو نہیں دیکھتے وہ تو دل کے گورے کو دیکھتے ہیں" عذرا آپا کی گود سے اُتر کر بولی۔ "میری اچھی آپا جان جلدی بتایئے دل کا گورا کیسا ہوتا ہے" آپا جان نے کہا "جو بچّے جھوٹ نہیں بولتے۔ گالیاں نہیں بکتے، خوب دل لگا کر پڑھتے ہیں، اور پھر بڑے ہو کر غریبوں اور اپاہجوں کی مدد کرتے ہیں۔ ماں باپ اور اُستاد کی عزّت کرتے ہیں۔ اُن کا دِل گورا اور چمکدار ہوتا ہے۔ اُن سے اللہ میاں بہت خوش ہوتے ہیں اور بہت محبّت کرتے ہیں"۔ عذرا یہ سُن کر کھلکھلا کر ہنس پڑی اور خوشی سے اُچھلتی ہوئی بولی "آپا میں دل کی گوری بن جاؤں گی تو پھر اللہ میاں امّی اور سب لوگ مجھ سے محبت کریں گے اور شکیلہ سے کوئی بھی نہیں۔"

مس زہرہ واحد انصاری بھوپال

آنکھ مچولی

شاکرہ کی ماں بڑی اچھی ہیں۔ بچوں سے بہت محبت کرتی ہیں۔ شاکرہ کو بے حد چاہتی ہیں محلّے کی بچیاں شاکرہ کی سہیلیاں ہیں۔ وہ اس کے یہاں آجاتی ہیں۔ شاکرہ کی ماں اچھی اچھی باتیں بتاتی ہیں۔ امیر آدمی ہیں۔ اُن کا گھر بہت اچھا ہے انگنائی بھی بڑی ہے۔ بچیاں اسی میں کھیلتی ہیں۔ وہ دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی ہیں۔

چبوترے پر پلنگ بچھا ہے۔ وہ اُس پر بیٹھی ہیں۔ چھالیہ کتر رہی ہیں۔ چاندنی رات ہے۔ بچیاں جمع ہیں۔ شاکرہ اماں جان کے پاس آئی اُن سے کہا ہم آنکھ مچولی کھیلیں گے۔ ماں نے اجازت دے دی۔ مگر سمجھا دیا۔ دیکھو بہت دوڑنا بھاگنا نہیں۔ کہیں کسی کے چوٹ نہ لگ جائے۔

بی رحیمن شاکرہ کی انّا ہیں۔ انھوں نے شاکرہ کو دودھ پلایا ہے بڑھیا ہیں۔ شاکرہ نے بی رحیمن سے کہا۔ اچھی انّا۔ تم دائی بنو۔ وہ راضی ہو گئیں۔ اب چور کون بنے؟ بی رحیمن بولیں۔ ایک تنکا لاؤ۔ ایک بچی تنکا لائی۔ بی رحیمن نے تنکا لیا۔ دونوں ہاتھوں میں دبایا۔ سب بچیوں سے کہا۔ باری باری تھوڑا تھوڑا کھینچو۔ سب لڑکیاں کھینچتی رہیں۔ جب سعیدہ نے کھینچا تنکا اُس کے ہاتھ میں آگیا۔ وہی چور بنی۔ بی رحیمن نے سعیدہ کی آنکھیں میچیں۔ باقی لڑکیاں چھپنے گئیں۔ بی رحیمن بار بار کہتی تھیں۔ کھول دوں۔ آواز آتی۔ ابھی نہیں۔ سب لڑکیاں چھپ گئیں۔ بُوا رحیمن نے پھر آواز دی۔ کھول دوں۔ اب کوئی آواز نہیں آئی۔

بُوا رحیمن نے سعیدہ کی آنکھیں کھول دیں۔ سعیدہ سیدھی باورچی خانہ کی طرف چلی۔ اختر بُوا رحیمن کے پیچھے چھپی بیٹھی تھی۔ جھٹ سامنے آگئی۔ بوا رحیمن کو ہاتھ لگایا۔ زور سے بولی چھو لیا۔ پھر کئی اور لڑکیاں بھاگی بھاگی آئیں کوئی غسلخانہ میں سے کوئی ڈیوڑھی میں سے ایک حوض کے پیچھے سے بلقیس باورچی خانہ میں چھپی تھی۔ سعیدہ کو اُدھر آتے دیکھا چاہا کہ بچ کر نکل جاؤں۔ مگر سعیدہ نے اُسے چھو لیا۔ اب وہ چور بن گئی۔

بلقیس بُوا رحیمن کے آگے بیٹھی۔ انھوں نے اُس کی آنکھیں میچیں۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر میں کہنا شروع کیا "کھولوں"۔ کھولوں"۔ جب کوئی آواز نہ آئی۔ تو بلقیس کی آنکھیں کھول دیں۔ بلقیس نے بھی ایک لڑکی کو پکڑ لیا۔ بہت دیر تک کھیل ہوتا رہا۔ پھر بی اشرف پکڑی گئیں۔ یہ ذرا موٹی تھیں۔ دوڑا نہ جاتا تھا۔ کئی دفعہ اُن کی آنکھیں مچیں۔ پھر بھی یہ کسی کو نہ پکڑ سکیں۔ کھسیانی سی ہو گئیں۔ شاکرہ کی والدہ نے تاڑ لیا۔ انھیں اشرف پر ترس آیا۔ کھیل بھی خاصی دیر سے ہو رہا تھا۔ آخر انھوں نے کہا۔ بچو۔ بہت دیر ہوگئی اب تم بھی تھک گئی ہو۔ رات بھی زیادہ ہو گئی۔ اب ختم کرو۔ ان کے کہتے ہی کھیل ختم ہو گیا۔ سعیدہ اپنے پلنگ پر جا کر لیٹ گئی۔ اور محلّے کی بچیاں اپنے اپنے گھر چلی گئیں۔

ایڈیٹر

گنتی گیارہ سے بیس تک

دیکھو بچے گیارہ (۱۱)
پڑھ رہے ہیں پارہ
دیکھو آدمی بارہ (۱۲)
چلا رہے ہیں آرہ
دیکھو سپاہی تیرہ (۱۳)
دے رہے ہیں پہرہ
دیکھو لڑکے چودہ (۱۴)
لے رہے ہیں سودہ
دیکھو ملازم پندرہ (۱۵)
صاف کر رہے ہیں کمرہ
دیکھو آدمی سولہ (۱۶)
بنا رہے ہیں گولا
دیکھو آدمی سترہ (۱۷)
جا رہے ہیں متھرا
دیکھو پہلوان اٹھارہ (۱۸)
کھود رہے ہیں اکھاڑہ
دیکھو گھوڑے انیس (۱۹)
جن پر ایک نہیں سائیس
دیکھو عورتیں بیس (۲۰)
مصالحہ رہی ہیں پیس

عبدالمحیط کلاس ہفتم۔ دہلی

یاد رکھنے کی باتیں

۱۔ گرم پانی میں ٹھنڈا پانی ملا کر کبھی نہ پینا چاہیے اور نہ کوئی چیز دوبارہ گرم کرکے کھانی چاہیے۔
۲۔ دماغ ٹھنڈا اور پیر گرم رکھنا چاہیے۔
۳۔ چھینک یا جمائی نہ روکو ورنہ نقصان ہوگا۔
۴۔ لوہے کی کسی چیز سے اگر ہاتھ کٹ جائے تو کٹے ہوئے مقام پر برف کا ٹکڑا رکھ دینے سے خون بند ہو جاتا ہے۔
۵۔ بیہوش آدمی کو نوشادر نمک اور چونہ سنگھانے سے ہوش آجاتا ہے۔
۶۔ منھ ڈھک کر ہرگز نہ سوؤ۔ کھلی ہوا میں سانس لینا چاہیے۔ آج کل سردیوں میں بہت سے آدمی منہ ڈھانک کر سوتے ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے۔ اور صحت کے لئے مضر ہے۔
۷۔ کسی کے کان میں پانی چڑھ جائے تو دوسری طرف کے پیر پر کھڑے ہو کر کودنے سے نکل جاتا ہے۔
۸۔ حلوا میٹھا ہوتے ہوئے بھی خون میں کھٹائی پیدا کرتا ہے اور بدن میں کھٹائی کی زیادتی طرح طرح کے مرضوں کا باعث ہوتی ہے (ترجمہ)

یاس۔ اعظم گڑھ

معمّہ

داہنے سے بائیں یا اوپر سے نیچے والے خالی خانوں میں مناسب حروف اس طرح سے بھرے جائیں کہ اشارات کے مطابق ہو جائے مثلاً داہنے سے بائیں۔ اشارات میں نمبر ایک سے شروع ہونے والا لفظ۔ "پ" ہے۔ بعد کے دو خانے خالی ہیں اور آخر میں "اب" ہے۔ ان خالی دو خانوں میں ایسے حروف بھرے جائیں جو اشارات کے مطابق ایک مشہور صوبہ ہو۔ اب اگر ان خالی خانوں میں۔ ن۔ ج۔ بھر دیا جائے تو حرفوں کے ملانے سے پنجاب ہوگا جو ایک مشہور صوبہ ہے۔ اسی طرح سے داہنے سے بائیں اور اوپر سے نیچے حروف اشارات کے مطابق بھرے جائیں سیاہ خانہ تک لفظ کی حد ہے علیحدہ کاغذ پر حل کر کے جواب سے ملانے سے دلچسپی بڑھیگی۔

(shaded)	(۴) ب	(۳) ا		(۲)	(۱) پ
(۷) د		(۶)	(shaded)	ر	(۵)
	(shaded)	(shaded)	(۹) ن		(۸) ی
(shaded)	(۱۱)	ن	(۱۰)	(shaded)	ل
(۱۵)	(۱۴) ر	(shaded)	(shaded)	(۱۳) ک	(۱۲)
س	(shaded)	ر		(۱۶)	(shaded)

اشارات

داہنے سے بائیں

(۱) ایک مشہور صوبہ

(۵) کسی کا کام ختم کرنے پر ہم اطمینان کا سانس لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ــــــ کام انجام دیا۔

(۶) غذا یوں نہیں کھانی چاہئے۔

(۸) ایک عربی ملک جس کو الٹ دینے سے تری کے معنی ہونگے

(۱۰) اودھ کا ــــ آسمانی مرغوب ہوتا ہے۔

(۱۲) شہنشاہ جارج پنجم کے روپیوں پر یہ لفظ ہوتا ہے۔

اوپر سے نیچے

(۱) معمّہ کا مترادف

(۲) بلّی کے تلوے کیسے "ــــ" ہوتے ہیں۔

(۳) سوداگری کا مقولہ ہے "ــــ" نقد کل اُودھار۔

(۴) ہونٹ الٹنے سے منہ خراب نہ ہوکر یہ لفظ بن جائیگا۔

(۷) جب سورج نکل چکا ہو تو کیا کہیں گے۔ وہی لفظ ہے

(۹) مادہ کی مخالف جنس۔

(۱۱) جملہ میں شرط کے لئے لکھتے ہیں۔

۱۴) پالنے والا۔
(۱۳) اوپر نمبر ۳ میں جو مقولہ ہے اس میں یہ لفظ بھی ہے۔
۱۶) سمندر میں پیدا ہوتی ہے۔
(۱۵) دوبارہ چار دئے جانے پر جب اور پینے کی خواہش نہیں ہوتی تو شکریہ کے ساتھ اس لفظ کو بھی استعمال کرتے ہیں۔

معمہ کا حل

دائیں سے بائیں	اوپر سے نیچے
(۱) پنجاب	(۱) پہیلی
(۵) ہر	(۲) نرم
(۶) جلد	(۳) آج
(۸) بمن	(۴) "لب" کا الٹا "بل"
(۱۰) رنگ	(۷) دن
(۱۲) یک	(۹) نر
(۱۴) رب	(۱۱) گر
(۱۶) نہر	(۱۳) کل
	(۱۵) بس

عائشہ حمرا عرف چاند سلطانہ مظفر پور

دعا

میرے اللہ! میں تجھ سے دولت مانگتی ہوں لیکن اس لئے نہیں کہ میں امیر بن کر مغرور ہو جاؤں...... بلکہ میں تجھ سے ساتھ ہی ہمدرد اور سخی دل بھی چاہتی ہوں ...... تاکہ میں امیری میں غریبوں کی مدد سے غافل نہ ہو جاؤں ...... میرے اللہ! تو مجھے علم کا خزانہ عطا کر ...... لیکن اس لئے نہیں کہ صرف میں ہی اس سے فائدہ اٹھاؤں۔ بلکہ اس لئے کہ میں تیرے عطا کئے ہوئے علم کے خزانہ کو دوسروں پر خوشی کے ساتھ خرچ کر سکوں۔"

رضیہ فیروز الدین

معلومات

۱۔ دنیا کا سب سے بڑا شہر لندن ہے جس کی آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔

۲۔ چین میں ایک پجاری ہے جس کے ناخن تئیس ۲۳ انچ لمبے ہیں۔

۳۔ ٹوکیو میں ایک شخص "لوجیرو کاٹو" ہے جس کی ڈاڑھی پانچ فٹ گیارہ انچ ہے۔

۴۔ دنیا میں سب سے زیادہ لمبا دریا مسسپی ہے۔

۵۔ دنیا میں سب سے بڑی دیوار "دیوار چین ہے" جو چودہ سو میل لمبی تیس فٹ اونچی تیس فٹ چوڑی اور ہر ڈھائی سو گز کے بعد ایک برج بنا ہوا ہے۔

عقل کا امتحان

رسالوں کے نام تلاش کرو:-

(۱) محنت کے بنا تعلیم بیکار ہے۔
(۲) گھوڑے سے گر کر میاں ممتاز شاہ کاری ضرب کھا گئے
(۳) ظفر کا شناسا قیوم کا دوست بھی ہے۔
(۴) آفاق و میر صاحب کی بہت دوستی ہے۔
(۵) رشید کی امتحان میں کامیابی کی امید ہے۔
(۶) رضیہ بیچاری صرف ۲ ماہ سہاگن رہی۔
(۷) ہما یونس سے بہت لڑتی ہے۔
(۸) سراج گل لکھنؤ گیا ہے۔

بتاؤ تو میں کون ہوں؟

(۹) میں ۷ حرفوں سے بنا ہوں میرا پہلا حرف قسطنطنیہ میں ہے اصفہان میں نہیں دوسرا حرف رام پور میں ہے بھوپال میں نہیں تیسرا حرف انار میں ہے سنترہ میں نہیں چوتھا حرف ناگپور میں ہے بریلی میں نہیں پانچواں حرف پٹنہ میں ہے بادام میں نہیں چھٹا حرف آسمان میں ہے زمین میں نہیں اور ساتواں حرف کہکشاں میں ہے شفق میں نہیں میری ہر مسلمان کے دل میں عظمت اور قدر ہے میں مصیبت زدہ کے غم غلط کرتا ہوں تسکین و صبر عطا کرتا ہوں نیک راہ دکھلاتا ہوں جو مجھ پر عمل کرتا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے گمراہوں کو راہ دکھاتا اور اللہ تعالیٰ سے ملاتا ہوں دین و دنیا سب مجھ سے سدھر جاتے ہیں۔ بتاؤ میں کون ہوں؟"

زاہدہ خاتون شگفتہ ہرسولی

شاعروں کے تخلص نکالو:-

(۱۰) کوئل کی کوک بڑی پیاری ہوتی ہے۔
(۱۱) بڈھا طارق، مرض دق میں مبتلا ہے۔
(۱۲) نیلو فر اقبال کی کتاب پڑھ رہی ہے۔
(۱۳) شاردا غریب بہت بیمار ہے۔
(۱۴) سروج گرو نانک کی بہت عزت کرتی ہے۔
(۱۵) میری آپا کا نام بلقیس ہے۔
(۱۶) نسیم انیس کی کلاس فیلو ہے۔
(۱۷) کیا راجو شیلا کے پاس ہے۔

کیو آر۔ قمری۔ گورکھپور

بے ترتیب حرفوں کو ترتیب دیکر اعضا کے نام تلاش کرو۔

(۱۸) ن۔گ۔د۔ر (۱۹) ک۔ن۔ا
(۲۰) ریس (۲۱) خ۔ا۔ن۔ن
(۲۲) ن۔ک۔ا

میر خورشید علی۔ ایوت محل

جوابات

(۱) بنات۔ (۲) شاہکار (۳) ساقی (۴) قوم (۵) کامیاب (۶) سہاگ (۷) ہمایوں۔ (۸) آجکل (۹) قرآن پاک (۱۰) کوکب (۱۱) قمر (۱۲) فراق (۱۳) داغ (۱۴) جگر (۱۵) قیس (۱۶) مانی (۱۷) جوش (۱۸) گردن (۱۹) ناک (۲۰) سر (۲۱) ناخن (۲۲) کان

ذرا ہنسئے

(۱) ماسٹر نے کمرے میں داخل ہوکر دیکھا بلیک بورڈ پر لکھا تھا۔ ماسٹر بے وقوف ہے اس نے غصّہ سے پوچھا۔ یہ کس کی شرارت ہے ایک لڑکے نے سہم کر جواب دیا۔

ماسٹر صاحب یہ میں نے لکھا ہے۔

ماسٹر نے کہا۔ تم نے حق بات ظاہر کردی اس لئے میں نے تم کو معاف کردیا۔

(۲) ماں نے بچی سے کہا "کل تمہارے نانا جان کا انتقال ہوگیا ہے۔ ہارمونیم نہ بجاؤ"

لڑکی نے جواب دیا "میں ہارمونیم کے حرف سیاہ پردے پر بجارہی ہوں"

(۳) ریل کا ڈبّہ بالکل بھر چکا تھا۔ ایک نوجوان نے ڈبہ کا دروازہ کھولا اور گردن اندر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ کیا یہ کشتیٔ نوح بھر چکی ہے۔

ایک طرف سے آواز آئی گدھے کی کسر ہے۔

مس زیب النساء چانڈہ

بیٹا۔ ابا اگر میں آپ کا دس روپیہ کا فائدہ کرادوں تو کیا آپ مجھ سے خوش ہوں گے

باپ ضرور۔ بہت خوش ہوں گا۔

بیٹا۔ ایک دفعہ آپ نے کہا تھا اگر تم امتحان میں کامیاب ہوجاؤ گے تو دس روپیہ دوں گا۔

باپ۔ ہاں میں نے ضرور کہا تھا۔

بیٹا۔ بس تو وہ روپئے اپنے پاس رہنے دیجئے کیونکہ میں امتحان میں ناکام ہوگیا ہوں۔

ہنڈکلیا

خشک پوست کا حلوا زکام کے لئے ایک پوست مع خشخاش کے توڑ کر پیالہ میں تھوڑا پانی ڈال کر بھگو دیں چند گھنٹوں کے بعد پوست کو اچھی طرح کچل کر پھینک دیں اور پانی کو چھان لیں پھر سوجی بھون کر پوست کے پانی میں شکر کا قوام بنا کر حلوا بنالیں۔ یہ حلوا زکام کے مریض کو رات کو سوتے وقت کھلائیں بعد میں پانی نہ پینے دیں۔ تین دن کے استعمال سے زکام کو آرام ہوجائے گا۔ م۔س۔ گھڑتلوی

پسندے اشیاء۔ گوشت پاؤ سیر۔ آلو پاؤ سیر۔ ٹماٹر پاؤ سیر۔ پیاز پاؤ سیر۔ گرم مصالحہ۔ ادرک، لہسن بقدر ضرورت۔ مرچ پسی ہوئی۔ ایک بڑا چمچہ گھی، سیاہ مرچ پسی ہوئی۔

ترکیب:۔ گوشت کے پسندے بنا کر دھولیجئے اور گرم مصالحہ پسا ہوا۔ ادرک، لہسن سرخ مرچ گھی ان پر خوب مل دیجئے اور بگونے میں ڈال دیجئے پھر ان پر سیاہ مرچ کا سفوف چھڑک دیجئے اور اس کے اوپر پیاز کی تہ جما دیجئے۔ پھر آلو کی چکتیاں کاٹ کر ان کی تہ جماؤ پھر ٹماٹر کی چکتیاں کاٹ کر جماؤ۔ اور ہر تہ پر سیاہ مرچ کا سفوف چھڑکتی جاؤ۔ اب چولہے پر چڑھاؤ اور تیز آنچ پر پکنے دو۔ جب پانی چھوٹ جائے تو آنچ دھیمی کردی جائے اور پانی خشک ہونے پر اتار لیا جائے۔ نہایت ہی لذیذ ہوں گے۔ آزمودہ ہے۔

آنسہ خالدہ سراج رؤف حسن صدیقی

عجائب خانہ

برطانیہ کی بحری برتری

دنیا میں سب سے زیادہ جہاز انگریزوں کے پاس ہیں۔ اب جو نئے جہاز بن رہے ہیں ان میں سے ۵ فیصدی انگریزوں کے کارخانوں میں طیار کئے جا رہے ہیں۔ یہ کام امریکہ کے مقابلہ میں دوگنا ہے۔ انگریزی کارخانوں کے زیر تعمیر جہازوں کا وزن امریکی سے ۲ ۱/۲ گنا زیادہ ہے اور سویڈن سے تگنا۔ سویڈن دنیا میں جہاز طیار کرنے کے معاملہ میں آگے رہتا ہے۔ اس وقت ساری دنیا میں ۳۵۶۹۱۵۹ ٹن کے جہاز طیار کئے جا رہے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے۔ برطانیہ ۱۸۷۴۸۷۸ ٹن۔ امریکہ ۳۵۴۲۸۳۔ سویڈن ۲۴۱۰۵۰۔ زیر نگین برطانوی حکومتیں ۱۹۹۵۵۰۔ ہالینڈ ۱۶۶۷۹۰۔ اٹلی ۱۶۶۷۶۲۔ ڈنمارک ۱۴۵۷۶۸۔ فرانس ۱۳۸۱۸۱۔

برطانیہ میں ۱۳۹ جہاز ۶۰۳۶۲۳ ٹن وزن کے کلائڈ میں بنائے جا رہے ہیں۔ ۳۵۰۵۲۲ ٹن کے ۵۷ جہاز ٹائن میں، ۲۰۳۱۷۰ ٹن کے ۴۷۔ ویر میں ۱۱ ۱۰۵۸۷۶ ٹن کے ۱۰ جہاز نیز طیار کئے جا رہے ہیں ۱۸۷۴۸۷۰ ٹن کے ۴۴۴ جہازوں کے علاوہ جو زیر تعمیر ہیں دس لاکھ ٹن سے زیادہ وزن کے جہازوں کے بنائے جانے کی فرمائشیں جہازی کارخانوں کو اور دے دی گئی ہیں۔

سمندر کے عجائبات

سمندر کی گہرائی اس کے فرش کی کیفیت نمکینی کثافت لہریں اور مختلف گہرائیوں کی حرارت کے درجوں کا بہت کچھ حال اب تک ہمیں معلوم ہو چکا ہے اور ہمیں سمندر کی نباتات اور حیوانات کا بھی بہت کچھ علم ہو گیا ہے۔ مگر سچ پوچھئے تو یہ کچھ بھی نہیں [illegible] گہرائیوں کا حال ہمیں بہت ہی کم معلوم ہو سکتا ہے۔ جہاں ہمیں مونگے کی چٹانیں ہیں جہاں پانی چند گزوں سے زیادہ نہیں ہوتا اور صاف شفاف ہوتا ہے ہم اس علاقہ میں جھانکنے کے قابل ہوئے ہیں۔ وہاں ہمیں ایسے عجائبات نظر آئے ہیں کہ خشکی پر اُن کا ثانی نہیں مگر یہ بھی عام نہیں۔

سمندر کے ایسے بہت وسیع قطعے ہیں جہاں ابتدائے دُنیا سے ایسی تاریکی ہے کہ ہاتھ سے ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا۔ اور برف سے زیادہ ٹھٹھرن ہے اور یہ کیفیت خاتمۂ دنیا تک قائم رہیگی۔ اس بحری دنیا میں ہم کو دو مختلف طبقے ملتے ہیں۔ ایک براعظمی طبقہ۔ دوسرا عمیق سمندر۔ براعظمی طبقہ میں کئی براعظموں کے غرق شدہ علاقے ہیں جو زمین سے دور تک پھیلے چلے گئے ہیں۔ اس پر دریاؤں نے کیچڑ جمع کر دی ہے جو سو میل کی گہرائی کے بعد باریک سے باریک ہوتی چلی گئی ہے۔ اس کا حال ہمیں اس طرح معلوم ہوا ہے جیسے اندھا ٹٹول کے دیکھتا ہے ہماری غذائی مچھلیاں براعظمی خطّہ اور کیچڑ میں ہی ملتی ہیں۔ سمندر کی گہرائی میں ایسی کوئی مچھلی نہیں جسے انسان کھا سکے۔ ان مچھلیوں کا بھی ہمیں بہت کچھ حال معلوم ہے کہ کس قدر

گہرائی میں وہ ملتی ہیں سمندر کی تہ کا کونسا حصہ انھیں پسند ہے۔ اُن کی کہاں کہاں کثرت ہے۔ اُن کی عادات کیا ہیں اکٹھی رہتی ہیں یا الگ الگ۔ آیا تہ میں رہتی ہیں یا سمندر کے بیچ میں۔ کب نقل مکان کرتی ہیں اور کب انڈے بچے دیتی ہیں جس طرح ہم چراگاہوں کوہستانوں اور سبزہ گاہوں کی رنگا رنگ خوبیوں سے محظوظ ہوتے ہیں۔ سمندری دنیا میں ہمیں میسر نہیں لیکن جو بھی ہمیں معلوم ہو سکا ہے بڑا عجیب ہے۔ آسٹریلیا میں عجیب قسم کی مچھلی پائی جاتی ہے جو نلکی نما لمبی ہے۔ دریائی گھوڑا مچھلی کی قسم سے ہے۔ بدن پر پتے کی قسم کے پر دونوں طرف لگے چلے گئے ہیں جب وہ جھاڑ جھنکاڑ میں چھپ کے بیٹھتی ہے تو سبزی سے تمیز نہیں کی جا سکتی۔ دیگر سمندروں میں نلکی کی قسم کی دریائی گھوڑا مچھلی اور قسم کی ہے۔ دم پر ننھا سا گچھا ہے اور بدن کو گھما کے تیرتی ہے دوسری کی شکل گھوڑے سے ملتی ہے۔ تیرتے وقت منہ اور سر کو دائیں طرف موڑ لیتی ہے۔ ٹہنی پر دم کے پیچ دے کے بیٹھ جاتی ہے اور ٹہنیوں پر جھنڈ کے جھنڈ عجیب منظر پیش کرتے ہیں۔

فرعون کی لعنت پندرہ سال ہونے کو آئے کہ طوطنج یامین کا مقبرہ مصر میں کھودا گیا اور اُس میں سے بیشمار چیزیں برآمد ہوئیں جو دفن کرنے والوں نے اعزاز کے طور پر فرعون کے ساتھ دفن کرائی تھیں۔ لاش بھی ایک صندوق میں سے برآمد ہوئی یورپ والے ان معاملات میں توہمات کے اس قدر قائل ہیں کہ اس کھدائی میں شریک ہونیوالوں پر فرعون کی لعنت کا اثر سمجھا کہ اس کی وجہ سے بیس آدمی مر گئے اور صرف ایک بچا جس کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ مرا یا جیا۔ ایک کھدائی کا ماہر کہتا ہے کہ ان مقبروں میں کچھ جادو کا اثر ضرور ہے۔ ایک مقبرہ سے لکڑی کی بلی وہ لیکے آیا یہ نوکر نے اس کے سونے کے کمرہ میں وہ رکھدی۔ رات کو سوتا سوتا نوکر چلایا کہ اس کے ہاتھ پر بچھو کاٹ گیا ہے اور سفید بلی ایک سامنے کھڑی ہے۔ مالک خود آدھی رات کو خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور اُسے لکڑی کی بلی بندوق کی گولی کے دھماکہ میں پھٹتی نظر آئی۔ دیکھتا کیا ہے کہ وہ بلی کی ممی اس کے سامنے بیٹھی ہے۔

موتیوں کی ڈبیہ پنڈت مالویہ بانئے ہندو یونیورسٹی بنارس کا چند روز ہوئے ۸۵ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ اُن کی بڑی تمنا یہ تھی کہ یونیورسٹی میں اس کی شان کے لائق ۲۰ لاکھ روپیہ کی لاگت سے ایک عالیشان مندر بنایا جائے۔ اُس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی میں دس لاکھ جمع بھی کر لئے تھے۔ مرنے سے تین دن پہلے جب انھیں ہوش تھا اس بات کا بڑا غم تھا کہ وہ اپنی تمنا پوری نہ کر سکے۔ ہندوؤں کے ارب پتی سیٹھ برلا نے جب یہ سُنا تو وہ اُن کے پاس گئے کہا کہ آپ کو کس بات کا غم ہے میں حاضر ہوں میں آپ کی تمنا کے مطابق بہت عالیشان مندر بنوا دوں گا۔ مالوی جی بہت خوش ہوئے اور اطمینان کا سانس لے کے دنیا سے رخصت ہوئے مندر کا کام شروع ہو گیا ہے۔

جون ملجن بولتی تصویروں میں چالیس مختلف طریقوں سے مارا جا چکا ہے۔ تصویروں میں ایک مرتبہ تیل میں جل کے گلا گھوٹ کے، پھانسی پا کے، گولی مار لیجا کے خنجر کھا کے دم گھٹ کے زہر دیا جا کے مرتا دکھایا گیا ہے۔

فریڈرک مارچ کو ایک تصویر میں پیش ہونے سے پہلے

اُستانی لاثانی

...درستی کے راز

حکیم اور ڈاکٹر یہ ضروری نہیں کہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہوں۔
...ن یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کی عمریں خاصی لمبی ہوتی ہیں۔
...ن کا خاص علم و تجربہ اس معاملہ میں ان کا مددگار رہتا ہے۔
...باروں کا علاج کرتے کرتے اُن کی نظر اس قدر تیز ہو جاتی
...ہے کہ وہ سبب و نتیجہ بخوبی سمجھ جاتے ہیں۔ اپنی ذات پر اس
...لم و تجربہ کو استعمال کر کے جسمانی و ذہنی صحت کے اصولوں کو
...ہر وقت مدنظر رکھتے ہیں۔

آدمی کا ہر وقت اس خیال میں رہنا کہ کونسی چیز صحت
...بخش ہے اور کونسی مضر اصل غرض کو فوت کر دیتا ہے۔
...جتنی آدمی کا منشا تو یہ ہوتا ہے کہ وہ تندرست رہے اور
...بیماری سے بچے مگر اس سوچ بچار اور اُدھیڑ بن سے
اُلٹا نقصان پہنچتا ہے اور وہ کسی نہ کسی چکر میں پھنس جاتا ہے
بہت سے آدمی ننگے سر گھر سے باہر نکلتے ہوئے ڈرتے ہیں۔
گنتے رہتے ہیں کہ دن بھر میں کتنے پان کھائے اور کتنے سگرٹ
پیئے کتنی چا کی کے پیالیاں حلق سے اُتریں۔ فلاں فلاں غذا کا
ہاضمہ پر کیا اثر ہوگا اور کس قدر طاقت دے سکے گی۔ زکام
کھانسی اور دیگر وبائی امراض سے بچنے کی وہ ضرورت سے زیادہ
احتیاط کرتے رہتے ہیں۔ ان خوف و اندیشوں کا صحت پر بُرا
ہی اثر پڑتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بیمار رہ جاتے ہیں۔
ہمارے لئے صرف اس کا خیال رکھنا ضروری ہے
کہ بدن میں مقابلہ کی عام قوت پیدا ہو اور بڑھتی رہے جسم

پھر خود اپنی حفاظت جاری رکھے گا۔ تازہ ہوا گرم ہو یا سرد
نہایت ضروری ہے۔ ہر چیز میں اعتدال کو مدنظر رکھا جائے
وہم اور وسوسہ کی غذا اور عادات سے گریز کیا جائے
اور دل میں قناعت و صبر پیدا کیا جائے۔ یہ عام تدابیر ہیں
جن سے جسم میں مقابلہ کی قوت پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے۔
طاقت بحال کرنے کی چیزیں اچھی نہیں مثلاً جی میٹھے لگا فہم
کھالی یا کوئی نشیلی چیز استعمال کر لی۔ جی کی معمولی خرابی کو
طبیعت پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ جسم کے ساتھ ساتھ دماغ کا خیال
رکھنا بھی ضروری ہے۔ زندگی پر تنگ نظر نہیں ڈالنی چاہیئے۔
خیالات میں وسعت پیدا کرنی چاہیئے۔ دل میں آرزو کا رہنا
ضروری ہے تا کہ زندگی کا کوئی نہ کوئی منشا پیش نظر رہے۔
جب تک ہمارے دل میں کوئی تمنا ہے کوشش جاری رہتی
ہے وہ حاصل ہو جائے۔ اس ارادہ کی قوت سے درازی عمر
حاصل ہوتی ہے۔ جن کے دل آرزوؤں سے خالی ہو جاتے
ہیں اُن کا ولولہ جاتا رہتا ہے اور اُن کی ہمت پست ہو جاتی
ہے اور موت جلد ہی گلا آ دباتی ہے۔
رات کے وقت اپنی روح کو اس طرح کھول کے رکھ دو
جس طرح بدن پر سے کپڑے اتار کے اُسے ڈھیلا ڈھالا کر دیتے ہو۔
اس کے یہ معنے نہیں کہ یہ سوچو کہ آج کیا کیا کام کیا بلکہ یہ
مراد ہے کہ روزمرہ کے افکار اور غم دور کر دو۔ صبح کو جب اُٹھو گے
اپنے آپ کو تر و تازہ اور نئی زندگی سے بھرپور پاؤ گے۔
گرن پھول۔ جن لکڑی کی چیزوں میں دیمک لگ جائے تو

مٹی کا تیل یا تارپین (ٹرپنٹائن) کا تیل میں سلفر میٹیڈ پوٹاش کا محلول بھی مفید ہے۔ کافور کا مرکب بھی کار آمد چیز ہے۔ ایک اور مرکب ہل اینٹ (Hill ant) دیمک کے سوراخوں میں چھڑک دیں۔ دیمک جاتی رہے گی۔

سفید سنکھیا اور کاربونیٹ آف سوڈا ہموزن لیکر ۱۵ گنے پانی میں ملالیں۔ بہتر یہ ہے کہ دوا ساز سے ملوا لیں۔ زمین دیواروں دروازوں وغیرہ سے دیمک آسانی سے دور کی جاسکتی ہے۔ اس مرکب میں سے ایک حصہ لے کے ۳۰ گنے پانی میں ملائیں اور کسی چھڑکنے کے آلے سے چھڑک دیں۔ جہاں یہ مٹی کا ڈھیر بنا کے رہتی ہوں اس جگہ نصف گیلن (تقریباً پونے دو سیر) چھڑک دیں۔ اس طاقت کا مرکب دیمک لگے درختوں کی جڑوں میں نہ ڈالیں سوکھ جائیں گے۔ مرکب ہلکا کرنا پڑے گا۔

محمد ظفر

عجائب خانہ (بقایا صفحہ ۲۲)

(بقایا صفحہ ۲۲)

پانچ گھنٹے اپنا روپ بنانے میں صرف کرنے پڑے۔

دوزخ کے فرشتے بولتی تصویر کی طیاری میں امریکہ والوں کو ۱۰۶۶۶۶۶۴ روپیہ خرچ کرنا پڑا تھا۔ اس میں سے صرف لباسوں پر ۱۵۴۶۶۶۶ روپیہ خرچ ہوا۔ کارکنوں کو ۵ لاکھ ۸۰ ہزار روپیہ تنخواہوں میں دیا گیا۔

سعودی حکومت کو ایک تجویز دکن کے ایک نواب نے پیش کی ہے کہ حج کی قربانی کے گوشت ڈبوں میں بند کرکے دوسرے ملکوں کو بھیجے جائیں تو ۲۶½ لاکھ روپیہ سے زیادہ آمدنی ہوسکتی ہے اور کھالوں سے گوشت کے مقابلہ میں تگنی آمدنی ہوگی۔ ایک حیدرآبادی دکان اس کام کے لئے طیار ہے

بنات   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   بنات

ہر انگریزی مہینہ کی ۲ تاریخ — بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ — کا سال بھر کا چندہ صرف عہ ہے

کو پابندیٔ وقت کے ساتھ — یعنی بچیاں — اور بذریعہ وی پی صرف عہ ہے

شائع ہوتا ہے۔ اشاعت — غیر ممالک سے

میں کبھی دیر نہیں ہوتی۔ — چار شلنگ

بنات

انیسواں ۱۹ سال | فہرست مضامین بابت ماہ جولائی ۱۹۴۶ء | جلد ۳ نمبر ۴

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپکر دفتر عصمت کوچہ چیلان (دریا گنج) دہلی سے شائع ہوا)

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ جولائی کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ اگست کا رسالہ عہ۱۲ کا وی پی حاضر ہوگا۔

۳۸-۳۹-۴۹-۶۰-۷۱-۷۲-۷۳-۸۳-۸۴

۱۳۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۹-۱۸۰-۲۳۵-۲۴۳-۲۴۴

۲۴۶-۲۵۲-۳۵۸-۳۶۶-۳۷۱-۳۷۵-۳۷۹

۴۶۵-۴۶۷-۴۶۸-۴۷۹-۴۸۲-۴۸۳-۳۸۴

۴۸۷-۴۸۹-۴۹۸-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۱۱

۵۱۳-۵۱۴-۵۱۶-۵۳۱-۷۷۹-۸۲۳-۸۸۴-۸۹۱

۸۹۲-۸۹۳-۱۰۰۹-۱۰۱۴-۱۰۱۶-۱۰۱۸-۱۰۱۹

۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۲۴۵-۱۲۵۶-۱۲۶۷

۱۲۶۸-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۵-۱۲۹۰-۱۲۹۳

۱۲۹۴-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳

۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵

۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۱-۱۳۲۲

۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰

۱۳۳۱-۱۳۳۳-۱۳۳۵-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰

۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۷-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱

۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۶۳-۱۳۸۵-۱۷۶۰-۱۷۳۶

۱۸۰۵-۱۸۱۹-(۱۱۴)-۱۸۵۳-۱۸

منیجر

گنتی

دیکھو لڑکی ایک ۱ کھا رہی ہے کیک
دیکھو لڑکے دو ۲ پودے رہے ہیں بو
دیکھو سپیرے تین ۳ بجا رہے ہیں بین
دیکھو مسافر چار ۴ کر رہے ہیں پل پار
دیکھو بھالو پانچ ۵ دکھا رہے ہیں ناچ
دیکھو بکریاں چھ ۶ کر رہی ہیں مینھ مینھ
دیکھو پیڑ سات ۷ جن پر ایک نہیں ہے پات
دیکھو جنٹلمین آٹھ ۸ نکلے ہیں بنا کر ٹھاٹھ
دیکھو کسان نو ۹ کاٹ رہے ہیں جو

دیکھو طوطے دس ۱۰
جال میں گئے پھنس

سلمیٰ مصطفیٰ مرادآبادی

ہونہاری

عباسی خاندان کا ایک خلیفہ اپنے کسی وزیر
گھر گیا۔ وزیر کا لڑکا بڑا ذہین اور ہونہار تھا
جب خلیفہ بیٹھا تو وزیر نے اپنے لڑکے کو
اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور اس سے پوچھا "خلیفہ
گھر اچھا ہے۔ یا تیرے باپ کا؟"
لڑکے نے جواب دیا جب خلیفہ ہمارے
ہو تو ہمارا گھر اچھا ہے۔" بادشاہ نے اپنے ہا
کی انگوٹھی لڑکے کو دکھا کر پوچھا "کیا تم نے
انگوٹھی سے بھی اچھی کوئی چیز دیکھی ہے؟
لڑکے نے جواب دیا "جی ہاں! جس ہاتھ
یہ انگوٹھی ہے۔ وہ ہاتھ اس سے کہیں اچھا ہے"
اس کے بعد بادشاہ نے اس سے کہا "کیا
میرے بعد بادشاہ بننا پسند کرتے ہو؟"
لڑکے نے جواب دیا "شاہزادہ مجھ سے
بہتر اور اس کا زیادہ مستحق ہے۔ میں خیانت کر
والوں میں سے نہیں ہوں۔ کیونکہ حق تلفی
خیانت ہے۔" بادشاہ لڑکے کے جوابات
بہت خوش ہوا۔ اور وزیر کی طرف متوجہ
کہا "یہ لڑکا بڑا ہو کر تمہارا اچھا جانشین ا
قابلِ قدر ہوگا۔

سیدہ فرحت فرحاں عظیم آبادی

سنہرا کبوتر

مسٹر نعیم قصبہ احمد پور کے ایک معزز رئیس تھے قصبہ احمد پور انہیں کے قبضہ میں تھا۔ اس قصبہ میں انہوں نے ایک سرائے بنوائی تھی اور اس کو کرایہ پر دینا چاہتے تھے۔ ان کے پاس بہت سے لوگ آئے اور بعض بہت بہت کرایہ دیتے تھے مگر انہوں نے کسی کو دینا نہ چاہا وہ چاہتے تھے کہ کوئی شریف دیندار آدمی کرایہ پر لے ان کرایہ داروں میں سے ایک صاحب مسٹر شریف بھی تھے وہ ایک دن مسٹر نعیم کے پاس آئے اور ان سے اس طرح بات کرنے لگے۔

مسٹر شریف:۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے کوئی نئی سرائے بنوائی ہے اور اس کو کرایہ پر دینا چاہتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ سرائے آپ مجھے دے دیں گے میں آپ کو سب سے زیادہ کرایہ دونگا۔

مسٹر نعیم:۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ایک اور شخص سے وعدہ کر چکا ہوں اور اب وعدہ خلافی نہیں کر سکتا لہذا میں آپ کو نہیں دے سکتا۔

شریف:۔ مگر یہ تو معاملہ کی بات ہے کہ جو شخص زیادہ کرایہ دے اسے دیا جائے۔ اس میں مروت کا کوئی کام نہیں۔ میں ان صاحب سے زیادہ کرایہ دینے کو تیار ہوں۔ آپ مجھے ہی دیجئے۔

نعیم:۔ معاف کیجئے مسٹر شریف میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں آپ کو سرائے نہیں دے سکتا

شریف:۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسی نے میری طرف سے بدگمان کر دیا ہے۔

نعیم:۔ نہیں مجھے کسی نے آپ کی طرف سے بدگمان نہیں کیا۔ بلکہ آپ کی شراب خوری اور جھگڑالوپن نے مجھے آپ کی طرف سے غیر مطمئن کر دیا ہے۔

شریف:۔ کیا شراب خوری! میں نے چھ مہینے سے شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ سوا ایک دن کے جب میں نے مسٹر فیاض کی دعوت کی تھی اور ایک دفعہ جب میں منظور کے گھر سے پی کر واپس آ رہا تھا۔ اور جھگڑالوپن کے متعلق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ میں کسی سے لڑائی جھگڑا کرتا ہوں تو میں اس کو بتا دوں کہ میری برائی کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے یہ بات کہتے وقت شریف کا منہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اس نے مکا تان لیا گویا سچ مچ کسی سے لڑنے کو تیار ہے نعیم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

شریف:۔ میں نے سنا ہے کہ یہ سرائے کسی کو نہیں دی گئی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

نعیم:۔ بالکل غلط مجھے پارسال اس کے بنانے کا

خیال بھی نہ تھا۔

شریف:- اگر آپ مہربانی فرما کر حافظہ پر زور دیں تو یاد آجائیگا۔ آپ نے مسٹر اختر کے سامنے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

نعیم:- یہ بات بالکل غلط ہے۔

شریف:- تو آپ مجھے نہ دیں گے۔

نعیم:- نہیں۔

اس پر مسٹر شریف کچھ بڑبڑاتے ہوئے چلدیئے کہ اچھا حضرت کبھی تو موقع ملے گا۔ ایسا بدلہ لوں گا کہ یاد کروگے۔

(۲)

اگلے روز نعیم اپنی نئی سرائے کو (جس کے متعلق یہ قصہ تھا) دیکھنے کے لئے گئے تو بڑھئی نے کہا۔ "اوپر کے کمرے کی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے"۔

مسٹر نعیم سمجھ گئے کہ یہ شریف صاحب کی کارروائی ہے اتنے میں کمرے میں سے ایک سنہرا کبوتر اڑ کر گیا۔ بڑھئی نے لپک کر اس کبوتر کو پکڑ لیا اور کہا کہ "اسی نے کھڑکی کا شیشہ توڑا ہے میں اس کا سر توڑ دونگا۔

اتنے میں ایک چھوٹا لڑکا رشید دوڑتا ہوا آیا اور بڑھئی سے کہا کہ "نہ اس کبوتر نے شیشہ توڑا ہے اور نہ مسٹر شریف نے۔ اس کا گلا مت کاٹو۔ میں نے توڑا ہے مگر مجھے اب تک یہ نہ معلوم تھا کہ میں نے ہی توڑا ہے"۔

نعیم لڑکے کی سچائی سے بہت خوش ہوئے اور بڑھئی سے کہا کہ یہ کبوتر اس لڑکے کو دیدو کیونکہ یہ اس کے پڑوسی کا ہے" پھر انھوں نے رشید کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "اس کبوتر کا گلا نہیں کاٹا جا سکتا تم یہ بتاؤ کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ تم نے توڑا اور تم کو خبر نہ ہوئی؟" رشید نے کہا کہ "اس سرائے کے پیچھے ایک میدان ہے اس میں گاؤں کے لڑکے گیند کھیلا کرتے ہیں کل میں بھی ان لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا ایک لڑکے نے کہا کہ اس دیوار پر گیند مارو میں نے پھینکی تو اس نے کہا کہ تمہاری گیند نہیں لگی۔ اور وہ مجھ سے چھیننے لگا میں نے گیند ہاتھ سے پھینکی اور وہ اس کھڑکی میں لگی اور شیشہ ٹوٹ گیا جب میں نے گیند پھینکی تو وہ لڑکا اس کو لینے کے لئے بھاگا مگر اس کو نہ ملی میں بہت خوش ہوا۔ پھر میں نے آکر ڈھونڈی تو گیند کھڑکی کے نیچے پڑی تھی اس لئے مجھے خیال ہوا کہ میں نے ہی اس کو توڑا ہے اب میں اس کے ہرجانہ میں جو چھ آنے روز کماتا ہوں دیئے دیتا ہوں۔ مگر اس کبوتر کو مجھے دیدیجئے تاکہ میں اپنے پڑوسی کو دے آؤں" نعیم نے خوش ہو کر لڑکے سے کہا "تم یہ کبوتر لے جاؤ ہرجانہ دینے کی ضرورت نہیں۔

(۳)

رشید کبوتر لے کر اپنے پڑوسی کے پاس گیا اور تمام قصہ سنایا اس نے رشید کا شکریہ ادا کیا اور کہا تم نے کبوتر کی جان بچائی ہے یہ کبوتر چونکہ سنہرے رنگ کا ہے جس کو میں بہت عزیز رکھتا تھا اب تم کو انعام میں دیتا ہوں۔

رشید کبوتر لے کر بہت خوش ہوا اور اُسے اپنے گھر لے آیا۔ ایک دن وہ ایک کتاب پڑھ رہا تھا جس میں جانوروں کا حال لکھا تھا۔ اس میں اُس نے کبوتروں کا حال بھی پڑھا اور یہ پڑھ کر بہت خوش ہوا کہ کبوتر نامہ بری بھی کر سکتے ہیں اور اُس نے سوچا کہ اس سے تو بڑی آمدنی ہوگی کیونکہ پرندے سے اچھا پیامبر کوئی نہیں ہو سکتا۔ نہ گھوڑا اتنا دوڑ سکتا ہے نہ ریل اتنی تیز چل سکتی ہے جتنا کہ پرند۔ اب رشید سنہرے کبوتر سے بہت محبت کرنے لگا اور اس کو دانہ کھلا کر رات کو پنجرے میں رکھتا۔ غرض اس کی بہت خاطر تواضع کرتا۔ شام کو جب اس کا باپ دوکان سے لوٹ کر آیا تو اس کو اپنا کبوتر دکھایا اور اس سے نئی معلومات کا ذکر کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں اس کبوتر سے پیامبری کا کام لوں گا۔ اور لوگ اسے کرایہ پر بھیجا کریں گے اس طرح ایک آمدنی کی صورت ہو جائے گی۔ اس کا باپ یہ سنکر بہت خوش ہوا مگر اس سے کہا کہ تم دوکان کے کام کو کہیں اِس کبوتر کے خیال میں نہ چھوڑ دینا اس لئے کہ دوکان میں اس سے زیادہ آمدنی ہوگی۔ رشید نے کہا نہیں ابا میں دوکان کے کام سے کبھی بے پرواہی نہیں کرونگا بلکہ فرصت میں اس سے کھیلا کروں گا۔

چنانچہ وہ جب دوکان سے آتا تو کبوتر کو دانہ پانی دیکر اُسے پیغام پہونچانا سکھاتا۔ کوئی ایک مہینہ میں کبوتر ہل گیا اور پیغام پہونچانے کے قابل ہوگیا۔ ایک دن رشید کے باپ نے اسے بازار کو گوشت کا نرخ معلوم کرنے کو بھیجا۔ رشید کبوتر کو ساتھ لے [گیا] اس خیال سے کہ بازار سے گوشت کا نرخ معلوم [کر کے] ابا جان کو اس کبوتر کے ذریعہ مطلع کر دوں گا اور [وہ] پھر مجھے لکھدیں گے کہ میں گوشت خریدوں یا نہ[یں] اس سے میرا ایک پھیرا بچ جائیگا اور کبوتر کا بھی ا[متحان] ہو جائیگا کہ وہ پیغام پہونچاتا ہے یا کہ نہیں۔

چنانچہ اس نے نرخ معلوم کر کے ایک پرچہ وا[لد کو] لکھا کہ "گوشت بکری کا نرخ ۶؍ سیر ہے اگر آپ کہ[یں] تو لیتا آوں" جواب سنہرے کبوتر کے ذریعہ بھیجد[یں]۔ پرچہ کبوتر کے پیر میں باندھ کر اس کو چھوڑ دیا کبوتر سیدھا [گھر] آیا اور رشید کے والد کے کندھے پر بیٹھ گیا انھوں [نے] کبوتر پکڑ لیا اور اس کے پاؤں میں پرچہ دیکھ کر کھو[ل کر] پڑھا تو معلوم ہوا کہ رشید نے گوشت کا نرخ معلوم [کر کے] بھیجا ہے اس کا باپ بہت خوش ہوا کہ کبوتر اس [قابل] ہو گیا کہ پیام حفاظت سے پہونچا دے اس نے ا[یک] پرچہ لکھکر اس کے پاؤں میں باندھ کر چھوڑ دیا۔ کبوتر اڑ کر بازار میں جا کر رشید کے کندھے پر بیٹھ گیا۔ رش[ید] اس کامیابی پر بہت خوش ہوا۔

(۴)

اب "سنہرے کبوتر" کی شہرت تمام محلے میں ہوگ[ئی] لوگ اس کو کرائے پر لینے لگے اور رشید کو اپنے ا[رادے] میں کامیابی ہوئی اور آمدنی ہونے لگی۔

رفتہ رفتہ اس شہرت کی خبر مسٹر شریف کو بھی [ہوئی] ۔ ایک دن مسٹر شریف نے اپنے دوستوں کو جمع کیا [اور] کچھ سازشوں اور خفیہ کارروائی کے متعلق مشورہ

ب ایک بدمعاش شراب خور اور جھگڑالو آدمی
ن ایک دوست کا انتظار باقی تھا۔ اس کا
ہیں پر تھا اور اس کو جلد سے جلد بلانا منظور تھا
یب ہو کون اتنا تیز جا سکتا ہے جو چھ میل جاکر
ئے۔ آخر کار ایک دوست نے شریف سے
،"سنہرے کبوتر" کا ذکر کیا۔ شریف فوراً اٹھے
رشید کے گھر پہنچے اور اس سے کہا کہ تم ذرا اپنا
ید و۔ مگر رشید کو معلوم تھا کہ شریف بدمعاش
اکبوتر واپس نہیں کرے گا۔ اس وجہ سے
کبوتر دینے سے انکار کر دیا۔ شریف نے بہت
کبوتر سیدھی طرح سے دید و ورنہ پھر زبردستی
مگر رشید نے یہ دھمکی دی کہ میں اپنے ابا جان
ں گا۔ جب نرمی، غصہ، دھمکی سے کسی طرح
نا تو مسٹر شریف یہ کہتے ہوئے چلدیے کہ
ں دیتے تو مت دو میں یہ کبوتر لیکر رہوں گا
ات کو بہت احتیاط سے کبوتر پنجرہ میں بند کر دیا
رات کو مسٹر شریف آئے اور کبوتر لے گئے
را تھا تو کبوتر ندارد بہت تلاش کیا کہ کہاں گیا
مگر بلی پنجرے میں سے کیسے نکالتی اور نہ کوئی
ا جس سے معلوم ہو کہ بلی کھا گئی آخر کار بیچارہ
گیلا اور سمجھ گیا کہ یہ شریف کی حرکت ہے وہ رات
ے کے مطابق کبوتر چرا کر لے گئے۔ خیر رشید
ٹھ رہا۔

(۵)

مسٹر شریف کا حال سنئے وہ خوشی خوشی کبوتر لے کر اپنے دوستوں میں پہونچے اور فرمانے لگے کہ ذرا سا کبوتر نہ لا سکوں تو میرا نام شریف نہیں۔ دیکھا کیسا لایا اور یہ بھی نہیں کہ کرایہ پر لایا ہوں بلکہ ہمیشہ کے لئے۔ اب خوب خفیہ اور محفوظ پیغامات بھیجیں گے ہمارے کاموں میں بڑی آسانی ہوگی۔

شریف نے اس وقت تو اپنے دوست کو بلانا ملتوی کر دیا کیونکہ انھیں خیال تھا کہ کہیں سنہرا کبوتر اپنے آقا کے گھر نہ چلا جائے اور آئی ہوئی چڑیا ہاتھ سے جائے۔ شریف نے کبوتر کو دو مہینے تک اپنے گھر پالا اور دو مہینہ بعد یہ خیال کر کے کہ اب سنہرا کبوتر اپنے آقا کو بھول گیا ہوگا اس نے اپنے ایک دوست کو ایک بہت ضروری پیغام بھیجا۔ سنہرا کبوتر اپنے آقا کو بھولا نہیں تھا۔ مسٹر شریف سے چھوٹتے ہی وہ سیدھا رشید کے گھر پہونچا اور اپنے آقا رشید کے پاس جاکر اس کے کندھے پر بیٹھ گیا۔ رشید کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی وہ سنہرے کبوتر کے ملنے سے نا امید ہو چکا تھا اب اسے دوبارہ پاکر خدا کا لاکھ لاکھ شکر کیا اور کبوتر کو پیار کیا کیونکہ یہ اس کی وفاداری تھی کہ دوبارہ اپنے آقا کے پاس آگیا۔ رشید اسے لیکر فوراً اپنے ماں باپ کے پاس گیا اور سب کو دکھایا کہ "دیکھو میرا سنہرا کبوتر واپس آگیا"۔ کبوتر کی خوشی میں اس کو خیال نہ رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ اس کے پیر میں ایک پرچہ لپٹا ہوا ہے کھولکر پڑھا تو یہ لکھا تھا۔

"ہم آٹھ آدمی رات کو دس بجے جمع ہو کر مسٹر نعیم کے مکان پر ڈاکہ ڈالنے جائیں گے اور ان کا خاتمہ کر دیں گے تم فوراً آجاؤ۔"

رشید نے یہ پرچہ اپنے والد کو سنایا اور
دونوں کو بہت تعجب ہوا۔ والد نے رشید سے کہا
کہ اسے فوراً مسٹر نعیم کے پاس لیجانا چاہیئے۔
چنانچہ رشید وہ پرچہ لے کر مسٹر نعیم کے گھر پہونچا
مسٹر نعیم اس پرچہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کیونکہ
اُنھیں وقت سے پہلے آنے والے خطرہ کی خبر ہوگئی۔
انھوں نے فوراً پولس کو اطلاع کی اور کچھ سپاہی
پہرہ کے لئے مکان پر بٹھا دیئے گئے رات کے دس
بجے مسٹر شریف مع اپنے سات رفیقوں کے مسٹر نعیم
کے مکان پر آ پہونچے اور چاہا کہ اندر جاکر نعیم کا کام
تمام کردیں اور مکان لوٹ لیں کہ اتنے میں سپاہیوں
نے سب ڈاکوؤں کو گرفتار کرلیا اور کوتوالی لے گئے۔

(۶)

صبح کو مسٹر نعیم نے رشید اور اس کے باپ کو بلایا
اور بہت شکریہ ادا کیا اور پھر دس اشرفیاں رشید
کو دیں اور کہا کہ تمکو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سات
ڈاکو جو رات کو گرفتار کرلئے گئے ان میں سے ایک
شخص کلو کی گرفتاری کے لئے دس اشرفیاں
انعام مقرر تھیں۔

رشید:۔ نہیں مجھے انعام اور اشتہار کی کچھ
خبر نہیں اور نہ میں اس خیال سے آپ کے پاس
لایا تھا۔

رشید کے والد:۔ شاباش بیٹا ایسا ہی چاہیئے
(نعیم سے) جناب ہم آپ کا بہت شکریہ ادا
کرتے ہیں لیکن ہم اس خدمت کا معاوضہ نہ لیں گے۔
ہم غریب ہیں مگر ایماندار۔

نعیم:۔ بیشک بیشک بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ آپ
امیر بن کر بھی ایماندار رہیں گے (کچھ سوچ کر رشید سے)
رشید تم چند دنوں کے لئے اپنا "سنہرا کبوتر"
مجھے دیدو۔

رشید:۔ بڑی خوشی سے یہ کہکر گھر گیا اور کبوتر لاکر
نعیم کو دیدیا اور دونوں گھر چلے آئے۔

چند روز بعد مسٹر نعیم رشید کے گھر گئے اور باپ اور
بیٹے سے کہا کہ ذرا میرے ساتھ آیئے دونوں کو
لے کر نعیم اپنی نئی سرائے کی طرف گئے اور اس کے
پھاٹک کے سامنے ٹھیر گئے بڑھئی نے اُسی وقت
سائن بورڈ لگایا تھا۔ بورڈ پر پردہ پڑا تھا نعیم نے
رشید سے کہا کہ ذرا سیڑھی پر چڑھ کر تختے کو سیدھا
کردو۔ اور پردہ ہٹادو۔ رشید فوراً چڑھا اور
تختہ ٹھیک کرکے پردہ ہٹادیا۔ رشید نے پردہ
ہٹایا تو سفید تختہ پر "سنہرا کبوتر" کی تصویر بنی تھی
اور نیچے موٹے حرفوں میں رشید لکھا تھا۔ اب
رشید کی خوشی کا کیا ٹھکانا تھا۔ مارے خوشی کے ہاتھ
پاؤں پھول گئے۔ نعیم نے کہا "دیکھو سنبھلے رہو۔
اور اترکر والد کو مبارکباد دو کہ آج تم "سنہرا کبوتر"
والی سرائے کے مالک ہوگئے۔

راشد قادری

دانتوں کی صفائی

اصغری:۔ تم نے دودھ پی لیا ارشد؟
ارشد:۔ پی لیا۔
اصغری:۔ تو جاؤ کلی کر لو۔ اور سو رہو۔
ارشد:۔ اُوں بلا سے۔
اصغری:۔ ہمارا کیا تمہارا ہی مُنہ شیطان آکر چاٹ جائے گا۔
ارشد:۔ (ڈر کر) سچ۔
اصغری: نہیں تو جھوٹ۔
ارشد:۔ چلو دادی اماں سے پوچھیں۔
اصغری:۔ چلو (دونوں دادی اماں کے کمرے میں جاتے ہیں)
ارشد:۔ دادی اماں! کیا رات کو دودھ پی کر کلی نہ کرنے سے شیطان آکر مُنہ چاٹ جاتا ہے؟
دادی اماں:۔ تم سے کس نے کہا
ارشد:۔ یہی اصغری آپا نے کہا ہے۔
اصغری:۔ (جلدی سے) نہیں دادی اماں یہ دودھ پی کر کلی نہیں کر رہے تھے۔ اس لئے جو میں نے اماں جی سے سُنا تھا کہہ دیا
دادی اماں:۔ نہیں بیٹے یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ شیطان آکر مُنہ چاٹ جاتا ہے۔ ارشد اور اصغری (ایک ساتھ) تو پھر کیا ہوتا ہے۔
دادی اماں:۔ سُنو! تم جو دودھ پی کر بغیر کُلّی کئے سو جاؤ گے تو وہ دودھ تمام رات تمہارے مُنہ میں سڑے گا۔ جس سے تمہارے مُنہ میں کیڑے پڑ جائیں گے اور وہ کیڑے تمہارے دانتوں میں گھر بنائیں گے اور دانتوں کو کھوکھلا کر دیں گے۔ اس سے تمہارے دانت کمزور ہو کر ہلنے لگیں گے۔ دوسرے جب کوئی چیز سڑتی ہے تو اس میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح تمہارے منہ سے بھی بدبو آنے لگے گی تمہیں کوئی پاس بھی نہ بٹھائیگا۔ یوں سمجھو کہ دانت کا کمزور ہونا تمہیں کمزور کر دیگا۔ اور تمہیں بیماریاں آسانی سے گھیر لیں گی۔ تم اچھی چیزیں نہ کھا سکو گے۔ اچھا تم دونوں اپنے دانت تو دکھاؤ (دونوں دانت دکھاتے ہیں) توبہ توبہ! کتنے میلے دانت ہیں اُفوہ بدبو بھی آرہی ہے۔
اصغری:۔ دادی اماں یہ تو اچھی طرح دانت صاف کرتے ہی نہیں۔
ارشد:۔ جی بڑی آئیں۔ آج تم نے کس چیز سے دانت صاف کئے ہیں؟
دادی اماں:۔ لڑو نہیں۔ اچھا تم دونوں نے آج کس چیز سے دانت صاف کئے ہیں۔
اصغری:۔ (سرکتے ہوئے) آج میں نے تو صاف نہیں کئے
دادی اماں:۔ کیوں؟
اصغری:۔ میرے دانتوں سے خون نکل رہا تھا۔
دادی اماں:۔ دیکھا! دانت خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ دانتوں سے پیپ خون نکلنا اور مسوڑھے پھُولے رہنا یہی دانتوں کی اچھی طرح صاف نہ ہونے سے بیماری ہوتی ہے اِسے پائیوریا بھی کہتے ہیں۔
ارشد:۔ دادی اماں ہم کل سے ضرور دانتوں کو اچھی طرح صاف کریں گے
دادی اماں:۔ دیکھو کل سے تم دونوں کوئلے یا نیم

تین سفید کتّے

بہت عرصہ گذرا کسی ملک میں ایک بادشاہ حکومت
کرتا تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ ان کی ماں کا انتقال
ہو چکا تھا۔ اور بادشاہ نے دوسری شادی کر لی تھی۔
دوسری ملکہ عورت نہیں دیونی تھی۔ وہ اِن لڑکوں
کے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتی۔ اور ان کو جان سے مارنا
چاہتی تھی۔

ایک دن ملکہ نے لڑکوں کو بُلا کر اپنے پاس بٹھایا۔
اور پیار کرنے کے بہانے ہر ایک پر جادو کی چھڑی
پھیر دی جس سے تینوں لڑکے سفید کتّے بن گئے۔ پھر
دیونی نے کہا "جاؤ بھاگ جاؤ سات سال تک بھاگتے
رہنا" تینوں کتّوں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ اور دیکھتے
ہی دیکھتے ملکہ کی نظروں سے غائب ہو گئے جب بادشاہ
محل میں آیا تو اُس نے پوچھا "لڑکے کہاں ہیں" ملکہ بولی
بدمعاش کہیں بھاگ گئے ہوں گے مجھے کیا خبر۔" بادشاہ
نے بہت سے سپاہی اور نوکر شاہزادوں کی تلاش میں
روانہ کئے اور بہت کوشش کی گئی مگر ان کا کہیں پتہ
نہ چلا۔ اس واقعہ کو ایک عرصہ گذر گیا۔

کئی سال کے بعد شکاریوں نے شہر میں آکر بیان کیا کہ
انہوں نے تین سفید کتّوں کو پہاڑیوں کے بیچ میں دوڑتے
ہوئے دیکھا ہے۔ یہ کتّے کبھی آرام نہیں کرتے۔ اور ہمیشہ
سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک
دوڑتے رہتے ہیں۔ اور پھر جہاں سے دوڑنا شروع کرتے
ہیں۔ وہیں واپس آجاتے ہیں۔

بادشاہ نے جب ان کتّوں کا حال سُنا تو دل میں
سوچا کہ کہیں اس کی ملکہ جادوگرنی نہ ہو اور اس نے
شہزادوں کو جادو کے زور سے کتّے نہ بنا دیا ہو۔ بادشاہ
فوراً بوڑھی انّا کے پاس گیا۔ اور اُسے اپنے بیٹوں کے
کھو جانے اور تین کتّوں کے دوڑنے کا سارا حال سُنایا۔

انّا نے کہا "ہو نہ ہو وہ سفید کتّے تمہارے بیٹے
ہی ہیں۔ تمہاری ملکہ جادوگرنی ہے اور اس نے ان کے
اوپر جادو کیا ہے۔ بادشاہ کو یہ سُنکر بہت رنج ہُوا۔
وہ کہنے لگا "اب کس طرح شاہزادے ملیں گے؟"

انّا بولی "تدبیر تو میں بتاتی ہوں۔ عمل کرنا نہ کرنا تمہارا
کام ہے۔ اپنے ملازموں سے کہو کہ وہ تین تھیلے روئی
کے آج دوپہر تک میرے پاس لے آئیں۔ اور شام تک
تین سوت کاتنے والی لڑکیاں اور تین جلاہوں کو بھی
میرے پاس بھیجدیں اور ان سے کہہ دیں کہ جو کچھ میں کہوں
اس پر عمل کریں۔ اس بات کی خبر کسی کو کانوں کان نہ ہو۔

بادشاہ نے شام ہوتے ہوتے روئی کاتنے والیوں اور جلاہوں
کو انّا کے گھر بھیج دیا۔"

لڑکیوں نے جلدی جلدی سوت کاتا اور جلاہوں
نے جھٹ پٹ کپڑا بُن لیا۔ آدھی رات تک بوڑھی انّا نے
تین قمیصیں تیار کیں۔

سورج نکلنے سے پہلے انّا نے تینوں قمیصیں سنکار لیا

کو دیں اور کہا "ان قمیصوں کو پہاڑیوں پر ایسی جگہ رکھ دو جہاں وہ تینوں سفید کتے دوڑتے ہوئے آئیں۔"

شکاریوں نے جس طرح بتایا گیا تھا اُسی طرح کیا۔

صبح اُٹھ کر بڑھی انّا نے تینوں لڑکوں کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ اتنے میں تینوں شاہزادے انّا کے گھر آگئے انّا نے کہا "ننھے شہزادو! تم تھک گئے ہوگے تمھیں بھوک لگ رہی ہوگی آؤ بیٹھو کچھ کھاؤ پیو۔ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

"بڑے تعجب کی بات ہے" ایک شہزادہ بولا۔ "تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم آئیں گے۔ ہمیں خود اس کی خبر نہیں تھی۔" "یہ بات میں تمھیں پھر بتاؤں گی" انّا بولی "اب بیٹھ جاؤ۔ تھوڑا سا ناشتہ کر لو۔"

شاہزادے بیٹھ گئے اور انھوں نے ناشتہ شروع کیا۔ انّا نے کہا "جب تک بادشاہ سلامت نہ آجائیں تمھیں یہیں ٹھہرنا ہوگا۔ لڑکوں کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ بادشاہ گھوڑے پر سوار تین سپاہی ساتھ لئے ہوئے دور سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ ان کے پاس پہنچ گیا۔ گھوڑے سے اترتے ہی بچوں کو خوب پیار کیا۔ اور پوچھا کہ "تم اتنے عرصہ تک کہاں رہے" شاہزادوں نے جواب دیا "اباجان نئی ملکہ جادوگرنی ہے۔ اس نے ہمیں جادو کی چھڑی چھوا کر سفید کتے بنا دیا اور پھر ہمیں سات سال تک لگاتار دوڑنے کا حکم دیا۔

آج صبح جب ہم پہاڑی پر آئے تو ہم نے تین سفید قمیص دیکھیں ہمیں سردی لگ رہی تھی۔ ہم قمیصوں میں گھس گئے۔ جونہی ہم نے ایسا کیا ہم اپنی صورت میں آگئے جیسا کہ اب آپ دیکھ رہے ہیں۔"

بادشاہ نے تینوں کو ایک بار پھر خوب پیار کیا۔ اور اپنے ساتھ محل میں لے گیا۔ محل میں پہنچ کر اس نے ملکہ کی جادو کی چھڑی کو جلوا دیا۔ اور ملکہ کو ملک بدر کر دیا۔ تینوں شاہزادے اور بادشاہ پھر ہنسی خوشی رہنے لگے۔

(انگریزی سے ترجمہ)　　مس ہمیدہ خاتون کپور تھلہ

دانتوں کی صفائی (بقیہ صفحہ ۹ کا)

کی مسواک سے خوب رگڑ کر اچھی طرح دانت صاف کرنا۔ اور رات پر کیا منحصر ہے ہر کھانے کے بعد دانت اچھی طرح صاف کرنا چاہیئے تاکہ گوشت اور کھانے وغیرہ کے ریزے دانتوں میں رہ کر سڑنے نہ پائیں۔ دانت بھی انسان کی خوبصورتی ہے۔ جب ہم تم ہنستے ہیں تو ہمارے جھلملاتے ہوئے سفید دانت کیسے بھلے لگتے ہیں اور ہماری خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ دانت سڑنے کی وجہ سے نکلوانا پڑتا ہے۔ اور مصنوعی لگوائے جاتے ہیں۔ لیکن قدرتی دانتوں کی بات اس میں کہاں۔ اچھا اب جا کر سو رہو۔ اللہ نگہبان ہے۔

آنسہ باصرہ عبدالرؤف۔ کوسیارہ

افیونیوں نے کھیتی کی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لکھنؤ میں کچھ افیونی ایک ساتھ رہتے تھے اِن سب میں بہت گہری دوستی تھی۔ اِن سب افیونیوں کو کوئی کام نہ تھا سوائے اس کے کہ افیون گھولیں اور غپ لڑائیں۔ ان افیونیوں میں ایک افیونی ذرا سمجھدار تھا۔ ایک دن اُس نے اپنے سب ساتھیوں سے کہا "دوستو۔ یہ بہت بُری بات ہے کہ ہم لوگ کچھ کام نہیں کرتے ہیں ہم کو کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہئے"۔ افیونی کے سب ساتھیوں نے اس کی یہ بات بغیر کسی حیص و حجت کے مان لی۔ اب جھگڑا اس بات کا رہ گیا کہ کام کیا جائے تو کیا کیا جائے؟ آخر سب کی رائے ہوئی کہ کھیتی کی جائے۔ اور یہ گھوڑے بوئے جائیں۔

جب یہ بات طے ہوگئی تو سب نے مل کر ایک احاطہ کھیتی کے لئے خریدا احاطہ کے چاروں طرف اونچی دیواریں تھیں اور ایک بڑا پھاٹک تھا۔ احاطہ کی انتقال ملکیت کے لئے جب یہ سب عدالت گئے تو مجسٹریٹ نے پوچھا کہ تم احاطے کو کس کام میں لاؤ گے تو ان سب نے جواب دیا کہ حضور ہم سب گھوڑے بوئیں گے۔ یہ سب حاضرین عدالت ہنسنے لگے اور مذاق اُڑانے لگے کہ کہیں گھوڑے بھی بوئے جاتے ہیں۔ ان سب کا یہ بیان لکھ لیا گیا۔ گھوڑے کے بیج کے لئے یہ لوگ تماس سے ایک مریل ٹٹو خرید لائے اور اس کی بوٹی بوٹی کر کے احاطے میں بکھیر دیا اور اطمینان سے اپنے گھر چلے گئے۔

برسات میں پانی برسنے کی وجہ سے احاطے میں خوب بڑی بڑی اور لمبی لمبی گھاس نکلی جس کو دیکھ کر یہ بہت خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اب جلد ہی گھوڑے اُگنے والے ہیں۔

اس احاطے کے نزدیک ہی سرائے تھی۔ اتفاق کی بات کہ اُن ہی دنوں وہاں ایک بہت بڑا گھوڑے کا سوداگر مع گھوڑوں کے آیا سوداگر نے اپنے ٹھیرنے کا انتظام تو سرائے میں کر لیا۔ اور بھٹیاری نے سوداگر کو مشورہ دیا کہ گھوڑے افیونیوں کے احاطے میں چھوڑ دیے جائیں وہاں خوب گھاس اُگی ہوئی ہے گھوڑے اطمینان سے کھائیں گے۔ سوداگر نے ایسا ہی کیا اور گھوڑے اطمینان سے احاطے میں چھوڑ دیئے اور گھوڑے لمبی لمبی گھاس دیکھکر خوشی سے ہنہنانے لگے۔

تھوڑی دیر بعد اُدھر سے ایک افیونی گذرا۔ اُس نے جب گھوڑے کی ہنہناہٹ سُنی تو ٹھٹکا اور احاطے کے اندر جاکر دیکھا کہ گھوڑے چر رہے ہیں وہ سمجھا کہ گھوڑے اُگ آئے ہیں۔ اور فوراً اُلٹے پاؤں لوٹا اپنے ساتھیوں کو بُلانے کے لئے۔

تھوڑی دیر میں سب افیونی احاطے میں آگئے وہ سب گھوڑے دیکھ دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے۔ چونکہ رات کا

وقت تھا اس لئے پھاٹک میں ایک عمدہ اور مضبوط تالا ڈالا گیا اور باری باری سب پہرہ دینے لگے۔

جب صبح سوداگر اپنے گھوڑے لینے آیا تو اُس نے دیکھا کہ پھاٹک بند ہے۔ تالا لگا ہوا ہے اور پہرہ دیا جا رہا ہے۔ پہرہ دینے والا افیونی اونگھ رہا تھا۔ سوداگر افیونی کے پاس آیا اور کہا "پھاٹک کھولو اور گھوڑے دو" افیونی یہ سمجھا کہ سوداگر کہتا ہے کہ گھوڑے میرے ہاتھ بیچ دو لہٰذا اس نے فوراً جواب دیا "گھوڑے ابھی نہیں بیچے جائیں گے ایک ہفتہ بعد آنا" اس نے کہا گھوڑے میرے ہیں جلدی سے مجھے دو۔ انہوں نے کہا "گھوڑے ہم نے بوئے تھے تمہارے کہاں سے ہوگئے" نہ وہ مانتا تھا اور نہ یہ مانتے تھے۔ بہت جھگڑا ہوتا رہا۔ معاملہ یہاں تک بڑھا کہ سوداگر اور سب افیونی عدالت پہنچے۔ وہاں وہی مجسٹریٹ تھا جس نے احاطہ خریدتے وقت سوالات کئے تھے۔ عدالت میں سوداگر نے سب ماجرا سنایا اور انصاف چاہا۔ افیونیوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ "حضور ہم نے احاطہ گھوڑے بونے کے لئے خریدا تھا جیسا کہ ہم پہلے ہی عدالت میں کہہ چکے ہیں۔ اب جب گھوڑے اُگ آئے ہیں تو سوداگر کہتا ہے کہ گھوڑے میرے ہیں" افیونیوں کی بات ثابت تھی لہٰذا فیصلہ افیونیوں کے حق میں ہوا۔ اس طرح سے افیونیوں نے گھوڑے کی کھیتی کی۔

عظمت علی خاں۔ بریلی

> خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دیجئے ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ مینیجر

غریب بچہ

ننھا سا ایک بچہ
مکتب سے آ رہا تھا
جزدان تھا بغل میں
اور گھر کو جا رہا تھا
وہ پیاری پیاری صورت
وہ بھولا بھالا بچہ
کپڑے پھٹے پرانے
اور پاؤں سے بھی ننگا
یہ حالت اس کی دیکھی
اور میں نے دل کو پکڑا
اس پر بھی تھا بہت خوش
اور مسکرا رہا تھا
دل میں نہ کوئی خواہش
دل میں نہ کچھ تمنا
دُنیا سے بے خبر تھا
اور بے خبر تھی دُنیا
وہ ہنستا اور ہنساتا
خاموش مسکراتا
جب کچھ خیال آتا
تو خوب کھل کھلاتا
شاید وہ دل ہی دل میں
کچھ باتیں کر رہا تھا

زیب النساء بنت شیخ منو صاحب چاندہ

فائدے مند باتیں

(۱) زفت رومی اور گندھک کا جس مکان میں دھواں کریں مکھیاں نہ آئیں گی۔

(۲) خشک جونک کا مکان میں دھواں دیں تو تمام مچھر مر جائیں گے؟

(۳) پسو بہت ستاتے ہوں تو گل سبز کا دھواں کریں پسو وہاں نہ رہیں گے؟

(۴) جس جگہ بچھوے کاٹا ہو وہاں مولی میں نمک ملا کر لگا دیں فوراً آرام آجائے گا؟

(۵) سانپ نے کاٹا ہو تو اسی وقت سمندر پھل باریک پیس کر بطور انجن آنکھوں میں لگا دیں؟

(۶) درخت چڑچڑہ کی جڑ ہاتھ میں لے کر بچھو پکڑیں کبھی نہ کاٹے گا؟

(۷) مینڈک کی چربی ہاتھوں مل کر آگ کو اٹھائے تو ہاتھ نہ جلے گا؟

سیدہ کوثر جبیں - پشاور

بخش دو گر خطا کرے کوئی

ملک عرب میں یوسف نامی ایک سردار گذرا ہے۔ اُس کا ایک واقعہ ایک انگریز شاعر نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

"ایک رات یوسف کے خیمے میں ایک اجنبی یہ کہتا ہوا داخل ہوا کہ شیخ میں مصیبت کا مارا ہوا اور بعض مشکلات کے سبب بالکل بے سروسامان ہو گیا ہوں۔ بادشاہ کے سپاہی میرا تعاقب کر رہے ہیں تم تمام قبیلوں میں اچھے یوسف کے نام سے مشہور ہو کیا میں ایک رات آپ کے ہاں رہ سکتا ہوں۔ شیخ یوسف شجاعت اور مہمان نوازی میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اُس نے خندہ پیشانی سے اس شخص کا استقبال کیا۔ اسے اچھے سے اچھا کھانا کھلایا اور صبح ہی اس کے لئے ایک تیز رفتار گھوڑا تیار کرایا اور جب وہ چلنے لگا تو چند اشرفیاں بھی اس کے حوالے کیں تاکہ سفر میں کام آئیں۔" اجنبی یوسف کے اس سلوک سے بے حد متاثر ہوا۔ اور یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ "اچھے یوسف میں ہی وہ بدبخت ابراہیم ہوں جس نے تمہارے اکلوتے بیٹے کو قتل کیا ہے۔"

یوسف یہ سن کر اپنے خیمے میں واپس گیا اور اس کے بعد بہت سی اشرفیاں لا کر مہمان کو دیں اور کہا "میرا بیٹا مر چکا۔ خدا اُسے جنت نصیب کرے۔ اب تم کہیں دور چلے جاؤ تاکہ تمہاری دوری سے میرے دل سے انتقام کا مکروہ جذبہ جاتا رہے"

——— اور اس کے بعد اُسے رخصت کر دیا"

شفیق احمد رومی - ناگپور

اپنی قسمت اپنے ساتھ

کسی ملک میں ایک بادشاہ تھا جس کی چار
بیاں تھیں بادشاہ کو اپنی دولت پر بہت گھمنڈ تھا۔
اپنی لڑکیوں سے کہتا کہ "میرے بادشاہ ہونے کی
سے تمہیں یہ عیش و عشرت نصیب ہے" یہ بات چھوٹی
کو ناگوار گذرتی۔ ایک دن اُس نے کہا۔ "ابا جان آپ
انہ کہیے۔ آپ کے بادشاہ ہونے کی وجہ سے نہیں یہ
اپنی اپنی قسمت کا ہے۔ اپنی قسمت اپنے ساتھ" یہ
کر بادشاہ بہت غصہ ہوا اور چلا کر کہا۔ "تو نے کیا کہا۔
مت اپنے ساتھ" دیکھ تجھے کیا مزہ چکھاتا ہوں"
اُس نے نوکروں کو حکم دیا کہ "لڑکی کو جنگل میں چھوڑ
آن کی آن میں نوکر لڑکی کو جنگل میں چھوڑ آئے۔

اس جنگل میں ایک لکڑہارہ رہتا تھا۔ لڑکی جنگل میں
زار و قطار رو رہی تھی کہ لکڑہارے کا گذر ادھر
ہوا۔ لڑکی کو دیکھ کر بہت حیران ہوا اور جنگل میں آنے
سبب پوچھا۔ لڑکی نے کل واقعہ کہہ سنایا۔ لکڑہارے
کہا "بیٹی تم نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا۔ خیر تم میرے
چلو۔ جو کچھ بھی میرے ہاں ہے تمہارے لئے حاضر
لڑکی کو لیکر وہ اپنے گھر پہونچا۔

لکڑہارے کی بیوی لڑکی کو دیکھ کر بگڑنے اور کہنے
ہمارا گذر مشکل ہے یہ تم نے کیا کیا۔ لکڑہارے
کہا "تم بگڑتی کیوں ہو تمھیں لڑکی کی بہت خواہش
خدا نے تمھیں لڑکی عطا کی ہے۔ یہ سن کر لکڑہارے
کی بیوی خاموش ہوگئی۔ (لکڑہارے کے پانچ لڑکے تھے۔
لڑکی کوئی نہ تھی) تین چار دن اسی طرح گذرے لڑکی نے
دیکھا کہ لکڑہارا دن بھر محنت کرکے اور لکڑیاں بیچ کر جب
لوٹتا ہے تو بازار سے روٹی اور سالن خرید کر لاتا ہے۔
یہ دیکھ کر لڑکی نے لکڑہارے سے کہا "اگر آپ اجازت
دیں تو کل سے گھر پر پکاؤں گی۔ آپ بازار سے نہ خریدیں"
یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا اور لڑکی کی بات مان گیا۔

دوسرے دن سے لڑکی نے پکانا شروع کیا۔
لکڑہارہ جو کچھ کما کر لاتا لڑکی کو دے دیتا۔ اسی طرح
دن گذرتے گئے۔ لڑکی نے تھوڑا تھوڑا کرکے کچھ روپیہ
جمع کیا۔ ان روپیوں سے اُس نے جھونپڑی کی مرمت
کرائی اور ایک گدھا خریدا۔ اور لکڑہارے سے کہا۔
"آپکو لکڑیوں کے بوجھ سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے
میں نے ایک گدھا خریدا ہے آیندہ آپ لکڑیاں اس
پر لاد کر لایا کریں۔ اور بھائیوں کو بھی ساتھ لے جائیں۔
جن سے آپ کو بہت مدد ملے گی" لکڑہارے نے ایسا
ہی کیا۔ ان کے کاروبار میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔

بارش کا موسم قریب آرہا تھا۔ لڑکی نے لکڑہارے
سے کہا "آپ لکڑیاں ایک غار میں جمع کیجیے۔ کیونکہ برسات
کے دنوں میں سوکھی لکڑیوں کا ملنا دشوار ہوگا۔ تب
لکڑیاں دوگنی قیمت پر فروخت ہونگی۔ اور ہمیں بہت
فائدہ ہوگا" لکڑہارے نے لکڑیاں جمع کرنا شروع کردیں

چند دن میں بہت سی لکڑیاں جمع ہوگئیں۔

اتفاقاً لکڑیوں میں آگ لگ گئی۔ لکڑہارا وہاں گیا۔ تو اُس نے یہ افسوس ناک واقعہ دیکھا۔ فوراً ہی اُس کی نظر اپنے قدموں کے پاس پڑی تو کوئی چمکتی ہوئی چیز دکھائی دی۔ راکھ کا ڈھیر ہٹانے پر معلوم ہوا کہ سونا ہے یہ دیکھ کر لکڑہارے کے تعجب کی انتہا نہ رہی۔ بہت خوش ہوا اور لڑکی کی رائے سے تمام سونا اپنے بچوں کی مدد سے گھر لے آیا۔

لڑکی نے ایک ہفتہ بعد شہر سے مزدور بلوا کر اپنے باپ کے محل جیسا محل تیار کروایا اور تخت و تاج اور لباس بھی ویسا ہی بنایا۔ اور کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیے۔

دن گزرتے رہے اتفاقاً ایک روز بادشاہ کا گزر ادھر ہوا محل کو دیکھ کر بادشاہ نے تعجب سے کہا۔ "اس جنگل میں کون ایسا ہے جس نے میرے محل جیسا محل بنایا ہے" پھر وزیر سے کہا "دریافت کرو وہ کون شخص ہے جو میرے جیسا محل بنا کر میری توہین کر رہا ہے"۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک بوڑھا لکڑہارا ہے جو پہلے غریب تھا۔ اور اب دولتمند ہوگیا ہے۔ وزیر نے آکر سارا حال کہہ سنایا۔ بادشاہ نے کہا "تم لکڑہارے کو کل دوپہر کھانے کی دعوت دے آؤ" وزیر لکڑہارے کے ہاں پہونچا اور سناٹے میں آگیا کیونکہ تخت و تاج لباس اور دوسری تمام چیزوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ وزیر کو ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا وہ بادشاہ کے محل میں کھڑا ہے۔ لڑکی نے وزیر کو پہچان لیا۔

لکڑہارے نے آکر لڑکی سے کہا کہ "بادشاہ نے کل دوپہر کو میری دعوت کی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے"

لڑکی نے کہا۔ "آپ کہلا بھیجئے کہ پرسوں دوپہر کو آپ ہمارے ہاں کھانا تناول فرمائیں۔ اگر بادشاہ سلامت میری دعوت قبول کرلیں تو میں بھی اُن کی دعوت قبول کروں گا"۔ اس نے ایسا ہی کہلا بھیجا۔ بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری اور کہا بھلا میں اور لکڑہارے کے ہاں دعوت کھاؤں۔

وزیر نے کہا "نہ صرف محل ہی آپ کے محل جیسا ہے بلکہ تخت و تاج اور لباس بھی ویسا ہی ہے جیسا آپ کا"

یہ سُن کر بادشاہ نے دعوت قبول کرلی۔ بادشاہ جب دعوت پر گیا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی تخت و تاج کے ساتھ ساتھ انتظام بھی اپنے ہی گھر جیسا پایا۔

بادشاہ نے لکڑہارے سے پوچھا "سنا ہے پہلے تم غریب آدمی تھے" لکڑہارا بولا "حضور! واقعی میں ایک غریب لکڑہارا تھا۔ مگر ایک لڑکی کی عقلمندی کے بدولت میں دولت مند ہوگیا"۔

بادشاہ نے کہا "آپ نے کیا کہا۔ لڑکی کی عقلمندی کی بدولت۔ اس کے کیا معنے" لکڑہارے نے اپنے دولت مند ہونے کا پورا واقعہ کہہ سنایا۔ بادشاہ نے لڑکی کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔

لکڑہارے نے لڑکی کو بلایا۔ لڑکی دیکھ کر بادشاہ سناٹے میں آگیا۔

لڑکی نے کہا "آداب عرض ہے ابا جان۔ میں نے کہا تھا کہ اپنی قسمت اپنے ساتھ۔ اس پر آپ مجھ سے ناراض ہوگئے اور مجھے جنگل میں بھیج دیا۔ کیا میں نے جھوٹ کہا تھا دیکھئے میری قسمت میں یہ عیش و عشرت تھا جو مجھے نصیب ہے"

عقل کا امتحان

۱۔ آقا نے چوکیدار سے کہا کہ مجھے صبح کی ٹرین سے باہر جانا ہے۔ صبح کو وقت پر جگا دینا۔ چوکیدار نے صبح "لوقا" وقت جگا دیا اور کہا کہ "جس ٹرین سے آپ تشریف لے جائیں گے وہ ٹرین لڑ جائے گی میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے"۔ آقا باہر نہیں گئے ٹرین حقیقت میں لڑ گئی۔ آقا نے ملازم کو پچاس روپیہ انعام دیا اور برخاست بھی کیا۔ غور کر کے بتاؤ کہ برخاست کیوں کیا۔

رئیس جہاں بیگم۔ پیلی بھیت

فقرات ذیل کے خالی مقامات میں موزوں الفاظ لگاؤ

۲۔ پانی حرارت سے بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے۔

۳۔ لوہا × اور موم × ہوتا ہے۔

۴۔ سردی کے مارے لوگ آگ جلا کر × ×

سواریوں کے نام تلاش کرو:

۵۔ بوتل کی کارک شانتی سے کھلوا لو۔

۶۔ انگلینڈ واقعی اچھا ملک ہے۔

۷۔ پالک یہاں بہت سستا ہے۔

۸۔ سعیدہ کباب گھی میں تل رہی ہے۔

۹۔ رضیہ ناریل بہت کھاتی ہے۔

۱۰۔ شکنتلا ریاست رام پور میں رہتی ہے۔

فرزانہ محمود آباد

چڑیوں کے نام تلاش کرو

۱۱۔ ارسطو طاہر کے بہت دوست تھے۔

۱۲۔ کل میں ناگپور جاؤں گی۔

۱۳۔ زہرہ صابن کے بلبلے بہت چھڑاتی ہے۔

۱۴۔ قیوم کہتا ہے شکر آج نہیں ملے گی۔

۱۵۔ اوشا مادھوری کی بہن ہے۔ فرزانہ محمود آباد

واحد اور جمع بناؤ

۱۶۔ رفیعہ! صابن تو لاؤ۔

۱۷۔ شوکت، بشیر کا بھائی ہے۔

۱۸۔ انعام، لکیر کھینچ رہا ہے۔

۱۹۔ بہادروں کو بادشاہ انعام دیتے ہیں۔

۲۰۔ ہنڈ گلیا میرا پسندیدہ کھیل ہے

۲۱۔ لعل مشہور پتھر ہے۔ محمد ادریس عثمانی کیرانوی

دھاتوں کے نام نکالئے

۲۲۔ بچے چاندی میں غسل کر رہے ہیں۔

۲۳۔ خالو ہاتھی کے شکار میں گئے ہیں۔

۲۴۔ شنکر نے گوپی کو اتنے زور سے مارا کہ گوپی تلملا اٹھا۔

۲۵۔ دوپہر میں سونا ٹھیک نہیں۔

۲۶۔ آج ستارہ آنے والی ہے۔

سیدہ فرحت فرحان عظیم آبادی

جوابات

(۱) انعام اس لئے دیا کہ اس کی جان بچ گئی۔ اور برخاست اس لئے کیا کہ اس نے اپنی چوکیداری کی ڈیوٹی انجام نہیں دی یعنی سو گیا۔

(۲) پانی حرارت سے بھاپ بن کر اُڑ جاتا ہے۔
(۳) لوہا سخت اور موم نرم ہوتا ہے (۴) سردی کے مارے لوگ آگ جلا کر تاپتے ہیں (۵) رکشا۔
(۶) لینڈو ۔(۷) پالکی (۸) بگھی (۹) ریل
(۱۰) لاری (۱۱) طوطا (۱۲) مینا (۱۳) بلبل
(۱۴) شکرا (۱۵) شاما (۱۶) بنت) بنات
(۱۷) الکتب) کتاب (۱۸) (ملک) ممالک
(۱۹) (شاہاں) شاہ (۲۰) (امیر) اُمرار
(۲۱) (علم) علوم (۲۲) چاندی (۲۳) لوہا
(۲۴) پیتل (۲۵) سونا (۲۶) جست

بھول کا مرض

ایک عورت جب بازار میں سودا خریدنے جاتی تو کوئی نہ کوئی چیز ضرور وہاں بھول آتی تھی۔ ایک دن گھر والوں نے بہت تنگ کیا تو عورت نے کہا کہ اگر میں غور و فکر کر کے چیزیں لاؤں تو کچھ نہیں بھول سکتی۔ گھر والے بولے تم ضرور کوئی نہ کوئی چیز بھولو گی چنانچہ عورت نے تمام چیزیں ایک کاغذ پر نوٹ کیں اور دکان سے خرید کر دس دفعہ شمار کرنے کے بعد اطمینان سے گھر آئی۔ گھر والوں نے خوب غور سے تمام چیزیں شمار کیں سب چیزیں موجود تھیں ـــــ لیکن عورت اپنا بچہ دکان پر بھول آئی تھی

زہرہ بی بی

ایک بچہ کی جرأت

بتاؤ بچو! تم نے ڈیوک آف ویلنگٹن کا نام انگلستان کی تاریخ میں پڑھا ہوگا وہ ایک مشہور برطانوی جرنیل تھا جس نے ۱۸۱۵ء میں واٹرلو کے مقام پر فرانس کے زبردست فاتح نپولین کو شکست دی تھی۔ آج ہم تمہیں اسی ڈیوک کی زندگی کا ایک سچا واقعہ سناتے ہیں۔

ڈیوک ایک روز گھوڑے پر سوار شکار کھیلنے کے لئے نکلا آبادی سے دور اُسے ایک احاطہ نظر آیا جس کا دروازہ بند تھا۔ اس احاطے میں وہ شکار کھیلنا چاہتا تھا۔ دروازے پر ایک دس سالہ بچہ پہرہ دے رہا تھا۔ ڈیوک نے لڑکے کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ لڑکے نے تن کر جواب دیا۔ ”میرے باپ کا حکم ہے کہ دروازہ کسی کے لئے نہ کھولا جائے پھر میں اس حکم کی خلاف ورزی کیوں کروں“ ڈیوک نے نرمی سے کہا۔ ”بیٹا! تم مجھے پہچانتے نہیں، میں کون ہوں۔ میرا نام ڈیوک آف ویلنگٹن ہے۔“ لڑکے نے یہ نام سنتے ہی ادب سے سلام کیا، اور جرأت کے ساتھ عرض کیا۔ ”حضور آپ مجھے اپنے باپ کی حکم عدولی کے لئے کیوں مجبور کرتے ہیں“ ڈیوک یہ جواب سن کر بہت خوش ہوا اور اس فرض شناس بچے کی تعریف کرتا ہوا آگے نکل گیا (ترجمہ)

مس ماہ طلعت الماس پردیپ رحمٰن

جادو کی بکری

ایک عورت تھی اس کی صرف ایک آنکھ تھی اور وہ بھی بیچ ماتھے میں اس کی تین لڑکیاں تھیں۔ سب سے بڑی کا نام فردا تھا اس کی بھی اس کی ماں کی طرح ایک ہی آنکھ تھی۔

منجھلی کا نام فرحہ تھا اور اس کی دو آنکھیں تھیں۔

چھوٹی کا نام فرضا تھا اس کی تین آنکھیں تھیں۔ ایک ماتھے پر فردا کی طرح تھی اور دو فرحہ کی طرح تھیں۔

چونکہ فرحہ اپنی ماں اور بہنوں سے مختلف تھی اس لئے ماں اور بہنیں سب اس سے جلتی تھیں۔ بری طرح مارتی تھیں اور پیٹ بھر کھانے کو بھی نہیں دیتی تھیں بلکہ بچا کچا کھانا اس کو دے دیتی تھیں۔

ان کے یہاں ایک بکری تھی۔ اس کو فرحہ جنگل میں چرانے جاتی تھی۔ ایک دن فرحہ کو کچھ بھی کھانے کو نہیں ملا۔ وہ زمین پر بیٹھ کر رونے لگی اس نے ایک آواز سنی "فرحہ فرحہ" فرحہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک خوبصورت پری کھڑی تھی۔

پری نے پوچھا "فرحہ تم کیوں رو رہی ہو؟"

فرحہ نے اپنی ماں اور بہنوں کا حال سنایا اور کہا کہ "مجھے آج کچھ بھی کھانے کو نہیں ملا ہے"۔

پری نے کہا کہ "جب تم کو بھوک لگے تب تم یوں کہنا "بکری بکری دسترخوان حاضر کر" فوراً ایک دسترخوان حاضر ہوگا اور جب کھا چکو تب کہنا کہ بکری بکری دسترخوان لیجا" دسترخوان غائب ہو جائیگا۔"

یہ کہہ کر پری غائب ہوگئی۔

فرحہ نے سوچا کہ آزمانا چاہیئے۔ اس نے ایسا ہی کیا جیسا کہ پری بتا گئی تھی فوراً ایک دسترخوان حاضر ہوا۔ اس پر طرح طرح کی چیزیں چنی ہوئی تھیں۔ فرحہ نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد شربت پیا اور پھر دسترخوان کو لے جانے کے لئے کہہ دیا۔ دسترخوان غائب ہوگیا۔

شام کے وقت جب فرحہ گھر گئی تو اس کے لئے سوکھی روٹی رکھی تھی۔ اس نے وہ نہیں کھائی اور صبح کو بھی بغیر کھائے بکری لے کر چلی گئی۔ دوپہر کو اس نے پھر کھانا کھایا اور شام کو گھر آگئی۔

دو تین دن تو کسی نے کچھ خیال نہیں کیا لیکن ایک دن فردا نے کہا "اماں فرحہ دو تین دن سے کھانا نہیں کھاتی شاید جنگل میں اس کے لئے کوئی کھانا لاتا ہے"

ماں نے کہا "فردا کل تم فرحہ کے ساتھ جانا اور دیکھنا"

دوسرے دن فرحہ کے ساتھ فردا گئی جنگل میں پہنچ کر فردا تو تھکن کی وجہ سے لیٹ گئی اور تھوڑی دیر بعد سوگئی اور فرحہ نے مزے سے کھانا کھالیا اور شام کے وقت فردا کو جگا کر لے گئی وہ گھر جا کر تھکن کی وجہ سے پھر لیٹ گئی

ماں نے فردا سے پوچھا تو اس نے کہہ دیا کہ میں

تو تھکن کی وجہ سے سوگئی تھی شام کے وقت فرحہ کو جگا کر لے آئی۔

دوسرے دن ماں نے فرضا کو فرحہ کے ساتھ بھیجا۔ اور وہ بھی وہاں پہنچ کر سوگئی لیکن اُس کی تین آنکھوں میں سے ایک آنکھ جاگتی رہی فرحہ نے دوپہر کو کھانا کھایا فرضا سب کچھ دیکھتی رہی۔ شام کو فرحہ نے فرضا کو جگایا اور گھر کی طرف چل دی۔

فرضا نے گھر جا کر سب قصہ سنایا ماں کو یہ حال سُن کر بہت غصہ آیا اور بکری کو حلال کروا دیا۔

فرحہ کو بہت افسوس ہوا وہ جنگل میں گئی اور بیٹھ کر رونے لگی اس نے پھر ایک آواز سُنی "فرحہ فرحہ" فرحہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہی پری کھڑی تھی۔ اس نے پوچھا "آپ کیوں روتی ہو فرحہ"

فرحہ نے کہا "میری ماں نے بکری کو حلال کروا دیا ہے"

پری نے کہا "تم بکری کا دل مانگ کر گھر کے دروازے پر دفن کر دو۔ اس کے بعد تماشہ دیکھنا۔ فرحہ خوشی خوشی گھر چلی گئی۔

گھر پہنچ کر فرحہ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ پری بتا گئی تھی دوسرے دن صبح کو سب سو کر اٹھے تو دیکھا کہ گھر کے دروازے پر ایک پیڑ لگا ہے اس میں سونے کے پھل۔ چاندی کی پتیاں اور ہیرے کے پھول لگے ہیں۔ سوائے فرحہ کے اور کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ کیسے نکلا۔

ماں نے فردا سے کہا کہ تم چڑھ کر کچھ پھل توڑ و لیکن وہ ناکام واپس ہوئی اسی طرح فرضا اور اُس کی ماں کوئی بھی پیڑ سے پھل نہ توڑ سکیں۔

آخر فرحہ نے کہا کہ میں بھی کوشش کر لوں" وہ جیسے ہی چڑھی پھل پھول خود بخود اس کے ہاتھ میں آ گئے۔ ماں نے سب لے کر رکھ لئے اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کرنے لگی۔ ایک دن اس طرف سے ایک شاہزادہ گذرا۔ فردا اور فرضا نے فرحہ کو ایک ٹاپے میں چھپا دیا اور شہزادہ سے باتیں کرنے لگیں۔

شاہزادے نے کہا کہ "مجھ کو بھی کچھ پھول اس پیڑ سے توڑ دو" دونوں نے کوشش کی لیکن ناکام رہیں۔

فرحہ ٹاپے میں سے بولی کہ میں توڑ کر دے سکتی ہوں۔ شاہزادے نے کہا کہ "جو تم مانگو گی دونگا" فرحہ پیڑ پر چڑھی اور شہزادے کو پھول توڑ کر دیئے۔ شاہزادے نے پوچھا "تم کیا چاہتی ہو" فرحہ نے کہا "مجھ کو میری ماں اور بہنوں سے نجات دلاؤ۔"

شاہزادہ فرحہ کو اپنے محل میں لے گیا اور کچھ دن بعد اس سے شادی کر لی۔

ایک دن فرحہ اپنے محل میں بیٹھی تھی کہ دو عورتیں بھیک مانگتی ہوئی آئیں۔ اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تو وہ فردا اور فرضا تھیں۔

فرحہ نے دونوں کو بلوایا اچھے کپڑے پہنائے اور اچھی طرح سے اپنے پاس رکھا۔

یہ دیکھ کر دونوں بہت شرمندہ ہوئیں اور اپنے دل میں کہنے لگیں کہ ہم تو اس کے ساتھ اتنا بُرا سلوک کرتے تھے اور یہ اتنا اچھا سلوک کر رہی ہے۔

پھر یہ سب ہنسی خوشی رہنے لگیں۔ — ترجمہ

جہاں آرا آفریدی۔ لکھنؤ

پرچھائیاں

(۱) دُبلی پتلی سانولا رنگ۔ساتھ ہی لڑائی میں ماہر، خودغرضی میں اوّل نمبر ہیں، سلائی اور پڑھائی میں ماہر ہیں۔نئے نمونہ سیکھنے کا بہت ہی شوق ہے۔باتیں بنانا مذاق اُڑانا خوب آتا ہے۔انگریزی میں ماہر ہیں آپ کا کلام (لو بھر) ہے۔

(۲) دُبلی پتلی رنگ گورا۔لڑائی میں ماہر، خودغرضی میں اوّل نمبر ہیں، سلائی اور پڑھائی میں ماہر ہیں۔ہر قسم کی سلائی سیا کرتی ہیں ان کو بھی نئے نمونہ سیکھنے اور بنانے کی خواہش رہتی ہے۔مذاق اُڑانا خوب آتا ہے۔انگریزی اور ہندی میں ماہر ہیں پڑھائی میں محنت خوب کرتی ہیں ان کا کلام (کیا) ہے۔

(۳) دُبلی پتلی گیہواں رنگ ہے۔سیدھی سادھی اور بھولی بھالی ہیں ان کو اپنے کام سے اور پڑھنے سے مطلب ہے۔انگریزی میں تیز ہیں باتیں خوب مزہ میں کرتی ہیں۔ان کا کلام (امّن) ہے۔

(۴) دُبلی پتلی رنگ گورا سلائی آتی ہے لیکن بناتے بناتے گندی کر دیتی ہیں کبھی صفائی سے نہیں تیار کرتی ہیں۔مذاق بنانا اور قسم کھانا خوب آتا ہے۔روزہ نماز کی پابند ہیں۔بہاں زیادہ پسند ہے۔لڑائی میں ماہر ہیں۔بچوں سے باتیں خوب مزہ میں کرتی ہیں ان کا کلام (جی نہیں) ہے۔

(۵) دُبلی پتلی رنگ گورا سلائی سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔صرف نئے نمونہ سیکھنے کا شوق ہے۔مذہب کی پابند ہیں۔خانہ داری کا کام بھی آتا ہے گانا نہیں جانتی لیکن سُننے کو تیار رہتی ہیں۔ذرا سی بات پر فوراً بگڑ جاتی ہیں۔ہنس مکھ خوش مزاج ہیں۔بہت سیدھی ہیں۔ان کا کلام (جناب) ہے۔

(۶) تندرست، رنگ گورا سلائی سے دلچسپی ہے۔لیکن صفائی نہیں ہے۔خانہ داری اور روزہ نماز کی پابند ہیں دوسروں کی باتیں سننے میں ماہر ہیں اور اکثر دوسروں سے کہہ بھی دیتی ہیں۔اپنی چیزوں کو بہت ہی قرینے سے رکھتی ہیں۔لڑائی میں ماہر ہیں لیکن دیکھنے میں بھولی بھالی معلوم ہوتی ہیں ان کا کلام (تو خود) ہے۔

(۷) دُبلی پتلی رنگ گورا سلائی سے دلچسپی نہیں ہے کروشیا کے کام سے دلچسپی ہے۔سلائی کے نام سے دور بھاگتی ہیں۔باتیں بنانا مذاق اُڑانا خاص کام ہے۔اکثر دوسروں کو بڑی صفائی سے جھوٹا بھی بنا دیتی ہیں گانا خوب آتا ہے۔خوش مزاج ہیں اکثر ہم لوگ ان سے گانے بھی سُنا کرتے ہیں۔

(۸) رنگ گیہواں دُبلی پتلی سلائی میں ماہر ہیں، ڈرائینگ بھی آتی ہے۔پڑھائی میں تیز ہیں سنجیدہ مزاج ہیں لیکن ذرا سی بات پر فوراً بگڑ بھی جاتی ہیں چپکے سے شرارت بھی کرتی ہیں۔انگریزی اور ریختہ بنانے میں تیز ہیں۔باتیں بنانا خوب آتا ہے۔گانا بھی آتا ہے اکثر چپکے سے مجھے گانا بھی سناتی ہیں۔ان کا کلام (جناب آپ) ہے۔قمر زریں۔بارہ بنکی

آپ سے ملئے

۱۔ یہ ہیں ہماری پیاری بہن نصرت جہاں۔ بھولی بھالی۔ اس قدر انگریزیت کی دلدادہ کہ خط بھی اپنی مادری زبان اردو میں نہیں لکھ سکتیں باوجود اس کے ادیب عالم کے امتحان کی تیاری کر رہی ہیں۔ پردہ اور مذہب کی پابند ہیں۔ بہت مستقل مزاج ہیں۔ لڑائی جھگڑوں سے نفرت ہے۔ اسکول میں ہر ایک سے محبت کے ساتھ پیش آتی تھیں۔

۲۔ اور یہ ہیں میری سہیلی روحیلہ نازلی۔ بہت خوبصورت اور بہت ہی شریر ہیں۔ بہن بھائیوں کے ساتھ کھیلنا ان کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ میرا اور ان کا ۳ سال کی عمر سے گیارہ سال کی عمر تک ساتھ رہا۔ اب مجھ سے دور لاہور میں ہیں ان کے خط بھی ان ہی کی طرح پیارے پیارے اور شرارتوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

۳۔ اور یہ ہیں ہماری سنجیدہ اور ساتھ ہی شریر سہیلی "مسرت حق" لاہور میں رہتی ہیں۔ میرے ساتھ ساتویں سے نویں تک تعلیم پاتی رہیں۔ بے حد شرارتیں کرتی تھیں مگر خاموش یعنی کسی ٹیچر کو معلوم بھی نہ ہوتا تھا سب ٹیچرز ان کو بہت اچھا سمجھتے تھے۔

۴۔ اور یہ ہیں ہماری ایک نئی سہیلی "ثریا محمودہ" بہت زیادہ شریر اور خوبصورت ہیں۔ نویں کے سہ ماہی امتحان کے بعد اسکول میں داخل ہوئیں اور اب ہمارے ساتھ دسویں میں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کئی سال سے ہمارے ساتھ پڑھ رہی ہیں اسکول میں آتے ہی سہیلیوں کی ایک پوری فوج اکٹھی کر لی ہر ایک سے بہت جلد گھل مل جاتی ہیں۔

۵۔ اور یہ ہیں ہماری قلمی دوست "عظمت فاطمہ رضوی" اور "سعیدہ نجم الدین" چند دن سے ہماری ان کی دوستی کا آغاز ہوا ہے۔ عظمت تو ہماری کلاس فیلو ہیں یعنی دسویں میں ہمارے ساتھ پڑھتی ہیں۔ اور سعیدہ آئندہ دسمبر میں سینیئر کیمبرج کا امتحان دینے والی ہیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے؟

دنیا کا سب سے اونچا پہاڑ ایورسٹ ہے۔
دنیا کا سب سے بڑا دریا مسی سپی ہے۔
دنیا کا سب سے بڑا براعظم ایشیا ہے۔
دنیا کا سب سے چھوٹا براعظم آسٹریلیا ہے۔
دنیا کا سب سے گرم خطہ صحارا کا ریگستان ہے۔
دنیا کا سب سے سرد حصہ ٹنڈرا ہے۔
دنیا میں سب سے زیادہ بارش آسام کی پہاڑیوں پر ہوتی ہے۔
دنیا کا سب سے بڑا سمندر بحر پاسفک ہے۔
دنیا کی سب سے بڑی ریل ٹرانس سائبیرین ریلوے ہے
دنیا کا سب سے بڑا شہر لندن ہے۔

میرے چند شوق - میرے مشغلے

۱۔ پہیلیاں بنانے کا مجھے بہت شوق ہے۔ اور ہر اچھی ...کی دیکھ کر اپنی پہیلی بنا لیتی ہوں، خدا کے فضل سے ...ری پہیلیاں بہت ہیں۔

۲۔ مجھے نئے نئے کھانے پکانے کا بھی شوق ہے ...ر اکثر تجربہ کرتی رہتی ہوں۔

۳۔ پڑھنے کا مجھے بہت شوق تھا مگر بد قسمتی ...میرا یہ شوق پورا نہ ہو سکا اور اب تک مجھے اس افسوس ہے۔

۴۔ مجھے مضمون نگاری کا بھی شوق ہے اور ...اس شوق کی ابتدا ان چند سطروں سے کر رہی ...ں۔

۵۔ کشیدہ کاری کا بھی شوق ہے مگر کم

۶۔ مطالعہ مجھے بہت پسند ہے۔ مگر علمی د...ی کتابوں کا کم۔ اور ناول و افسانے کا زیادہ۔

۷۔ مجھے اپنے بہن بھائیوں کی خدمت کر کے ...یں لینے میں بڑا مزا آتا ہے۔

۸۔ اپنے بزرگوں کے کام سے میں نے کبھی ...نہیں کیا۔ سعیدہ بانو۔ کلکتہ

...و کے نامور مصنفین کی پاکیزہ علمی ادبی کتابیں ...ست یکسدپو، کوچہ چیلان دہلی سے فراہم کی جا سکتی ہیں

مطالعہ:- میرا اہم ترین مشغلہ مطالعہ ہے۔ مجھے محترمہ آمنہ نازلی، شوکت تھانوی اور عظیم بیگ چغتائی کی تصانیف بہت پسند ہیں نیز ہر مشہور مصنف کی کتابیں ضرور پڑھتی ہوں۔

مضمون نگاری:- مضمون لکھنے سے مجھے خاص انس ہے۔ اکثر فرصت کے اوقات میں مضمون لکھا کرتی ہوں۔ اور ایڈیٹر صاحب "بنات" کی مہربانی سے کبھی کبھی میرے مضمون بنات میں شائع ہو جاتے ہیں۔

دستکاری:- اس کا مجھے بہت شوق ہے۔ کچھ وقت اس میں بھی گذارتی ہوں۔ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بناتی رہتی ہوں۔ اون کا کام، کراس اسٹچ ورک اور سلمہ ستارہ کا کام جانتی ہوں۔ آج کل کروشیا سیکھ رہی ہوں۔

کھیل:- سب کھیلوں میں مجھے تاش پسند ہے۔ اکثر کھیلتی ہوں لیکن زیادہ نہیں۔ چاندنی راتوں میں آنکھ مچولی وغیرہ کھیلتی ہوں۔

خط:- یہ میرا دلچسپ مشغلہ ہے۔ جو کوئی مجھے خط لکھتا ہے فوراً جواب دیدیتی ہوں۔ اگر کوئی میرے خط کا جواب نہ دے، یا دیر میں دے۔ تو اس سے خفا ہو جاتی ہوں۔

تصویریں جمع کرنے کا مجھے بے حد شوق ہے۔ یہ بھی میرا اچھا مشغلہ ہے جب کوئی اچھی تصویر اخبار وغیرہ میں دیکھی تو فوراً کاٹ کر رکھ لیتی ہوں۔ سیدہ فرحت فرحان عظیم آبادی

میرا روزانہ پروگرام

میں صبح سویرے پانچ بجے بستر سے اُٹھ جاتی ہوں وضو کرکے نماز فجر ادا کرتی ہوں پھر باورچی خانہ جاکر ناشتہ کا انتظام کرتی ہوں پہلے ابا جان کے لیے حریرہ تیار کرتی ہوں اور وہ حقہ پیتے رہتے ہیں اوّل ناشتہ تیار کرکے بھیجتی ہوں اور پھر چار۔ صبح کی کچہری ہونے کی وجہ سے والد کے لئے فوراً ہی کھانیکا انتظام کرنا پڑتا ہے والد کے جانے کے بعد کنگھی کر کے کچھ لکھتی پڑھتی ہوں ایک بجے کے بعد ابا جان کچہری سے واپس آجاتے ہیں۔ ان کو کھانا دینے کے بعد گھر کے دوسرے لوگوں کا کھانا پہنچواتی ہوں پھر ظہر کی نماز پڑھتی ہوں۔ پھر تھوڑی سی دیر لیٹتی ہوں۔ چار بجے اباجان کے لئے چاء تیار کرکے پھلوں کے ساتھ دیتی ہوں پھر تھوڑی دیر دستکاری کرتی ہوں عصر کی نماز کے بعد ماما کو رات کے کھانے کا سامان دیتی ہوں مغرب کی نماز کے بعد بھائی بہنوں کو کہانی سناتی ہوں کبھی کبھی اس مجلس میں ابا جان بھی شریک ہوجاتے ہیں اور کہانیاں سناتے ہیں۔ نو بجے اباجان کو کھانا کھلاکر اور دوسروں کو کھانا دیکر خود کھاتی ہوں اور عشا کی نماز پڑھکر سو رہتی ہوں۔

عائشہ حمرا عرف چاند سلطانہ۔ مظفر پور

میں صبح پانچ بجے اُٹھتی ہوں وضو کرکے نماز پڑھتی ہوں اور پھر تلاوت قرآن کرتی ہوں چھ بجے کنگھی کرکے چھوٹے بھائی بہنوں کا مُنہ دھلواتی اور کپڑے تبدیل کراتی ہوں۔ اور سب کو لے کر باغ میں ٹہلنے چلی جاتی ہوں۔ ساڑھے سات بجے ہم ناشتہ کرتے ہیں آٹھ بجے ہمارے مولوی صاحب آتے ہیں۔ اُن سے ہم دس بجے تک پڑھتے ہیں پھر میں گھر کی صفائی کرتی ہوں گیارہ بجے باورچی خانے میں جاکر کچھ پکاتی ہوں۔ بارہ بجے کھانے کے بعد مولوی صاحب اور ماسٹر صاحب کے بتائے ہوئے تعلیمی کام کرتی ہوں پھر ظہر کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہوں۔ شام کو چائے پینے کے بعد ہم سب بھائی بہنیں گھر کے باغ میں کھیلتے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد ماسٹر صاحب سے پڑھتی ہوں آٹھ بجے کھانا کھاتی ہوں عشاء کی نماز ادا کرکے تھوڑی دیر سبق یاد کرتی ہوں۔ پھر اللہ کا نام لیکر سو جاتی ہوں۔

حمیرا عبدالرؤف۔ کوسیارہ

کیا آپ کو معلوم ہے؟ (بقیہ صفحہ ۲۲ کا)

دُنیا کا سب سے خوبصورت شہر پیرس ہے۔

دُنیا کا سب سے امیر آدمی ہنری فورڈ ہے۔

دُنیا کا سب سے بڑا سینما ہال راکسی (نیویارک) ہے

ریلوے انجن کا موجد جارج اسٹیفنسن ہے۔

وائرلیس یعنی لاسلکی کا موجد گولیمو مارکونی ہے۔

ٹیلیفون کا موجد الیگزینڈر گراہم بیل ہے۔

فونو گراف کا موجد ایڈیسن ہے۔

خورشید بانو بیگم علی گڑھ

میرے بھائی بہن

فردوس ریحانہ یہ ہم سب سے بڑی ہیں میٹرک پاس ہیں۔ زیادہ سہیلیاں بنانا پسند نہیں کرتیں۔ کشیدہ کاری میں ماہر ہیں۔ حاضر جواب بہت ہیں۔

ثریا انجم یہ ان سے چھوٹی ہیں۔ ساتویں میں پڑھتی ہیں گھر کے کام تیزی سے کرتی ہیں۔ اپنا کمرہ سجانے کی بہت شوقین ہیں۔ ان کی کسی سے نہیں بنتی۔ کسی قسم کا گوشت نہیں کھاتیں۔

ہم خود ہر وقت بیمار رہتی ہوں۔ اماں کی بہت لاڈلی ہوں۔

طاہرہ آٹھ سال کی بھولی بھالی لڑکی ہے تیسری میں پڑھتی ہیں کھیل میں اس قدر مشغول رہتی ہے کہ کھانا تک بھول جاتی ہے۔

سعید اختر عمر ڈیڑھ سال شریر بہت ہیں۔ ہر وقت طاہرہ کی گود میں چڑھے رہتے ہیں جب ہم پوچھتے ہیں کہ بھیا تمہارا نام کیا ہے تو کہتے ہیں "چید" جہاں جائے نماز بچھی دیکھتے ہیں تو اللہ کہکر سجدہ کرتے ہیں۔

حور بانو بیگم۔ متھرا

بو جان۔ خوش مزاج اور ملنسار ہیں۔ پکوان ہیں ہوشیار ہیں جہاں کہیں کُنبہ میں جاتی ہیں کوئی نہ کوئی چیز پکانے کی فرمائش ہوتی ہے۔ ان کا خاص مشغلہ کروشیا اور نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے سینا ہے۔ کروشیا وغیرہ کے نئے ڈیزائن جمع کرنے کا شوق ہے اسی وجہ سے وہ "جوہر نسواں" کو بہت پسند کرتی ہیں۔ جانوروں میں انہیں بلی بہت پسند ہے۔ نماز کی پابند ہیں۔

ہمشیرہ جان ہنرمند ہیں جب تک کسی کے عادات وخصائل سے واقف نہ ہو جائیں میل جول پیدا نہیں کرتیں۔ کہا کرتی ہیں کہ دوستی کرنا سہل ہے اس کا نبھانا مشکل ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی سہیلیاں بہت کم ہیں۔ انہیں کتابیں پڑھنے کا بہت بہت شوق ہے۔ سیٹھ جان کی چہیتی بیٹی ہیں مضمون نگاری کا شوق ہے۔ صوم صلوٰۃ کی پابند ہیں۔

مس زلیخا جان محمد میسور

بھائی جان یہ سب سے بڑے بھائی ہیں۔ صورت کے اچھے ہیں۔ شریف اور ملنسار ہیں۔ دماغ کے تیز ہیں۔ مگر غصہ بہت جلد آجاتا ہے۔ روزہ نماز کے پابند ہیں۔ مغربی تہذیب سے ذرہ بھر لگاؤ نہیں ہے علی گڑھ کالج سے بی۔ اے تک تعلیم پائی ہے شادی ہوچکی ہے۔

بھائی یہ بڑے بھائی سے چھ سال چھوٹے ہیں۔ سیرت وصورت دونوں کے اچھے ہیں۔ ظاہر میں سنجیدہ مگر بہت ہنسنے ہنسانے والے۔ دن اور رات کا

بیشتر حصہ ڈاکٹری کی کتابیں پڑھنے میں صرف کر دیتے ہیں آنکھوں کے ہسپتال میں ڈاکٹر ہیں۔ ان کی حال ہی میں شادی ہوئی ہے۔

آپا اصول اسلام کی پابند اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ سلیقہ شعار اور پکوان میں ماہر ہیں۔ صفائی کا ضرورت سے زیادہ خیال رکھتی ہیں۔ بہت کم سخن ہیں۔ ان کی بھی شادی ہو چکی ہے حد سے زیادہ کفایت شعار ہیں۔

چھوٹے بھائی دل کے سخی اور ملنسار ہیں۔ کنبہ میں سب سے زیادہ انہیں پسند کیا جاتا ہے۔ ا[illegible] خوبصورت ہیں کہ بس دیکھتے رہئے مسکراہٹ ہمیشہ ہونٹوں پر کھیلتی رہتی ہے۔ ان کی ناک کو سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ غریبوں پر رحم کھاتے ہیں۔ کام کرنے کے لئے ہر وقت تیار۔ مگر تعلیم کی طرف رغبت نہیں رکھتے۔

ثریا سب سے چھوٹی بہن ہے۔ دُبلی پتلی خوبصورت اور بلا کی ذہین ہے چھوٹی سی عمر میں فورتھ ایر میں تعلیم پا رہی ہے۔ کنبہ اور اسکول میں اپنی خوش خلقی کی وجہ سے ہر دلعزیز ہے۔ کھلاڑی اور بیحد باتونی ہے اپنی باتوں سے روتے ہوؤں کو ہنسا دیتی ہے۔ اماں کی چہیتی بیٹی ہے۔ اس لئے ہر ایک کے ساتھ الجھتی رہتی ہے۔

سیّدہ امتیاز بانو۔ بنگلور سٹی

بھائی جان عمر میں یہ سب سے بڑے ہیں۔ رنگ گورا اور اوسط درجہ کا قد ہے خوش مزاج ب دوسروں کو پریشان کرنے میں ان کو خاص لطف آتا ہے ہم سب ان سے ڈرتے ہیں۔ ہر ایک کے اوپر اپنا رعب جماتے ہیں فیشن کا شوق بالکل نہیں ہمیشہ سادہ لباس پہنتے ہیں جمعہ کی نماز کے علاوہ کبھی نماز نہیں پڑھتے شادی شدہ ہیں اور دو بچوں کے باپ۔

باجی یہ بھائی جان سے چھوٹی ہیں۔ رنگ گورا بہت سیدھی ہیں مگر ان کے غصے سے سب بہت ڈرتے ہیں۔ امی جان اُن سے بہت محبت کرتی ہیں ابھی حال ہی میں شادی ہوئی ہے۔ کتابیں جمع کرنے کا بچپن سے شوق ہے۔ بیڈمنٹن کے علاوہ ان کو کسی اور کھیل سے دلچسپی نہیں ہے۔ نماز، روزہ کی پابند ہیں۔

مُنّی آپا رنگ گندمی میانہ قد خوش مزاجی میں یکتا ہر وقت ہنستی رہتی ہیں۔ نماز روزہ کی پابند فوٹو جمع کرنے کا بیحد شوق ہے۔ ان کو بھی فیشن کا شوق نہیں ہے شادی حال ہی میں ہوئی ہے۔

نزہت آپا یہ منی آپا سے چھوٹی ہیں رنگ گندمی پڑھائی میں تیز، ہر سال حساب اور اردو کا انعام حاصل کرتی ہیں۔ خانہ داری کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہاں اگر کسی رسالے وغیرہ میں خانہ داری کی بابت کچھ دیکھتی ہیں تو اس کو بغیر آزمائے چھوڑتی نہیں ہیں۔ ان کا کمرہ سجا رہتا ہے گھر میں ان کے مقابلے کا کوئی اور کمرہ نہیں ہے۔ سہیلیاں بنانے کا بے حد شوق ہے مجھ سے ہمیشہ ناراض رہتی ہیں معلوم نہیں کیوں۔

محمد عیسیٰ یہ مجھ سے چھوٹا ہے رنگ گورا، ناک لمبی چھٹی کلاس میں تعلیم پا رہا ہے ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولتا ہے۔ بنات کے قصے مزے سے پڑھتا ہے۔ **س**

سچی خوشی

میری سالگرہ کے دن قریب آرہے تھے میں بہت خوش تھی اور بار بار اپنی سالگرہ کے جوڑے کو نکال نکال کر دیکھتی تھی۔ خدا خدا کرکے وہ دن آگیا۔ شمیم باجی نے میرے کمرے کو دلہن بنا دیا تھا۔ چار بج چکے تھے۔ اور میں اپنی سہیلیوں کے انتظار میں باغ میں ٹہل رہی تھی کہ موٹر کا ہارن ہوا میں پھاٹک کی طرف بھاگی۔ میں نے موٹر کی کھڑکی میں فریدہ کا خوبصورت چہرہ دیکھا عذرا روحی شکیلہ پروین وغیرہ سب کی سب کود پڑیں میں نے ان کا استقبال کیا اور سب شور وغل کرتے امی کے پاس چلے اور باغ کے نوکر کریم کے جھڑکنے کی آواز آئی میں ابھی آتی ہوں کہہ کر یہ دیکھنے کے لئے کہ کریم کس کو ڈانٹ رہا ہے باغ میں پہنچی دیکھا تو کریم ایک غریب لڑکی کو ڈانٹ رہا تھا۔ میں نے وجہ پوچھی تو کریم نے کہا "کہتی ہے باغ دکھاؤ بڑی باغ دیکھنے والی آئی"۔ میں دوڑ کر لڑکی کے پاس گئی اور اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا "بہن آؤ میں تمہیں باغ دکھاؤں"۔ میرے الفاظ سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک بنچ پر بٹھاتے ہوئے کہا "اچھی بہن مت رو تم مجھے اپنی سہیلی سمجھو"۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا "تم کتنی اچھی ہو مجھ غریب کو اپنا دوست بناؤ گی"۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ اچھا تمہارا نام کیا ہے"۔ اس نے آنسو پوچھتے ہوئے کہا "عائشہ"۔ میں نے کہا "کتنا پیارا نام ہے"۔ پھر میں نے اس سے کہا "تم یہیں ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں"۔ میں دوڑ کر اپنے کمرے میں گئی بکس کھول کر ایک جوڑا نکالا اور امی کے پاس لے گئی اور واقعہ سنا کر امی سے وہ جوڑا عائشہ کو دینے کی اجازت طلب کی امی بہت خوش ہوئیں۔ اجازت دے دی اور میں باغ کی طرف بھاگی عائشہ میرے انتظار میں تھی میں نے وہ جوڑا عائشہ کو پہنا دیا اور پوچھا "میری اچھی عائشہ تمہارا گھر کہاں ہے"۔ عائشہ بولی "میں یتیم ہوں قریب ہی میرا گھر ہے"۔ میں نے کہا "چلو میری سہیلیاں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی"۔ ہم دونوں اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچے اور میں نے اپنی نئی سہیلی کو ان سے ملایا وہ بھی اس سے مل کر بےحد خوش ہوئیں۔ آج مجھے ایسی خوشی حاصل ہوئی تھی کہ کسی سالگرہ میں بھی نہیں ہوئی تھی میں عائشہ جیسی پیاری سہیلی کو پاکر بےحد مسرور تھی۔

آصف جہاں بیگم عرف تسنیم کوثر۔ شورا پور

بنات

کے لئے جو مضامین بھیجے جائیں ان کی زبان اس قدر آسان ہونی چاہیئے کہ دس گیارہ سال کی بچیاں بھی سمجھ سکیں اور مضامین چھوٹے چھوٹے ہوں۔ ایڈیٹر

ذرا ہنسئے

ایک دیہاتی مویشی ہسپتال میں دوا لینے گیا۔ ڈاکٹر سے کہا "مجھے بخار کی دوا چاہئے"۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا "میں حیوانات کا ڈاکٹر ہوں"

دیہاتی نے بھولے پن سے کہا "تو مجھے انسان کے پاس جانا چاہئے میں غلطی سے حیوان کے پاس آگیا"۔

رئیس جہاں بیگم پیلی بھیت

بھائی (بہن سے) میرا وہ روپیہ لاؤ جو پرسوں تم نے ادھار لیا تھا۔

بہن۔ واہ میں نے ادھار کب لیا تھا میں نے تو نقد لیا تھا۔ مس زیب واحد انصاری پھولپور

ایک بنیا اپنے بیٹے کو دکان پر بٹھا کر کسی کام کے لئے گیا۔ ایک لڑکی پیسے کا تیل لینے آئی۔ لڑکے نے اس کا کٹورا بھر دیا۔ اتنے میں بنیا بھی آگیا۔ اور بیٹے پر خفا ہونے لگا۔ کہ تونے اس کا کٹورا کیوں بھر دیا۔ بیٹے نے جواب دیا۔ کہ تم گاہک کو تو کچھ نہیں کہتے۔ جو اتنا بڑا کٹورہ لے آیا ہے اور مجھ پر خفا ہوتے ہو"۔ کلثوم اختر ریحانہ۔ لاہور

حمید:۔ امی! ماسٹر صاحب نے آج مجھے بہت مارا ہے۔

ماں:۔ کیوں؟

حمید:۔ (منہ بنا کر) میں نہیں سمجھ سکا کیوں مارا۔ خود ہی تو ماسٹر صاحب نے مجھے پاس بلا کر کہا کہ "تم فیل لڑکوں میں فرسٹ آئے ہو اور دن بدن ہوشیار

ہنڈکلیا

سونا مکھی اشیاء:۔ سوجی آدھ آدھ پاؤ۔ شکر پاؤ بھر انڈا ایک عدد۔ ناریل ایک عدد۔ گھی ایک چھٹانک۔ دودھ پاؤ سیر۔ خشخاش دو ماشہ زعفران ایک ماشہ۔ ورق چاندی دو عدد۔

ترکیب:۔ سوجی اور انڈوں کو خوب لت کریں۔ پھر شکر ڈال کر لت کریں، ناریل کو پانی میں پیس کر دودھ نکالیں اور گائے کا دودھ بھی اس میں ملالیں اور زعفران دودھ میں پیس لیں پھر سب کو سوجی میں ڈال کر آگ پر چڑھا دیں اور کفگیر سے چلاتی رہیں جب گاڑھا ہو جائے تو اتار کر کسی لگن میں تھوڑا سا گھی لگا کر ڈال دیں اور باقی گھی کڑکڑا کر اور خشخاش چھڑک کر تلے اوپر آگ دے کر دم دیں جب سرخ ہو جائے تو اتار کر ورق لگا دیں پھر لوز کاٹ کر نوش کریں نہایت لذیذ ہونگے میرا آزمودہ ہے۔

کدو کی فیرنی اشیاء:۔ کدو آدھ پاؤ۔ دودھ آدھ سیر۔ شکر آدھ پاؤ۔ عرق گلاب چھٹانک الائچی خورد ۲ عدد۔ پستہ۔ بادام اور کھوپرا حسب ضرورت ورق چاندی ایک عدد۔

ترکیب:۔ کدو کو کدو کش کرلیں اور دودھ میں ڈال کر دانہ الائچی شامل کر کے خوب پکائیں پھر شکر ملائیں۔ گاڑھا ہوجاوے تو عرق گلاب ملائیں اور طشتریوں میں جما کر پستہ۔ بادام و کھوپرا باریک کتر کے چھڑک دیں نہایت لذیذ فیرنی ہوگی۔ مس ستارہ جبیں۔ کلکتہ

عجائب خانہ

طوفان کی تباہی

ڈٹرائٹ امریکہ میں ایسا سخت ہوائی طوفان آیا کہ کئی قصبے اور گاؤں ہوا میں اڑ کے سطح زمین سے مٹ گئے۔ جو جو آدمی ان گھروں میں آباد تھے دب کے مر گئے۔ رات بھر طوفان جاری رہا۔ طوفان کے راستہ میں جو ریل گاڑیاں آئیں انھیں ہوا نے آسمان میں کھلونوں کی طرح اچھالا اور پھر زمین پر پٹخ دیا جس سے وہ چور چور ہو گئیں۔ مکانات بنیاد سے اکھاڑ کے ہوا نے انھیں آسمان میں اڑایا اور پھر زمین پر انھیں گرا کے ریزہ ریزہ کر دیا۔ موٹریں عمارتوں سے جا ٹکرائیں۔ ایک ہوائی بمبار کا ایک بازو جھڑ کے مکان پر گرا اور اس نے مکان کو مسمار کر دیا۔ باقی جہاز اور اس کے آدمیوں کا پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سب گر گئے اور جہاز کے پرخچے اڑ گئے۔

جزیرہ کی بربادی

جزیرہ ہیلی گولینڈ ایک میل لمبا اور چوتھائی میل چوڑا ہے۔ جرمنی کے دریا ایلبے کے دہانہ کے سامنے واقع ہے۔ ۱۸۹۰ء میں انگریزوں نے اسے جرمنوں کو زنجبار کے بدلہ میں دیدیا تھا۔ حقیقت میں یہ جزیرہ انگلستان کے دل پر پستول کا عمل رکھتا ہے۔ ہٹلر نے اس میں بیشمار سرنگیں بنائیں جنھیں کنکریٹ اور فولاد سے مضبوط کیا اور دو ہزار سے زیادہ توپیں اس میں نصب کیں۔ جرمنی کے ہتھیار ڈالنے کے بعد اس پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کی جملہ آبادی وہاں سے منتقل کر کے دوسرے مقامات میں پہنچا دی گئی ہے اور سرنگوں میں بھک سے اڑنے والا آتش گیر مادہ بھر دیا گیا ہے جب اس میں آگ لگائی جائیگی تو جزیرہ پھٹ کے چٹانوں کی شکل میں رہ جائے گا۔ آدمی وہاں آباد نہ ہو سکے گا۔ البتہ پرندوں کے گھونسلوں کے کام کا رہ جائے گا۔ اس طرح انگلستان نے اپنی حفاظت کا سامان پیدا کر لیا ہے۔

طوفانی گولہ

ذرہ کو پہلے ناقابلِ تقسیم سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب اس کو پھاڑنے میں کامیابی ہو گئی اور اس سے غضب کی قوت میسر ہو گئی ہے چنانچہ اسی طاقت کے دو گولوں کے پھینکنے سے جاپان گھٹنوں کے بل آ پڑا۔ اس کے دو بڑے شہر ہیروشیما اور ناگاساکی بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نئی دریافت جرمنی کے مغلوب ہو جانے کے بعد اس کے رازوں کے کھل جانے سے ہوئی۔ امریکہ یہ راز لے اڑا۔ اب وہ اسے بڑے پیمانہ پر ان جرمنی کے سائنسدانوں کی مدد سے جن کو وہ بڑی بڑی تنخواہوں پر اپنے گھر لے گیا ہے بنوا رہا ہے اور اسے ترقی دے رہا ہے اور روس کو اس راز سے بے خبر رکھنے کی کوشش کی جاری ہے جس کی وجہ سے روس بدگمان ہو گیا ہے۔ اب ترقی یافتہ نئے گولہ کا امتحان بحرالکاہل میں امریکہ جزائر مارشل کے ایک جزیرہ بکنی میں کر رہا ہے۔ اس پر ۱۳۰۰۰۰۰۰۰۰ روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔

بمبئی کا فاصلہ دیگر مقامات سے حسب ذیل ہے :-

ٹوکیو ۹۰۳۲ میل رشنگھائی چین ۶۰۰ ۲۷ سہ کلکتہ ۵۰۰ سنگاپور ۴۴۴۴۔ سڈنی آسٹریلیا ۲۰۰۰۔ ہوائی ۲۵۲۰ سن فرانسسکو امریکہ ۴۶۰۰ ۔ کوڈیاک (الاسکا امریکہ کے قریب سمندر میں جزیرہ) ۱۲۰۱۴۔ جزیرہ آلوٹ (روس کے قریب) ۳۰۶۰ میل۔

امریکہ کے چند متروک پُرانے جہاز جرمنی کا مایہ ناز جہاز پرنس یوجین اور جاپان کا بڑا جہاز نگاٹو اس گولہ کا نشانہ بنائے گئے۔ شعلہ اور دھواں گولہ پھٹتے ہی ۵۰ ہزار اوپر اُٹھے۔ کچھ دیر بعد بادل منتشر ہو گئے۔ ۰۰ جہاز نشانہ پر تھے جن میں سے پانچ کو سخت نقصان پہنچا اور وہ ڈوب گئے۔ جرمنی اور جاپان کے جہاز سلامت رہے۔ جاپان پر پھینکے جانے والے گولوں کے مقابلہ میں اس گولہ کا تلاطم کم رہا۔

روتا درخت ملٹن (امریکہ) میں تھانہ کے پاس کھلے میدان میں ایک خشک اونچے ٹیلہ پر بید مجنوں کا درخت ہے جو ہر وقت روتا رہتا ہے۔ اس قسم کے درخت کے متعلق عام مشاہدہ یہ ہے کہ وہ پژمردہ اور غمگین نظر آیا کرتا ہے مگر اس ایک درخت کی عجیب کیفیت ہے کہ کوئی نیچے کھڑا ہو جائے اُس کے کپڑے بھیگ جائیں گے۔ کوئی پیالہ رکھدیا جائے تو تھوڑی دیر میں بھر جائے گا۔ ایک شخص اس کے نیچے کھڑا تھا کہ اُس نے دیکھا کہ اس کے کپڑے بھیگنے شروع ہو گئے۔ آسمان پر نظر کی۔ کوئی بادل نہ تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ سورج چمک رہا تھا۔ اُس نے غور جو کیا تو درخت کی چھال میں سے پانی ٹپکتا معلوم ہوا۔ درخت کے نیچے کسی جگہ کھڑے ہو جانے پر یہی کیفیت نظر آئی۔ اُس نے تھانہ میں اطلاع کی۔ اُس وقت یہ خبر باہر پھیلی۔ پانی پتوں میں سے نہیں ٹپکتا۔ پتے خشک رہتے ہیں۔ البتہ جن پتوں پر کسی ٹہنی کی چھال سے پانی ٹپکتا ہو تو وہ ضرور گیلا ہوتا ہے نیچے سے اوپر تک اس درخت کی یہی کیفیت ہے۔ درخت گلعذار ہے۔ ہر ٹہنی کی چھال بہت زیادہ گیلی ہے۔ ہوا چلنے لگتی ہے تو درخت میں سے اس طرح بوندیں پڑنے لگتی ہیں۔ جیسے بارش میں درخت کے نیچے پتوں سے پانی گرا کرتا ہے۔

موتیوں کی ڈبیہ برطانوی عجائب خانہ کی فہرست ۲۳۰ جلدوں میں چھپی ہے۔ شروع میں خیال تھا کہ ۱۶۵ جلدوں میں مکمل ہو جائیگی۔ ایک جلد کی قیمت ۵۳ روپیہ ہے۔ دنیا میں اس سے بڑی کتاب کوئی نہیں بتائی جاتی۔

انگلستان میں ایک کسان کی سورنی نے اپنی بائیسویں بیانت میں دس بچے دیئے اور کل ۳۰۵ بچوں کی ماں ہو چکی سال بھر میں تین دفعہ بیاہتی ہے اور ۶۵ بچے ہوتے ہیں۔ اس کی عمر ۱۱ سال ہے۔

محمد ظفر

اُستانی لاثانی

گھریلو زندگی تھوڑا ہی زمانہ گزرا ہے کہ عورتوں
کی زندگی کا لطف و مسرت اُس
ا گھر اور گھر کے قصے قضیے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نقائص
ے باوجود اُس وقت کی زندگی لطف و مسرت کی زندگی
تھی۔ گھر کا انتظام بچوں کی پرورش۔ مذہبی فرائض کی
دائیگی اور باہم میل جول عمدہ اور دلپسند پیرایہ میں
انجام پذیر ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اُس زمانہ کے بچے
ے ہو کر محمد علی شوکت علی۔ جناح وغیرہ ثابت ہوئے
ب حالت یہ ہے کہ گھر کے کام کاج سے عاجز آتی ہے۔
ہر کا مقابلہ اور اُس سے ردوقدح دلچسپ مشغلہ
ے۔ لطف یہ ہے کہ ملازم میسر نہیں نتیجہ یہ کہ گھر کا سب
م الٹ پلٹ اور زندگی پھیکی سیٹھی۔ بچوں پر اس کا
برا۔ شوہر الگ ناتواں اور بیوی ہر وقت عورتوں
ں مرثیہ خواں کہ یہ مصیبت ہے۔ یہ کرتی ہوں وہ
تی ہوں اور پھر کچھ نہیں۔ انتہا پسندی بری ہے
رت بالکل گھر کی لونڈی نہیں کر پڑھے یا بیاہ پڑھے۔ بی۔
ہو جائے یا الف بے تے سے بھی واقف نہ ہو
کی پیدائش کا منشا یہی سمجھا جائے کہ وہ گھر کی
دیواری میں مصالحہ پیسے۔ برتن مانجھے میاں کے لئے
ٹی پکائے بچوں کو پالے کپڑے سیئے اور دھوئے
رات ہو جائے اور پڑ کے سو رہے اگلا دن ہونے پر
ہی ڈھرا! مگر یہ بھی نادرست ہے کہ گھر کے متعلق
محسوس کیا جائے کہ کاٹنے کو دوڑ رہا ہے۔ شوہر باہر
کام کاج سے آئے تو اُسے بولتی تصویروں جلسوں اور
اور چاندنی چوک۔ انارکلی کی سیر پر مجبور کیا جائے۔ اس کا
دھیان نہیں کہ وہ مہینہ بھر کے　　کے انتظام کے سلسلہ
میں چھ سات گھنٹے دفتر میں جان کھپا کے آیا ہے اور
ناشتہ سے تازگی اور دم بھر سستا لینے سے سکونِ
قلب کا مستحق ہے اللہ تعالےٰ نے عورت میں بھی
قابلیت رکھی ہے۔ گھر کے کام کاج کے بعد ان قابلیتوں
کو بڑھانا اور پھر اُن سے استفادہ کرنا گھر بار کی سلیقہ شعار
عورت کا فرض ہے۔ عورتوں میں بیٹھ کے وقت بے وقت
اپنی فرضی تکالیف کا رونا رونا یا بچوں اور شوہر سے
بات بات پر الجھ کے بات کا بتنگڑ بنانا گھر کے ہر فرد کی
زندگی بے مزہ کرتا ہے۔ بچوں مرضی سے سمجھانا چاہیئے
تاکہ وہ اپنی غلطی پر شرما کے آیندہ اس سے پرہیز کریں۔
اُن سے برابر والوں کی طرح جھگڑا کرنا اور اُسے
طول دیئے جانا بچوں بگاڑتا ہے۔ خوب سمجھنا چاہیئے
کہ مرد و عورت کے ذمہ قدرت نے الگ الگ فرائض
مقرر کئے جا ئیں جن کی ادائے گی دونوں پر ضروری
ہے۔ اس سے سرتابی اچھے نتائج پیدا نہیں کرتی چنانچہ
آج کل آزادی آزادی کی چیخ پکار نے دماغوں پر برا اثر
ڈالا ہوا ہے اور ہر شخص کے دل میں ایک خلش سے اور
اسے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے وہ چیز میسر نہیں جس کا

تجھے حق ہے۔

کرن پھول

کوٹ۔ بنیان، شلوکے کی بانہوں میں سے بیڈ نکال لیں اور گلے کے پاس کھلے ہوئے بیڈ کے حصے میں ڈورہ باندھ کے الگنی میں لٹکا دیں۔ جلدی سوکھ جائے گا اور شکل بھی بنی رہیگی۔

اگر کافی جلاٹین gelatine نہ ملائی جائے یا زیادہ پانی ملا دیا جائے تو جیلی قایم نہ ہو سکے گی ایسی حالت میں سفید سرکہ کی ایک چمچہ یا ایک لیموں کا رس ملائیں۔ جیلی کے جلد جمانے کے لئے سانچہ ٹھنڈے پانی کے برتن میں جس میں مٹھی بھر سوڈا اور مٹھی بھر نمک ملا گیا ہو رکھدیں۔

ایک اونس گھریلو امونیہ ایک اونس بنزین Benzine نصف پونڈ نرم صابن گرم پانی کی آدھی بالٹی میں ڈال کے ہلائیں تاکہ صابن گھل جائے۔ سخت برش اس میں ڈبو ڈبو کے میلی وردی پر ملیں۔

محمد ظفر

...رت علامہ راشد الخیری کے مضامین کے متفرق مجموعے

- مغربی تہذیب کے زہر آلود اثر سے خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے نہایت موثر مضامین
- عورتوں کو سگھڑ، ہنرمند، کفایت شعار اور منتظم بنانے کے لیے۔
- حقوق نسواں کی حمایت میں درد و اثر میں ڈوبے ہوئے مضامین۔
- عورتوں کی مظلومیت کا مرقع، ان کے مصائب آلام کی درد انگیز داستان
- لڑکیوں کی تربیت اور تعلیم اور بے بہا خیالات۔
- تسخیر شوہر کا راز۔ میاں بیوی کے تعلقات کی خوشگواری کا نسخہ۔
- اولاد کی شادی کے وقت کیا باتیں ضرور دیکھنی چاہئیں۔
- مسلمان گھرانے اندر ہی اندر کس طرح کھوکھلے ہو رہے ہیں۔
- اور دوسرے مضامین جنہیں پڑھ کر لڑکیاں کنوارپنے کی قدر کریں گی۔۔
- خواتین کے مطلب کے چند بہترین انگریزی مضامین کے عام فہم ترجمے۔
- مختلف موضوعوں پر متفرق مضامین کا دلکش مجموعہ۔

تصانیف محترمہ خاتون اکرم مرحومہ

- فلسفیانہ شاعرانہ مضامین مع دیباچہ علامہ راشد الخیری مرحوم
- زنانہ لٹریچر کے بلند پایہ غیر فانی افسانوں کا حسین مجموعہ مستورات کا تحفہ بار سوم
- دلکش دلآویز سبق آموز نتیجہ خیز افسانہ بار چہارم
- ایک مختصر افسانہ جسے پڑھ کر مرحومہ کے کمال افسانہ نگاری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بار چہارم

تصانیف محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ

- مصنفہ کا بہترین ناول جس کے صرف ایک اعلان پر پانچ سو درخواستیں آگئی تھیں
- مصنفہ کا بہت مشہور اخلاقی اصلاحی ناول حد درجہ دلچسپ

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

- ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس سے لڑکیوں کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں
- دلچسپ سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اصلاح اخلاقی جواہرات کا ذخیرہ
- مستورات کے لیے جدید طرز پر خطوط جن میں کام کی باتیں بتائی گئی ہیں
- اخلاقی معاشرتی افسانہ جس میں ایرانی معاشرت پر بھی دلچسپ معلومات ہیں

تصانیف محترمہ ملقیس بیگم (و۔ا) صاحبہ

- گھرداری کے متعلق بے بہا مشورے پھوہڑوں کو سگھڑ بنانے کے لیے
- خانہ داری کے تجربات کا دوسرا حصہ۔ تندرستی بیماری باورچی خانہ کے متعلق قیمتی مضامین

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز علی

- چھوٹے چھوٹے لطیف مضامین۔ طرز بیان حد درجہ دلآویز
- شاعرانہ خیالات تخیل کی بلندی۔ عبارت کی رنگینی۔ ہر مضمون درد میں ڈوبا ہوا

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی ادیب فاضل

- روپیہ کے لالچ میں تعلیم یافتہ روشن خیال لڑکیوں کی شادیوں کے عبرتناک نتائج
- دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں بادشاہوں شہزادوں کی بذلہ سنجی حاضر جوابی کے نمونے
- عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں۔ مہذب ظرافت کی کتاب بار سوم
- بڑے بڑے پیغمبروں بادشاہوں ادیبوں فلاسفروں کے زریں اقوال

تصانیف محترمہ سرور جہاں رعنا بی۔ اے

- پھولوں کی کاشت۔ اور باغیچہ کی نگہداشت۔ موسموں اور بیجوں کا حال
- اور دوسری کہانیاں، چھوٹے بچوں اور بچیوں کے مطلب کی نہایت دلچسپ

تصانیف منشی پریم چند

- منشی جی کی زندگی کے آخری ۲ سال کے بہترین افسانے
- دلچسپ اور نتیجہ خیز عبرتناک اور تفریحی ڈرامہ

تصانیف مولانا رازق الخیری

- حضرت زینب کبریٰ کی مفصل و جامع سوانحعمری کربلا کا دردانگیز حال
- حضرت علامہ راشد الخیری کا دلچسپ ذاتی اوصاف اور مختلف انسانی حیثیتوں کا دلکش تذکرہ
- مشہور زنانہ رسالہ عصمت کی قریباً نصف صدی کی تاریخ افسانے سے زیادہ دلچسپ

تصانیف مولوی عبدالغفار صاحب الخیری

- بچوں کی تربیت — بچوں کی پرورش اور تربیت پر عام فہم زبان میں بے نظیر مشورے
- حلیمہ — ایک نیک لڑکی کی زندگی کے سبق آموز حالات دلچسپ پیرایہ میں

تالیفات سید رضا احمد صاحب جعفری

- دیس کی دستکاری — کارڈ بورڈ اور زیگٹ کے کام کی ماہر ہو کر عورتیں کس طرح مالی پریشانی دور کر سکتی ہیں
- لکڑی کا باریک کام — فین فریٹ ورک۔ یہ کام سیکھ کر معقول آمدنی کی صورت نکل سکتی ہے

تصنیفات مولانا سیماب اکبر آبادی

- زنانہ بستہ — بچوں کے لیے دس مفید کتابیں بہت آسان زبان میں بار چہارم
- آفتاب زندگی — ایک لڑکی کے کنوارپنے کے دلچسپ اور سبق آموز حالات
- شباب زندگی — آفتاب زندگی کا دوسرا حصہ شادی کے بعد اسی عورت کے حالات

صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب ایم۔ اے۔ ایم ایف

- مختصر دنیا — داستیوں کی دنیا میں ایک سیاح جا نکلا اسے بالشتیے دیو دکھائی دیے۔ بار دوم
- انشائے سلمیٰ — لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے کے لیے پسندیدہ کتاب
- انوکھا سفر — ایک مہاراجہ کے سفر انگلستان کے نہایت ہی دلچسپ حالات نصف صدی پہلے کے

علمی و ادبی تصانیف

- دیہاتی گیت — ڈاکٹر اعظم کریوی نے بڑی محنت سے دیہاتی گیت جمع کر کے ان کا مطلب بیان کیا ہے
- خیابان نسواں — مولوی نصیر الدین ہاشمی کے دلچسپ پیرایہ میں عورتوں کے لیے مفید مضامین شرعی اور تمدنی مسائل
- دامن باغباں — ڈاکٹر سعید احمد بریلوی کے مختصر افسانے دلآویز پیرایہ میں
- پردہ و تعلیم — ہندوستان کے دو مشہور ادیبوں کے خیالات۔ اپنی نوعیت کی ایک ہی کتاب ہے
- خواتین اندلس — سپین میں مسلمانوں کے عہد میں کیسی کیسی مدبر بذلہ سنج قابل خواتین گذری ہیں
- افسانۂ حرم — دس کہانیاں لڑکیوں کے لیے جن سے اچھی اچھی باتیں معلوم ہوں گی
- مثنوی عائشہ صدیقہؓ — ام المومنین کے منظوم حالات زندگی بحد موثر از جناب وقار دانتی

بچوں اور بچیوں کے لیے مزیدار کتابیں

- جاپانی کہانیاں — مسز فضل جاپان گئی تھیں وہاں سے بچوں کے لیے پسندیدہ تحفہ لائی ہیں
- بچوں کی دنیا — روسی مصنف ٹالسٹائی نے بچوں کے لیے جو کہانیاں لکھی تھیں ان میں سب سے اچھی کہانیاں
- مزیدار کہانیاں — ایسی ایسے مزے کی کہ ننھے بچے لطف لے کر بار بار پڑھیں۔ باتصویر

زنانہ نظمیں

- شمع خاموش — مرحومہ نجمہ بیگم لکھنوی کی درد انگیز موثر نظموں کا مجموعہ مرتبہ مولانا رازق الخیری
- آئینہ جمال — دور حاضرہ کی مشہور شاعرہ محترمہ بلقیس جمال بریلوی کی ۰۰ نظموں کا مجموعہ

عورتوں کی خاص کتب

- زچہ خانہ — مؤلفہ جناب ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب۔ ہندوستانی عورتوں کے لیے اس سے بہتر کسی زبان میں کوئی کتاب نہیں چھپی باتصویر ہے۔ دو حصے ہیں۔ حاملہ کا زچہ کا ہر دو حصے۔
- سنگھار خانہ — عورتوں کے لیے سنگھار و آرائش اور خوبصورتی کے قابل قدر مشورے۔

نامور افسانہ نگار خواتین کے افسانے اور ناول

- انوری بیگم — از مسز خدیو جنگ مرحومہ۔ زنانہ لٹریچر کا مشہور و مقبول بلند پایہ ناول بار سوم
- غیرت کی پتلی — از محترمہ فاطمہ بیگم منشی فاضل۔ تین مختلف الخیال عورتوں کا افسانہ
- شہید وفا — محترمہ امت الوحی کے دلچسپ مختصر افسانے بار دوم
- چار رُخ — چار عورتوں کی آپ بیتی از محترمہ انیس فاطمہ
- فیروزہ — از محترمہ جمیلہ بیگم۔ ایک دولت مند یتیم لڑکی کا درد بھرا اگر نتیجہ خیز افسانہ

نہایت کار آمد کتابیں

- صنعت و حرفت — از محترمہ امۃ الحفیظ۔ مختلف چیزیں بنانے کی تجربہ شدہ ترکیبیں مفلسی دور کرنے کا علاج تجارت کر کے کس طرح مالی حالت اچھی بنائی جا سکتی ہے
- تندرستی ہزار نعمت — از محترمہ زہرا فیضی صحت قائم رکھنے کے اصول یورپ امریکہ کے شاہد ہے
- کپڑے کی چھپائی — سائنٹیفک طریقوں سے کپڑے کس طرح چھاپنے چاہئیں رنگوں کے متعلق معلومات
- آئینۂ موٹر — موٹر کی مشینری سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اردو میں سب سے بہتر کتاب

ESTD.1927

The
BANAT
DELHI

حضرت علامہ راشد الخیری نے

بنات میں
بچیوں کیلئے
دلچسپ ... مضامین
سبق آموز نظمیں اور مزیدار
کہانیاں شائع ہوتی ہیں

ایڈیٹر رازق الخیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنات — بنات

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

بنات
یعنی بچیاں

ہر انگریزی مہینے کی ۲ تاریخ کو پابندیٔ وقت کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ اشاعت میں کبھی دیر نہیں ہوتی۔

کا سال بھر کا چندہ صرف عہ ہے اور بذریعہ وی پی صرف ۱۲؍ ہے غیر ممالک سے چار شلنگ

انیسواں سال | فہرست مضامین بابت ماہ اگست ۱۹۴۶ء | جلد ۳۸ نمبر ۵

(ماہنامہ رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر عصمت کوچہ چیلان (دریاگنج) دہلی سے شائع ہوا)

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں اگست کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ ستمبر کا رسالہ عہ ۱۲/ کا وی پی حاضر ہو گا۔

۱۸-۱۹-۲۰-۳۳-۱۰۰-۱۰۲-۱۳۰-۱۳۲-۱۳۳-۱۴۰

۲۴۹-۲۵۶-۲۶۵-(۳۷۲)۳۷۴-۳۸۲-۳۸۹ -

۴۳۹-۵۰۴-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۳-۵۲۳-۵۲۶-۵۲۷

۵۲۸-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۹-۵۴۲ -

۵۴۳-۵۴۴-۹۴۸-۸۹۴-(۸۹۵)-(۸۹۶)-۸۹۷ -

۸۹۸-۸۹۹-۹۰۱-۹۰۳-۹۰۶-۹۰۸-۹۴۵-۹۵۹

۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۳۰-۱۰۳۲-۱۰۳۴

۳۵..-۱۰۳۶-۱۰۳۸-۱۰۴۵-۱۲۴۷-۱۳۲۷-۱۳۳۲

(۱۳۳۴) ۱۳۳۷-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۸-۱۳۵۲

۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲

۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰

۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۹-۱۳۸۳

۱۳۸۶-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۸-

۱۴۰۱-۱۴۰۳-۱۴۰۶-۱۴۱۰-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۲۰

۱۴۷۰-۱۴۸۸-۱۵۱۷(۹۹۵۶)۱۷۳۵-

مینیجر

رمضان اور خیرات

بقلم حضرت علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ

اسلام نے رمضان المبارک کے مہینہ میں نیکی کا ثواب دس گنا بتایا ہے اور خیرات وزکوٰۃ بھی اس مہینہ میں خصوصیت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان رمضان المبارک میں زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور خیرات بھی زیادہ کرتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں ہی میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو اس حکم کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں اور انھوں نے گداگری اپنا پیشہ مقرر کرلیا ہے۔ مگر جس قدر یہ مانگنے والے موردِ الزام ہیں اُن سے زیادہ دینے والے۔ متھرا میں بارہا میں نے دیکھا کہ نہایت ہٹے کٹے چوبے مزے سے پڑے ہوئے ہیں اور ہندو تیرتھ کا مقام سمجھ کر ان کی خدمت کرتے ہیں اور لڈو کچوری کھلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ مگر اسلام میں اس قسم کی خیرات گناہ ہے اور یہ کہنا صحیح ہے کہ مسلمانوں نے خیرات کا طریقہ اس قدر برا اختیار کیا ہے کہ انھوں نے قوم کی حالت بگاڑ دی۔ اور اچھے خاصے توانا تندرست اس پر گذارہ کر رہے ہیں۔ اس غلطی کے بعد دوسری غلطی یہ ہے کہ اس قسم کا روپیہ ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جن سے احسان کے تسلیم کرنے کی توقع ہوتی ہے۔ حالانکہ خیرات کا مفہوم اسلام میں یہ ہے کہ ایک ہاتھ سے دے اور دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ تیسری بات ایک اور ہے اور وہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے کہ جہاں کسی عورت نے آکر جھوٹ سچ خوشامد کی اور انھوں نے اُسے مستحق سمجھ لیا یہ ہرگز خیرات نہیں ایک قسم کا گناہ ہے۔ اسلام کے حکم کی اگر تعمیل کرنی ہے تو اُن پردہ نشین بیویوں کو تلاش کرو جو اپنے وارث کھو چکیں۔ پیسہ پیسہ کو تنگ ہیں اور حیا کی وجہ سے تم تک نہیں آسکتیں۔ اُن یتیم بچوں کو تلاش کرو جن کے سروں سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ وہ ایک روٹی کو ترس رہے ہیں، مگر تم سے سوال نہیں کرتے۔ اُن اپاہجوں اور حاجتمندوں کا پتہ لگاؤ جو بے کار اور لاچار ہیں۔ اور ان کی خدمت تم پر فرض ہے۔

میری رائے میں رمضان کی خیرات ہو یا عید کا فطر اُس کو مستحقین تک پہنچانا ہر مسلمان کا فرض ہے اور راشد ضروری ہے کہ صاحب زر اپنا روپیہ ضائع نہ کریں بلکہ ٹھکانے لگائیں۔

سنہ ۱۹۲۱ء

رمضان شریف

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ رمضان کا مُبارک مہینہ یک مرتبہ پھر ہماری زندگی میں آگیا۔ یہی وہ مقدّس مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم جیسی کامل کتاب دنیا کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی۔ اور یہی وہ پاک مہینہ ہے جس میں خاص طور پر خدا تعالیٰ نیک بندوں کو حکم دیتا ہے کہ ہمارے لئے ہر قسم کے عیش و آرام ترک کریں فاقہ ے رہ کر اس کی عبادت کریں۔ اپنے نفس پر قابو رکھیں۔ ریبوں کی مدد کریں اور نیک بندے اپنے پیدا کرنے والے ، حکم پر عمل کریں۔

ہر قسم کی چیزیں انسان کے پاس ہوتی ہیں ایک سے ت بڑھ کر عیش کی چیز اُسے میسّر ہوتی ہیں لیکن وہ اُن کی ت آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اپنی خواہشات کو خدا ملے کی خواہش پر قربان کر دیتا ہے۔ اس لئے ا تعالیٰ نے روزے کا ثواب بے انتہا رکھا ہے انچہ رسولِ خدا نے بتایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مان روزہ صرف میرے لئے رکھتا ہے۔ اور اُس کا بدلہ ں کو میں دیتا ہوں"۔ روزہ کی سب سے بڑی غرض یزگاری ہے۔ قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے۔ تاکہ تم یزگار بنو۔ روزہ رکھنے والا انسان نہایت آسانی سے ، چیز کو حاصل کر سکتا ہے کیونکہ جب محض اللہ تعالیٰ ۔ش کرنے کے لئے حلال اور جائز اشیاء کو ترک تیا ہے تو حرام اشیاء سے پرہیز رہے گا۔

روزہ انسان میں جفا کشی کا مادّہ پیدا کرتا ہے۔ روزہ میں انسان ایک قسم کی کمزوری محسوس کرتا ہے لیکن کمزور ہو کر بھی وہ اپنا کام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں روزہ انسانی طبیعت میں ہمدردی کا مادّہ بھی پیدا کرتا ہے۔ اُمراء جو عیش و عشرت کے عادی ہوتے ہیں نہیں جانتے کہ غربا پر کیا کچھ گزرتی ہے وہ ان کی صحیح حالت کا اندازہ لگانے سے قاصر ہوتے ہیں۔ کوئی غریب اگر کہتا ہے کہ "میں بھوکا ہوں"، تو ایک امیر اس کی بھوک کا صحیح اندازہ کبھی نہ کر سکے گا لیکن روزہ کی وجہ سے اُمراء جب بھوک پیاس کو برداشت کریں گے تب انھیں غُربا کی حالت کا صحیح اندازہ ہوگا۔ اور احساس بھی۔

نمازیں پابندی سے ادا کرنے کے علاوہ روزہ انسان کو تہجّد کی عادت بھی ڈال دیتا ہے۔ جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے بے اندازہ مقرر فرمایا ہے روزہ رکھنے سے انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ماہِ رمضان کے علاوہ اگر انسان کبھی کبھی روزہ رکھتا رہے تو بیماری کبھی اُس کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے پیٹ اور معدہ کی بہت سی بیماریوں کے لئے روزہ کو بطور علاج ضروری قرار دیا ہے۔

نبی کریمؐ رمضان شریف میں صدقات اور خیرات وغیرہ بہت کثرت سے کیا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے ایک شفیق ماں سے بھی بڑھ کر محبت کرتا ہے

چنانچہ روزہ کی اتنی پابندیوں کے باوجود وہ فرماتا ہے کہ جو شخص حالتِ سفر میں ہو وہ روزہ نہ رکھے۔ بیمار اور بچے دودھ پلانے والی عورتیں بھی روزہ نہ رکھیں۔ مسافر سفر کے بعد اپنے روزے پورے کرنے اور دوسرے معذور لوگ فدیہ وغیرہ دیدیں۔

پس اگر ان رعایتوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم روزہ نہ رکھیں تو یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے۔

• جمیلہ پروین عرفانی

زندگی کیا ہے؟

زندگی؟ پانی کا بلبلہ ہے۔ جو بنتا ہے اور فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔

زندگی؟ ہوا کا جھونکا ہے۔ جو آتا ہے اور سن سے نکل جاتا ہے۔

زندگی؟ آگ کا شعلہ ہے۔ جو پیدا ہوتا اور تھر تھراتا ہوا غائب ہو جاتا ہے۔

زندگی؟ ایک شمع ہے جو شروع میں بڑے آب و تاب سے روشن رہتی ہے لیکن آخر میں ٹمٹما کر گل ہو جاتی۔

زندگی؟ ایک پھول ہے جو کھلتا ہے اور پھر مرجھا کر گر پڑتا ہے۔

سیدہ ضیائے خورشید عرف الماس پروین

خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دیجئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ منیجر

مہمان نوازی

ہمارے گھروں میں بعض بیبیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ کوئی مہمان آجائے تو وہ دل میں بہت کڑھتی ہیں۔ اور مہمان کو کھانا کھلانا ان کے لئے تکلیف کا باعث بن جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارے پیغمبر صلعم نے مہمان کی خدمت کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

ایک دفعہ ایک انصاری کے گھر میں رات کے وقت ایک مہمان آیا اُن کے گھر میں جو کھانا پکایا گیا تھا۔ وہ بہت تھوڑا تھا۔ انصاری اور اس کے بیوی بچوں کے لئے بھی کافی نہ تھا۔ مہمان اور میزبان مل کر کھانا کھانے لگے۔ انصاری نے چراغ گل کر دیا۔ مہمان نے کھانا شروع کر دیا۔ انصاری اور اس کے بیوی بچے کھانے کے برتن تک ہاتھ لے جاتے لیکن مُنہ کی طرف خالی ہاتھ کا اشارہ کر دیتے۔ یہاں تک کہ مہمان نے پیٹ بھر کر کھا لیا۔ اور گھر والے بھوکے رہ گئے۔ انصاری نے چراغ اسی لئے گل کیا تھا کہ مہمان ہماری بھوک کا احساس کر کے خود بھی بھوکا نہ رہے۔ مہمان کھانا کھا کر سو گیا۔ اور گھر والے بھوکے ہی سو رہے۔ گھر میں کھانے پکانے کی اور کوئی چیز نہ تھی۔ جسے وہ کھا لیتے۔ اگلی صبح کو انصاری نے رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا سارا واقعہ سُنایا تو حضور بے حد خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ تمہارے اس عمل نے خدا کو راضی کر لیا ہے۔

• لطیف اسلم جالندھری

بھیّا کا کیمرہ

کچھ دنوں پہلے مجھے فوٹو کیمرہ سے بڑی دلچسپی تھی۔ جب کبھی انور بھیّا ہماری اور اپنے دوستوں کی تصویریں لیتے تو میں سوچتی کہ اتنے سے ڈبّے سے آخر اس قدر اچھی اچھی تصویریں کس طرح اتر آتی ہیں۔ کسی سے پوچھتے ہوئے اس لئے ڈرتی تھی کہ شاید کوئی مجھے بیوقوف کہہ کر بنانا شروع کردے۔ ہاں اگر کبھی کوئی کیمرہ اتفاق سے میرے ہاتھوں میں آجاتا تو میں اسے کھولنے کی کوشش کرتی کہ دیکھوں آخر اس ڈبّے کے اندر ایسی کیا چیز بند ہے لیکن کھولنے سے پیشتر ہی کیمرہ میرے ہاتھوں سے چھین لیا جاتا۔ پچھلے ہفتہ کچھ عجیب سا واقعہ ہوگیا مگر ایسا کیوں ہوا۔ اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔

ہوا یہ کہ پچھلے جمعہ کو ناشتہ کے بعد انور بھیّا نے اپنے صندوق سے کیمرہ نکالا اور باہر لے گئے۔ دوپہر کے قریب لوٹے بچوں سے کہنے لگے دیکھو بچو آج ہم تمہاری تصویریں لیں گے۔ تم لوگ کپڑے پہن کر تیار رہنا۔ ہم ابھی آتے ہیں۔ یہ کہکر وہ باہر چلے گئے ان کے جانے کے بعد میں نے ان کے کمرے میں جاکر کیمرہ دیکھنے کا موقع پالیا۔ کیمرہ سامنے تھا اور انور بھیّا باہر۔ میں نے آہستہ سے دروازہ بھیڑ دیا۔ آئینہ کے میز پر کیمرہ کو دیکھتے ہی میرے ہاتھوں میں تھرتھراہٹ سی پیدا ہوگئی لیکن میں نے آگے بڑھ کر کیمرہ اٹھا لیا۔ میں نے سفید کھٹکے ہٹا دیے۔ کیمرہ کھل گیا میں نے دیکھا کہ ایک لال کاغذ کی پٹی لپٹی ہوئی ہے کچھ اوپر کی چرخی پر اور کچھ نیچے کی چرخی پر۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہ دیکھ سکی تھی کہ باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ میں گھبرا گئی۔ بھیّا واپس آگئے تھے۔ میں نے جیسے بھی ہوسکا الٹا سیدھا کیمرہ بند کیا میز پر رکھا اور دروازہ بند کرکے واپس آگئی۔ دیکھا تو باہر چھوٹا بھائی "پاپا" کھڑا تھا۔ بھیّا نے آتے ہی سب بچوں کو حوض کے پاس ایک قطار میں کھڑا کردیا اور اپنا کیمرہ لینے کمرہ میں گئے۔

جس وقت کمرہ سے باہر نکلے ہیں تو بھیّا کی حالت دیکھنے کے قابل تھی غصے میں بھرے ہوئے تھے۔ منہ سے جھاگ اڑ رہی تھی اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ انہوں نے چیختے ہوئے کہا "میرے کمرے میں کون گیا تھا" کچھ بچے حوض کے پاس کھڑے بھیّا کا انتظار کر رہے تھے اور کچھ ایک دوسرے کو اپنے کپڑے دکھا کر خوش ہو رہے تھے۔ بھیّا کی آواز سے سب چونک پڑے۔ سب نے ایک زبان ہوکر کہا "نہیں بھیّا ہم نہیں گئے۔" "پھر کون آیا تھا" بھیّا نے کہا۔ پاپا میری طرف دیکھنے لگا میں گھبرا گئی میں نے اسے چپ رہنے کے لئے لاکھ اشارے کئے مگر اس نے کہہ ہی دیا "شوکت ابھی آپ کے کمرے میں گئی تھی اور کوئی نہیں گیا" وہ غصے سے چیختے ہوئے میری طرف بڑھے اس کے بعد میرا کان ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ کہے جارہے تھے۔ "اوّل تو فلموں کا ڈبہ ہی کال ہے اس پر نالائق نے سارے کا سارا فلم خراب کردیا۔ اب کیا خاک تصویر لی جائے گی"

میں میں اپنے کمرے میں آکر رونے لگی مگر ایسا کیوں ہوا اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا ذرا سا کیمرہ کھول کر دیکھ لینے سے ان کا اتنا نقصان ہوگیا۔ لیکن اس دن سے میری ساری دلچسپی جو کیمرہ سے متعلق تھی۔ بالکل نہیں رہی اب کبھی کوئی کیمرہ نظر پڑ جاتا ہے تو دل دھڑکنے لگتا ہے اور ساتھ ہی انور بھیا آنکھوں میں گھومنے لگتے ہیں۔

اظہر افسر۔ دفتر اخبار میزان

جاپان اور جاپانی

بقیہ صفحہ ۱۴

اور چیخنے لگتے ہیں۔ اور نہ کسی کی مصیبت پر قہقہے لگاتے ہیں ان کو مصیبتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنا سکھایا جاتا ہے۔ اس طرح جب یہ بڑے ہوتے ہیں تو خوش اخلاق۔ بہادر اور وطن پرست بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکیلا جاپان اتنے عرصے تک تین زبردست قوتوں سے مصروف پیکار رہا۔ اسی طرح ہم ہندوستانیوں کو بھی چاہیے کہ ہم بھی جاپانیوں کی طرح جفاکش۔ وطن پرست اور بہادر بنیں اور اپنے ملک کی خدمت کریں۔ (ترجمہ از انگریزی)

سلیقہ مند لڑکی

سنائیں تمہیں آج ہم ایک کہانی
کہانی ہے یہ خالہ بی کی زبانی
کسی شہر میں رہتا تھا ایک بوڑھا
بہت ہی ضعیف اور کمزور وہ تھا
تھی اُس بوڑھے کے بس فقط اک لڑکی
جسے چھوڑ کر مر گئی اُس کی امّی
تھا اُس کا نام ننھی سعیدہ
تھا اخلاق بھی اُس کا بے حد حمیدہ
وہی کرتی تھی کام بھی سارے گھر کا
پکاتی تھی خود ہی وہ کھانا بھی سب کا
تھے اس کے بہت چھوٹے چھوٹے سے بھائی
جو کھاتے تھے ہر صبح دودھ اور ملائی
وہ خود ہی سُلاتی اُٹھاتی تھی اُن کو
وہ خود ہی کھلاتی پلاتی تھی ان کو
کبھی گر طبیعت خراب اُن کی ہوتی
تو پھر وہ کبھی رات بھر بھی نہ سوتی
وہ خدمت بہت کرتی تھی سارے گھر کی
حقیقت میں وہ سب کی نورِ نظر تھی
وہ اک جان ننھی سی اور کام گھر کا
فقط اس سے ہی چلتا تھا نام گھر کا
کبھی بھی نہ وہ کام کرنے سے تھکتی
ہمیشہ لبوں پر ہنسی اس کے رہتی
مگر واہ ری تیری ہمت سعیدہ   رہے گا ہمیشہ تیرا نام زندہ

ہُما کی عید

ہُما بڑی پیاری بچی تھی۔ وہ چھوٹی سی عمر میں بھی بڑی
سمجھداری کی باتیں کرتی۔ ہر شخص اس کی باتوں کا گرویدہ
نظر آتا تھا۔ اس کم عمری میں بھی وہ انسانی درد رکھنے والا
دل رکھتی تھی۔ چونکہ ایک بہن کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے
وہ تنہا تھی اور ماں باپ کی بہت چہیتی!

عید میں ایک ماہ باقی تھا اپنی پسند سے اُس نے بڑا
قیمتی جوڑا سلوایا اور عید کے انتظار میں وہ ایک ایک دن
گننے لگی۔ آخر وہ دن بھی آ پہونچا۔ مسرتوں کا پیغام لے کر
یہ دن ہر ایک کے لئے مسرت کا دن ہوتا ہے۔ آج ہُما
کتنی خوش تھی؟ کوئی اندازہ ہی نہ کرسکتا تھا۔ اُس نے صبح
ہی صبح نہا دھو کر اپنی قیمتی پوشاک زیب تن کی اور اپنی
ماں سے اجازت لیکر اپنی سہیلیوں سے عید ملنے کے لئے
چلدی۔ عید کی دلچسپیوں سے لطف اندوز ہوتی ہوئی وہ
چلی جارہی تھی کہ یکایک اُس کی نگاہیں ایک مرکز پر پڑ گئیں
یہ تھی ایک لڑکی! جس کے دلہنے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا
اور اپنے بوسیدہ لباس میں ملبوس کھڑی آنسو بہا رہی تھی

ہُما اس منظر سے بیحد متاثر ہوئی۔ قدم بڑھا کر وہ
اس معصوم بچی کے پاس پہنچی جو اُس کی ہم عمر تھی۔ قریب
پہنچ کر اس نے پوچھا "پیاری بہن! تم کیوں رو رہی ہو"
لڑکی نے سسکیاں لیتے ہوئے جواب دیا "میرا نام
پروین ہے۔ آج میں نے اپنی چچی جان سے ریشمی کپڑے
مانگے تو انہوں نے بہت مارا اور نکال دیا" ہُمانے حیرت
سے پوچھا "بہن تمہارے والدین کہاں ہیں" پروین
جواب دیا۔ وہ تو پارسال ہی اللہ میاں کے یہاں چلے
ہیں اس جگہ کھڑی دعا مانگ رہی ہوں کہ شاید اللہ میاں
انھیں میرے لئے کپڑے لیکر بھیجدے" یہ سنکر ہُما کا د
جذبات ہمدردی سے لبریز ہوگیا اور اس نے محبت
پروین کا ہاتھ تھام لیا اور کہا "چلو بہن تم آج
میری بہن ہو میں تم کو ریشمی کپڑے دوں گی" پروین
خوش ہوکر آنسو پونچھ لئے اور ہُما کے ساتھ مکان پر آ
ہُمانے اُس کو نہلوایا اور اپنے تمام ریشمی کپڑے اُس
سامنے رکھ کر کہا "لو تم پسند کرلو" لیکن پروین نے
اس میں سے کوئی کپڑا پسند نہ کیا اور ہُما کے کپڑوں
پکڑ کر کہا "مجھے بھی ایسے ہی دو" یہ سنتے ہی ہُمانے فوراً اپنے
کپڑے اتار کر اُسے پہنادئے اور خود دوسرے کپڑے پہن
لئے اس کے بعد اپنے والدہ کے پاس آئی۔ والدہ نے حیرت
سے پوچھا "ارے ہُما یہ کون؟" ہُمانے سارا واقعہ بیان کیا
ماں نے فوراً اُسے گلے سے لگا لیا اور کہا "میری پیاری
میں بہت خوش ہوئی بیشک تم نے بڑا کام کیا تم نے دکھے
ہوئے دل کی آہ سنی خدا نے تم کو تمہاری بہن واپس
بھیجدی اب تم اسی سے کھیلو" پھر پروین سے کہا تم میری
بیٹی ہوجاؤ ہُما کے ساتھ رہو" یہ سن کر پروین اور ہُما
فرطِ مسرت سے ایک دوسرے سے لپٹ گئیں۔

آج کی عید کتنی اچھی تھی ——— دو معصوم بچیوں کے لئے

کچھ گرمیوں کے متعلق

دُنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو گرمیوں کے زمانہ میں گرمی کی تکلیف کی شکایت نہ کرتے ہوں۔ مگر ان لوگوں نے اس بات کے جاننے کی کوشش نہیں کی کہ انسان اپنے آپ کو کس طرح آرام پہونچا سکتا ہے

انسان کے جسم کے اندر دو طرح کی حرارتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ حرارت جو جسم کے اندر خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اور دوسری وہ جو برابر باہر نکلتی ہے جس کی وجہ سے اس میں ہمیشہ کمی ہوتی رہتی ہے۔ انسان کا جسم ایک کمرہ کے مانند ہے اور جس طرح کھڑکیوں اور دروازوں کے ذریعہ کمرے کی گرم ہوا باہر نکلتی ہے اسی طرح انسان کے جسم کے اندر جو حرارتیں موجود ہوتی ہیں وہ جلد کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں کے ذریعہ باہر نکلتی ہیں۔ انسان کے جسم کے اندر ایک گلٹی Gland ہوتی ہے جو اُس کو ہمیشہ حرارت پہنچاتی ہے ثقیل غذا کھانے سے۔ بدن کو زیادہ حرکت دینے سے تنگ کپڑے پہننے سے اور کبھی کبھی گھبراہٹ سے بدن کے اندر حرارت کی زیادتی ہوجاتی ہے۔ غذا کے اندر بھی ایسی بہت سی چیزیں شامل ہوتی ہیں جو بظاہر ٹھنڈی معلوم ہوتی ہیں مگر وہ گرمی پیدا کرتی اور بسا اوقات تندرستی کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں۔

بہت سے لوگ گرمیوں میں یہ شکایت کرتے ہیں کہ اُنہیں پسینے بہت آتے ہیں گویا وہ پسینہ کو بُرا سمجھتے ہیں مگر یہ خیال بالکل غلط ہے۔ پسینوں کا آنا صحت کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ پسینوں کے آنے سے بدن کی حرارت میں کمی ہوتی ہے۔ اگر پسینہ نہ آئے تو جسم کے بخارات دبے رہیں گے اور صحت پر اس کا بُرا اثر پڑے گا۔

گرمیوں میں لوگ ٹھنڈے پانی سے غسل کرتے ہیں۔ اس غسل سے انھیں عارضی فرحت تو ضرور حاصل ہوتی ہے مگر اس سے جسم کے بخارات نکلنے نہیں پاتے۔ ٹھنڈے پانی سے جسم کی رگیں سکڑ جاتی ہیں اور خون کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے جس سے جسم کے بخارات دب کر رہ جاتے ہیں۔ اگر گرمیوں میں نیم گرم یا معتدل پانی سے غسل کیا جائے تو اُس سے بدن کے بخارات نکلنے میں بہت مدد ملے گی۔

آج کل بجلی کے پنکھوں کا عام رواج ہے مگر ان کے استعمال سے اصلی معنوں میں ٹھنڈک نہیں پہنچتی۔ بلکہ بعض اوقات اس سے تکلیف کا اندیشہ رہتا ہے۔ انسان کو جب زیادہ پسینہ آتا ہے تو گردو پیش کی ہوا اُسے خشک کرنے لگتی ہے۔ لیکن ابھی اچھی طرح جسم کو خشک نہیں کرنے پاتی کہ خود نم ہوجاتی ہے۔ اور جسم کے کپڑوں کو بھی نم کردیتی ہے۔ اور اس نم ہوا کی وجہ سے انسان کو زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اگر کمرے کی ہوا کو برابر بدلتے رہا کریں تو البتہ بجلی کے پنکھوں سے کچھ آرام حاصل ہوسکتا ہے برقی پنکھوں سے کمرے کو ٹھنڈا رکھنے

آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک بالٹی میں برف رکھدیں اور اُس کو پنکھے کے قریب یا نیچے رکھ کر پنکھا چلائیں (اگر دن کا وقت ہے تو کمرہ بند کر دیں) تھوڑی دیر کے اندر کمرہ بالکل سرد ہو جائے گا۔

بڑے بڑے شہروں میں لوگ اپنے کمروں کے اندر پھولوں کے گملے اس طرح رکھتے ہیں کہ وہ کمرے کو سرد رکھتے ہیں۔ درختوں کی پتیاں نم ہوا کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور ہوا کو بالکل خشک کر دیتی ہیں۔ خشک ہوا نم ہوا سے زیادہ ٹھنڈک پہونچاتی ہے۔ اور اس طرح بدن کے بخارات کو باہر نکالنے میں مدد دیتی ہے۔

ثمن جبین۔ کوئلور

قحط

دُنیا بھر میں غلہ کی کمی ہو گئی ہے تمام ملکوں اور خاص کر ہندوستان کی حکومتیں سیاسی جماعتیں کوشش کر رہی ہیں کہ اناج جمع کر کے جن حصّوں میں زیادہ کمی ہو وہاں پہنچایا جائے تاکہ اس برابر کی تقسیم سے کوئی آدمی بھوکا نہ رہے۔ اس سلسلہ میں مسئلہ غذا پر ہندوستان کے لیڈروں نے جو پیامات دیئے ہیں وہ نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

(۱)

اس وقت ہندوستان کے ہزاروں آدمیوں کے سامنے فاقے کا بھوت کھڑا ہے مگر گھبرانے کی ضرورت نہیں اس وقت اگر عوام اور سب پارٹیاں ایک ہو کر اس مصیبت کا مقابلہ کریں تو اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

(ایم۔ کے۔ گاندھی)

(۲)

خوراک کے اس نازک موقع پر کسی کو بھی سیاسی سودا بازی نہ کرنا چاہیئے خوراک کا مسئلہ پارٹی بازی کے جھگڑوں سے الگ ہونا چاہیئے ہمیں ہر طرح کی امداد دینی چاہیئے اور اس خطرناک حالت میں ہمیں پورا تعاون کرنا چاہیئے۔

(مسٹر محمد علی جناح)

(۳)

دیہاتی علاقوں میں زمینداروں اور شہری علاقوں میں دکانداروں کو عوام سے مل کر نمایندہ کمیٹیاں مقرر کرنی چاہئیں تاکہ ان لوگوں کو ذخیرہ اندوزی اور منافع بازی ۴

۴

سے روکیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد

(۴)

سب سے زیادہ دِقّت کمزور اور غریب لوگوں کو ہوگی ہم ان کو بچا سکتے ہیں اور ہمیں بچانا چاہیئے اس لئے جو لوگ خوش قسمتی سے زیادہ اچھے حال میں ہیں انھیں قربان کر کے اپنی خوراک کا کچھ حصہ غریب لوگوں کے واسطے بچانا ہوگا۔

(لارڈ ویول)

(۵)

غلہ اور سبزیاں زیادہ پیدا کیجئے خوراک ضائع نہ کیجئے۔ ذخیرہ اندوزی نہ کیجئے دعوتیں کم کیجئے۔ (ڈیپارٹمنٹ آف سول سپلائیز)

شریف الحسن عثمانی لاہر پوری

ننھّی بچّی کی دُعا

تجھ سے یارب! میری دُعا ہے یہ
عاجزانہ بس التجا ہے یہ

تیرے ہر حکم پر چلوں میں سدا
تجھ سے اُلفت یونہی کروں میں سدا

مجھ سے امّاں رہیں ہمیشہ خوش
اچھّے ابّا کبھی نہ ہوں، ناخوش

میری آپا ہیں کس قدر اچھّی
مجھ کو بچپن سے ہیں بھلی لگتی

میری گُڑیوں کے کپڑے سیتی ہیں
اچھّی چیزیں وہ مجھ کو دیتی ہیں

میرے اللہ! میں جب بڑی ہو جاؤں
قد میں آپا سے بھی بڑی کہلاؤں

پھر تو میں اُن کا خوب کام کروں
کام ہی کام سے میں دھیان رکھوں

تو غریبوں کا پالنے والا
کام سب کے سنبھالنے والا

سب کی پوری دُعائیں کرتا ہے
سب کے دل کو خوشی سے بھرتا ہے

میرے مالک! میری دعا سُن لے
ننھے سے دل کی یہ صدا سُن لے

میں بڑی ہو کے خوب نام کروں
اور غریبوں کا خوب کام کروں

انصاریہ صفیہ ناہید محمّد اا

کھٹ مٹھا چورن

ٹھن ٹھن پیں پیں۔ ٹرٹر۔ ٹرٹر۔ ڈگ ڈگ۔ ڈگ ڈگ
"امّی جان وہ دیکھئے باجے والا بولا۔ پیسے دیجئے ہم باجہ لیں گے۔ باجے والے۔ اے بھئی باجے والے۔ اِدھر آنا ہمیں باجہ لینا ہے" ننھی پپّو نے چلّا کر کہا۔

باجے والا آتا ہے۔ پٹارا اتار کر نیچے رکھتا ہے۔ ذرا آپ بھی دیکھیں۔ ان حضرت کے پٹارے میں کیا کیا ہے۔ پٹارا کیا ہے۔ عمرو عیار کی زنبیل ہے۔ بچّے نہ جانے کہاں سے اِن سب انوکھی چیزوں کا پتہ چلا لیتے ہیں۔ اس میں چھوٹی چھوٹی لال۔ نیلی۔ پیلی چوڑیاں۔ ٹین کی سیٹیاں۔ پھپھیے۔ ٹرّو۔ ڈگڈگیاں۔ لٹو۔ لکڑی۔ کے طرح طرح کے چھوٹے چھوٹے کھلونے پنکھیاں۔ اور دُنیا بھر کی خرافات موجود ہے۔

امّی۔ ذرا دیکھئے تو اس میں یہ کیسے اچھے کھلونے ہیں۔ میں تو بس چوڑیاں لونگی۔ اور چینی کی گڑیا بھی"۔ پپّو نے جوش میں آ کر کہا۔ ادھر سے گگّو میاں بھی پپّو کے چھوٹے منے سے بھائی ہاتھ میں لٹّو لیکر اپنی تتلی زبان سے بولے "امّی جان ام بجے لے" (ہم یہ لیں گے) یہ حضرت صرف تین سال کے ہیں۔ مگر لٹو گھمانے اور گیند پھینکنے کے ابھی سے شوقین ہیں دوسری طرف سے ننّھی بکّو جو خود ہی بس ایک چھوٹی سی گڑیا۔ سوتی جاگتی گڑیا ہے۔ اور سبحان اللہ گگّو کی منّی سی بہن ہے۔ ماں کو آپٹی۔ پھر دونوں بہن بھائیوں کو باجے والے کے پاس کھڑا دیکھ کر اس نے بھی ایک سیٹی اور ایک لٹو بکس سے اٹھا لیا یہ بچی سب سے تیز ہے۔ عمر تو اس کی صرف ڈیڑھ سال کی ہے۔ مگر سمجھ پانچ سال کے بچوں کی سی ہے۔ اور حریص اس بلا کی ہے کہ جو چیزیں بڑی بہن اور بڑے بھائی کو الگ الگ لے کر دی جائیں۔ وہ سب اور ایک کوئی زاید چیز اس کو اکیلے ملنی چاہیئے۔ چنانچہ اُس نے ایک چینی کی گڑیا۔ ایک سیٹی اور ایک لٹو پر قبضہ جما لیا۔

ماں۔ بس سب بچے ایک ایک چیز لے لو۔ کچھ بھی لیلو۔ پپّو بتاؤ تم لٹو لوگی یا گڑیا اور گگّو میاں تم کیا لوگے تم بھی بس لٹو لیلو"

پپّو۔ (جو پانچ سال کی ہے) سوچنے لگی۔ ایک ہاتھ میں گڑیا ہے۔ لٹو اور گڑیا دونوں ہی بڑی اچھی چیزیں ہیں کسی طرح دونوں مل جائیں۔ پھر سوچتے سوچتے پٹارے میں ایک طرف نظر جما کر زور سے بولی: "ارے باجے والے یہ کاغذ کی بتّیوں میں کیا رکھا ہے۔ وہ کونسی ہیں۔ دیکھو"

باجے والا: "یہ کھٹ مٹھا چورن ہے بی بی"

چورن کا نام سنتے ہی پپّو کے منہ میں پانی بھر آیا ایک بتّی ہاتھ میں اٹھا کر بولی۔ "اچھی امّی جان مجھے تو یہ لے دیجئے۔ بس ایک لٹو اور یہ چورن"

امّی: (ہنسی روکتے ہوئے) "نہیں بس ایک چیز

لٹو یا چورن دو چیزیں کسی کو نہیں ملیں گی (باجے والے سے) "کیوں بھئی یہ چورن کی بتی کتنے کی ہے۔ اور لٹو کے کیا دام ہیں۔"

باجے والا:۔ "ایک آنہ کی دو بتیاں۔"

امی:۔ بس تو لٹو واپس لے لو۔ اور ایک بتی چورن کی اس بڑی بچی کو دے دو۔ باقی دونوں چھوٹے بچوں کو لٹو دے دو۔ نہیں تو یہ لڑیں گے۔"

باجے والا سوچنے لگا۔ لٹو دو آنے کا ایک ہے۔ چھ آنے کے تین لٹو اچھے خاصے بک رہے تھے۔ چورن کی ایک بتی تو صرف دو پیسے کی ہوگی۔ اچھی بکری ہوتے ہوتے رہ گئی (زور سے) بچی یہ چورن تو خراب ہے۔ اچھا نہیں ہے تم بھی لٹو لیلو۔"

پپو:۔ نہیں نہیں ہم چورن ہی لیں گے تم لٹو واپس لے لو۔ چورن میٹھا ہے اور کھٹا بھی۔ تم ہم کو چورن ہی دیدو۔"

باجے والا:۔ (دل میں) بچے بھی کیا چیز ہیں ذرا سے چورن کی خاطر لٹو پسند نہیں آیا۔ اچھا لو دو بتیاں لے لو ایک آنہ کی۔

پپو نے بڑی خوشی سے چورن کی دونوں بتیاں لے لیں۔ اور اسے مزے مزے سے سارے گھر میں چاٹتی پھری "کیوں امی جان میں نے اچھا کیا نا لٹو نہیں لیا۔ لٹو میٹھا تھوڑا ہی تھا۔ چورن تو میٹھا بھی ہے اور کھٹا بھی۔

امی:۔ "ہاں تم ندیدی ہو۔"

ہرمزی جلیل قدوائی

کہانیاں بقیہ صفحہ ۱۷

جلد اس کو درست کرو۔" رات بھر میں قالین رفو ہو گیا۔ دوسرے دن بادشاہ شکار سے واپس آیا دیکھا تو قالین بالکل درست ہے۔ فراش سے بادشاہ نے پوچھا تو اول اس نے ٹالنا چاہا لیکن جب بادشاہ نے کہا کہ "سچ سچ بتاؤ۔ قالین جس کو میں نے ایک مصلحت سے پھاڑا تھا۔ کس نے اس کو درست کیا۔" فراش نے رفوگر کا پتہ بتا دیا بادشاہ کی طلب پر رفوگر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا "بتاؤ تم نے کبھی اس قسم کی کوئی تھیلی بھی رفو کی ہے؟" رفوگر نے کہا "ہاں جہاں پناہ" پھر تھیلی دیکھ کر اس کو پہچان لیا اور کہا کہ "اسی تھیلی پر میں نے رفو کیا ہے قاضی صاحب نے کرایا تھا" بادشاہ کو ثبوت مل گیا اس نے قاضی اور سعید کو بلوایا اور قاضی سے کہا کیوں صاحب یہ کیا؟ ہم کو تم پر پورا پورا بھروسہ تھا اور اسی بھروسہ پر قاضی کا عہدہ تم کو دیا تھا۔ تم چور نکلے۔" قاضی نے کہا "جہاں پناہ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں"۔ بادشاہ نے کہا "مابدولت جو کچھ کہہ رہے ہیں بالکل درست ہے یہ رفوگر گواہی دیتا ہے کہ تم نے چوری کی ہے۔" قاضی بہت شرمندہ ہوا۔ بادشاہ نے اسے جیل بھجوا دیا اور سعید کا روپیہ قاضی سے دلوا دیا۔ (ترجمہ فارسی سے)

امۃ السبحان۔ حیدرآباد دکن

جاپان اور جاپانی

جاپان جسے گذشتہ جنگ میں شکست ہوئی ہے یہ ملک دنیا کے مشہور ملکوں میں سے ہے۔ اگر تم وہاں جاؤ تو تمھیں وہاں پہاڑیاں نظر آئیں گی جن کی چوٹیاں برف میں چھپی ہوئی ہوں گی۔ اور تم وہاں چمکتے ہوئے چشمے دیکھو گی۔ جاپان میں بہت سی قسموں کے پھول ہوتے ہیں چپّہ چپّہ پر تم کو باغ نظر آئیں گے۔ دوکانوں پر مکانات کی چھتوں پر ہر طرف پھولوں کے پودے دکھائی دیتے ہیں کچھ عرصہ پہلے جاپان میں سکّے استعمال نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ کاغذ کے نوٹ استعمال کئے جاتے تھے۔ مگر اب سونے چاندی اور تانبے کے سکّے استعمال ہو رہے ہیں۔ ٹیلیفون اور تار کا جال سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ جاپانیوں کی مرغوب غذا چاول ہے اس کے علاوہ وہ میوے اور مچھلی بھی استعمال کرتے ہیں۔ جاپانی چاول کے پودوں کا لباس بھی بناتے ہیں۔ جو بہت نفیس اور خوبصورت ہوتا ہے۔ جاپانی بہت خوش اخلاق اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ اگر کوئی جاپانی اپنے دوست کے بچے کو کوئی تحفہ دے تو اس کا دوست صرف شکریہ پر ہی بس نہیں کرے گا بلکہ وہ اس کے بدلے اپنے دوست کے لڑکے کو تحفہ دے گا

جاپانی پیدل چلنے سے زیادہ سواریوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی سواریاں ہلکی پھلکی ہوتی ہیں جن کو رکشا کہتے ہیں۔ رکشا کھینچنے والے گہرا نیلا لباس اور بڑی ٹوپی hat پہنتے ہیں۔ جو نیچے کی طرف مڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ لوگ بہت تیز دوڑتے ہیں جاپانی کھیلوں کے بہت شائق ہوتے ہیں۔ بوڑھوں سے لے کر بچوں تک سب پتنگ اڑاتے ہیں۔ پتنگ مختلف رنگ اور نمونوں کے ہوتے ہیں۔ جاپانی کھلونے بنانے کے بھی بہت شوقین ہوتے ہیں۔ جاپانی بچوں کو تصویر کشی اور رنگ بھرنے کا بہت شوق ہے۔ اس کے علاوہ وہ خوبصورت چیزیں بھی جمع کرتے ہیں ان میں ہر شخص باغبانی کا فن جانتا ہے۔ اور فرصت کا بڑا حصہ اپنے گھروں میں اور کمروں کے قریب پھولوں کے گملے سجانے میں صرف کرتا ہے۔ چونکہ جاپان میں زلزلے بہت آتے ہیں۔ اس لئے وہاں مکان بانس اور کاغذ کے بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ کرسیوں۔ پلنگوں۔ الماریوں اور فرنیچر کی دوسری چیزوں میں بانس زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی کے نل بھی بانس ہی کے بنائے جاتے ہیں، چاول کے پودوں سے بنایا ہوا کاغذ بہت چکنا اور نفیس ہوتا ہے۔ اسی کاغذ سے وہ رومال اور پنکھے بناتے ہیں۔ یہ رومال دھوئے نہیں جاسکتے۔ بلکہ خراب ہونے پر پھینک دئے جاتے ہیں جاپانی بچوں کو ابتدائی عمر میں گانا ناچنا اور مصوّری وغیرہ سکھلائی جاتی ہے۔ اور بہترین تربیت دی جاتی ہے۔ جاپانی بچے ہندوستانی بچوں کی طرح نہ تو معمولی تکلیف پر رونے

نیوٹ بادشاہ

پرانے زمانے میں ایک بادشاہ گذرا ہے جس کا نام نیوٹ تھا۔ خدا نے اُسے بڑا اقبال دیا تھا اور وہ بڑا عقلمند تھا۔ اور ہر بات کو سوچ سمجھ کر کیا کرتا تھا۔ اس کے وزیر بھی قابل تھے۔ مگر اُن وزیروں میں ایک وزیر ایسے بھی تھے جو خوشامد کے عادی تھے۔ وہ بادشاہ کی تعریفوں کے پُل باندھ دیا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ بادشاہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک وزیر نے کہا "جہاں پناہ کی حکومت تو زمین آسمان اور سمندر تک پھیلی ہوئی ہے"۔ بادشاہ نے فوراً حکم دیا۔ کہ "فلاں روز ہم سمندر کے کنارے جائیں گے" چنانچہ اس روز تمام انتظامات کر دیئے گئے۔ اور بادشاہ سمندر کے کنارے پہنچکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اتفاق سے وہ وقت دریا کے چڑھاؤ کا تھا جس وقت سمندر میں جوش آتا ہے تو کئی کئی میلوں خشکی پر چڑھ جاتا ہے۔ لہریں اُٹھنے لگیں اور دریا بڑھتا گیا۔ پانی کرسی تک پہنچا اور پھر کرسی کے گرد اُونچا ہونے لگا۔ نیوٹ بادشاہ ظاہر میں غصہ کی شکل بنا کر لہروں کو حکم دیتا۔ کہ "پیچھے ہٹ جاؤ" مگر پانی برابر بڑھتا چلا گیا۔ اور بادشاہ کی پروا نہ کی۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے ساتھیوں کو جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اُس وقت بادشاہ اُٹھ کر خشکی کی طرف آیا۔ اور درباریوں سے کہا کہ "دیکھا تم لوگ کس قدر جھوٹ بولتے ہو۔ زمین پر میری حکمرانی ہے اس کی مخلوق میری اطاعت کرتی ہے۔ مگر یہ سمندر میرے قابو میں نہیں ہے۔ اس پر خدا کی حکمرانی ہے۔ اور یہ اُسی کے

بیماری

الٰہی مجھ پر اپنا رحم فرما
مجھے چھٹکارا بیماری سے دلوا

میں اب کڑوی دوائیں پی رہا ہوں
اسی خوراک پر بس جی رہا ہوں

نہیں راتوں کو ملتا مجھ کو سونا
ہے مجھ کو کاٹتا میرا بچھونا

بہت ہی بے مزا یہ زندگی ہے
بتاؤں کس طرح کیا زندگی ہے

مگر یارب یہ سب میری خطا ہے
جو بیماری کا مجھ کو سامنا ہے

کبھی میں نے کیا ہرگز نہ پرہیز
رہا میں کھانے پینے میں سدا تیز

جو کھانے بیٹھتا تھا گھر میں روٹی
نگلتا جاتا تھا بوٹی پہ بوٹی

حکیموں نے بھی کتنی بار روکا
سنا تا کھاؤ آپا نے بھی ٹوکا

قلاقند۔ امرتی۔ برفی۔ ملائی
نہ چھوڑی میں نے جو بھی چیز پائی

کئے پر اپنے اب پچھتا رہا ہوں
بڑا دُکھ ان دنوں میں پا رہا ہوں

میر خورشید علی۔ یاقوت محل

کہانیاں

(۱) کسی بزرگ کے پاس ایک شخص نے جاکر یہ باتیں پوچھیں کہ "جناب جب خدا ہر جگہ موجود ہے تو مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں ہے؟ دوسرے یہ کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا تو انسان کو اس کے جرم کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟" تیسرے یہ کہ شیطان آگ سے بنا ہے تو دوزخ میں ڈالنے سے اُس کو کیا تکلیف ہوگی۔ بزرگ نے جواب دینے کے بجائے اُس شخص پر ایک پتھر کھینچ مارا۔ وہ شخص قاضی کے پاس روتا ہوا گیا اور کہا "میں نے ایک بزرگ سے تین باتیں پوچھی تھیں۔ اُنہوں نے جواب کی بجائے پتھر کھینچ مارا جس سے اب تک میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔" قاضی صاحب نے اُن بزرگ کو بلوایا اور پوچھا آپ نے اس بیچارے کو کیوں مارا۔ سوالات کا جواب دینا تو مارنے سے بہتر تھا۔ بزرگ نے فرمایا "واقعی میں نے اس کو مارا ہے وہ کہتا ہے چوٹ سے درد ہو رہا ہے۔ اگر وہ مجھکو درد دکھا دے تو میں اُس کو خدا دکھائے دیتا ہوں۔ یہ اس کے پہلے سوال کا جواب ہے۔ دوسرے کا جواب یہ ہے کہ میں نے اس کو مارا تھا تو یہ آپ کے پاس فریاد لیکر کیوں آیا؟ جبکہ اس کو یہ معلوم تھا کہ بغیر خدا کی مرضی کے کوئی کام نہیں ہوتا۔ تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ آدمی مٹی سے بنا ہے تو اُس کو مٹی کے ڈھیلے سے چوٹ کیوں لگی۔ اسی طرح شیطان اگرچہ آگ سے بنا ہوا ہوا ہے لیکن دوزخ میں جل سکتا ہے۔ سائل یہ جوابات سُن کر بہت شرمندہ ہوا اور قاضی نے بزرگ کی عقلمندی کی دادی۔

(۲) دو بھائی بہت غریب تھے ایک مرتبہ سفر کو نکلے راستے میں اُنہیں ایک تھیلی ملی کھول کر دیکھا تو اس میں بہت سے روپے اور دو یاقوت تھے۔ چھوٹے بھائی نے جس کا نام جلیل تھا کہا "میں تو اب گھر جاؤنگا روپیہ حاصل کرنے کے لئے گھر سے چلا تھا وہ مل گیا۔" بڑے بھائی نے جس کا نام محمود تھا کہا میں تو دُنیا کی سیر کرنے نکلا ہوں سیر کروں گا۔" دونوں نے آدھا آدھا روپیہ بانٹ لیا اور ایک ایک یاقوت لے لیا۔ جلیل جب چلنے لگا تو محمود نے کہا "میرا روپیہ اور یاقوت بھی لیجاؤ میری بیوی کو دیدینا۔" چند سال کے بعد محمود گھر لوٹا تو معلوم ہوا کہ جلیل نے اس کی بیوی کو روپے تو دیدیے مگر یاقوت نہ دیا۔ محمود نے جلیل سے پوچھا "بھائی تم نے یاقوت کا کیا کیا؟" جلیل نے کہا "میں نے بھابی کو دے دیا تھا وہ جھوٹ کہتی ہیں کہ یاقوت نہیں ملا۔ محمود نے اپنی بیوی کو دھمکایا۔ وہ روتی ہوئی قاضی کے پاس گئی (پہلے زمانے میں آپس کے جھگڑے قاضی چکایا کرتے تھے) اور تمام واقعہ کہا۔ قاضی نے دونوں بھائیوں کو بلوایا اور جلیل سے پوچھا تم کوئی گواہ پیش کر سکتے ہو کہ تم نے اپنی بھاوج کو یاقوت دیدیا تھا؟" جلیل نے کہا "کیوں نہیں۔" پھر دو گواہ حاضر کئے قاضی نے محمود سے کہا کہ "جلیل نے چونکہ گواہ ثبوت پیش

پیش کر دیئے ہیں اس لئے تمہارا دعویٰ خارج کیا جاتا ہے۔"

محمود کی بیوی نے یہ فیصلہ سُنا تو وہ بادشاہ کے دربار میں گئی اور اپنا معاملہ پیش کیا۔ بادشاہ نے پوچھا "تم شہر کے قاضی کے پاس کیوں نہ گئیں؟" محمود کی بیوی نے کہا "میں گئی تو تھی مگر اُس نے انصاف نہیں کیا۔ اگلے زمانے کے بادشاہ تو اپنی رعایا سے بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔" محمود کی بیوی کی یہ بات سن کر بادشاہ نے محمود اور جلیل دونوں بھائیوں اور اُن کے گواہوں کو طلب کر کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں رکھا اور باری باری چاروں کے پاس گیا۔ اور ہر ایک کو موم دے کر کہا "تم اس موم سے بنا کر دکھاؤ کہ یاقوت کتنا بڑا اور کس قسم کا تھا؟ میں گھنٹے بھر بعد آؤں گا۔" بادشاہ ایک گھنٹہ بعد آیا دونوں بھائی چونکہ یاقوت دیکھے ہوئے تھے اس لئے موم سے نمونہ بنا کر بادشاہ کے حوالے کر دیا پھر بادشاہ گواہوں کے پاس گیا۔ اُن میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ سرکار! ہم نے کبھی یاقوت دیکھا ہی نہیں بنائیں تو کیونکر؟ بادشاہ نے ان سے کہا "اگر تم سچی سچی بات بتا دوگے تو تم کو معاف کر دوں گا۔ ورنہ سخت سزا دوں گا۔" گواہوں نے عرض کیا کہ ہم فرضی گواہ ہیں جلیل نے روپے کا لالچ دیا تو ہم گواہی دینے چلے آئے۔ بادشاہ پر جلیل کی مکاری ظاہر ہو گئی اور اُس نے یہ فیصلہ سُنایا "سچ کہنے کی وجہ سے گواہوں کو معاف کیا جاتا ہے اور ہم جلیل کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ یاقوت کو اپنی بھاوج کے حوالے کر دے ورنہ اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اور قاضی کو انصاف نہ کرنے پر علیحدہ کیا جاتا ہے۔"

(۳) سعید کہیں سفر پر جا رہا تھا اُس کے پاس دو ہزار روپے تھے اُس نے تھیلی میں رکھے جن پر مہر لگائی اور تھیلی شہر کے قاضی کے پاس امانت رکھ دی۔ جو سفر سے لوٹا تو قاضی سے اپنی تھیلی لے آیا کھول کر دیکھا تو روپوں کی جگہ پیسے بھرے ہیں فوراً قاضی کے پاس گیا اور کہا "جناب میں نے تو تھیلی میں روپے بھر کر دئے تھے مگر اب پیسے نکلے ہیں" قاضی نے کہا: "تم روپے بتا کر تو نہیں رکھ گئے تھے تھیلی میں سے جوں کی توں واپس کی ہے" یہ کہکر قاضی نے نوکر سے سعید کو باہر نکلوا دیا۔ سعید نے بادشاہ کے ہاں جا کر فریاد کی اور سارا واقعہ سُنایا۔ بادشاہ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور پھر کہا "اچھی بات ہے تم تھیلی رکھ جاؤ۔" دوسرے روز بادشاہ اپنے کمرہ کی نئی قالین کو ذرا سا پھاڑ کر شکار کو چلا گیا۔ کچھ دیر بعد فرّاش (فرش بچھانیوالا) آیا اور جونہی اس کی نظر پھٹے ہوئے قالین پر پڑی خوف سے کانپنے لگا اور دوسرے فرّاش کو بلا کر کہا "میں کمرہ صاف کرنے آیا تھا۔ قالین پھٹا دیکھ کر میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ قالین بالکل نیا تھا۔ ضرور بادشاہ مجھکو مار ڈالے گا کوئی تدبیر بتاؤ کہ اس مصیبت سے نجات مل جائے۔" اس نے پوچھا "کیا کسی نے اس کو پھٹا ہوا دیکھا ہے یا تم نے کسی سے اس کا ذکر کیا ہے؟" پہلے فرّاش نے کہا "صرف تم ہی سے میں اس کا ذکر کیا ہے۔" اُس نے کہا "کچھ پرواہ نہیں تم مطمئن رہو شہر میں ایک رفوگر ہے جو پھٹی ہوئی چیز کو اس خوبی سے رفو کرتا ہے کہ اس کا عیب نظر نہیں آتا۔" فرّاش قالین لے گیا اور رفوگر سے کہا "جو مانگو گے دوں گا۔ تم جلد سے

ملاقات

ننھا سعید آج چھٹی جماعت میں اوّل آیا ہے۔ اس کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا ہے۔ جلدی جلدی قدم بڑھا کر گھر پہنچ گیا ہے اس کی ماں اس کا انتظار کر رہی تھی اسے دیکھتے ہی بولی کیوں سعید کیا ہوا۔

سعید نے سنجیدہ ہو کر مذاق میں کہا" اماں میں فیل ہو گیا" اور پھر سعید نے موٹے موٹے آنسو بھی نکال لیے۔

"بیٹا مجھے تم سے یہ اُمید نہ تھی۔ میں نے محنت مزدوری کر کے تمہاری پڑھائی کے تمام اخراجات پورے کیے ہیں دن دن بھر دوسروں کے کپڑے سیتی تب کہیں جا کے ایک ڈیڑھ روپیہ مل جاتا۔ اور اس میں سے بھی کچھ بچا کر تمہاری فیس اور کتابوں کے لیے رکھا کرتی اور تمہاری وجہ سے میں نے کیا کیا تکلیفیں اُٹھائیں اور اس کا پھل مجھے یہ ملا۔

تمہارے ابا کو لڑائی پر گئے تین سال کے قریب ہو گئے ہیں وہ ابھی تک نہیں لوٹے اور پھر وہ رونے لگیں۔

سعید دل میں بہت پشیمان تھا کہ اُس نے جھوٹ کیوں بولا جس کی وجہ سے اس کی ماں کا دل دُکھا۔

"اماں میں نے مذاق میں آپ سے جھوٹ بولا۔ آپ مجھے معاف کر دیجیے۔"

"کیوں سعید کیا تم پاس ہو؟" ماں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

اماں میں پاس ہوں اور کلاس میں اوّل آیا ہوں سعید نے کہا۔

ماں کا چہرہ خوشی سے لال ہو گیا اور کہا "شاباش سعید مجھے تم سے یہی توقع تھی"

"اچھی اماں ابا ابھی تک کیوں نہیں آئے۔ لڑائی تو ختم ہو چکی ہے"۔ سعید نے پوچھا۔

"بیٹا پڑوس میں سوہن اور حامد بھی تو لڑائی پر گئے تھے۔ وہ تو کہہ رہے تھے کہ تمہارے ابا چند دن میں ضرور آ جائیں گے۔

سعید نے جب یہ سُنا کہ اس کے ابا چند دن میں ضرور آ جائیں گے تو وہ خوشی کے مارے اچھل پڑا اور بھاگ کر سڑک پر گیا کہ شاید ابا آتے ہوں۔ مگر موٹر کے ایک جھٹکے کے ساتھ چھوٹا سعید موٹر کے نیچے تھا موٹر ایک دم رُکی۔ سعید کی ماں ایک چیخ کے ساتھ باہر نکلی۔ ادھر موٹر میں سے سعید کا باپ نکلا۔ سعید کو نکالا گیا۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ کیونکہ سعید بُری طرح سے زخمی ہو گیا تھا۔ سعید کا باپ ڈاکٹر کو لے کر آیا۔

قدرت نے سعید کو دوبارہ زندگی بخشی اور پھر وہ اپنے ابا سے لپٹ گیا اور کہا "میرے اچھے ابا"۔

دونوں میاں بیوی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلک رہے تھے۔

حاذق الخیری

میرے بھائی بہن

اگر "سگ باش برادرِ خورد مباش" اپنی جگہ درست اور مناسب ہو سکتا ہے تو پھر "سگ باش ہمشیرۂ خورد مباش" بھی اپنی جگہ سو فی صدی درست اور جائز ہے۔

میں یہ نہیں کہتی کہ میری طرح بھی ایسی بہنیں ہیں جن پر یہ مثل صادق آتی ہے نہ یہ یقین کرنے کو تیار رہوں کہ دنیا میں صرف میں ہی ایک ایسی چھوٹی بہن ہوں جو اس مثال کی زندہ اور چلتی پھرتی صحیح تصویر ہے۔ اگر ہندوستان کی آبادی کی، یا صرف یو۔پی کی آبادی کی (کیونکہ دنیا بہت بڑی چیز ہے) اور ہندوستان یو۔پی سے بڑا "ہمشیرہ شماری" کی جائے اور اس میں چھوٹی اور بڑی بہنوں کی فہرست علیحدہ علیحدہ مرتب کرلی جائے پھر ان کی حالت کا جائزہ لیا جائے تو ننانوے فیصدی بہنیں میری ہی طرح نکلیں گی اور خصوصاً وہ بہنیں جن کی آپائیں میری آپا جان کی طرح کنواری ہیں اور اس منزل پر آچکی ہیں جہاں پہنچ کر ان کا بعض باتوں کے سوچنے میں تنہائی کا ہر لمحہ صرف ہو جاتا ہے۔ اکثر کشیدہ بناتے ہوئے انگلی میں سوئی چبھ جاتی ہے اور کبھی تو سبزی کاٹتے ہوئے خود اپنا ہاتھ کاٹ بیٹھتی ہیں۔

خدا جانے اور خدا ہی بہتر جان سکتا ہے اور جانتا ہے کہ کیوں میرا کوئی بڑا بھائی نہ ہوا۔ اور "آپا جان" کو مجھ سے بڑا بنا کر آخر کیوں میرے سر پر مسلّط کر دیا۔ مگر ممکن ہے کہ میرا بڑا بھائی اور بھی نادر شاہی و چنگیزی طبیعت کا مالک ہوتا جبکہ صرف بزرگی کے وصف نے آپا جان کو بھی ان اوصاف سے خالی نہ چھوڑا۔

بعض وقت میں اپنے اللہ میاں سے یہ دعا مانگنے لگتی ہوں کہ "اے کاش انسان کا دوسرا جنم ممکن ہوتا اور میں اس وقت بڑی بہن بن کر پیدا ہوتی اور اپنی موجودہ آپا جان کی "آئندہ آپا جان" ہو کر اپنے دل کی ساری تمنائیں پوری کر لیتی۔ خوب خوب بدلے لیتی اور ایسا کہ کہیں ان کو بھی اللہ میاں یاد آجاتے۔

بھلا آپ ہی بتائیے کہ اگر وہ بڑی ہیں تو اس سے کیا میں اگر بڑی نہیں ہو سکتی تو وہی ذرا چھوٹی ہو کر دکھا دیں۔ وہ اگر گوری ہیں تو اس سے کیا؟ کیا میں ان کا رنگ لے لونگی وہ اگر موٹی ہیں تو کیا یہ بھی کوئی اچھی بات ہے۔ میں بھی آخر دبلی پتلی ہوں۔ پھر انھیں ناز کس بات پر ہے۔ پڑھنے لکھنے میں وہ سست کام کرنے میں وہ سست، دماغ ان کا کمزور، حافظہ ان کا ضعیف، سر میں آئے دن درد ——

جب یہ سب چیزیں موجود ہیں اور میں ان باتوں میں ان سے اچھی ہوں تو کیوں نہ سعدیؒ کی یہ بات ہی مان لی جائے ؎

بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال

مگر یہاں میری سنتا کون ہے آپا جان ہیں تو وہ ان کو چاہیں، آپا جان ہیں تو وہ ان کو پیار کریں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جلد ہی ان سے چھٹ جانے والی ہیں۔ مگر ان کے "ان کا" ابھی کہیں دور دور پتہ نہیں۔ اس لئے

ان کو اور بھی خیال ہوتا ہے کہ جانے کیسے کے پلّے
پڑیں؟ لیکن کیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے آئی ہوں۔ ارے
اگر وہ آج جائیں گی تو میں کل جاؤں گی۔ مگر بس خدا ہی
مالک ہے اس غریب کا جس کی یہ محرم راز، و رفیقۂ حیات،
بنیں گی۔ اللہ کرے وہ بھی ذرا سخت قسم کا انسان ہو پھر تو
خدا یاد آجائے گا۔ یہاں کی حکومت کا۔ ورنہ چارپائی پر بیٹھی
ہوئی ہیں قریب ہی صراحی ہے مگر پانی انڈیلنا نہیں چاہتیں
کپڑے صاف پہن لئے تو گویا میلے ہی نہ ہوں گے۔ پھونک
پھونک کر قدم رکھیں گی۔ مجال ہے جو جھاڑو دیدیں، کمرہ
صاف کردیں۔ دنیا ان کی طرفداری کرے تو کچھ نہیں اور
میری طرف سے اگر کوئی کچھ بولا تو وہ بھی برا، میں میں تو خیر
بری ہی ہوں ——

آپا جان سب سے پہلے والدہ صاحبہ کی گود بسا نے
آئیں۔ ممکن ہے اماں جان کو لڑکے کی آرزو ہو اسی لئے تو
لڑکوں سا مزاج پایا ہے۔ اماجان نے ان کو بھی بہت غنیمت
جانا۔ ہاتھوں ہاتھ لیا چھوٹی تھیں تو سب چاہتے تھے۔ گھر
میں کوئی چوہے کا بچہ بھی نہ تھا (کاش میں ہی پہلے آتی) اچھی
خاصی موٹی تازی تھیں۔ لوگوں نے ڈھولک نام رکھدیا۔
مگر رفتہ رفتہ اس ڈھولک نے ستار کی صورت اختیار
کرلی۔ لیکن چندسال سے خدا جانے پھر کیوں انہوں نے
بڑے ڈھول کی صورت اختیار کرلی ہے ——
بس خفا ہوتی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈھول پھٹ
جائے گا اور رخسار جو عام طور پر گول گپّے کی صورت
ہوتے ہیں فٹ بال ہو جاتے ہیں۔
اور پھر شفقت یہ کہ آپ مذہبی اور پرہیز گار بھی ہیں۔

جب اللہ میاں کی خوشامد مطلوب ہوتی ہے تو نمازیں پڑھی
جاتی ہیں دعائیں مانگی جاتی ہیں مگر خدا جانے کس کے لئے؟
مگر یہ بھی یقین ہے کہ اس میں میرے لئے بددعا بھی شامل ہوتی
ہوگی کیونکہ میری محترم آپا جان کا "غصہ کا درجہ" سردیوں میں
بھی سو فی صدی سے کم نہیں ہوتا —— اور گرمیوں
میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پارہ شیشہ کی نلی توڑ کر باہر
نکل پڑے گا۔

ایک بڑی آپا کا رونا ہو تو خیر۔ یہاں تو جس کی میں
آپا ہوں وہ بھی میری بڑی آپا ہیں۔ آپا جان کی چھوٹی اور
صحیح نقل، وہی مزاج وہی غصہ وہی ضد —— آپ کی
عمر دیکھیے اور آپ کی حرکتیں۔ شاید میں ان سے بھی چھوٹی
بنائی گئی ہوں —— بات بات پر غصہ —— ادھر
وہ غصہ ہوئیں، ذرا سی روتی سی آواز نکالی اور ادھر سے
اماں جان چیخیں اور دوسری جانب سے دیکھیے تو آپا جان
دہکتا ہوا انگارہ بنی تشریف لا رہی ہیں۔ پڑھتے وقت
میری کتاب چھینی جائے نہ دوں تو میرا قصور کتاب پھاڑ
دی جائے تو میرا قصور، دوات الٹ دی جائے تو میرا
قصور، قلم توڑ دیا جائے تو میرا قصور —— انکار
تو میرا قصور اور اقرار تو میرا قصور۔ نہ جائے ماندن نہ
پائے رفتن۔ اب بھلا آپ ہی بتائیے کہ یہ جینا بھی کوئی جینا
ہے —— بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے کام لیتا ہے تو
چھوٹا بھائی دوسرے چھوٹے بھائی کا بڑا بھائی بن کر کمی پوری
کرلیتا ہے۔ ممکن ہے اور ممکن ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ میری
اور بہنیں بھی اسی اصول پر عمل کرتی ہوں گی مگر یہاں تو میں
اس سے بھی محروم ہوں۔ جتنی سہیلیاں ہیں وہ ان کی پیاری

چھوٹی آپا جان کی ---- جس سال میں پیدا ہوئی اس سال
شاید سہیلیوں کا قحط پڑ گیا تھا۔ ایک رشتہ کی پھوپھی ہیں
وہ ان کی ہم عمر اور اُن کی سہیلی، ایک آپا ہیں وہ ان کی ہم عمر
اور سہیلی اب ذرا ان سے چھوٹی سہیلیوں اور آپاؤں پر
نظر دوڑاتی ہے تو وہ میری چھوٹی آپا صاحبہ کی سہیلی اور ہم عمر۔
ایک میں ہوں کہ دُور دُور تک تنہا، اپنی انفرادیت
قایم کئے ہوئے ۔ ایک ایسا قطرہ جسے سمندر یا دریا نہیں
ملتے تو ایسے بھی قطرے نہیں ملتے جن سے مل کر وہ پانی کی
ایک دھارا ہی کی صورت اختیار کر سکے۔ لے دے کے
ایک ہمدرد و خیر خواہ کی صورت نظر آئی، سچے اور بے لوث
ہمدردی کی ---- بتاؤں گی نہیں کون؟ ---- وہ
جی بزرگ ملے، ہم عمر نہیں ---- مگر وہ تو پہلے ہی کہہ
چکی ہوں کہ میں ہی بُری نہیں، میرا موافق و ہمدرد و غم خوار
سب ہی بُرے ---- اب خدا جانے ہم ہی بُرے
ہیں یا فریق مخالف ---- مگر یہ طے ہے کہ فریق مخالف
سے ہم عقلی، ذہنی، علمی اور ذوقی، ہر لحاظ سے بلند ہیں۔

خدا سلامت رکھے میرے ننھے بابو کو ----
یہ میرا سچا ہمدرد بن کر آیا۔ اس نے میری زندگی میں جینے
کی تمنا پیدا کی، اس نے میرے زخم پر مرہم رکھا ----
اب اگر آپا جان ستائیں تو اُسے دُکھڑا سُنا کر دل کو تسکین
دے لیتی ہوں ---- اماں جان خفا ہوں تو یہ
ہمدردی کرتا ہے، اور اگر "چھوٹی آپا" بگڑیں تو مارنے
کو دوڑتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کوئی مجھے چھو
نہیں سکتا، کوئی مجھے کچھ کہہ نہیں سکتا، کوئی مجھ سے
بگڑ نہیں سکتا، کوئی مجھے مار نہیں سکتا ----

یہ روتا بھی ہے مارتا بھی ہے، غصہ بھی ہوتا ہے اور دوڑاتا
بھی ہے۔ اماں جان اپنے بچے کے خیال سے اب زیادہ
خفا نہیں ہوتیں۔ میں اسے ہر وقت کھلایا کرتی ہوں۔
یہ میرے ہی پاس رہتا ہے، کہیں جانے کا نام نہیں لیتا۔
بڑی آپا کی طرف تو بھول کر بھی نہیں دیکھتا ----

یہ سچا مسلمان اور پاکستانی ہے۔ نمازیں پڑھتا ہے۔
مسلم لیگ اور پاکستان "زندہ باد" کے نعرے لگاتا
ہے ---- قائد اعظم کی درازی عمر کی رٹ لگاتا ہے
سیاست سے دور رہتے ہوئے بھی کتنا قریب ہے۔
آخر مسلمان ہے نا ---- میں ہر نماز کے بعد اللہ
میاں سے خدا جانے اس کے لئے کیا کیا دعائیں مانگتی
ہوں۔ جی چاہتا ہے (اگر ممکن ہو سکے تو) دُنیا کی ساری
خوشیاں، ساری مسرتیں، ساری دولت، ساری عزت
اور ساری زندگیاں اسی کو دیدوں۔ یہ میری خود غرضی
ہی کیوں نہ ہو۔ مگر خود غرضی کیسے؟ میں خود اپنی ذات
کے لئے تو چاہتی نہیں ----

لوگ کہتے ہیں کہ بہن کو بھائی سے زیادہ محبت ہوتی ہے
مگر بالکل غلط ---- میری دو بہنیں چھوٹی بھی اور بڑی
بھی، مگر دونوں ہر جذبہ کی مالک ہوتے ہوئے بھی محبت
سے محروم ہیں۔ کم از کم میرے لئے ان کے دل میں کوئی جگہ
نہیں۔ اور بھائی!! شاید ساری محبت اسی کو مل گئی ہے
اب میں سوچتی ہوں کہ اگر میرا کوئی بڑا بھائی بھی ہوتا تو مجھے
کتنا پیار کرتا۔ اس وقت میں دیکھتی اپنی آپا جان کو جو آج
بہت بنتی ہیں ---- یا میں ہی نہ ہوتی، اس وقت
دونوں آپائیں عمر کے تفاوت کے باوجود نہ چھوٹی ہوتیں نہ

میری سہیلیاں

مُنوّر:۔ میری سب سے زیادہ عزیز سہیلی بھوپال میں ہم نے چند سال یکجا تعلیم پائی ہے۔ پنجابی ہیں۔ بہت خوبصورت اور خوش مزاج۔ فیشن سے نفرت ہے۔ اور خطوں میں اپنی تمام سہیلیوں کو فیشن سے دور رہنے کی تاکید کرتی رہتی ہیں۔ رمضان میں پورے روزے رکھنا اور ایک قرآن ختم کرنا ان کا معمول ہے۔ اپنی کلاس میں ہمیشہ فرسٹ آتی ہیں مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں۔ کھٹائی کھانے کی شوقین ہیں۔ بہت جامہ زیب ہیں۔ پہلے بہت شرارت کرتی تھیں لیکن ماں جیسی نعمت سے محروم ہو جانے کے بعد خاموش رہنے لگی ہیں۔

کنیز:۔ بھوپال کی سہیلی ہیں۔ فیشن کو بھی پسند کرتی ہیں۔ حال میں ان کی شادی ان کے چچا زاد بھائی سے ہوئی ہے۔ اچھے نمبروں سے پاس ہوا کرتی ہیں۔ پاس ہونے پر مٹھائی کھلانے کا وعدہ کر کے ہمیشہ بھول جایا کرتی ہیں۔ البتہ انکساری بہت پسند ہے۔ خانہ داری کے کاموں سے دلچسپی ہے۔ شادی ہونے کے بعد مجھ سے خط و کتابت بند کر دی ہے نہ جانے کیوں؟ کافی دبلی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو موٹا خیال کرتی ہیں۔ اور دبلے ہونے کی ترکیبیں پوچھا کرتی ہیں۔ بال بڑھانے کا شوق ہے۔

بی بی اختر:۔ انھیں افسانے پڑھنے کا بہت شوق ہے خوبصورت ہیں۔ لیکن خوبصورت کہدو، تو غصہ آجاتا ہے اسکول میں ان کو سب بے بی کہتے ہیں۔ پکنک پر جانے کا بہت شوق ہے۔ کھانا پکانے اور سینے پرونے سے نفرت ہے۔ انگلش بولنے کا بہت شوق ہے لیکن ابھی اچھی طرح بولنا نہیں آتی اس وجہ سے اردو انگلش کا مکسچر بولا کرتی ہیں۔

شمیم فردوس:۔ بہن بھی ہیں اور سہیلی بھی۔ بہت سیدھی ہیں۔ دسویں میں پڑھتی ہیں۔ میٹرک پاس ہونے کی خوشی میں سو رکعت نماز نفل پڑھنے کی منت مان رکھی ہے۔ افسانے پڑھنے کا شوق ہے۔ ساڑی احتیاط سے پہنتی ہیں تاکہ شکنیں نہ پڑنے پائیں اپنے بھائی بہنوں سے بہت محبت کرتی ہیں۔

شمسہ ظہیر الدین ناگپور

عروسہ:۔ بہن بھی ہیں اور سہیلی بھی۔ بڑی ہنس مکھ اور محبت کرنے والی ہیں۔ دستکاری میں ماہر ہیں۔ کھانا پکانے میں بھی ہوشیار ہیں خط کا جواب دینے میں بڑی کاہل اور سست ہیں۔ نماز روزہ کی پابند ہیں۔

طاہرہ سراج:۔ بظاہر بہت بھولی بھالی ہیں۔ مگر ہیں بڑی شوخ اور چنچل نہایت باتونی اور ہنس مکھ۔ ہر وقت مسکراتی رہتی ہیں۔ پڑھنے کا بہت شوق ہے یہ میری سب سے اچھی سہیلی ہیں۔

ساجدہ:۔ بڑی سیدھی سادھی اور سنجیدہ ہیں۔ کاڑھنا اور سینا اچھا جانتی ہیں۔ ہمیشہ سادہ لباس پہنتی ہیں۔ اُن کو

مغـ ـورا اور فیشن ایبل لڑکیوں سے سخت نفرت ہے۔
اخلاق بہت اچھا ہے۔

رئیس فاطمہ بڑی خوش مزاج ہیں۔ میری کلاس فیلو بھی ہیں۔ پڑھنے کی بہت شوقین ہیں۔ تقریر کرنے کا بھی بہت شوق ہے کبھی انعام بھی حاصل کر لیتی ہیں۔ قومی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں نماز کی پابند ہیں۔

سلطانہ:۔ میری ہم عمر اور بڑی شوخ و طرار ہیں فیشن کی دلدادہ۔ پڑھنے سے زیادہ خانہ داری اور دستکاری کا شوق ہے۔ اپنی سہیلیوں سے بہت محبت کرتی ہیں۔

آنسہ اختر جمال بھوپال

ناز بڑی اچھی سہیلی ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ جھوٹ بولنے سے نفرت ہے سچے دل سے ملتی ہیں مصیبت میں گھبراتی نہیں صبر سے کام لیتی ہیں۔

کشور بہت زیادہ شوخ و شریر ہیں۔ اُردو بولتی ہیں۔ گفتگو کرنے کا لہجہ نہایت اچھا ہے۔ سیر و تفریح کی شوقین ہیں۔ غریبوں سے ہمدردی رکھتی ہیں اور مدد کرتی ہیں۔

ریشم ہیں تو سکھ مذہب کی لیکن پردہ کی بڑی پابند ہیں کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ جھوٹ بولنے میں خوب ماہر ہیں۔

ریشمہ بچپن میں ہم اکٹھی کھیلی ہیں۔ سلائی سیکھنے کا بڑا شوق ہے نماز کی پابند ہیں۔

نسیمہ:۔ نشد ہل اور خوش مزاج ہیں۔ ہر وقت سہیلیاں بنانے کا خیال رہتا ہے۔ کچھ کہنے سے پہلے اپنی بات پر غور کر لیتی ہیں۔ دور اندیش بہت ہیں۔

جلیلہ اور فرحت دسویں جماعت میں پڑھتی ہیں۔ اردو میں بہت زیادہ ہوشیار ہیں۔ جلیلہ کو آج کل شاعر بننے کا جنون سوار ہے۔ سکول میں یہ دونوں "دسویں جماعت کے ستارے" کہلاتی ہیں۔

رضیہ فیروز الدین لدھیانہ

امرت کور علم وادی چہرہ دیکھ کر بے اختیار پیار آجاتا ہے۔ جب دیکھو ہونٹوں پر مسکراہٹ رقص کر رہی ہے بعض وقت ان کی باتیں سخت طنزیہ لہجہ اختیار کر جاتی ہیں۔ خط بہت مختصر اور جلد لکھتی ہیں۔ پڑھائی میں تیز۔ بنات کی خریدار ہیں۔

سورج پربھا چند ھوک خوبصورت۔ سنجیدہ، سادگی پسند اور فیاض طبیعت۔ خط بعید لمبا لکھتی اور کئی کئی دن کے بعد پوسٹ کروا دیا کرتی ہیں۔ امسال میٹرک کا امتحان دینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ بنات کی خریدار ہیں۔

رتما دیوی سیٹھ چنچل، شوخ۔ اچھا کھانا۔ اچھا پہننا، خوب ہنسنا اور اچھی طرح پڑھنا۔ اس کے سوا کچھ پتہ نہیں۔ ذرا ذرا مغرور۔ خط کا جواب ایک ماہ کے بعد دینا معمولی بات ہے۔ یہ بھی بنات کی خریدار ہیں۔

چندر کانتا لمبا سفید سفید، گول مول، موٹی سی۔ نت نئی سہیلیاں بنانے کی مشتاق مسکراتے ہوئے ملیں گی۔ اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ [illegible]

عقل کا امتحان

ذیل میں چند ایسے الفاظ ہیں جن کے اُلٹنے پلٹنے سے بریکٹ میں دیئے ہوئے الفاظ بنتے ہیں۔

۱۔ ہلدی (ایک شہر) ۲۔ ریش (جانوروں کا بادشاہ)
۳۔ کان (جسم کا ایک حصہ) ۴۔ ناج (ایک اناج)
۵۔ کرسی (ایک مشہور آبادی) ۶۔ کبری (چوپایا)
۷۔ بکرا (ایک نام) ۸۔ ساش (وقت)

انگریزی مہینوں کے نام نکالیئے: خالد احمد

۹۔ اشوک کمار چند دن بعد بٹنہ جائے گا۔
۱۰۔ آج نوری بھیا کی سالگرہ ہے۔
۱۱۔ سعیدہ سے آگ سترہ مرتبہ جلانے پر بھی نہ جلی۔
۱۲۔ ایک پاگل آدمی اسٹیشن پہنچتا جا رہا تھا۔ مسافر ریل اُلٹ گئی۔
۱۳۔ تمہیں کنوم بری عادتیں سکھاتا ہے۔ اس کے ساتھ نہ رہا کرو۔
۱۴۔ کیوں بی بلقیس تم بُری طرح پٹی ہو۔
۱۵۔ وہ ساری رات جولائی ہے۔
۱۶۔ اک تو پرچیں خود نہیں آئی۔ پھر ناہید کو بھی نہ آنے دیا۔

سیّدہ فرحت فرحاں

برتنوں کے نام تلاش کرو:۔

۱۷۔ سکا لوٹا نات پر بیٹھا ہے۔
۱۸۔ امتحان کے پرچہ کا اگلا سوال آسان تھا۔
۱۹۔ میرے گھر پر اتوار کو خوب رونق رہتی ہے۔
۲۰۔ ہم نے دیکھا تھا لیمپ میز پر جل رہا تھا۔
۲۱۔ اسمٰعیل آج گر پڑا۔

بے ترتیب حرفوں کو ترتیب دیکر بندرگاہوں کے نام تلاش کرو:۔

۲۲۔ چ۔ک۔ ا۔ ر۔ ی۔
۲۳۔ ت۔ و۔ س۔ ر
۲۴۔ ب۔ب۔ م۔ ی۔ ر
۲۵۔ د۔ ر۔ س۔ ا۔ م
۲۶۔ ک۔ ک۔ ت۔ و۔ ل۔
۲۷۔ گ۔ ن۔ و۔ ر۔ ن۔

پھلوں کے نام نکالئے:۔

۲۸۔ س۔ ب۔ ے۔
۲۹۔ ہ۔ ت۔ ر۔ س۔ ن۔
۳۰۔ ن۔ گ۔ ا۔ ر۔ و۔
۳۱۔ ی۔ ت۔ پ۔ ش۔ ا۔ ن۔

قدسیہ خاتون صدیقی بارہ بنکی

بتائیے تو:۔

۳۲۔ وہ کونسی چیز ہے جو بے رنگ بے بو اور بے مزہ ہے بنی بھی ہے اور جمی ہوئی بھی ہے۔ دشمن بھی ہے دوست بھی ہے کبھی انسان کی موت کا باعث ہوتی ہے کبھی جان بچالیتی ہے۔ سرد بھی ہے گرم بھی ہے کبھی بھاری بھاری بوجھ اٹھالیتی ہے اور کبھی ایک

سوئی بھی سنبھال نہیں سکتی انسانوں کی خوبصورتی بڑھاتی ہے اور شاعر اس کی روانی پر نظم لکھتے ہیں۔

۳۳۔ وہ کون سی شے ہے جس کو اگر آج دیکھیں تو پھر کبھی نظر نہیں آتی۔

۳۴۔ وہ کونسی چیز ہے جو انسان کا گوشت کھاتی ہے

۳۵۔ ڈ سے پہلے ہے الف اور بعد اس کے واؤ۔
پوچھ لو اس چیز کا بازار میں کیا ہے بھاؤ۔

جانوروں کے نام بوجھو:-

۳۶۔ غم و رنج سے انسان دُبلا ہو جاتا ہے۔

۳۷۔ بازاری گپ پر اعتبار نہ کرو۔

۳۸۔ زیادہ ہنسنے سے انسان ذلیل ہو جاتا ہے۔

۳۹۔ سدرشن کو ابھی نہ بلاؤ۔

مس رابعہ حسن میسور

جوابات

(۱) دہلی (۲) کشمیر (۳) ناک (۴) چنا (۵) سگریٹ
(۶) بکرا۔ (۷) اکبر (۸) شام
(۹) مارچ (۱۰) جنوری (۱۱) اگست (۱۲) فروری
(۱۳) نومبر (۱۴) ستمبر (۱۵) جولائی (۱۶) اکتوبر۔
(۱۷) لوٹا (۱۸) گلاس (۱۹) پرات (۲۰) تھالی
(۲۱) جگ (۲۲) کراچی (۲۳) سورت (۲۴) بمبئی (۲۵) مدراس (۲۶) کلکتہ (۲۷) رنگون
(۲۸) سیب (۲۹) سنترہ (۳۰) انگور (۳۱) ناشپاتی
(۳۲) پانی (۳۳) گذرا ہوا دن (۳۴) فکر (۳۵) آڑو (۳۶) مور (۳۷) باز (۳۸) ہنس (۳۹) کتا

دلچسپ معلومات

عجیب درخت دُنیا میں ایسے عجیب و غریب درخت بھی موجود ہیں جن کی خصوصیات عام درختوں سے بالکل مختلف ہیں۔ چنانچہ فرانس کے باغات میں بعض ایسے درخت پائے جاتے ہیں جن میں دو تین قسم کے پھل لگتے ہیں۔

سورج گرم ہو رہا ہے بعض ماہرین کی یہ رائے ہے کہ سورج ٹھنڈا ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن امریکہ کے ایک ماہر نے حال ہی میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سورج ٹھنڈا نہیں بلکہ گرم ہو رہا ہے اور گرمی زیادہ بڑھتی جا رہی ہے۔

اس ماہر کی رائے ہے کہ اب سے تین لاکھ سال پہلے سورج کا بیرونی حصہ آگ پکڑ چکا تھا اور روشن تھا۔ لیکن اب سورج کا اندرونی حصہ بھی آگ پکڑ چکا ہے اور اس سے سورج کی گرمی اب اس قدر بڑھ جائے گی۔ کہ سورج دنیا کو جلا کر راکھ کر دے گا۔ اگر اس ماہر کی یہ رائے درست ہے تو شاید اسی کا نام قیامت ہے۔

ملاقاتی کارڈ اٹلی میں جو لوگ عزیزوں کی قبروں پر جاتے ہیں۔ وہ وہاں اپنا ملاقاتی کارڈ چھوڑ آتے ہیں۔

برطانیہ کے دولتمند برطانیہ میں (۵۶۳) ایسے دولتمند رہتے ہیں جن کی دولت دس لاکھ پونڈ سے زیادہ ہے ان میں کروڑپتی بھی شامل ہیں اور ۵

پہیلیوں کی کہانی

میرے ابا جان کبھی کہانیاں نہیں سناتے۔ نہ کبھی پہیلیاں بجھواتے ہیں۔ لیکن ایک دن خود ہی کہنے لگے آؤ آج پہیلیاں پوچھو یہ کہہ کر اپنی بنائی ہوئی یہ پہیلی سنائی

کاٹھ کا سندر ایک مکان
(۱)
اس میں سو دیں ساٹھ جوان

اتا پتہ پوچھا تو کہنے لگے کہ تمہاری اماں جان روزانہ اس سے کام لیتی ہیں۔ چھوٹے بچے بھی اس سے کھیل کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہ مکان جب خالی ہو جائے تو بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔

پھر اپنی بنائی ہوئی دوسری پہیلی یہ سنائی۔

شام کو چوڑا صبح کو گول
(۲)
اس کا نام سمجھ کر بول

اتا پتہ پوچھا تو کہا کہ یہ بھی ہم سب روزانہ استعمال کرتے ہیں بلکہ سفر میں بھی ساتھ لے جاتے ہیں اور سفر میں بھی شام کو چوڑا اور صبح کو گول ہو جاتا ہے۔

پھر اپنی بنائی ہوئی تیسری پہیلی یہ سنائی۔

کان پکڑ کر پیٹ کو دھووے۔
(۳)
صابن ملے پر جھاگ نہ ہووے

اس کا اتا پتہ یہ بتایا کہ سب اچھے بچوں کے پاس ہوتی ہے اور کبھی کبھی ٹوٹ جاتی ہے۔ ہم نے بہت سوچا لیکن سمجھ میں نہ آیا۔ اب آپ بتائیں کہ ان کے جواب کیا ہیں۔

جوابات:- (۱) ماچس و دیا سلائی (۲) بستر (۳) تختی۔

پہیلیاں

۱۔ دنیا ہے مگر آدمی نہیں، جنگل ہے مگر جانور نہیں
آسمان ہے مگر تارے، چاند، سورج نہیں ہیں
ہے مگر مچھلی نہیں۔

۲۔ ایک جانور نقلی جو وقت بتائے اصلی۔

۳۔ ایک جانور ایسا چہرہ تیرے جیسا

۴۔ سپاہی کی جان ہے امیروں کی شان ہے

۵۔ چاروں طرف جالی بیچ میں ہے مالی۔

خالد احمد چن پٹن ضلع بنگلور

۶۔ سامنے رکھ کر دیکھا کیجئے

۷۔ ایک جانور ایسا جس کی دم پر پیسہ

۸۔ بنائی سنواری پچھاڑے پھینک دی

سیدہ شمس النساء شاداں

جوابات

(۱) ناریل (۲) گھڑی (۳) بندر (۴) تلوار (۵) مکڑی (۶) آئینہ (۷) مور (۸) چوٹی

میرے چند شوق

۱۔ مجھکو سینے کا بہت شوق ہے۔
۲۔ کھانا پکانے سے بھی دلچسپی ہے مگر گرمی سے دل بہت گھبراتا ہے۔
۳۔ قصے کہانیاں اور پاکیزہ رسالوں کے افسانے پڑھنے کا بھی شوق ہے۔
۴۔ میرا دل چاہتا ہے کہ دور دراز کا بحری سفر کروں اور دوسرے ملکوں کی سیر کروں مگر یہ شوق پائیہ تکمیل کو پہونچتا نظر نہیں آتا۔
۵۔ مجھکو قلمی سہیلیاں بنانے کا بھی شوق ہے بلکہ یہ شوق جنوں کی حد تک پہونچ گیا ہے۔
۶۔ مضمون لکھنے سے خاص انسیت ہے مگر میرے مضمون بیشتر ردی کے حوالے ہوجاتے ہیں۔

آنسہ ثروت عظمیٰ اسرائیلی

...گھونٹیں۔ اگر آٹا ملا ہوا شیرہ پتلا رہے تو اُسے دس ...درہ منٹ کے لئے رکھ دیں پھر گول گول ٹکیاں ...ریتی میں تل لیں۔ لیجئے اندرسے تیار ہیں۔ اسی طرح شکر ...سے بھی بنتے ہیں ان اندرسوں کو ۸۔ ۱۰ روز رکھ کر ...ا سکتے ہیں میرا آزمودہ ہے۔

عظیم النساء، مذردی

ہنڈ کُلیا

اشیاء: چاول پاؤ سیر۔ چھاچھ سیر بھر۔ مہیر شرنا سالم مرچیں ۴ عدد۔ ہلدی ذرا چھوٹی گرہ۔ میتھی دو تین ماشہ۔ پسی ہوئی مرچ اور نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: مٹھی بھر چاول الگ پانی میں بھگو دو اور باقی چاول دھوکر چھاچھ میں ڈال کر آگ پر چڑھا دو۔ پسی ہوئی مرچیں اور ہلدی ملا دو چاول گلنے کے لئے اگر تھوڑے پانی کی ضرورت ہو ڈالدو اور برابر چلاتی رہو۔ جب چاول گل جائیں تو بھگویا ہوا چاول سل پر پیس کر اس میں ملا دو۔ نمک بھی ڈال دو۔ اور جب کڑھی کی طرح گاڑھا ہوجائے تو اُتار لو اور میتھی اور مرچوں سے تیل یا گھی سے بگھار دو۔

گرم گرم مہیر اور مسکہ کھاؤ تو بہت ذائقہ دار ہوگا۔

حمیرہ عبدالرؤف خریدار نمبر ۹۹۳

اندرسے۔ اشیاء: چاول آدھ سیر۔ گڑ آدھ سیر۔ تیل میٹھا پاؤ بھر۔

ترکیب: چاولوں کو دو دن پہلے بھگو دیجئے۔ دن میں دو مرتبہ پانی بدل دینا چاہیئے۔ دوسرے دن چاول اوکھلی میں کوٹ لیں جب کٹ جائیں تو اُن کا آٹا کپڑے سے چھان کر نکال لیں پھر گڑ کا شیرہ پکائیں۔ جب شیرہ تیار ہوجائے تو آٹا اُس میں ڈال کر کفگیر سے خوب

ذرا ہنسیے

ہٹلر برلن کے بچوں کے ایک اسکول میں گیا۔ بچے ایک لائن میں کھڑے ہوگئے۔ تب اس نے ایک بچہ سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟

بچہ:۔ نازی۔

ہٹلر:۔ تمہارا باپ کون ہے؟

بچہ:۔ نازی۔

ہٹلر:۔ تمہارا دادا کون ہے؟

بچہ:۔ نازی۔

ہٹلر:۔ شاباش۔ شاباش۔

اس کے بعد ہٹلر نے دوسرے بچے سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟

بچہ:۔ جمہوری۔

ہٹلر:۔ تمہارا باپ کون ہے؟

بچہ:۔ جمہوری۔

ہٹلر:۔ (غصہ سے) اگر تمہارے باپ دادا شیطان ہوتے تو تم کیا ہوتے؟

بچہ:۔ (اطمینان سے) نازی۔

(ماخوذ۔ از رسالہ حریم۔ جنگ نمبر)

(۲)

ایک آدمی نے مسخرے سے پوچھا کہ "جانسٹن روڈ کونسی ہے؟"

مسخرا:۔ دیکھئے آپ بالکل سیدھے چلے جائیے آگے آپ کو ایک چوراہا ملے گا۔ اس کے داہنے ہاتھ کو مڑ جائیگا پھر آگے جاکر ایک اور چوراہا ملے گا اس کے داہنے ہاتھ کو مڑ جائیگا۔ وہ ہی جانسٹن روڈ ہے۔

آدھ گھنٹہ بعد وہ آدمی اسی سڑک پر واپس آگیا۔ مسخرا اسے اپنی جگہ کھڑا ہوا ملا۔ اس نے مسخرے سے کہا "حضرت میں تو پھر اسی سڑک پر واپس آگیا"۔

مسخرے نے جواب دیا کہ "جناب میں بھول گیا تھا یہ ہی تو جانسٹن روڈ ہے۔

بیگم:۔ اے ہے۔ تم نے میرے بچہ کو اتنی اونچی کرسی پر کیوں بٹھا دیا ہے۔

ملازمہ:۔ اس لیے کہ اگر کہیں گر جائے تو میرے کانوں تک گرنے کی آواز پہنچ جائے۔ اور میں دوڑ کر اٹھا لوں۔

مس زیب النساء چاندہ

ایک دیہاتی روزانہ پانچ روٹیاں خریدتا تھا۔ ایک روز کسی نے پوچھا "تو پانچ روٹی روز کیوں خریدتا ہے۔ کھاتا ہے یا پھینک دیتا ہے"۔ اس نے کہا۔ ایک پھینک دیتا ہوں۔ ایک سے قرض ادا کرتا ہوں۔ ایک رکھتا ہوں اور دو قرض دیتا ہوں اس شخص نے پوچھا: "اس کا کیا مطلب ہے۔" کہا: جس کو رکھتا ہوں۔ کھاتا ہوں۔ جس کو پھینک دیتا ہوں۔ ساس کو دیتا ہوں۔ جس سے قرض ادا کرتا ہوں۔ ماں باپ کو کھلاتا ہوں۔ اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں مجھ کو قرض دیا تھا۔ اور جو قرض دیتا ہوں۔ وہ اپنے دو لڑکوں کو کھلاتا ہوں تاکہ بڑھاپے میں کام آئے۔

معیدہ خانم گیا

عجائب خانہ

ہوائی جہاز کی ترقی

لندن میں ہوائی جہازوں کی مجلس کی ۸۰ ویں سالگرہ منائی گئی ہے۔ یہ دنیا میں سب سے پرانی انجمن ہے۔ اس کی بنیاد ۱۲ جنوری ۱۸۶۶ء میں رکھی گئی اور اس کے ممبروں نے ہوائی جہاز رانی میں عملی حصّہ لیا ہے۔ دونوں بڑی لڑائیوں میں نئے نئے ہوائی جہازوں نے حصّہ لیا ان سب کا خاکہ اسی انجمن کے ممبروں نے طیار کیا۔ سب سے پہلے اس میں چھ ممبر تھے۔ ۴۰ برس تک ممبروں کی تعداد سو سے نہ بڑھی لیکن موجودہ انقلاب ان چند آدمیوں کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ سب سے پہلا لکچر جون ۱۸۶۶ء میں دیا گیا۔ جس میں ہوائی جہاز سازی کے چند اصول بیان گئے گئے۔ اس لکچر نے بعد میں بڑی رہنمائی کی اور عمدہ عمدہ جہاز طیار کئے جا سکے ۱۸۶۸ء میں اس انجمن نے اپنی پہلی نمائش کی۔ اس میں ایک شخص کو بھاپ سے ایک جہازی نمونہ اڑانے پر انعام دیا گیا۔

۱۸۹۰ء میں ایک ممتاز ممبر نے بھاپ کے انجن سے چلنے والا بھاری ہوائی جہاز بنایا اور ہوا میں اٹھا مگر ڈگمگ ڈگمگ کرنے کی وجہ سے گر کے ٹوٹ گیا ۱۸۹۳ء میں ایک اور جہاز بنایا گیا جو چھ سو فٹ اونچا اڑا ۱۸۹۵ء میں ہوا میں بہے پھرنے کے تجربے کئے گئے۔ سب سے پہلے اس کے دو صدر ہوائی جہازوں میں بیٹھ کے اڑے

پرندوں کی پرواز: جن پرندوں سے ہم بالعموم واقف ہیں وہ دو تین سو فٹ سے زیادہ بہت ہی کم اڑتے ہیں۔ البتہ موسم بدلنے پر نقل مکان کرنے والے پرندے زیادہ بلندی اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ وہ ہوا کی ان لہروں پر پہنچ کے اڑنے لگیں جو ان کی پرواز کے بالکل موافق ہیں۔ عام طور سے وہ ایک ہزار فٹ سے زیادہ اونچے اڑنے کی پروا نہیں کرتے۔ البتہ بگلے، جنگلی راج ہنس اور مرغابیاں بعض اوقات دو ہزار فٹ تک پہنچ جاتی ہیں سب سے زیادہ اونچے اڑنے والے مردار خوار پرندے ہیں۔ وہ میل ڈیڑھ میل اونچے اڑتے ہیں۔ اُن کی نظر بہت تیز ہوتی ہے اور اتنی بلندی سے وہ بہت دور دور تک اپنے شکار کی تلاش کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ اونچا اڑنے والا گدھ جنوبی امریکہ کے پہاڑ انڈیز کا کوندر ہے۔ دیکھنے والوں نے اسے اتنی بلندی پر اڑتے دیکھا کہ ننھا سا دھبہ معلوم ہوتا تھا اس کی بلندی سطح سمندر سے ۱۹ ہزار فٹ بلند ہوتی ہے۔ مشہور سیّاحوں نے حساب کر کے بتایا ہے کہ وہ ۲۷ ہزار فٹ یعنی تقریباً پانچ میل کی بلندی پر بڑے اطمینان و سہولت سے اڑ سکتا ہے۔

قدیم ترین سزائیں

سب سے پہلے موت کی سزا دیئے جانے کا پتہ ۳۱۰۰ برس قبل مسیح بھوج پتر میں مصر میں جن میں سرکاری فوجداری مقدمات کا اندراج ہوتا تھا۔ اس خاص مقدمہ میں ملزم پر جادو کا الزام تھا جس کو اُس کے ججوں نے موت کی سزا

قابل قرار دیا۔ یہ سزا اُسے اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ
نی پڑی۔ غالباً چھری مار کے اُس نے اپنے آپ کو ہلاک
ہوگا جس طرح جاپان میں ہری کاری کی رسم ہے جو بجائے
بہت پرانی ہے۔

کم مہذب قوموں میں ڈبونا سرکاری سزائے موت تھی۔
م قبل مسیح کے قریب برطانیہ والے اپنے ملزموں کو
دل میں پھینک کے مار دیا کرتے تھے۔ چالڈیہ میں چھ ہزار
ل پہلے عجب قسم کی سزا جاری تھی۔ جب کوئی غلام کا کوئی
نو کاٹ ڈالتا تو جس ہاتھ سے یہ جرم کیا جاتا اُس سے
م کو ایک خاص مقدار غلّہ روزانہ ذلوایا جاتا تھا۔

اق کی آسانی

یورپ و امریکہ وغیرہ میں طلاق بڑی پیچیدہ اور مہنگی چیز ہے۔ مشرق کے
ملکوں میں یہ آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ کوچین اور
کن میں اگر شادی شدہ فریق علیحدہ ہونا چاہیں تو وہ
گواہوں کی موجودگی میں بانس کی چھپٹی توڑ کے الگ
ہو سکتے ہیں۔ سائبریا کی بعض قوموں میں شوہر
بیوی کے سر یا منہ پر سے دوپٹہ ہٹا کے چلدے
طلاق ہے۔ مسلمان صرف منہ سے طلاق طلاق
دینے سے الگ ہو سکتے ہیں۔ اسکیمو میں شوہر فرضی غصہ
گھر سے چلا جاتا ہے اور چند روز واپس نہیں آتا۔ اگر
واپس آجائے تو رشتہ پھر جڑ جاتا ہے۔ فرانس میں
عدالت کو فریقین یقین دلادیں کہ وہ کسی طرح ساتھ
یں رہ سکتے اور عدالت میں باقاعدہ خرچ کر کے طلاق
نہیں چاہتے تو وہ طلاق منظور کر لیتی ہے۔
تیوں کی ڈپیوٹیشن ۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ فرانس

کے وار نیابت کی صدارت ایک عورت نے کی۔ اس کا
نام میڈی لائن بران ہے۔ اس کے بال سیاہ ہیں۔
وہ مجلس نابین کی پہلے سے نائب صدر ہے۔

ایک ۳۲۶ برس پہلے کی چونے گچ کی ابھری ہوئی
منقش یادگار ۴۷ ہزار روپیہ میں فروخت ہوئی ہے۔
یہ اشوریہ کے بادشاہ کی بنی اسرائیل پر فتح پانے کی
یادگار میں طیار ہوئی تھی اور ۱۸۵۰ء میں کو وہ نمرود کے
قریب ملی تھی یہ سات فٹ دس انچ × ۴ فٹ ہے۔ اس
میں بادشاہ اشوریہ اپنے درباریوں سمیت کھڑا ہے
اور اس کے سامنے ایک قیدی اوندھا پڑا ہے۔

جاپان میں جنگ سے پہلے ایک وقت کے کھانے
پر تین ین (سوا دو آنے) خرچ ہوا کرتے تھے اب دو سو
ین یعنی سوا نو روپیہ خرچ ہوتے ہیں۔

نہ دلوستان افریقہ کے جنگلات میں ایک سفید
گینڈا ہاتھ آیا ہے جسے غالباً اس کی ماں چھوڑ گئی۔ یہ
جانور بالکل نایاب ہے۔ گو اس کی عمر ایک ہفتہ کی ہے
مگر اس کی قیمت ۴۳ ہزار ۳۳۳ روپیہ ہے اسے
پریٹوریہ کے چڑیا گھر میں رکھا جائیگا۔ محمد ظفر

اُستانی لاثانی

بچہ کے دانت

بچّے کے دانت نکلنے کا زمانہ بلاشبہ نازک ہوتا ہے۔

گو عام طور پر ہر بیماری کا باعث اس زمانہ میں دانت نکلنے کو بتایا جاتا ہے مگر یہ غلطی ہے۔ زیادہ تر اس کا اثر معدہ اور پٹھوں پر پڑتا ہے۔ چنانچہ اُمّ الصبیان اسی زمانہ میں زیادہ ہوا کرتا ہے اس لئے معدہ اور پٹھوں کی بڑی احتیاط کرنی چاہیئے۔ بچّہ کو بخار کی سی حرارت اور بے چینی رہتی ہے۔ بعض اوقات بخار بہت تیز بھی ہو جاتا ہے اور دست آنے لگتے ہیں اور رال خوب بہنے لگتی ہے دانت نکلنے کے زمانہ میں دوائیوں کے سفوف دینے پر نہ اُتر آئیں۔ صرف یہ کافی ہے کہ انگلی صاف کر کے لیموں کے رس میں ڈبوئیں اور مسوڑوں کو رگڑیں۔ شہد میں سہاگہ کی کھیل ملا کے مسوڑوں پر ملنا دانتوں کے باسانی نکل آنے میں مدد دیتا ہے۔ پانی کثیر مقدار میں آہستہ آہستہ پینے کو دیتے رہیں۔ عام حالات کے مطابق اسے اُس زمانہ میں اتنی خوراک نہ دیں۔ اگر موسم ٹھیک ہو تو تازہ ہوا میں رکھیں اور اُسے سکون کی حالت میں رکھیں اور جوش وخروش سے باز رکھیں۔

ابتدائی دانت تعداد میں بیس نکلتے ہیں۔ پہلے نیچے کے دو سامنے کے دانت نکلتے ہیں۔ اس وقت بچّہ چھ سے آٹھ ماہ کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اوپر کے چار دانت۔ پھر اس کے بعد دو نیچے کے برابر کے دانت۔ پھر چار چار اوپر نیچے کی اگلی ڈاڑھیں۔ پھر چاروں کونچلیاں آخر میں چار پچھلے ڈاڑھ۔ یہ دودھ کے دانت ہیں۔

دانت ٹوٹ کے دوسرے دانت نکلنے کا زمانہ چھ سات برس سے شروع ہو کے بیس برس تک قایم رہتا ہے بعض کے تیس برس کی عمر تک جاری رہتا ہے۔ اس میں چار عقل ڈاڑھیں شامل ہیں جو دو جبڑوں کے آخری سرے پر ایک ایک ہوتی ہے۔ پکّے دانت تعداد میں ۳۲ ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی بچّوں کو معدہ کی شکایات رہا کرتی ہیں۔ رات کو بچّے اُن دنوں ڈرا بھی کرتے ہیں۔

بلّی کا شوق

دو قسم کی بلیاں ہوتی ہیں۔ ایک لمبے بالوں والی۔ دوسری چھوٹے بالوں والی۔ لمبے بالوں والی بڑی خوبصورت ہوتی ہے۔ اور دیکھنے دکھانے کی چیز ہے۔ اس کے بالوں میں برش اور کنگھی کرنا اور میل نکالنے والی شے سے دھونا ضروری ہے محنت کا جانور ہے۔ اس جگہ چھوٹے بالوں والی بلّی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اُس کو کھلانا پلانا آسان ہے کیونکہ کتّے سے بہت زیادہ صاف ستھری ہے اور کُتّے کی بیماریوں سے محفوظ ہے۔ غذا کو ادل بدل کے دینا بہت اچھا ہے بلّی کو مچھلی کا بڑا شوق ہوتا ہے جیسے گوشت کے بدلہ میں کبھی کبھی دیدینا چاہیئے۔ بضرورت سے زیادہ نہیں کھاتی اس لئے بسیار خوری کا ڈر نہیں ہوتا۔ گھر میں ایک جگہ راکھ جمع رکھی جائے اور اسے مشار [illegible]

کی تربیت دینی چاہیئے۔ بچے اپنی ماں سے یہ عادت سیکھ لیں گے۔ بچوں کا دودھ سات آٹھ ہفتے کے بعد چھڑانا چاہیئے۔ اس کے بعد تھوڑا سا گائے کا دودھ اپنے بچوں کی کوئی غذا۔ نویں ہفتے پکی ہوئی کھچڑی یا دلیا اور پھر بعد میں ٹکڑے کیا ہوا گوشت پکا کے دیا جائے۔ اس کے بعد عام معمولی غذا دی جاسکتی ہے۔

بلیوں کی صفائی کی ضرورت ہے تاکہ اُس کے بالوں میں جوں اور پسّو پیدا نہ ہونے پائیں۔ پسّو سر سے پاؤں تک سپرٹ آف کیمفر چھڑکنے سے دُور کئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح کہ کھولتے ہوئے پانی کے برتن پر بلی کے بالوں میں کنگھی کی جائے۔ جُوں کنسنٹریٹیڈ انفیوزن آف کوئے سیہ concentrated infusion of quassia اور سرکہ ہم وزن ملا کے چھڑکنے سے جاتی رہتی ہیں۔ بلی کو پانی کی بھی ضرورت ہے۔ پانی کے برتن میں گندھک کا ایک ننھا ٹکڑا ڈال دینا بہتر ہے۔

محمد ظفر

ESTD.1937 اکتوبر ۱۹۴۶ REGD.No. L 8282

دہلی

بنات

The BANAT DELHI

بنات ہی
بچیوں کیلئے ماہوار رسالہ
جس میں دلچسپ اور مفید مضامین
سبق آموز نظمیں اور مزیدار
کہانیاں شائع ہوتی ہیں

بنات ہی
ہر انگریزی مہینہ کی بیس تاریخ کو
''عصمت'' و ''جوہر نسواں'' کی طرح
نہایت پابندیٔ وقت کے ساتھ
کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر۔ رازق الخیری

کھانے پکانے کی بہترین کتابیں

عصمتی دسترخوان حصہ اول جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لیے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست! ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تقریباً ۸۰ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محبت سے کتاب مرتب فرمائی ہے باورچی خانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ایک ایک چیز کی کئی قسم کی تیار کرنے کے لیے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے۔ چاول سونے اور میٹھے۔ سویاں۔ کھیر فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن۔ مچھلی۔ مرغ۔ جلی بسکٹ پڈنگ۔ کباب۔ کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں۔ حلوے۔ چٹنیاں۔ مربے۔ اچار۔ سموسے۔ بڑے۔ پکوڑی کچوریاں۔ پراٹھے۔ روٹی غرض ہر قسم کے کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن صحیح ترکیبیں!! اس کتاب کا ہر گھرانے میں ہونا ضروریات میں سے ہے بہت سی عورتیں اس کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ ذائقہ دار کھانے پکانے لگیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اشد ضروری سمجھ کر جہیز میں دی جاتی ہے۔ چند ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ ۹ ایڈیشن نکل گئے۔ قیمت ؎

عصمتی دسترخوان حصہ دوم عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ ہے جس میں ۱۰۰ مضمون کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ہیں مثلاً

مشرقی مغربی کھانے ہماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین۔ کھانے کے اصول۔ کھانے کی حفاظت۔ جرمنی باورچی خانہ جاپانی باورچی خانہ۔ کچی سبزی۔ ترکاریوں کے خواص۔ کھانے کا کمرہ۔ اناج کا صندوق۔ ایرانی دعوت وغیرہ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ترکیبیں۔ عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی۔ عراقی۔ روسی۔ اطالوی۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ کھانوں کی کئی ترکیبیں ہیں۔ قیمت ؎ عصمتی دسترخوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت ۔ صہ

عصمتی ہنڈکلیا سوا سو کھانوں کی صحیح ترکیبیں بچیوں کے مطلب کی درج کی گئی ہیں۔ کھانے پکانے کے متعلق نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں بھی ہیں قیمت ۱۰ ار

ناشتہ دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کے ناشتے۔ چاء۔ کوکو۔ شربت۔ لسی۔ فالودہ۔ آئس کریم۔ بسکٹ۔ کیک۔ توسٹ۔ کڑھائی وغیرہ کی کئی ترکیبیں ہیں قیمت ۱۲ ار

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کو اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہئے۔ کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ کئی درجن تجربہ کی ہوئی ترکیبوں کے علاوہ کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں کے لکھے ہوئے ہیں قیمت ۱۰ ار

بیماروں کے کھانے بیماروں کے جو کھانے بہت مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ ۱۲ ار

اقیہ کھانے دولہا بھائی سے نندوئی سے سہیلیوں سے مہذب مذاق کرنے کے نہایت دلچسپ کتاب ہے قیمت ۶ ر

زنانہ دستکاری کی مفید کتابیں

عصمتی کروشیا عام فہم ہدایات اور مختلف قسم کی جھالروں۔ کونوں۔ انسرشن تولیوں وغیرہ کے خوبصورت نمونے چند عنوانات: تاج محل گل طیبہ۔ گلدان۔ ہرن۔ گھوڑے۔ شیر۔ مرغ۔ راج ہنس۔ بچہ معہ تیر کمان۔ گاڑی۔ عورت وغیرہ چوتھا ایڈیشن قیمت دو روپیہ ؎

عصمتی کشیدہ میز پوش۔ پلنگ پوش۔ چادریں۔ رومال۔ کرسیوں کے گدے۔ تکیے وغیرہ کے کئی درجن نمونے۔ دلکش پھول دلآویز بیلیں وغیرہ چوتھا ایڈیشن

گلدستۂ کشیدہ وضع وضع کے پھول بیلیں۔ کونے۔ بوٹیاں چادر۔ میز پوش۔ گریبان کف وغیرہ کے لیے ۸۰ مشہور دستکار خواتین نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے چوتھا ایڈیشن

گلزارِ درخشاں کشیدہ کاری کے سو بہترین نمونے از محترمہ آر کے درخشاں ؎

گلشن ہراغا کے ۴۴ بیلیں۔ ۲۰ پھول۔ ۳۸ کونے۔ ۱۱ گملے۔ ۱۱ ٹوکریاں۔ ۵۰ مرکزی یادگار۔ ۷ گریبان غرض کشیدہ کے متعدد نمونے ہیں قیمت ؎

مجموعۂ کشیدہ کاری پہلے ۴۴ نمونے ان کے بعد نئی نئی وضع کی کڑاہت کے ۷ نمونے پھر مختلف خواتین کے دیے ہوئے ۳۹ بہترین نمونے ہیں قیمت

روحِ کشیدہ جس میں متعدد نمونے چھوٹے بڑے دریائی پھولوں۔ بیلوں۔ گلدستوں اور مرکز کونوں کے ہیں قیمت ؎

کڑاہت کی قسمیں مختلف قسم کی کڑاہت کی عام فہم ترکیبیں اور ہدایتیں نمونے دیدہ زیب ؎

کراس اسٹچ ورک ترچھے ٹانکوں کے کام کی مشہور کتاب۔ چند نمونوں کے عنوانات۔ بطخ چڑیا۔ سارس۔ چوزہ۔ مور۔ بلی۔ چوہا۔ گلہری۔ ہرن۔ ہاتھی۔ اونٹ وغیرہ۔ پھولوں بیلوں گلدانوں وغیرہ کے بھی بہت سے نمونے ہیں قیمت ؎

تارکشی کا کام جس کی مدد سے کپڑے سے دھاگہ نکالنے کا کام آجاتا ہے متعدد نمونے

گلدستۂ تارکشی مضامین اور ہدایتیں نہایت سلیقہ اور محنت سے لکھی گئی ہیں ۵۰ نمونے ہیں ایک سے ایک بہتر

اونی کام سلائیوں سے بنائی کے بہترین نمونے۔ مضامین اور ہدایتیں عام فہم۔ رنگین اور سادے نمونے بہت کافی ہیں دوسرا ایڈیشن قیمت ؎

سوئیوں کا کام ۴۸ پھول، ۲۷ بیلیں، ۴۲ جھالریں، ۳ فریم، ۱۱۱ انسرشن، ۳ جالیاں، ۹ حاشیے ۱۱ پنکھے ہینڈ اور منی بیگ، ۲ پردے ان کے علاوہ متعدد اور نمونے۔ ترکیبیں مفصل اور مکمل ۲۰ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے بار سوم قیمت تین روپیہ ؎

سلمہ ستارہ کا کام کلابتون۔ گوکھرو۔ سلمہ۔ گجھائی۔ موتی۔ ستارہ وغیرہ کے کام کے ۲۲۶ نمونے دیدہ زیب۔ مرحومہ خدیجہ بائی کی دستکاری کی یادگار ہے ؎

چمنستانِ خیاطی پاسوئی کا کام بچوں کے کپڑے سوٹ جانگیے۔ باڈی پجامہ، سینہ بند قمیص۔ زنانہ کپڑے۔ لباس شب خوابی۔ انڈرویر۔ کالر کف۔ بلاوز جمپر غرض کٹائی سلائی کی ترکیبیں اور نمونے بہترین قیمت ؎

گلستانِ خیاطی کپڑے کی کٹائی سلائی کی بہترین کتاب قیمت ؎

گوٹہ کناری کا کام ہندوستان کی قدیم و مشہور صنعت پر بیش بہا کتاب سوا سو کے قریب دیدہ زیب نمونے ہیں ترکیبیں عام فہم ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ ؎

بالی کا کام لہریں۔ جال۔ سیدھے الٹے بیتے۔ گملے پھول۔ بیلیں۔ گلدستے۔ مختلف وضع کے متعدد ہیں۔ ہدایتیں بہت آسان مگر مکمل ہیں بار دوم قیمت دو روپیہ ؎

شمیم سوزن کاری جس میں زری کا کام۔ ڈار جینا ورک۔ کامدانی کا کام۔ کانچ کے ٹکڑوں کا کام۔ سلک ایمبرائڈری اور کروشیا کے نمونے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں معہ ہدایات ؎

سہ ڈاک بذمہ خریدار — **ملنے کا پتہ :۔ عصمت بک ڈپو۔ کوچہ چیلان۔ دہلی** — محصول ڈاک بذمہ خریدار

رسالہ بنات دہلی

۱۹ سال انیسواں	فہرست مضامین ماہ اکتوبر ۱۹۴۶ء	جلد ۳۸ نمبر ۷

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ اکتوبر کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ نومبر کا رسالہ عہ ۱۲ کا وی پی حاضر ہوگا۔

۳۲-۶۳-۷۶-۱۰۶-۱۸۴-۱۸۵-۲۶۵-۲۶۶-
۲۲۹-۲۷۰-۳۴۰-۳۴۹-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶
۳۹۸-۴۰۰-۵۶۲-۵۷۷-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴
۵۸۵-۵۸۶-۵۸۹-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۵
۵۹۶-۶۰۵-۷۸۷-۸۶۶-۹۳۳-۱۰۴۶-۱۰۵۱-
۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶
۱۰۶۸-۱۰۷۳-۱۰۷۸-۱۲۲۱-۱۲۲۴-۱۲۳۰-۱۲۲۹، ۱۲۳۱-۱۲۳۴
۱۴۳۷-۱۴۴۹-۱۴۵۱-۱۴۵۳-۱۴۵۷-۱۴۵۹-
۱۴۶۰-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶
۱۴۶۷-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵
۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۱-۱۴۸۲
۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷
۱۴۸۹-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۵
۴۹۷-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۷-[illegible]
۲۰۱۱-(۹۳)

منیجر

زکوٰۃ و خیرات

(حضرت علامہ راشد الخیری علیہ الرحمہ)

زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ امیر آدمی غریب آدمیوں کی
...بعت سے بے خبر نہ ہو جائیں اور اُن کو جو کچھ دیں یہ
...میں کہ ہم نے احسان کیا۔ بلکہ خدا کے ایک حکم کی
...ل کی۔ اسلام کا فیصلہ یہ ہے کہ اپنے امیروں سے لو
...غریبوں کو دو۔ یعنی امیر غریبوں کو خیرات و زکوٰۃ
...ے کر اُن کو شرمندہ نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان
...یہ یقین ہونا چاہئے کہ خیرات اور زکوٰۃ لینے والے
...پہلے خدا کے ہاتھ میں پہونچ جاتی ہے۔ چنانچہ خداوند
...اپنے کلام پاک میں فرما رہا ہے کہ اس سے پہلے
...تم ہمارے پاس آؤ اپنے واسطے کچھ ہمارے
...س بھیجدو۔ جب تم آؤ گے تو تمہاری امانت
...واپس دیدیں گے۔

زکوٰۃ اس شخص پر جو قریب پچاس روپے
...ا ہو واجب ہے چاندی دو سو درم ٹکہ کی تول
...سونا بیس مثقال اگر ایک سال تک وہ
...کا مالک رہا ہو خواہ سونے کا یا چاندی کا
...ۃ دینی چاہئے۔ اصل قیمت کا پانچواں حصہ
...ور سرور کائنات ماہ رمضان میں بہت
...دہ خیرات فرماتے تھے اور آندھی کی طرح
...تے تھے یعنی گھر میں کوئی چیز نہ رکھتے تھے۔
حدیث صحیح ہے کہ فرمایا رسالت آب
نے خوشی ہو اُس کو جو اس مال میں سے
دے۔ جس کو جائز طور پر کمایا۔ زکوٰۃ اور
خیرات میں یہ بات بہت زیادہ یاد رکھنی چاہئے
کہ احسان ہرگز نہ کیا جائے۔ اسلام نے اس
حاجتمند کو افضل بتایا ہے جو سوال نہ کرے
اور در در نہ مانگے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جو شخص
دوسرے حاجتمند کو کھلاتا اور پہناتا ہے قیامت
کے روز جب سب ننگے اور بھوکے ہوں گے وہ
ننگا اور بھوکا نہ ہوگا۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے
سامنے یہ قول نقل کیا گیا کہ عالم اور طالب کو میں
خیرات و زکوٰۃ میں اس لئے افضل خیال کرتا
ہوں کہ ان کو رزق کی کوشش سے بے فکر
کردوں تو اُنھوں نے فرمایا بہت درست
ہے۔

حمد

مولا تو رحمٰن ہے
مولا تو سبحان ہے
دنیا کا سلطان ہے
سب یہ ترا احسان ہے

تیرے در پہ ہیں سر بسجود
ذات ہے تیری ربّ ودود
ہر شئے میں ہے تیرا وجود
تیری اعلیٰ شان ہے

دُنیا کے ٹھکرائے ہیں
تیرے در پر آئے ہیں
اپنا دُکھ ہم لائے ہیں
نام ترا رحمٰن ہے

تیرے لئے ہی مرتے ہیں
تیرا ہی دم بھرتے ہیں
ذکر ترا ہی کرتے ہیں
ورد ترا ہر آن ہے

تیری عنایت کے صدقے
تیری محبّت کے صدقے
تیری شفقت کے صدقے
تجھ پہ فدا یہ جان ہے

اپنے نبی کی الفت دی
دونوں جہاں کی دولت دی
سب سے بڑی نعمت دی
تیرا بڑا احسان ہے

جان حزیں گھبراتی ہے
ناؤ جھکولے کھاتی ہے
موجوں سے ٹکراتی ہے
برپا اک طوفان ہے

افسردہ ہی رہتا ہوں
دنیا کے غم سہتا ہوں
اپنا دکھڑا کہتا ہوں
لیکن دل حیران ہے

حق کی حمایت کرتا ہوں میں
دین کی اشاعت کرتا ہوں میں
قوم کی خدمت کرتا ہوں میں
جبتک تن میں جان ہے

روپ بدلتی دھرتی ہے
جاہ و حشم پہ مرتی ہے
کچھ کہتی کچھ کرتی ہے
عقلِ بشر حیران ہے

ہمکو با ایمان اُٹھا
محشر میں دیدار دکھا
رنج مٹا دل شاد بنا
بس یہی اک ارمان ہے

تو ہی بحر و بر میں ہے
تو ہی خشک و تر میں ہے
یعنی دنیا بھر میں ہے
جوہر کا ایمان ہے

جوہر چاندوڑی

مصر کا سوداگر

مصر کے مشہور سوداگر اسحاق کی تجارت دور دور پھیلی ہوئی تھی، عراق، حجاز اور ہندوستان تک اُس کے کارندے پھیلے ہوئے تھے۔ سوداگر بہت خدا ترس آدمی تھا۔ روزہ نماز کا پابند تھا۔ وہ اپنے نوکروں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ مگر اُس میں یہ بڑا عیب تھا کہ وہ بہت کنجوس تھا ایک پیسہ تک خرچ کرنا اُس کو گوارا نہ تھا اس کے پاس بس ایک چوغا تھا جس میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے اور پگڑی میں سوراخ ہی سوراخ تھے لیکن سوداگر ایسی ہوشیاری سے باندھتا تھا کہ کوئی سوراخ نظر نہیں آتا تھا۔ جب کوئی اس کے پاس آکر کہتا کہ سوداگر میاں خدا نے تمہیں اتنی دولت دی ہے کچھ تمہیں بھی دو تو سوداگر غصہ میں آکر کہتا کہ تم لوگ مجھے دیوالیہ بنا کر چھوڑو گے

ایک دفعہ سوداگر تجارت کے سلسلہ میں مصر کے دارالحکومۃ قاہرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر ٹکٹ خرید کر گاڑی میں بیٹھا گاڑی چھوٹنے میں ایک آدھ منٹ باقی تھا کہ ایک نوجوان کود کر ڈبے میں آ داخل ہوا۔ گاڑی چل دی۔ اور وہ نوجوان جگہ نہ ہونے کی وجہ سے کھڑا رہا۔ ایک دو گھنٹے تک وہ نوجوان کھڑا رہا۔ اس کے بعد اُس نے سوداگر کی طرف دیکھا جو بالکل نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔ سوداگر سمجھ گیا کہ نوجوان کچھ کہنا چاہتا ہے۔ سوداگر نے کہا کہ میاں تم بیٹھنا چاہتے ہو۔ نوجوان نے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر تھوڑی سی جگہ دیدیں تو مناسب ہے۔ سوداگر نے جگہ دیدی اور وہ نوجوان سوداگر کے نزدیک بیٹھ گیا نوجوان چونکہ زمانہ شناس آدمی تھا وہ جلد ہی سوداگر سے گھُل مل گیا۔ راستے میں سوداگر کی طبیعت کچھ خراب ہوگئی تو فوراً نوجوان نے اپنے سوٹ کیس سے دوائی نکال کر سوداگر کو دی جس سے اُس کی طبیعت ٹھیک ہوگئی۔ اب سوداگر اُس کی بہت عزت کرنے لگا۔ نوجوان نے راستہ میں ایک دو دفعہ سوداگر کو کھانا بھی کھلایا۔ سوداگر چونکہ کنجوس آدمی تھا اس لئے اُس نے اپنے دل میں کہا کہ یہ سودا تو بہت سستا رہا سفر کے کھانے پینے کے پیسے تو بچ گئے۔ نوجوان کبھی کبھی ٹکٹکی باندھ کر سوداگر کی طرف دیکھتا۔ تو سوداگر گھبرا جاتا اور دل ہی دل میں کہتا کہ یہ میری طرف اتنے غور سے کیوں دیکھتا ہے۔ مگر اس کی ہمّت نہ ہوتی تھی کہ پوچھ لے سوداگر کو متردّد دیکھ کر کہا کہ میں آپ کی طرف اس لئے غور سے دیکھتا ہوں کہ آپ کی شکل بالکل ہمایوں بادشاہ سے ملتی جلتی ہے میں قاہرہ میں مصوّری کا کام کرتا ہوں اگر آپ میرے گھر تشریف لے چلیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی میں آپ کو شاہی لباس پہنا کر آپ کا فوٹو لینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ میری یہ التجا مان لیں تو میں ہزاروں روپے کما سکتا ہوں سوداگر کنجوس تو تھا ہی دل میں کہنے لگا کہ مجھے بھی کچھ دیگا یا نہیں۔ آخر اس نے کہا کہ میں اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا" نوجوان نے کہا کہ "میں آپ کو پچاس روپیہ دوں گا صرف چند منٹ صرف ہونگے۔ سوداگر رضامند ہوگیا۔ سوداگر

مصور کے مکان پر پہنچا اُس نے اپنے کمرے میں جس میں بہت سی تصویریں تھیں لے جا کر بٹھا دیا۔ اور کہا کہ آپ یہاں تشریف رکھئے میں ابھی آتا ہوں مصور دوسرے کمرے میں چلا گیا اور شاہی لباس جس پر نقلی ہیرے اور جواہرات ٹکے ہوئے تھے اور ایک تاج جس پر نقلی موتی ہیرے وغیرہ جڑے ہوئے تھے لایا۔ اور کہنے لگا کہ آپ اس لباس کو پہن لیجئے میں دوسرے کمرے میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں چنانچہ سوداگر نے جلدی سے اپنا لباس اُتارا اور شاہی لباس پہن کر مصور کے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے آئینہ رکھا ہوا تھا اُس نے اس میں اپنی شکل دیکھی اور بڑا خوش ہوا کہ میں واقعی بادشاہ معلوم ہوتا ہوں سوداگر کرسی پر مصور کے سامنے بیٹھ گیا اور مصور نے ایک کاغذ پر اس کی شکل بنانی شروع کی۔ ابھی ناہی خط بنائے تھے کہ وہ سوداگر سے کہنے لگا کہ میرا رنگوں کا ڈبہ دوسرے کمرے میں رہ گیا ہے اُس لئے میں لے رنگوں کا ڈبہ لے آؤں۔ سوداگر پانچ دس منٹ تک انتظار کرتا رہا۔ آخر اُس نے آواز دی کہ آپ جلدی آیئے مجھے جلد جانا ہے مگر کوئی جواب نہ آیا کافی انتظار کرنے کے جب سوداگر دوسرے کمرے میں آیا تو مصور غائب تھا پھر اُس نے اپنا لباس بھی کمرے میں نہ پایا۔ یہ دیکھ کر سوداگر کے ہوش اڑ گئے کیونکہ اس نے اپنے چوغہ کے استر میں چار ہزار روپے اسّی ہزار کے نوٹ میں رکھے تھے۔ وہ ایک پورا اچھا اچھا بنا تھا سوداگر زور زور سے چلانے لگا کہ لوگو دوڑو میں لٹ گیا۔ تھوڑی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے سوداگر ...

غریب بچہ

ننھا سا ایک بچہ　　مکتب سے آ رہا تھا
جزدان تھا بغل میں　　اور گھر کو جا رہا تھا

کچھ پیاری پیاری صورت　　کچھ بھولا بھالا بچہ
لیکن غریب گھر کا　　اپنے گھر کا اُجالا بچہ

کپڑے پھٹے پرانے　　اور پاؤں سے تھی ننگا
یہ حالت اسکی دیکھی　　اور میں نے دل کو پکڑا

اس پر بھی دیکھو بچہ
خوش اور شاد تھا وہ

دل میں نہ کوئی خواہش　　دل میں نہ کچھ تمنا
دُنیا سے بے خبر تھا　　اور بے خبر تھی دنیا

وہ ہنستا اور ہنساتا　　ہونٹوں سے مسکراتا
جب کچھ خیال آتا　　تو خوب کھل کھلاتا

شاید وہ دل ہی دل میں
کچھ باتیں کر رہا تھا

زیب النسا بنت شیخ منو صاحب

بھائی بہن

"سُہیل میں بتائے دیتی ہوں مجھے چھیڑا نہ کرو، پھر گئے
میرے کمرے میں؟ آخر تمہیں مجھ سے ایسی ضد کیوں ہے؟
جب میں تمہارے معاملہ میں دخل نہیں دیتی اور نہ دینا
چاہتی ہوں تو تم میرے معاملات میں کیوں دخل دیتے ہو"
— "کیا تم مجھ سے نہیں اُلجھتی رہتیں ہر وقت تو امّی جان
کے کان بھرتی رہتی ہو..... سُہیل نے یہ کہا۔ سُہیل نے وہ
کیا دیکھنا امّی الماری کھولے حلوا نگل رہا ہے لیجئے میری
کتاب لے بھاگا ہے، غضب ہو گیا۔ ابّا کے قلم کو گود گود کر
کسی کام کا نہ رکھا۔ ہر دم یہی رٹ رہتی ہے نا" سُہیل نے
یہ کہا اور سلمےٰ کی طرف دیکھ کر ہنس پڑا جبکہ سلمےٰ کچھ فاصلہ پر
کھڑی حقارت سے اُسے گھور رہی تھی) —— بہت بہتر
قسم ہے جواب سے میں تمہارے بارے میں کچھ کہوں ذرا سے
میرے ہی بدولت تو خدا جانے کتنی دفعہ تم پٹنے سے بچے ہو
ورنہ..... خیر نکلو میرے کمرے سے۔ رہ گیا، کہہ دی ڈالو
شوخ سُہیل اب بھی ہنس رہا تھا اس کی بڑی بڑی چمکدار
آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی۔ "امّی جان" "امّی جان"
سلمےٰ کھسیانی ہو کر چلائی، سُہیل کو کچھ بن نہ پڑا تو بہن کی
تصویروں کا البم اُٹھا اور نکل کر بھاگ جانا چاہا محض اُسے
چڑانے کی خاطر، سلمےٰ تو خونخوار شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی،
دونوں کے درمیان پتھر کی چھوٹی سی میز تھی جس پر سنہرا خوبصورت
گلدان رکھا ہوا تھا ایک دوسرے پر جھپٹنے اور نکل بھاگنے
سے میز کو ٹکر لگی اور میز مع گلدان کے زمین پر آ رہی،

اب دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش کھڑے گلدان
ٹکڑوں کو خوف و دہشت کی نظروں سے دیکھ
سلمےٰ کی آنکھوں سے غم و غصہ کی چنگاریاں نکل
تھیں اپنی سالگرہ کی بہترین یادگار کے ٹوٹ جا
اُس کا دل خون ہو رہا تھا، اچانک اُس کی نگا
کے انگوٹھے پر پڑی جس سے لال لال خون بہ
اب سلمےٰ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اُس نے
کے اندر ایک نظر دوڑائی اُس وقت اُس
یہ چاہتا تھا کہ سب چیزوں کو توڑ پھوڑ کر
اور خوب روئے اتنے میں ہارن کی آوا
اُسے چونکا دیا، دل پر جبر کرتے ہوئے
نے کمرے کو بند کیا اور اسی حالت میں گ
سوار ہو گئی۔ راستہ بھر سُہیل کا خیال اُ
پریشان کرتا رہا نہ جانے انگوٹھا کتنا
ہوگا میں کیوں اس زور سے لپکی کہ
البم اُٹھا لیا تھا کھا تو نہ جاتا۔ کتنی ہی تص
البم میں خود اُسی کی لائی ہوئی ہیں۔ وہ
مجھ سے ناراض ہو گیا ہے اب کبھی
خیر گھر جا کر منا لوں گی اور اُس کا وہ ر
ادھورا پڑا ہے۔ آج ضرور پورا کر دوا
اُسے لے کر خوش ہو جائے گا۔ یہ
انہیں خیالات میں رہی۔ سلمےٰ اور سُہیل

کے بہن بھائی تھے۔ ان سے چھوٹی ستارہ تھی، سلمیٰ
کی دو بڑی بہنیں چونکہ مر چکی تھیں اس لئے ماں
باپ کو اس کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ اور اکثر سہیل
ہی پہ ڈانٹ پڑتی رہتی تھی کیونکہ سہیل فطرتاً شریر
اور ذہین تھا، اور ذہین بچے عموماً شوخ اور شریر ہی
ہوتے ہیں۔ ایک دن کا ذکر ہے سلمیٰ نے اپنی چند
سہیلیوں کی دعوت کی کمرہ خوب سجایا۔ ادھر ان لوگوں
کے استقبال کو باغ میں نکل گئی۔ سہیل میاں نے
جو موقع پایا چور کی طرح کمرے میں گھسے اور لگے اپنی
شرارت کے جوہر دکھانے تھوڑی ہی دیر میں کمرے
کا نقشہ بدل گیا جتنی چیزیں دکھائی دیتی تھیں سب کی
سب اوندھی ہیٹل کو رالٹا، فریمیں الٹیں، کرسیاں سجدے میں
گھڑی کی سوئیاں شام بارہ بجا رہی تھیں، فوٹو اسٹینڈ
جس کے ایک طرف سہیل اور دوسری طرف ستارہ اور
سلمیٰ کی تصویریں لگی تھیں ان میں سے سہیل نے اپنی تصویر
کے نیچے خوبصورت حروف میں لکھا "خوبصورت ترین چہرہ"
اور بہنوں کی تصویر کے نیچے لکھ دیا کیسی بھونڈی شکلیں ہیں
سہیل اپنی شرارت میں مصروف ہی تھا کہ قہقہوں کی آواز
آئی سلمیٰ اپنی سہیلیوں کے ساتھ آ رہی تھی، سہیل ان کو
دیکھ کر پلنگ کے نیچے چھپ گئے سلمیٰ آ کر دیکھتی ہے تو دنیا
ہی الٹ گئی ہے، وہ سہیل کی جھلک دیکھ چکی تھی مگر مصلحت
سمجھ کر چپ ہو رہی سہیلیاں مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ
ہو رہی تھیں۔ "آئے ہے سلمیٰ آج تو تمہارے کمرے میں معلوم
ہوتا ہے زلزلہ آیا ہے یہ چیزیں ضرور ایک دوسرے
سے ہاتھا پائی کر رہی تھیں" غصہ اور شرمندگی کی بات ضرور
تھی بیچاری سلمیٰ کی ساری محنتوں کا خون کر دیا گیا تھا خیر
سب نے مل کر چیزوں کو ٹھیک ٹھاک کیا، بات آئی گئی
ہوئی۔ دوسرے دن جب سلمیٰ اسکول سے لوٹی تو اس
پر خاموشی اور اداسی چھائی ہوئی تھی ننھی ستارہ حساب
کے سوالات حل کر رہی تھی۔ امی جان سے ملنے گئی تھیں
"اور سہیل" سلمیٰ کے دل نے سوال کیا اتنے میں ستارہ
آ نکلی اس نے بتایا بھیا تو تھوڑی دیر پہلے کمرے میں بیٹھے تھے
کہیں باہر گئے ہوں گے" اور اس کی انگلی کیسی ہے؟
کیسی انگلی؟ وہی جو گلدان سے کٹ گئی تھی، نہیں تو انھوں
نے کسی سے نہیں کہا اور امی سے بھی نہیں، بلکہ وہ خود
پوچھ رہی تھیں کیا بات ہے سہیل آج بڑے نیک بنے
بیٹھے ہو" — سلمیٰ اپنے کمرے میں گئی گلدان یوں ہی ٹکڑے ٹکڑے
پڑا تھا اس نے اٹھا کر دور پھینک دیا اور پلنگ پر
لیٹ گئی۔ اتنے میں اس کی نظر کاغذ کے ایک پرزہ پر
پڑی جس پر لکھا تھا — آپا میں نے تمہارا بڑا نقصان کیا
معاف کر دینا، میں آج اپنے اسکول کی طرف سے
پک نک کو جا رہا ہوں، امی جان اور ابا سے اجازت
لے لی ہے۔۔۔ قصوروار سہیل — سہیل چلا گیا
کیا میری وجہ سے؟ سلمیٰ کے سر میں شدت کا درد
ہو رہا تھا۔ اس نے کئی بار اس رقعہ کو پڑھا پھر
اس کے رومال کو کچھ دیر تک دیکھتی رہی جسے سہیل
کی خاطر اس نے اسکول ہی میں تیار کر لیا تھا اتنے
میں اس کی آنکھ لگ گئی اور نہ جانے کب تک سوتی
رہی اچانک ایک ڈراؤنا خواب دیکھ کر وہ چونک
پڑی، دیکھا ستارہ اسے جگا رہی ہے "آپا آپا اٹھو"

بھائی بہن

"سہیل میں بتائے دیتی ہوں مجھے چھیڑا نہ کرو پھر گئے میرے کمرے میں؟ آخر تمہیں مجھ سے ایسی ضد کیوں ہے؟ جب میں تمہارے معاملہ میں دخل نہیں دیتی اور نہ دینا چاہتی ہوں تو تم میرے معاملات میں کیوں دخل دیتے ہو"

"کیا تم مجھ سے نہیں الجھتی رہتیں ہر وقت تو امی جان کے کان بھرتی رہتی ہو...... سہیل نے یہ کیا" سہیل نے وہ کیا" دیکھنا امی الماری کھولے حلوا نگل رہا ہے" "لیجئے میری کتاب لے بھاگا ہے" "غضب ہو گیا ابا کے قلم کو گودگود کر کسی کام کا نہ رکھا۔ ہر دم یہی رٹ رہتی ہے نا" سہیل نے یہ کہا اور سلمےٰ کی طرف دیکھ کر ہنس پڑا جبکہ سلمےٰ کچھ فاصلہ پر کھڑی حقارت سے اُسے گھور رہی تھی) ——— "بہت بہتر قسم ہے جو اب سے میں تمہارے بارے میں کچھ کہوں ارے میرے ہی بدولت تو خدا جانے کتنی دفعہ تم پٹنے سے بچے ہو ورنہ...... خیر نکلو میرے کمرے سے" "رہ گیا، کہہ سی ڈالو" شوخ سہیل اب بھی ہنس رہا تھا اس کی بڑی بڑی چمکدار آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی۔ "امی جان" "امی جان" سلمےٰ کھسیانی ہو کر چلائی" سہیل کو کچھ بن نہ پڑا تو بہن کی تصویروں کا البم اُٹھا اور نکل بھاگ جانا چاہا محض اُسے چڑانے کی خاطر، سلمےٰ خونخوار شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی، دونوں کے درمیان پتھر کی چھوٹی سی میز تھی جس پر سنہرا خوبصورت گلدان رکھا ہوا تھا ایک دوسرے پر جھپٹنے اور نکل بھاگنے سے میز کو ٹکر لگی اور میز مع گلدان کے زمین پر آ رہی،

اب دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش کھڑے گلدان کے ٹکڑوں کو خوف و دہشت کی نظروں سے دیکھ رہے تھے سلمےٰ کی آنکھوں سے غم و غصہ کی چنگاریاں نکل رہی تھیں اپنی سالگرہ کی بہترین یادگار کے ٹوٹ جانے پر اُس کا دل خون ہو رہا تھا، اچانک اُس کی نگاہ بھائی کے انگوٹھے پر پڑی جس سے لال لال خون بہ رہا تھا اب سلمےٰ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اُس نے کمرے کے اندر ایک نظر دوڑائی اُس وقت اُس کا دل یہ چاہتا تھا کہ سب چیزوں کو توڑ پھوڑ کر پھینک دے اور خوب روئے اتنے میں ہارن کی آواز نے اُسے چونکا دیا، دل پر جبر کرتے ہوئے اُس نے کمرے کو بند کیا اور اسی حالت میں گاڑی پر سوار ہو گئی راستہ بھر سہیل کا خیال اُسے پریشان کرتا رہا نہ جانے انگوٹھا کتنا دکھتا ہوگا میں کیوں اس زور سے لپکی کیا ہوا اگر البم اُٹھا لیا تھا کھا تو نہ جاتا۔ کتنی ہی تصویریں بھی البم میں خود اُسی کی لائی ہوئی ہیں۔ وہ ضرور مجھ سے ناراض ہو گیا ہے اب کبھی نہ بولے گا خیر گھر جا کر منا لوں گی، اور اُس کا وہ رومال جو ادھورا پڑا ہے۔ آج ضرور پورا کر دوں گی وہ اُسے لے کر خوش ہو جائے گا۔ سلمےٰ دیر تک انہیں خیالات میں رہی۔ سلمےٰ اور سہیل اور...

کے بہن بھائی تھے۔ ان سے چھوٹی ستارہ تھی۔ سلمےٰ
کی دو بڑی بہنیں چونکہ مرچکی تھیں اس لئے ماں
باپ کو اس کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ اور اکثر سہیل
کی یہ ڈانٹ پڑتی رہتی تھی کیونکہ سہیل فطرۃً شریر
اور ذہین تھا اور ذہین بچے عموماً شوخ اور شریر ہی
ہوتے ہیں۔ ایک دن کا ذکر ہے سلمےٰ نے اپنی چند
سہیلیوں کی دعوت کی کمرہ خوب سجایا اور ان لوگوں
کے استقبال کو باغ میں نکل گئی۔ سہیل میاں نے
جو موقع پایا چور کی طرح کمرے میں گھسے اور لگے اپنی
شرارت کے جوہر دکھانے تھوڑی ہی دیر میں کمرے
کا نقشہ بدل گیا جتنی چیزیں دکھائی دیتی تھیں سب کی
سب اوندھی ہیئت کورا الٹا فریمیں الٹیں کرسیاں سجدے میں
گھڑی کی سوئیاں شام بارہ بجا رہی تھیں فوٹو اسٹینڈ
جس کے ایک طرف سہیل اور دوسری طرف ستارہ اور
سلمےٰ کی تصویریں لگی تھیں ان میں سے سہیل نے اپنی تصویر
کے نیچے خوبصورت حروف میں لکھا "خوبصورت ترین چہرہ"
اور بہنوں کی تصویر کے نیچے لکھ دیا "کیسی بھونڈی شکلیں ہیں"
سہیل اپنی شرارت میں مصروف ہی تھا کہ قہقہوں کی آواز
آئی سلمےٰ اپنی سہیلیوں کے ساتھ آ رہی تھی سہیل ان کو
دیکھ کر پلنگ کے نیچے چھپ گئے سلمےٰ آ کر دیکھتی ہے تو دنیا
ہی الٹ گئی ہے وہ سہیل کی جھلک دیکھ چکی تھی مگر مصلحت
سمجھ کر چپ ہو رہی سہیلیاں مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ
ہو رہی تھیں۔ "آئے ہے سلمےٰ آج تو تمہارے کمرے میں معلوم
ہوتا ہے زلزلہ آیا ہے یہ چیزیں ضرور ایک دوسرے
سے ہاتھا پائی کر رہی تھیں" غصہ اور شرمندگی کی بات ضرور
تھی بیچاری سلمےٰ کی ساری محنتوں کا خون کر دیا گیا تھا خیر
سب نے مل کر چیزوں کو ٹھیک ٹھاک کیا بات آئی گئی
ہوئی۔ دوسرے دن جب سلمیٰ اسکول سے لوٹی تو اس
پر خاموشی اور اداسی چھائی ہوئی تھی ننھی ستارہ حساب
کے سوالات حل کر رہی تھی۔ امی چچی جان سے ملنے گئی تھیں
اور سہیل" سلمیٰ کے دل نے سوال کیا اتنے میں ستارہ
آنکلی اس نے بتایا بھیا تو تھوڑی دیر پہلے کمرے میں بیٹھے تھے
کہیں باہر گئے ہوں گے" اور اس کی انگلی کیسی ہے؟
کیسی انگلی؟ وہی جو گلدان سے کٹ گئی تھی نہیں تو انھوں
نے کسی سے نہیں کہا اور امی سے بھی نہیں بلکہ وہ خود
پوچھ رہی تھیں کیا بات ہے سہیل آج تم بڑے نیک بنے
بیٹھے ہو" سلمےٰ اپنے کمرے میں گئی گلدان یوں ہی ٹکڑے ٹکڑے
پڑا تھا اس نے اٹھا کر دور پھینک دیا اور پلنگ پر
لیٹ گئی اتنے میں اس کی نظر کاغذ کے ایک پرزہ پر
پڑی جس پر لکھا تھا — آپا میں نے تمہارا بڑا نقصان کیا
معاف کر دینا میں آج اپنے اسکول کی طرف سے
پکنک کو جا رہا ہوں امی جان اور ابا سے اجازت
لے لی ہے..... قصوروار سہیل — سہیل چلا گیا
کیا میری وجہ سے؟ سلمےٰ کے سر میں شدت کا درد
ہو رہا تھا۔ اس نے کئی بار اس رقعہ کو پڑھا پھر
اس کے رومال کو کچھ دیر تک دیکھتی رہی جسے سہیل
کی خاطر اس نے اسکول ہی میں تیار کر لیا تھا اتنے
میں اس کی آنکھ لگ گئی اور نہ جانے کب تک سوتی
رہی اچانک ایک ڈراؤنا خواب دیکھ کر وہ چونک
پڑی دیکھا ستارہ اسے جگا رہی ہے "آپا آپا اٹھو"

نیند میں چلا کیوں رہی تھیں، سچ سچ سلمےٰ نے خواب میں
دیکھا تھا کہ سہیل دریا میں گر پڑا ہے اور وہ مدد کے لئے
چلاتے چلاتے خود دریا میں کود پڑی ہے۔ اس روز
سے سلمیٰ کچھ کھوئی کھوئی سی رہنے لگی اور وہ دوسرے روز
نہ آیا تیسرے دن صبح کو ماں کو یہ کہتے سنا "آ گئے بیٹا" سلمےٰ نے
سُنا وہ ماں کی طرف بڑھی دیکھا تو سہیل پلنگ پر لیٹا تھا
سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی شام تک سہیل کو سخت بخار
ہو گیا سلمےٰ سرہانے بیٹھی اس کی جلتی ہوئی ہتیلیاں
اپنے نرم ہاتھوں میں لے کر سہلا رہی تھی سہیل نے آنکھ
کھول کر دیکھا کون آیا؟ ہاں سہیل، سلمےٰ نے آہستہ سے
کہا اور خود بخود اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں، جی کیسا ہے
سہیل اس نے پوچھنا چاہا مگر آواز منہ سے نہ نکلی سہیل نے
پانی مانگا بخار اس شدت کا تھا کہ جسم پر ہاتھ نہ رکھا
جاتا تھا۔ انگوٹھا ورم کر آیا تھا اور اسی کی تکلیف
سے یہ بخار تھا، ماں نے پوچھا تو سہیل نے کہہ دیا کہ کانٹا
چبھ گیا تھا مگر سلمےٰ اس راز سے واقف تھی اور اُس کی
آنکھیں بھائی سے چار نہ ہوتی تھیں سہیل کے پاؤں کا
اپریشن ہوا مگر زخم اچھا ہونے کا نام نہ لیتا تھا گھر بھر کے
ہاتھ پاؤں پھول گئے سلمےٰ نے اسکول جانا چھوڑ دیا
رات رات بھر وہ بھائی کی پائنتی بیٹھی رہتی تھی کڑاکے کی سردیوں
میں جب تھکی ہاری مخلوق نیند کے آغوش میں پڑی خراٹے
لیتی۔ ماں کی آنکھ بھی لگ جاتی، نرس اونگھنے لگتی سلمےٰ
بھائی کے ہاتھوں کو بار بار آنکھوں سے لگاتی اور
روتی ہوئی فرش پر سجدے میں گر جاتی، لیکن سہیل کی
حالت روز بروز گرتی ہی گئی سلمےٰ ابھی ایک بیجان مورت
معلوم ہوتی تھی گویا سلمےٰ اور سہیل دو الگ الگ جسم
تھے مگر ان میں ایک ہی روح ڈال دی گئی تھی، سب
نے آس توڑ دی جب ڈاکٹروں نے جواب دیدیا مگر
آفرین تھی ننھی سلمےٰ کے استقلال پر اُسے امید تھی کہ اس
کی پکار خالی نہ جائیگی اُس کا سہیل اچھا ہو جائیگا یقیناً!
——! حیرت انگیز طریقے پر سہیل کی طبیعت سنبھلنے لگی،
وہ ایک نئے ڈاکٹر کے زیر علاج تھا انہیں معلوم یہ اُسکی
دوا کا اثر تھا یا سلمےٰ کی دعا کا آخر سہیل چنگا ہو گیا آج
اُس کے غسل صحت کی شادی (خوشی) تھی تحفے تحائف کا
ڈھیر لگا ہوا تھا سلمےٰ سہیل کو کوئی بہت عمدہ تحفہ دینا چاہتی
تھی لیکن عین وقت پر وہ کچھ نہ دے سکی، سہیل کے لائق
اُسے کوئی چیز نہ ملی مگر وہ رومال؟ سہیل قد آدم آئینہ کے
سامنے کھڑا اپنے بالوں میں کنگھی کر رہا تھا سلمہ نے دور سے
دیکھا اُس کی شکر یہ آمیز نظریں آسمان کی طرف اٹھیں،
سہیل نے آئینہ میں بہن کا عکس دیکھا وہ آگے بڑھا اور فرط
محبت سے اُس نے بہن کے ہاتھوں کو چوم لیا۔ وہ رومال
اب سہیل کے ہاتھوں میں تھا اور اُس کا سر سلمےٰ کے کاندھے
سے لگا ہوا تھا کیسا حقیر تحفہ، سلمےٰ کی بڑی بڑی آنکھوں
سے آنسو کے دو چمکدار قطرے ڈھلک کر رومال میں جذب
ہو چکے تھے—— لیکن کون جانے اس میں محبت
کے کتنے (نشان) چھپے ہوئے تھے۔

بہن بھائی کی پاک و بے غرض محبت کا یہ ایک
بہت ہی دلکش منظر تھا۔

جہاں آرا احسن

ایک عجیب وغریب سانپ

میری دادی صاحبہ کو جانوروں کا بہت شوق تھا طرح طرح کے جانور ان کے یہاں پلے ہوئے تھے وہ الہ آباد کے ایک گاؤں میں رہتی تھیں تھوڑے دن کی بات ہے۔ گھر کی ایک کوٹھری میں ایک سانپ دکھائی دیا۔ دادی صاحبہ نے اُس کے واسطے پیالی میں دودھ رکھ دیا سانپ نے آکر دودھ پی لیا۔ اسی طرح روز وہ دودھ رکھ دیتی تھیں۔ اور سانپ پی لیا کرتا تھا اب وہ سانپ مستقل طور سے اسی کوٹھری میں رہنے لگا۔ سانپ عجیب وغریب تھا۔ سر پر بال تھے۔ اور ایک چوٹی تھی۔ اس کا چمڑہ چمکدار تھا اور وہ اوسط درجہ کا تھا۔

میرے دادا صاحب مرحوم سلطانپور میں وکالت کرتے تھے۔ میری دادی صاحبہ بھی اکثر وہیں رہتی تھیں۔ جب میری دادی صاحبہ سلطان پور چلی آئی تھیں تو ایک کارندہ جو برہمن تھے اور مہاراج کہلاتے تھے وہاں رہتے تھے۔ وہی سانپ کو دودھ دیتے تھے۔ مکان بند رہتا تھا۔ مہاراج مکان کے باہر رہتے تھے۔

جب دادی صاحبہ وہاں نہیں رہتی تھیں تو وہ سانپ گھر کی نگرانی کرتا تھا۔ اگر کبھی مکان کا دروازہ کھلا رہتا تھا اور کوئی انجان آدمی مکان میں چلا جاتا تھا تو وہ سانپ اُس کو ڈرا دیتا تھا اور وہ آدمی ڈر کے مارے گر پڑتا تھا۔ تو سانپ بھی وہیں بیٹھ جاتا تھا۔ اور جب تک مہاراج نہ آتے تھے اُس وقت تک وہ ویسے ہی بیٹھا رہتا تھا۔ جب مہاراج آکر ڈانٹتے تھے۔ تو وہ آہستہ آہستہ اپنی کوٹھری میں چلا جاتا تھا۔

لیکن کبھی کسی کو کاٹتا نہ تھا۔ اسی طرح سے کئی سال تک وہ مکان میں رہا اور گھر کی نگرانی کرتا رہا۔ ایک سال جب دادی صاحبہ سلطان پور سے گاؤں واپس گئیں تو پھر اس کا پتا نہ چلا۔ غالبًا وہ مرگیا تھا۔

کاظمہ خاتون بنت ممتاز الدین وکیل

سلطان پور (اودھ)

بنات۔ کے لئے جو مضامین بھیجے جائیں اور وہ اگر ترجمہ ہوں تو "ترجمہ" لکھ دینا ضروری ہے کسی کتاب سے نقل کریں تو بھی اس کا حوالہ ضرور دیں ورنہ مضمون چوری کا ہوگا۔

ایڈیٹر

بنات دہلی

فوٹو گرافی

فوٹو گرافی یعنی تصویر کھینچنا ایک قسم کا فن ہے اسکی باقاعدہ تعلیم حاصل کی جاتی ہے اور انگلینڈ جا کر لوگ فوٹو گرافی کی ڈگری حاصل کرتے ہیں. اکثر لوگ فوٹو گرافی کے شوقین ہوتے ہیں اگر طالب علم اس سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں

مجھے بھی فوٹو گرافی سے بہت دلچسپی ہے خیال ہوا کہ جب میں ایک چیز جانتا ہوں اور اس کو اپنے دوسرے بھائی بہنوں کو کیوں نہ سکھلا دوں. لیجئے اب آپ فوٹو لینے اور دھونے کے متعلق ذیل کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ کو کبھی بھی فوٹو گرافی میں دقت نہ ہوگی پھر آپ اچھی خاصی فوٹو گرافی کرنے لگیں گے۔

تصویر لینے کے لئے آپ پہلے ایک کیمرہ خرید لیجئے جو آپ کو کسی فوٹو گرافر کی دوکان سے آٹھ دس روپیہ میں مل جائیگا. پھر آپ اس فوٹو گرافر سے اس میں فلم چڑھانے کی ترکیب سیکھ لیجئے وہ آپ کو بغیر پیسے کے بتا دے گا۔

اب آپ ایک فلم خریدیئے جو کیمرے کے سائز کا ہو اس فلم کو کیمرے میں چڑھا دیجئے آپ کا کیمرہ تصویر لینے کے لئے اب تیار ہے۔

تصویر کھینچنا۔ تصویر کھینچتے وقت اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ روشنی کافی ہو۔ اگر تصاویر دھوپ میں لی جائیں تو اچھی آتی ہیں. تصویر کھینچنے کے لئے یہ اوقات بہت بہتر ہیں۔ صبح ۷ تا ۱۰ اور شام ۳½ تا ۶ بجے اگر ان اوقات میں تصویر لی جائے تو بہت اچھی آتی ہے۔

احتیاط ! ۔ چند باتوں کا خیال نہ رکھنے سے فلم اکثر خراب ہو جاتی ہے. فلم کو محفوظ رکھنے کے لئے ان باتوں کا خیال رکھیں

(۱) فلم کو کبھی بھی تیز روشنی میں کیمرے پر نہیں چڑھانا اس لئے کہ فلم میں روشنی پہنچکر فلم خراب نہ ہو جائے۔

(۲) کیمرے میں فلم بھرنے کے بعد لینس (LENS) پر تیز روشنی اور دھوپ پڑنے سے محفوظ رکھیں ورنہ تیز روشنی اور دھوپ سے اندر والا فلم خراب ہو جائیگا۔

(۳) فلم ختم ہونے سے پہلے کبھی بھی کیمرے کو نہ کھولیں اس لئے کہ روشنی پڑکر پورے کا پورا فلم خراب اور بیکار ہو جائیگا

(۴) تصویر لیتے وقت کیمرہ نہ ہلے اگر ہل جائے تو تصویر خراب ہو جائے گی۔

میرا خیال ہے جن فوٹو گرافی کی شوقین بہنوں کے پاس کیمرہ ہے انھیں فلم ڈھلوانے اور تصویریں پرنٹ PRINT کرانے میں فوٹو گرافر کی محتاجی نہ رہے اپنے فلم خود دھو لیا کریں۔ ترکیب میں بتائے دیتا ہوں۔

فلم دھونے کی ترکیب اور سامان

فلم دھونے کے لئے ان چیزوں کو تیار کر لیجئے۔

۱۔ ۳ عدد ڈش۔ تقریباً دس انچ لمبے اور چھ انچ چوڑے

۲۔ ڈیولپنگ سلوشن یا پوڈر جس کا نام (METOL Quinol [illegible]) ہے یہ اگر استعمال کریں بہتر

ہوگا جو ایک روپیہ تک مل جائیگا۔

۳۔ ہائپو پاؤڈر یہ بھی ایک دو پیسہ کا بہت کافی ہوگا۔

۴۔ دو عدد کارک والی لال گہرے رنگ کی بوتلیں۔

(۵) پرنٹنگ پیپر (Printing Paper) ایک پیکٹ ۱۲ آنہ تک مل جائیگا۔

(۶) ایک پرنٹنگ فریم (Printing Frame) یہ فوٹو چھاپنے کا فریم لکڑی کا ہوتا ہے اسمیں شیشہ لگا ہوتا ہے اس کے پیچھے لکڑی کا ایک تختہ ہوتا ہے تصویر اسی فریم میں چھپتی ہیں یہ سب سامان آپ کو کسی فوٹوگرافر کی دوکان سے ملجائیگا۔

اگر آپ کے پاس گہری تام چینی کی رکابیاں ہیں تو ڈشوں کی جگہ استعمال ہوسکتی ہیں مگر پھر اُن کو کھانے کی چیزوں کیلئے استعمال نہیں کرسکتے کیونکہ یہ سلوشن زہر ہوتے ہیں۔

اندھیرا کمرہ (Dark Room) اس کام کیلئے کمرے میں گہرا اندھیرا ہونا چاہئے اتنا اندھیرا ہونا چاہئے کہ اندر ذرا سی بھی باہر کی روشنی نظر نہ آئے۔ ایسا کمرہ فلم دھونے اور پرنٹ کرنے کے لئے چاہئے۔ کمرے میں دو بلب اور دو سوئچ لگیں گے۔ ایک گہرا لال بلب جو ۱۰ موم بتی (۱۰ C.P.) کا اور دوسرا سفید جو ۶۰ موم بتی کا ہو اور ایک میز بھی رکھ لو۔

تصویر کھینچنے کے بعد فلم لپیٹ کر اندھیرے کمرے (Dark Room) میں لاؤ اور لال بلب جلا دو اور دروازہ اچھی طرح بند کر دو کہیں سے سفید روشنی اندر آنے نہ پائے اب ایک ڈش میں سلوشن اور دوسری میں ہائپو اور تیسری ڈش میں سادہ اور صاف پانی۔

اب یہ کیمرہ فلم دھونے کے لئے تیار ہے لال روشنی میں فلم کا کاغذ کھولو۔ اس میں سے فلم نکلے گی اس کو کاغذ سے الگ کرلو۔ پہلے فلم کو پانی میں ۵ منٹ تک دھوتے رہو اس طرح سے ایک سرا پانی میں سے گزار دو دوسرے سرے تک دوسرے سرے سے پہلے سرے تک اس کے بعد فلم کو اسی طرح سلوشن میں ۴ منٹ تک دھوؤ۔ اب آپ دیکھیں گے فلم پر تصویریں اُتر جائیں گی اگر ٹھیک نہ اُتری ہوں .... تو

پھر دوبارہ پانی میں ۵ منٹ تک دھولو اب ہائپو پاؤڈر چائے کے ۴ چمچے اور پانی ایک پیالی لیکر جو ہائپو سلوشن بنایا گیا ہے اس میں فلم کو ۱۰ منٹ تک دھونا اس کے بعد سفید بلب جلا دو اور فلم کو نل کے نیچے ۱۵ منٹ تک دھو کر سوکھنے لٹکا دو۔ پھر سلوشن اور ہائپو کو الگ الگ رنگین بوتلوں میں رکھ لو یہ ابھی دو تین مرتبہ کام آسکتے ہیں۔

احتیاط۔ (۱) گرمیوں میں ہائپو کی سلوشن میں ایک چائے کا چمچہ ایسڈ فکسنگ سالٹ ملا دو (Acid Fixing Salt) اور تینوں ڈشوں میں تھوڑا تھوڑا برف ڈال دو نہیں تو فلم بہ جائیگی

۲۔ ڈش تام چینی کے ہوں تو ان کی چینی اکھڑی ہوئی نہ ہو ورنہ فلم خراب ہوجائے گی۔

۳۔ (Super XX) یا کوئی تیز رفتار فلم دھوتے وقت لال بلب بھی بند کر دو اور کل اندھیرا ہو اس لئے کہ تیز رفتار فلم پر روشنی کا اثر قبول کرلیتی ہے۔

پرنٹنگ (Printing Process) پہلے کی طرح کمرے میں تینوں ڈش ہائپو، سلوشن اور سادے پانی سے بھر کر رکھو اور لال بلب جلا دو۔ تصویر چھاپنے کے فریم کی چٹخنی کھولو پیچھے سے تختہ ہٹا دو جو نگیٹو چھاپنا ہو اُسے شیشے پر اس طرح رکھو کہ چمکدار سرا شیشے کی طرف رہے۔ اب پرنٹنگ پیپر کا ڈبہ کھولو اور کاغذ کا چمکدار رخ نگیٹو کے غیر چمکدار رخ سے ملا کر رکھو فریم بند کر دو اور فریم کا شیشہ سفید بلب سے ۶ انچ دور کے فاصلے پر رکھو۔ اب سفید بلب ۱۰ سکنڈ تک کھلا رکھو کیر

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

دادی امّاں

میرا نام شمّو ہے مجھے تو آپ سب جانتے ہیں لیکن آج میں اپنی دادی امّاں سے آپ کی کچھ جان پہچان کراؤں گی جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے دالان، کمرے چھوٹے، چمن کی بچوں غرض ہر طرف دادی اماں ہی دادی اماں کو پایا ہے صبح سویرے وہی مجھے اُٹھاتی ہیں ناشتہ کی میز پر وہی سب بچوں کو مٹھائی اور بسکٹ تقسیم کرتی ہیں اور ڈرا دھمکا کر اسکول روانہ کرتی ہیں جب میں اسکول سے لوٹتی ہوں تو دادی اماں میرے کمرے میں باغ کی طرف کے دریچے میں بیٹھی سوئیٹر بنتی ہوتی ہیں پھوپی بیگم کہتی ہیں دادی اماں کی عمر اس وقت سو برس کی ہے اور چچا عابد کہتے ہیں نہیں سو سے کہیں زیادہ ہے لیکن کچھ ہو دادی اماں کی آواز اور نظر میں اب تک کوئی فرق نہیں آیا ہے وہ اب بھی اسی طرح پکار پکار کر لڑتی ہیں جس طرح سنتی ہوں ابّا کے زمانے میں لڑتی تھیں اور دریچے میں بیٹھی اس طرح سوئیٹر بنتی رہتی ہیں جیسے شاید بچپنے میں بنا کرتی ہوں گی۔

میں دادی اماں کو اپنے کمرے میں بیٹھا دیکھ کر بہت گھبراتی ہوں ڈرتی ہوں کہ کہیں میرے سینے پرونے کی پیٹی سے ساری کام کی چیزیں نکال نکال نہ پھینکنا شروع کردیں۔ ایک دو مرتبہ میں نے جاتی دفعہ اپنے کمرے کا دروازہ بھی بند کردیا تھا لیکن اسکول سے واپسی پر وہ روز کی طرح برابر اسی دریچے میں نظر آرہی تھیں۔ میں نے جب دادی امّاں سے پوچھا تو کہنے لگیں ہاں بیٹے تمہارے کمرے میں اس دریچے میں بیٹھ کر کام بڑے من سے ہوتا ہے اور دراصل وہ یہاں بیٹھی میری واپسی کا انتظار کیا کرتی ہیں کہ میں کب گھر لوٹتی ہوں۔ جب میں کمرے میں داخل ہوتی ہوں تو وہ دُعائیں دیتی ہوئی اپنے ہاتھ سے اُون رکھ دیتی ہیں اور امامی یا کریمن کو کہنے کے بجائے خود میرے لئے دودھ اور بسکٹ لاتی ہیں میں سمجھتی ہوں انھیں مجھ سے بہت محبت ہے لیکن اُس وقت مجھے اپنا خیال بدل دینا پڑتا ہے جب میری کوئی شکایت امی کے یا ابّا کے سامنے بیان کیجاتی ہے وہ سب سے پہلے آپا نفیسہ کی طرف پلٹتی ہیں کیونکہ وہ ان کی بہت چہیتی ہیں اور گھر بھر میں کوئی سب سے زیا سچ بولنے والا ہے تو دادی امّاں کے خیال میں آپا نفیسہ ہیں میں لاکھ اشارے کرتی ہوں آنکھوں آنکھوں میں عاجزی اور منّت کرتی ہوں مگر آپا نفیسہ کے دو بول میر لئے کافی ہوتے ہیں اور پھر دادی امّاں اپنی اُس سفید بید کی طرف گھومتی ہیں جو اُنھوں نے شفق نگر کے پھولوں وا میلے سے شاید اسی لئے خریدی تھی ان کے مہندی سے رنگے ہوئے لال لال بال اور باریک باریک جھرّیاں پڑی ہوئی انگلیاں اور سفید بید ایک ساتھ ہوا میں لہرانے لگتے ہیں مگر شکر ہے کہ آج تک اس بید کو سوائے دو تین مرتبہ کے میری ریشمی قمیص یا جسم سے ملنے کا موقع نہیں آیا۔ اس بید کی تھرتھراہٹ اور دادی اما

کے چہرے کی وحشت ہی مجھے کافی ڈرا دیتی ہے اور میرا دل دھڑکنے لگتا ہے میں سچے دل سے توبہ کر لیتی ہوں کہ دادی اماں اب سے کبھی ایسا نہ ہوگا قصور ہوا غصہ کے وقت دادی اماں کی حالت دیکھنے کی ہوتی ہے چہرے پر چاروں طرف آنکھ سے ناک اور ناک سے گلابی ہونٹوں تک ہزاروں لکیریں پڑ جاتی ہیں اور گہری کالی پلکوں کے نیچے نیلی نیلی آنکھیں بُری طرح پھیل جاتی ہیں اور ایسے وقت میں بڑے سے بڑا آدمی دادی اماں کو دیکھ کر کانپنے لگتا ہے۔

مزا تو جب آتا ہے جب ننھی کوثر کے ضد کرتے وقت وہ اماں کی کالی کمبل اوڑھ کر شہتوت کے درخت کے پیچھے سے نکلتی ہیں اور زور زور دروازہ پیٹتی ہیں۔ کوثر اس خوفناک آواز اور چہرے کو دیکھ کر فوراً چُپ ہو جاتی ہے اور جلدی سے اماں بی کی گود میں سر دے آنکھیں بند کر لیتی ہیں۔ پھر دادی اماں جب ہمیں مسکراتا ہوا دیکھتی ہیں تو کمبل اُتارتی ہوئی کہتی ہیں بچو تم کیا ہنستے ہو تمہارے ابا اور چچا عابد کو بھی اسی طرح ڈرایا کرتی تھی اور وہ بھی اسی طرح ڈر کے مُنے چُپ چاپ سو جاتے تھے۔

غرض دادی اماں اگر غصہ میں نہ ہوں تو بہت ہی اچھی ہیں۔ جاڑے کے دنوں میں سلمہ شاہد آپا نفیسہ اور ہم سب دادی اماں کو گھیرے انگیٹھی کے قریب بیٹھ جاتے ہیں اور گرمیوں میں صحن میں چھڑکاؤ کے بعد نیم کے درختوں کے نیچے پلنگوں پر لیٹے دادی اماں سے پُرانے زمانے کی مزیدار کہانیاں سنتے ہیں کبھی آپ لوگ بھی ہمارے گھر آئیں اور ان کی زبانی پچھلے دنوں کی باتیں سُنیں۔ لیکن ہاں دادی اماں کے سامنے کوئی ایسی بیجا بات نہ کر بیٹھنا جو انھیں بُری معلوم ہو اور ڈانٹنے لگیں۔

اظہر افسر (بھائی جان)

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۱)

بند کر دو۔ اب کاغذ فریم سے نکال کر فلم کی طرح سلسلے سے دھو جب سلوشن میں ڈالو تو نقش صاف نظر آنے لگیں تو نکال کر پانی میں دھو کر ہائپو میں ڈال دو۔ ۲ منٹ تک دھو کر پھر پانی میں آدھا گھنٹہ تک دھونا پھر ایک آئینہ کو صاف صابن سے دھو کر اس پر چپکا دو تصویر کا چکنا رخ آئینہ کی طرف ہو۔ جب سوکھ جائیں تو آئینہ پر سے نکال لو چمک آ جائے گی۔

احتیاط (۱) پرنٹنگ پیپر کے چمکدار رخ پر گیلا ہاتھ نہ لگائیں ورنہ دھبے پڑ جائیں گے ڈبہ سے پیپر نکالنے سے پہلے ایک بیکار کپڑے سے ہاتھ اچھی صاف کر لیں۔

۲۔ پرنٹنگ پیپر کے ڈبہ کو بند رکھنا جب پرنٹ کرنے کے لئے سفید بلب کھولو گے۔ ورنہ کاغذ خراب ہو جائیں گے

۳۔ وقت اور فاصلے کے بارے میں ڈبے سے جو ہدایتیں نکلیں انھیں ضرور پڑھ لینا۔

۴۔ تصویر شیشے پر چپکا کر رکھدی ہو تو دیکھتے رہو اور سوکھتے ہی اتار لو۔ ورنہ چپک کر خراب ہو جائے گی۔ اور تصویر چپکانے سے پہلے آئینہ اچھا صاف ہونا ضروری ہے ورنہ چپک جائیں گی۔

سید امتیاز علی (حیدر آباد دکن)

وفادار طوطا

ایک تھا راجا۔ اُسے شکار کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن وہ جنگل میں پھرتے پھرتے تھک گیا۔ گرمی کے دن تھے۔ لُو کے جھکڑ چل رہے تھے اُسے پیاس لگنے لگی۔ لیکن کہیں پانی نہ ملا۔ ناچار تھک کر ایک بڑے بڑ کے درخت کے نیچے تھوڑی دیر آرام کرنے کیلئے بیٹھ گیا۔ پیاس کے مارے اُس کا گلا خشک ہو رہا تھا۔ ہونٹوں پر پیپڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ اچانک درخت کے پتوں میں سے پانی کے قطرے گرنے لگے۔ راجہ کے پاس ایک پیالہ تھا۔ اُس نے پیالہ نیچے رکھ دیا۔ پانی کے قطرے اُسمیں ٹپکتے رہے۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ یہ غیبی امداد ہے۔ جوں ہی کہ اُس نے پیالہ لبوں سے لگانے کیلئے اوپر اُٹھایا۔ اُسے آواز آئی "اے راجا! جسے تم پانی سمجھ کر پی رہے ہو۔ وہ پانی نہیں بلکہ زہر ہے۔ ذرا درخت کے اوپر دیکھو تم خود بخود ہی سمجھ جاؤ گے کہ یہ زہر کہاں سے آ رہا ہے"۔

راجا نے نظر اوپر اُٹھائی۔ پیالہ اُس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک مور ایک سیاہ ناگ کو کھا رہا ہے۔ ناگ کے زہر کے قطرے نیچے ٹپک رہے ہیں۔ اب تو راجا کی نظریں آواز دینے والے کی تلاش میں اُٹھیں۔ اس بڑ کی شاخ پر ایک طوطا بیٹھا تھا۔ جس نے اُس کی جان بچائی تھی راجہ نے طوطے کا شکریہ ادا کیا۔

طوطا بولا راجہ صاحب اگر آپ کو پیاس لگی ہوئی ہے تو میرے ساتھ آیئے میں آپ کو ایک جوہڑ پر لے چلتا ہوں" یہ کہہ کر طوطے نے آہستہ آہستہ اُڑنا شروع کیا راجہ بھی اُس کے پیچھے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک جوہڑ پر پہنچ گئے راجہ نے پانی سے اپنی پیاس بجھائی۔ اور طوطے سے کہا نیک طوطے! میرے ساتھ محل میں چلو۔ تمہاری خدمت کیلئے نوکر چاکر ہر وقت موجود ہوں گے تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی"۔ طوطے نے جواب دیا" راجہ صاحب! میں جنگل کا پکھیرو ہوں۔ آزادی سے رہتا ہوں۔ نہ کوئی غم ہے نہ فکر محل میں خوش نہیں رہ سکوں گا"۔

راجہ بولا" محل میں تمہیں پوری آزادی ہوگی۔ مجھے تمہاری خدمت کرنے کا شوق ہے۔ کیونکہ تم نے میری جان بچائی ہے۔

طوطا محل میں جانے کیلئے راضی ہو گیا۔ راجہ طوطے کے کھانے دانے کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ راجہ کی چار رانیاں تھیں۔ وہ ہر وقت طوطے کی باتیں سنتی رہتی تھیں۔ کئی ہفتے گزر گئے۔ ایک روز رانیوں نے مل کر پوچھا "اچھے طوطے! سچ سچ بتاؤ۔ ہم چاروں میں سے کون زیادہ خوبصورت ہے

طوطے نے جواب دیا" سچ پوچھو تو تم میں سے رانی بننے کے قابل ایک بھی نہیں ہے۔ میں نے سات سمندر پار ایک جزیرے میں ایک شہزادی کو دیکھا ہے۔ جو بیحد خوبصورت دانا اور سمجھدار ہے۔ راجا کو وہی شہزادی اپنی رانی بنانی چاہیے"۔

طوطے کی چکنی چپڑی باتیں سن کر رانیوں کو بہت غصہ آیا۔ اب وہ چاروں طوطے کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگیں اور چاہتی تھیں کہ کسی نہ کسی طرح طوطا محل سے چلا جائے۔

ایک دن راجا کو بھی معلوم ہوگیا کہ رانیاں طوطے سے ناراض ہیں۔ راجا نے طوطے سے ناراضگی کا سبب پوچھا اُس نے صاف صاف سارا قصہ سنا دیا۔ اور سمندر پار کی شہزادی کی بھی بڑی تعریف کی۔ راجہ کے دل میں شوق کی آگ بھڑک اُٹھی کہ واقعی جزیرے کی شہزادی رانی بننے کے لائق ہے اُس نے طوطے سے پوچھا کہ اس شہزادی کو میں کیونکر حاصل کرسکتا ہوں۔ طوطے نے جواب دیا کہ یہ ایک مشکل کام ہے۔ اُڑنے والا گھوڑا ہی جزیرے تک پہنچ سکتا ہے۔ راجا نے حیرانی سے کہا اُڑنے والا گھوڑا کہاں سے مل سکتا ہے؟ طوطا بولا۔ اُڑنے والا گھوڑا جنگل کے ایک کونے میں رہتا ہے۔ اُسکے بدن پر دائیں بائیں دو پر لگے ہوئے ہیں۔ وہ آسمان کی بلندیوں پر ہوا کی طرح اُڑ سکتا ہے۔ وہ گھوڑا میرا دوست ہے۔ میرے کہنے پر یہ کام کرنے پر رضامند ہو جائیگا۔ بادشاہ طوطے کی یہ باتیں سنکر خوش ہوگیا اور اُسے گھوڑے کو ساتھ لانے کیلئے بھیج دیا۔ طوطا ایک ہفتہ بعد اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر واپس محل میں پہنچ گیا۔

اگلے ہی روز طوطا اور راجا پروں والے گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑے۔ گھوڑا تیزی سے اُڑا جا رہا تھا۔ طوطے نے راجا کو بتا دیا تھا کہ محل سے لے کر جزیرے تک گھوڑے کے صرف ایک ہی کوڑا مارنا۔ اگر اُسکے غلطی سے ایک کوڑا اور مار دیا تو اُسکے پر جھڑ جائیں گے۔ پھر دوبارہ پر اُگنے میں چھ ماہ لگیں گے راجا نے طوطے کے کہنے مطابق گھوڑے کے ایک ہی کوڑا مارا۔ وہ پہاڑیوں ندی نالوں، سمندروں کے اوپر سے اُڑتے ہوئے کئی دن کے بعد شہزادی کے جزیرے میں پہنچ گئے۔ صبح کا وقت تھا شہزادی غسل کرکے پلنگ پر بیٹھی بال سکھا رہی تھی راجا اجازت لیکر محل کے اندر گیا۔ شہزادی نے اُس کی آؤبھگت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اور اُس کے ساتھ شادی کرانے کیلئے تیار ہوگئی۔ راجہ ایک ہفتہ وہاں ٹھہرا رہا۔

پھر شہزادی کو گھوڑے پر سوار کرا کے واپس روانہ ہوا لیکن بدقسمتی کی بات کہ اُسے طوطے کی بات بھول گئی۔ اُس نے گھوڑے کے ایک کوڑا مارنے کی بجائے دو مار دیئے۔ دوسرے کوڑے کا گھوڑے کو لگنا ہی تھا کہ اُس کے پر جھڑ گئے۔ اور وہ زمین پر آگرا۔ وہاں ایک جزیرہ تھا۔ اُس جزیرے کے بادشاہ کو جب معلوم ہوا کہ میری سلطنت میں ایک راجہ اور رانی آئے ہیں۔ تو اُس نے رانی کو اپنے محل میں لے جانے کا ارادہ کرلیا۔ سب سے پہلے اُس نے راجہ کی آنکھوں پر گرم لوہے کی سلاخ پھیر دی۔ جس سے وہ اندھا ہوگیا۔ رانی بیچاری کو بڑا صدمہ پہنچا۔ وہ عقلمند تھی۔ اُس نے ایک طریقہ سوچا۔ وہ اُس جزیرے کے بادشاہ سے کہنے لگی "آپ نے راجہ کو اندھا کر دیا ہے"۔

اے بادشاہ! میں نے قسم کھائی ہے کہ میں چھ ماہ کسی سے شادی نہیں کروں گی۔ اسی جزیرے میں اور اسی جگہ رہوں گی اور پھل کھا کر پیٹ بھرونگی۔ ۶ ماہ کے بعد آپ ہی سے شادی کرونگی۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم یہاں سے بھاگ کر کہاں جاسکتے ہیں"۔ بادشاہ نے ان کے چاروں طرف پہرہ بٹھا دیا۔ تاکہ وہ موقع پاکر وہاں سے چلے نہ جائیں۔

دن گزرتے گئے چھ مہینے بیت گئے۔ چھٹے مہینے کا آخری دن تھا کہ گھوڑے کے پر نکل آئے۔

اندھا راجا۔ رانی اور طوطا اس پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف چل پڑے۔ اور ہوا میں اُڑتے لمبے سفر کے بعد محل میں آ پہنچے۔ طوطے کو راجا سے بہت محبت تھی وہ پروں والے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمندر کے ساحل پر پہنچا۔ اور وہاں سے ایک پھول لایا جس کا رس راجا کی آنکھوں میں ڈالنے سے اُس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

اب تو راجا کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ وہ طوطے کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔

پروں والا گھوڑا جنگل میں چلا گیا اور طوطا محل میں رہنے لگا۔ چاروں رانیاں اب بھی طوطے کو دیکھ کر بہت حسد کرتی تھیں۔ اور نئی دلہن اُن کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی

ایک روز راجا کا دربار لگا ہوا تھا۔ امیر وزیر اور درباری سب موجود تھے۔ اسی اثنا میں ایک عورت کو دربار میں لایا گیا۔ جس پر یہ الزام تھا کہ اس نے ایک مالدار آدمی کے گھر میں گھس کر سونے کے زیورات چرائے ہیں

راجا کے سامنے ملزمہ نے اپنی بے گناہی کے ثبوت میں بہت سی باتیں کیں۔ راجا کو یقین آگیا کہ یہ عورت بے گناہ ہے لیکن طوطا تاڑ گیا کہ یہ راجا کے سامنے جھوٹ کہہ رہی ہے۔ وہ جھٹ بول اُٹھا۔ راجا صاحب یہ عورت جھوٹی ہے اس نے چوری کی ہے۔

راجا نے طوطے کی باتوں پر یقین کرتے ہوئے اُس عورت سے چوری کی ساری رقم پائی پائی تک وصول کر لی وہ عورت مانی ہوئی گویا تھی گانے میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر طوطا بیچ میں شرارت نہ کرتا تو راجا یقیناً اس کی باتوں میں آکر اُسے معاف کر دیتا طوطے ہی نے مجھ سے یہ رقم دلوائی ہے

کئی ماہ کے بعد وہی عورت راجا کے دربار میں آئی اور اس نے راجا سے ایک گیت سنانے کی اجازت مانگی۔ راجا نے اجازت دیدی۔ عورت نے ایک ایسا سُریلا گیت گانا شروع کیا کہ راجا اور درباری پتھر کی تصویر بن گئے۔ جب وہ گیت ختم کر چکی۔ تو راجا نے خوش ہو کر کہا "مانگ کیا مانگتی ہے تمہاری منہ مانگی مراد پوری کرونگا" گویا عورت نے ہاتھ باندھ کر عرض کی "حضور اپنا طوطا مجھے دیدیجئے"

طوطا! راجا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور پھر کسی گہرے سوچ میں پڑ گیا۔ قول دے چکا تھا۔ انکار کیوں کرتا۔ طوطا اس عورت کے حوالے کرنا پڑا۔ وہ عورت طوطے کو لے گئی رانیاں خوش تھیں۔ عورت نے گھر پہنچتے ہی اپنے باورچی سے کہا کہ "یہ لو طوطا۔ اسے ذبح کر کے سالن تیار کرو"

باورچی طوطے کو پکڑ کر باورچی خانہ میں لے گیا۔ جہاں دروازہ بند کر کے اسے چھوڑ دیا۔ اور آپ اُسے ذبح کرنے کیلئے چھری لینے گیا۔ طوطا کمرے سے باہر نو نکل سکتا تھا۔ کیونکہ دروازے بند تھے وہ ایک نالی میں گھس گیا۔ جو باورچی خانہ سے باہر نکلتی تھی۔ اس نالی میں سے ہوتا ہوا وہ باہر نکل گیا اور یہ جا وہ جا جنگل کیطرف اُڑ گیا

گویا عورت کو جب طوطے کے اُڑ جانے کا علم ہوا تو وہ آپے سے باہر ہو گئی۔ اُس نے باورچی کو بُری طرح مار پیٹا۔ وہ بیچارہ فریاد لے کر راجا کے حضور میں حاضر ہوا۔ راجا نے غور سے ساری باتیں سُنیں اور گویا عورت کو گدھے پر بٹھا کر اپنے ملک سے باہر نکل جانیکا حکم دیا۔ راجا جب تک زندہ رہا۔ وہ طوطے کی ہمدردی کو ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ (ماخوذ از انگریزی) لطیف اسلم جالندھری

حرفوں کا مربع

جس طرح آم اور سیب کا "مربہ" بنتا ہے۔ اسی طرح حرفوں کا بھی "مربع" بن سکتا ہے۔ وہ مربہ امّاں جان بناتی ہیں۔ یہ مربع ہم خود تیار کریں گے۔ مربع سادہ بھی بنتا ہے اور مشکل بھی۔ دیکھئے یہ بالکل سادہ مربع ہے۔

م	ل	ق
ر	گ	م
گ	ن	ر

قلم قمر
مگر لگن
رنگ مرگ

اس کو اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں پڑھیں تو پورے لفظ بن جاتے ہیں۔ اب ذرا مشکل مربع ملاحظہ فرمائیے۔

		ل		
	ج	ا	ر	
ہ	د	ہ	ا	ز
	ا	و	ت	
		ر		

لاہور جُدا
زاہدہ توا
راج
رات

اس میں زیادہ لفظ شامل کئے گئے ہیں۔ یہ کونے دار ہے اور ٹھوس سا بھی ہے ایک اور قسم کا مربع بیچ میں سے خالی ہوتا ہے لیکن پھر بھی لفظوں کے سر اور پیر آپس میں جڑے رہتے ہیں دیکھئے

ت	ب	ی	ص	م
ے				ے
ر				د
ا				ا
ک	ی	د	ز	ن

مصیبت
میدان
تیراک
نزدیک

اب ایک پھولدار مربع بھی سیکھ لینا چاہئے۔ یہ خوبصورت بھی ہے اور مشکل بھی۔

اس میں کئی لفظ آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں پڑھ کر دیکھئے اور آخر میں سب سے مشکل یعنی بڑا ٹھوس مربع دیا جاتا ہے اس میں سولہ خانے ہیں اور دونوں طرف سے پڑھا جاتا ہے۔

ل	ی	ک	ش
ا	و	ا	ب
ر	س	ف	ا
ی	ف	ر	ب

شباب شکیل
کافر باوا
یوسف افسر
لاری برفی

ایسا مربع بنانا جسمیں چار ضرب چار سولہ خانے ہوں۔ اور سب پورے پورے بامعنی الفاظ ہوں خاصا مشکل ہوتا ہے ذرا بنانے کی کوشش کر کے دیکھئے کیا ہوتا ہے سولہ خانے والا ٹھیک مربع بنانے والوں کو شاباش کا انعام ملے گا۔

زینت جہاں قرول باغ

عقل کا امتحان

(۱) ایک شخص کے پاس تین برتن ہیں ۸، ۵، ۳ سیر والے ۸ سیر والے میں دودھ بھرا ہے اور دو برتن خالی ہیں وہ ۸ سیر دودھ کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے یعنی ۴-۴ سیر بتاؤ اس کا کیا طریقہ ہے؟ — محمد ادریس عثمانی بیرانوی

بے ترتیب حرفوں کو ترتیب دیکر شاعروں کے نام بتاؤ

(۲) ر-ب-د-ی-
(۳) ر-ا-م-ی
(۴) ر-ا-م-ہ
(۵) ر-ا-س-غ
(۶) ر-ی-م

میر خورشید علی۔ ایوت محل

محاورے تلاش کیجئے

(۷) ب ب ا ا ے ی و ل ک س ر ن ج ڑ
(۸) ہ ہ ہ د د ل ل ے ے ک ا ر س ت ی و و
(۹) ا ا ا ا ہ ہ ن ن ن ک گ ل و ٹ ج
(۱۰) ی ی ی ی ے ے س س ن ن ر ر ب ک ھ ج -
(۱۱) ا ا ا ا ت ت ت ھ ھ ہ ہ ن ن ت د پ ی ے گ ر
(۱۲) ن ن ک ک ی ی ا ا ے ج ت و ر ڑ ڈ ھ م

آمنہ زلیخا عبداللہ

الفاظ کو ترتیب دو

(۱۳) انجم ایک دریا کا نام
(۱۴) کرشن ایک نام
(۱۵) بیس- ایک اعلیٰ درجہ کے پھل کا نام ہے۔
(۱۶) ملیح- ایک کھانے کا نام
(۱۷) حرفت- ایک نام-
(۱۸) فقیر- ایک نام
(۱۹) نہر ایک جانور کا نام کبوتر آر قمری
(۲۰) سینا- ایک شاعر کا نام

جوابات

(۱) ۸ سیر میں سے ۳ سیر والے برتن میں ڈالے (۲) تین سیر میں سے ۵ سیر میں ڈالے (۳) پھر ۸ سیر والے میں سے ۳ سیر میں ڈالے (۴) اور ۳ سیر میں سے پھر ۵ سیر میں ڈالے (۵) اب ۸ سیر والے میں ۲ سیر رہ گیا۔ ۵ سیر والا پورا بھر گیا۔ اور تین سیر والے میں ایک سیر رہ گیا تو ۵ سیر والے میں سے ۸ سیر والے میں ڈالدے (۶) ۳ سیر والے میں سے جو ایک سیر رہ گیا ہے ۵ سیر میں ڈال دے (۷) پھر آٹھ سیر والے میں سے ۳ سیر والے میں ڈال دے اور وہ ۳ سیر ۵ سیر والے میں ڈالدے تو آٹھ سیر والے میں چار سیر رہجائیگا۔ اور ۵ سیر والے میں ۴ سیر ہوجائیگا اس طرح ۴، ۴ سیر دودھ الگ کیا جاسکتا ہے

۸ سیر | ۵ سیر | ۳ سیر
۴ سیر | ۴ سیر | ۳
۷ سیر | ۵ | ۱
۱ | ۳ | ۳ سیر
۲-۵ | |

(۲) دبیر (۳) امیر (۴) ماہر (۵) ساغر (۶) میر

(۷) بڑے بول کا سر نیچا (۸) دل کو دل سے راہ ہوتی ہے
(۹) جہاں گل وہاں کانٹا (۱۰) جیسی کرنی ویسی بھرنی
(۱۱) گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں (۱۲) چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔

(۱۳) جمنا (۱۴) شکر (۱۵) سبب (۱۶) حلیم (۱۷) فرحت (۱۸) رفیق (۱۹) ہرن (۲۰) انیس۔

---

(۳) ۲- ایک بے وقوف کا بیٹا کنوئیں میں گر گیا بے وقوف نے بیٹے سے کہا "بیٹا ٹھہر جانا کہ میں جاؤں رسی لاؤں اور تجھے باہر نکالوں۔

۳- ایک ظریف کے ایک کتے نے کاٹ لیا لوگوں نے ظریف سے کہا اگر تو چاہتا ہے کہ تکلیف ہونی بند ہو جائے تو اس کتے کو تو دودھ پلا۔ ظریف نے کہا پھر تو ہر کتا میرے کاٹے گا۔ کیونکہ دودھ پینے کو ملے گا۔

۴- ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا لوگ اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے اس سے کہا کہ پچھلے سال یہاں پر ایک شخص نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا۔ لوگوں نے اس کو جان سے مار ڈالا۔ اس شخص نے کہا اچھا کیا۔ کیونکہ میں نے اس کو نہیں بھیجا تھا۔

محمد عارف

ذرا ہنسئے

باپ۔ "کیوں بیٹی رباب آج الجبرا کے امتحان میں تمہارے کتنے سوال غلط ہیں۔۔۔۔؟

رباب۔ ابا جان! صرف ایک سوال آٹھ سوالوں میں سے غلط ہے

باپ۔ "باقی سات تو ٹھیک ہیں نا"؟

رباب۔ نہیں ابا جان! میں نے تو ایک سوال ہی کیا تھا۔

مجسٹریٹ۔ گواہ سے "کیا تم نے ملزم کو گولی چلاتے دیکھا"؟

گواہ۔ "نہیں جناب میں نے بندوق کی آواز سنی"۔

مجسٹریٹ۔ "صرف سننا کافی نہیں۔ تم جا سکتے ہو"۔

گواہ کچھ آگے جا کر پیٹھ موڑ کر زور سے ہنسا۔ مجسٹریٹ نے بلا کر پوچھا تمہیں عدالت کے کمرے میں ہنسنے کی جرأت کیسے ہوئی۔؟

گواہ۔ "کیا آپ نے مجھے ہنستے ہوئے دیکھا"؟

مجسٹریٹ۔ "میں نے صاف تمہاری آواز سنی"۔

گواہ۔ صرف سننا کافی نہیں ہے۔

سیمین اکرم۔ لدھیانہ

۱- ایک شخص نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ میری آنکھ میں درد ہو رہا ہے کیا تدبیر کرنی چاہئے" دوست نے کہا "میرے پچھلے سال دانت میں درد ہوا تھا میں نکلوا یا تھا"۔ (۴)

بنات کے لئے جو مضامین بھیجے جائیں اُن کی زبان اس قدر آسان ہونی چاہئے کہ دس گیارہ سال کی بچیاں بھی سمجھ سکیں اور مضامین چھوٹے چھوٹے ہوں۔ ایڈیٹر۔

پہیلیاں

۱) آنکھ لگتے ہی جان کھو بیٹھے　جان شیریں سے ہاتھ دھو بیٹھے
کپڑے چھینیں کے پوست نوچیں گے　دشمنِ جان خون پی لیں گے

۲) دانائی سے دانت اس پر لگتا تا نہیں کوئی
سب اس کو بھاتے ہیں یہ کھاتا نہیں کوئی

۳) سب تن زخمی بن پیروں وہ چلتا ہے
راج دلارا سب کا پیارا قسمت سے وہ ملتا ہے

قیصر جہاں قیصری جونپوری

۴) ایک آدمی کے گھر میں ایک عورت ہے
اچھی ہے نہ بری ہے
امیر خسرو یوں کہیں وہ تو پوشیدہ کلی ہے

۵) کٹورے پہ کٹورا　بیٹا باپ سے بھی گورا

۶) آدھا کعبہ میں آدھا میخانہ میں
سارا البشر کی بستی میں آتا ہے ایک آنہ میں

جوابات

۱) گنا۔ (۲) روپیہ (۳) روپیہ (۴) چھپکلی (۵) ناریل
(۶) تمام۔

ہنڈ کلیا

ہنڈ کلیا کے لئے صرف وہی ترکیب بھیجی جائے جو کئی بار تجربہ کر کے دیکھ لی گئی ہو۔ وزن کم سے کم ہوتا کہ لاگت زیادہ نہ آئے۔ ترکیب اس خوبی سے لکھی جائے کہ لڑکیاں آسانی سے سمجھ سکیں　　اڈیٹر

گیہوں کا حلوہ گیہوں پاؤ سیر۔ گھی آدھ سیر۔ شکر۔ زعفران کیوڑہ۔ بادام وغیرہ حسب مرضی۔

ترکیب:- گیہوں ایک رات پہلے پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو سل بٹہ پر باریک پیس کر تھوڑا پانی ملا لیں اور آدھ گھنٹے تک رکھا رہنے دیں۔ گیہوں کا آٹا نشاستہ کے مانند نیچے بیٹھ جائیگا۔ اور تمام پانی اوپر رہ جائے گا۔ آہستہ سے تمام پانی نکال دیں۔

پھر ایک دیگچی میں گھی ڈال کر چولہے پر چڑھائیں۔ جب گرم ہو جائے تو نشاستہ ڈال کر کفگیر سے برابر چلاتے رہیں۔ شکر کا بھی قوام بنا کر چھان کر رکھ لیں۔ جب نشاستہ گھی چھوڑنے لگے تو شکر کا قوام ڈال کر برابر چلاتے رہیں۔ جب سرخ ہونے لگے تو زعفران۔ کیوڑہ۔ بادام وغیرہ ڈال کر اتار لیں۔ اور ایک سینی میں جما کر ٹکڑے کاٹ لیں۔ نہایت لذیذ اور آزمودہ ہے۔　　نجمہ صالحی میسور

جام کی جیلی جام پاؤ سیر۔ شکر پاؤ سیر۔ لیموں ایک عدد

ترکیب:- پہلے جام کو باریک کاٹ لیجئے پھر ڈیڑھ سیر پانی میں چڑھا دیجئے۔ جب خوب گل جائے اتار کر مل لیجئے پھر کپڑے میں چھان لیجئے۔ شکر اس میں ملا کر انگاروں پر چڑھا دیجئے چمچے سے ملاتے رہیئے جب گاڑھا ہو جائے نیبو کا رس ڈال دیجئے جیلی تیار ہے۔ رقیہ شہناز حیدرآباد

عجائب خانہ

جرمن سرداروں کو سزا۔ جرمنی کی شکست کے بعد اس کے بڑے بڑے فوجی اور ملکی سرداروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور اُن پر مقدمہ چلا۔ عدالت اور مقدمہ کے متعلق بہت کچھ اعتراض کیا گیا کہ یہ ایک انوکھی کارروائی ہے اور آئندہ کے لئے بُری مثال کہ ہارا ہوا محض اس جرم میں پکڑا جائے کہ وہ کیوں ہار گیا۔ اور فاتح اُسے سزا دے۔ بہرحال یہ مقدمہ ۲۱۶ دن چلا اور دنیا کا سب سے بڑا مقدمہ ثابت ہوا۔ اس سے پہلے ایک مقدمہ ۱۸۷۴ء میں چلا تھا جو ۱۸۸ دن تک جاری رہا۔ جرمنی کے اس مقدمہ میں ۱۹۱۰ گواہوں کے بیانات لئے گئے اور دو لاکھ حلف ناموں کی تصدیق کی گئی۔ اب گیارہ ممتاز جرمن افسروں کو پھانسی کی سزا کا حکم سُنایا گیا جن میں گورنگ ربن ٹراپ کیٹل روزنبرگ فرینک کالٹن برانر سٹریجر جوڈل سوکل سیس انکوارٹ شامل ہیں۔ ہیس ننگ اور رائیڈر کو عمر قید کا حکم دیا گیا۔ دو کو بیس سال قید ایک کو پندرہ اور ڈونیٹز کو دس سال قید کی سزا دی۔ شاخت پاپن فرٹشے کو بری کر دیا گیا۔ مقدمہ کے دوران میں اور فیصلہ سنتے ہوئے ان لوگوں کی آن بان شان جوں کی توں قائم رہی اور بعد میں بھی کوئی گھبراہٹ ان سے ظاہر نہیں ہوئی وزن اُسیقدر قائم ہے۔ اچھی طرح سوتے ہیں اور خوب کھاتے پیتے ہیں۔

انگریزوں کا جنگی نقصان۔ اس جنگ میں انگریزوں کا دو کھرب ۸۰ ارب روپیہ برباد ہوا۔ ہر دس گھروں میں سے تین تباہ ہو گئے۔ جہازوں میں نصف ڈوب گئے بیرونی ممالک سے جو آمدنی ان کو ہوتی تھی نصف رہ گئی۔ ۱۹۴۶ء کے وسط تک ۶۰ لاکھ آدمی فوجوں سے نکالے گئے۔ اب وہاں کی آبادی اتنی ہی ہے جتنی ۱۹۳۹ء میں تھی جنگ ختم ہونے کے بعد اس کی بیرونی تجارت بہت زیادہ ہوگئی ہے اس کی مقبوضہ ملکوں میں وسعت ہوگئی ہے اور بہت سے نئے ملکوں میں اس کا اس قدر اقتدار و اثر بڑھا ہے گویا کہ اُس کے ہی قبضہ میں ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اسکے مقبوضہ ممالک میں پہلے سے کہیں زیادہ بے چینی پھیلی ہوئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب انگریزوں کے لئے حکومت کرنا پھولوں کا بستر نہیں رہا۔

طاقت کا کرشمہ۔ ہندوستان کی تاریخ میں تو ایسے واقعات کئی پائے جاتے ہیں جن میں دیکھا جاتا ہے کہ مختلف امیدواروں میں سے کسی لڑکی سے شادی کرنے میں وہ شخص کامیاب ہوا جو سب سے زیادہ طاقتور ثابت ہوا۔ یورپ میں شہنشاہ میکسملین ثانی کے جس نے ۱۵۶۴ء سے ۱۵۷۶ء تک حکومت کی ایک لڑکی ہیلینہ تھی جو حُسن و جمال میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ اس سے اس بادشاہ کے دو دربا ری شادی کرنا چاہتے تھے۔ دونوں کے حقوق برابر کے تھے بادشاہ نے ان کے فیصلہ کی یہ ترکیب سوچی کہ اُس نے چمڑے کی ایک بڑی بوری بنوائی اور دونوں

امیدواروں کو مطلع کیا کہ جو اپنے حریف کو اس بوری بن باندھ دے گا۔ اُس سے لڑکی کی شادی کر دی جائے گی۔ چنانچہ یہ مقابلہ بھرے دربار میں بادشاہ و شہزادی کے سامنے عمل میں آیا۔ امیدواروں میں ایک جرمن اور دوسرا ہسپانوی تھا جرمن جیت گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا نہایت طاقتور آدمی تھا۔

ریچھ پالتو جانور۔ ہمارے ملک میں ریچھ مداری بال کے سدھا لیتے ہیں۔ وہ انھیں جگہ جگہ لئے اور ان کا تماشہ دکھاتے پھرتے ہیں۔ سرکسوں میں بھی وہ کرتب دکھایا کرتے ہیں۔ یورپ کے تین ملکوں میں سویڈن ڈنمارک اور ناروے جو تین چار سو برس پہلے سکنڈنیویہ کہلاتے تھے اُن دنوں۔ ریچھ پالتو جانور کے طور پر پالا جاتا تھا چھوٹا سا بچہ پکڑ کے اُسے سدھایا جاتا تھا اور اسے عام طور سے کھینچنے اور بوجھ اُٹھانے کے کام میں لایا جاتا تھا۔ وہ بوجھ کھڑی حالت میں لیکے چلتا تھا۔ اُن سے پن چکی چلانے اور کنوں سے پانی نکالنے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ ان سب کاموں میں نہایت عجیب کام یہ بھی لیا جاتا تھا کہ پاسبانی کے کتوں کی قائم مقامی کرتے تھے۔ بڑے بڑے اور دولتمند آدمی ہر ایک اپنے دروازہ پر انھیں بٹھا دیتا تھا اور وہ نہایت اچھے چوکیدار ڈاکو اور وحشی جانوروں کے لئے وہ کتوں سے زیادہ خوفناک ثابت ہوتے تھے۔ ملایا کا آفتابی ریچھ بآسانی سدھ جاتا ہے اور سدھ کے وہ نہایت فرمانبردار نکلتا ہے۔ سنگاپور کے بانی نے ایک ایسا ریچھ اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ پالا تھا اور وہ اس قدر باتمیز ہو گیا تھا کہ میز پر ساتھ بیٹھ کے کھانا کھاتا تھا۔ اُسے شہرا اور وہاں کا آم بہت پسند تھا۔

موتیوں کی ڈبیہ

انگلستان میں ایک شخص ۳۰ سال سے اندھا تھا۔ چند روز ہوئے وہ گرجا میں خدا سے دعا مانگ رہا تھا کہ اچانک اُس کی آنکھوں کے سامنے عجیب سی روشنی ہوئی اور اُسے سب چیزیں نظر آنے لگیں۔ وہ گھر بغیر کسی مدد کے آگیا اور بیوی اور وہ مارے خوشی کے رونے لگے ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ کسی اچانک وجہ سے بینائی واپس آگئی۔

ہندوستان سے جو کرکٹ کے کھلاڑی کھیلنے کے لئے انگلستان گئے تھے اور وہاں اس کھیل میں خوب خوب ہاتھ دکھائے۔ نام پیدا کیا۔ کل خرچ نکال کے انھیں ۴۰ ہزار روپیہ بچ گئے۔ یہ آمدنی کھیل کے ٹکٹوں سے ہوئی۔

ایک امریکی جہاز ہونولولو سے مقناطیسی قطب شمالی پر سے اُڑتا ہوا۔ ۱۱ ہزار تین سو میل ۹۳ گھنٹے ۲۶ منٹ میں قاہرہ میں اُترا۔ یہ پرواز مسلسل جاری رہی اور اس عرصہ میں جہاز کہیں نہیں رُکا۔ اس کی اوسط رفتار ۱۰۵ میل فی گھنٹہ رہی۔ ½۲۱ ہزار گیلن پٹرول لے کے اُڑا اور جب اُترا اُس میں چار سو گیلن سے کچھ کم تیل رہ گیا تھا۔ اس پرواز میں نقشوں کی یہ غلطی دریافت ہوئی کہ مقناطیسی شمالی قطب نقشوں میں دکھائے ہوئے مقام سے دو سو میل اور پرے شمال کی طرف واقع ہے۔

لنڈن کی زمین دوز ریل کے انجن کے آگے ایک سفید کتا ایک گھنٹہ تک آہستہ آہستہ دوڑتا رہا جس کی وجہ سے ریل کی رفتار دھیمی رکھنی پڑی اور ہزاروں مسافروں کا تاخیر کی وجہ

اُستانی ثنانی

کتابوں سے فائدہ

کسی کتاب کو پہلے شروع سے آخر تک پڑھ جانا چاہیئے۔ اس سے کتاب کے مضمون کا خاکہ دماغ میں قائم ہوجاتا ہے اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ کتاب شروع کرنے اور ختم کرنے میں بہت وقفہ نہ ہونے پائے۔ بعض آدمیوں کا قاعدہ ہے کہ پڑھتے وقت سطروں کے نیچے نشان لگا لگا کر کتاب کو بھدّا کردیتے ہیں بعض کو وہم ہوتا ہے کہ کتاب میں ذرا نشان نہ لگایا جائے۔ اگر کتاب میں عقلمندی سے نشان لگایا جائے وقت ضرورت ذرا نظر ڈالنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کونسا مقام غور کرنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے نشان لگانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حاشیہ کی طرف ایک باریک لکیر اوپر سے نیچے کو کھینچ دی جائے۔ وہ بدنما بھی معلوم نہ دے گی عقلمندی اور صفائی سے نشان لگی ہوئی کتاب مطالعہ کے لئے سب سے بہتر معاون اور معلومات کے لحاظ سے قابل قدر ہوجاتی ہے کتاب اس طرح پڑھیں کہ یاد رہے ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک گھنٹہ میں جس قدر پڑھا نصف سے زیادہ دماغ سے نکل گیا۔ پڑھنے کے بعد ذرا وقفہ دے کے دماغ میں پڑھا ہوا حصہ جمایا جائے اسے خود ذہن میں دہرایا جائے کاغذ پر اس کے متعلق اپنے الفاظ میں نوٹ لکھے جائیں صرف اس طریقے سے پڑھی ہوئی باتیں یاد رہ سکتی ہیں۔ پڑھنے کے بعد وقفہ دینے میں نظر اور دماغ کو آرام بھی ملتا ہے۔ اور ان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ چھوٹی نظم یا پارہ ایک دفعہ سمجھ کے پڑھ جائیں اور پھر اسے بار بار پڑھتے رہیں۔ یاد ہوجائے گا۔ ایک ایک لفظ رٹنے سے یادداشت میں مدد نہیں ملتی کتاب پڑھنے میں مزاج کی درستی کا انتظار نہ کیا جائے۔ اس سے کاہلی اور سست رفتاری پیدا ہوتی ہے۔ کتاب شروع کردیں اس کا مضمون خود مزاج صحیح کرلے گا۔ اس وقت پڑھو یا نہ پڑھوں کیا چیز پہلے پڑھوں اس حیص بیص میں وقت بہت خراب ہوتا ہے جو وقت پر اور اوائل عمر میں ہوش و تمیز سے پڑھنا شروع کردیتا ہے گویا اُس نے اپنی ترقی کا پٹہ لکھا لیا۔ اپنے اوپر بھروسہ کرنا سیکھنا چاہیئے علم حاصل کرنے میں۔ اسکی بھی ضرورت ہے۔ بڑے اور کامیاب آدمیوں کی مثالوں پر غور کرنا چاہیئے کہ کن طریقوں سے کامیاب ہوئے۔ اُن طریقوں پر خود عمل کرکے دیکھیں کہ خود بھی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے بسا اوقات یہ صورت ترقی کے راستہ پر ڈال دیتی ہے پھر رفتار قائم رہ کے ترقی کے اوج پر پہنچا دیتی ہے۔ جو کچھ سیکھیں اسے جانچیں کہ صحیح ہے یا غلط لغت حوالہ کی کتابوں نقشوں اور دیگر معلومات کی خزانہ کتابوں (سائیکلوپیڈیا) کی مدد سے علم بڑھائیں اپنی مشکلات خود حل کرنے سے لیاقت بڑھتی ہے۔

کھانے سے پرہیز۔ کھانا کھانے کے طریقے سے آدمی

کی خصلت معلوم ہوسکتی ہے۔ آپ کو کسی کا مزاج اور عادت معلوم کرنی ہو تو اسے چھری کانٹے یا دسترخوان پر کی حرکات سکنات سے پہچان سکتے ہیں۔ جو شخص کانٹے یا انگلیوں میں لگی ہوئی غذا کو ہونٹوں سے صاف کرتا ہے اُسے سمجھو کہ اسے خود اپنے جذبات کا دھیان رہتا ہے۔ مزاج میں تیزی جلدبازی ہے لیکن دل کا بڑا اور فیاض۔ جو رکابی میں ہر چیز کو ملا لیتا ہے وہ زیادہ ممکن ہے کہ عام طور سے ہر بات میں ابتری کا اظہار کرتا ہو۔ سنوارنے کی بجائے کام گڈمڈ کر دیتا ہو۔ گو اس کے متعلق کوئی خاص بری بات نہیں کہی جا سکتی مگر کوئی کام بھی وہ کرے یا کرنیکا ارادہ کرے زیادہ قابل تعریف نہ ہوگا۔ بعض سرگرمی سے کھاتے ہیں ابھی نوالہ منہ میں ہے اور ہاتھ دوسرا نوالہ تیار کر کے سالن میں ڈبوتا اور چٹنی یا گھی یا مکھن جھٹکے کی حرکت سے لگاتا ہے پھر اچانک اُسے چھوڑ دوسری ہی چیز اُٹھا کے منہ میں رکھ لیتا ہے۔ ایسا شخص زندگی بھر اسی قسم کی گڑبڑ کرتا رہتا ہے کوئی کام مناسب طور سے پورا نہیں کر پاتے کہ دوسرا شروع کر دیتے ہیں ہر وقت جلدی میں رہتے ہیں جلدی جلدی کھانیوالا جلد جلد بات سوچ سمجھ لیتا ہے خوشدل ہر نئے کام میں اچھی طرح مصروف ہو جاتا ہے بعض اوقات وہ ناقابل بھروسہ بھی ہو جاتا ہے اور بے سوچے سمجھے کسی کام کی طرف لپک پڑتا ہے لیکن وہ خوش مزاجی اور اچھے جذبات کا عمدہ مجموعہ ہوتا ہے آہستہ کھانیوالا زندگی بھر آہستہ دن کاٹتا ہے جس حال میں ہو اس میں پڑا رہنا اپنے لئے کافی سمجھتا ہے بے حوصلہ قانع اور یکساں مرنجا مرنج ہوتا ہے جو دوسرے کے پاس سے چیزیں اکٹھی کر کے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں وہ اپنا ہی خیال کرتے ہیں۔ ان میں فیاضی اور نیک سیرت نہیں ہوتی۔ دسترخوان کی کسی چیز سے کھیلتے رہنا اچاٹ طبیعت

رسالہ عصمت دہلی

بیسواں سال | فہرست مضامین ماہ اپریل ۱۹۲۷ء | جلد ۳۹ نمبر ۱

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ اپریل کے پرچہ کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ۱۲؍ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دیدیں۔ ورنہ مئی کا رسالہ ۱۲؍ کا وی پی حاضر ہوگا۔

۱۵-۱۶-۴۶-۵۸-۹۳-۹۶-۱۰۴-۱۲۲-۱۵۶-۱۵۸

۱۷۱-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۳-۲۹۴-۳۰۷-۳۱۱-۳۱۲

۳۱۵-۳۱۷-۳۱۸-۳۲۵-۳۲۹-۳۳۲-۳۳۴-۳۳۶

۳۳۹-۴۰۷-۴۱۱-۴۱۹-۸۱۷-۸۲۲-۸۲۴-۸۲۷

۸۲۹-۸۳۰-۸۳۵-۸۴۲-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۷

۸۵۴-۸۵۸-۸۶۲-۸۶۸-۹۰۹-۹۱۱-۹۴۳

۹۸۲-۹۸۷-۹۹۱-۹۹۵-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۱

۱۱۶۳-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰

۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۷-۱۱۸۳

۱۱۸۶-۱۱۹۳-۱۱۹۹-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۷-۱۶۰۵

۱۷۶۵-۱۷۷۶-۱۷۹۳-۱۷۹۹-۱۸۰۰-۱۸۰۲

۱۸۰۷-۱۸۰۹-۱۸۱۶-۱۸۱۷-۱۸۲۰-۱۸۲۲

۱۸۲۳-۱۸۲۷-۱۸۲۸-۱۸۲۹-۱۸۳۱-۱۸۳۲

۱۸۳۳-۱۸۳۴-۱۸۳۵-۱۸۳۶-۱۸۳۷-۱۸۳۸

۱۸۳۹-۱۸۴۰-۱۸۴۱-۱۸۴۲-۱۸۴۳-۱۸۴۴

۱۸۴۵-۱۸۴۶-۱۸۴۷-۱۸۴۸-۱۸۴۹-۱۸۵۱

۱۸۵۲-۱۸۵۹-۱۸۶۰-۱۸۶۲-۱۸۶۳-۱۸۶۴

۱۸۶۵-۱۸۶۶-۱۸۶۹-۱۸۷۰-۱۸۸۸-۱۸۹۰

۱۹۲۳-۲۱۱۵-۲۱۸۷-۲۳۲۰ (۱۲۸)

منیجر

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپکر دفتر عصمت کوچہ چیلان (دریاگنج) دہلی سے شائع ہوا)

مرحومہ بیگم محمد علی

بنانی بچیوں کو حضرت مولانا محمد علیؒ کی بیگم صاحبہ کے
نتقال کی خبر اخبارات سے معلوم ہو کر بہت افسوس ہوا ہوگا۔
قیقت یہ ہے کہ بیگم محمد علی کے انتقال سے ہندوستان کی مسلمان
ورتوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ پہلی جنگ عظیم ختم ہونے کے
بعد جب مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کو انگریزوں نے
ظربندی سے رہا کر دیا اور ان دونوں بھائیوں نے کانگریس
میں شریک ہو کر اس میں جان ڈالی تو یہ وہ زمانہ تھا۔ جب
نگریزوں نے اپنے وعدوں سے پھر کر ترکی سلطنت کے
کڑے ٹکڑے کر دئے تھے اور ترکی ایک چھوٹا سا ملک
ہو گیا تھا۔ اس زمانہ میں ہندوستان میں خلافت کمیٹی
قائم ہوئی تھی اس کے لئے اپنی ساس مرحومہ بی اماں کے
ساتھ بیگم محمد علی نے ہندوستان کے کونہ کونہ اور
چپہ چپہ کے دورے کئے تھے اور اپنی موثر تقریروں
سے مسلمان عورتوں کو جھنجھوڑا تھا۔ بی اماں مرحومہ اور
بیگم محمد علی کی تقریروں ہی کی وجہ سے اس زمانہ میں
بچے تک سڑکوں پر یہ گاتے پھرتے تھے۔

بولیں اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

اس وقت سے وہ مسلمان عورتوں میں بیداری
پیدا کرنے کی کوشش میں مستعدی سے لگی رہیں۔ پھر
جب مولانا محمد علی گول میز کانفرنس میں شریک ہونے
کے لئے ولایت گئے تو بیگم صاحبہ بھی ساتھ گئیں اور
بیمار شوہر کی جتنی خدمت کر سکتی تھیں۔ اس سے
بہت زیادہ کی مولانا کے بعد بیگم محمد علی کی زندگی کا
زیادہ وقت عورتوں میں مسلم لیگ کو مقبول بنانے
میں گذرا وہ پہلی خاتون تھیں۔ جو مسلم لیگ کی ورکنگ
کمیٹی کی ممبر منتخب ہوئیں۔ تمام مسلمان لیڈر ان کی
بے حد عزت کرتے تھے۔ وہ انگریزی تعلیم یافتہ نہ تھیں
مگر زنانے جلسے انھیں کی وجہ سے کامیاب ہوتے
تھے وہ زبانی تقریر کرتی تھیں جسے سننے کے لئے
عورتیں بڑے شوق سے جلسوں میں جاتی تھیں۔
بیگم محمد علی پہلی بیویوں کی طرح پردہ کی سخت
پابند تھیں۔ اسلامی شرافت اور تہذیب کا وہ سچا
نمونہ تھیں۔ غرور اور تصنع ان میں بالکل نہ تھا سیدھی
سادی مسلمان تھیں۔ علامہ راشد الخیریؒ کے یتیم
بچیوں کے مدرسہ تربیت گاہِ بنات میں اکثر تشریف
لاتیں۔ بیگم راشد الخیری صاحبہ سے بڑی محبت سے
ملتیں اور ان کی بہو اور لڑکیوں پر ہمیشہ شفقت فرماتی
تھیں۔ انھوں نے اپنی قوم کی جیسی قیمتی خدمت کی اس
کے بدلے میں اللہ تعالےٰ انھیں جنت میں بہترین
مقام عطا فرمائے۔

ایڈیٹر

گانے والی چڑیاں

از جناب جلیل احمد صاحب قدوائی ایم۔ اے

جس طرح کوئی پیاری خوبصورت چیز دیکھ کر آنکھیں خوش ہوتی ہیں اسی طرح سریلی بولی اور سہانے راگ کانوں کو بھلے معلوم ہوتے ہیں کیا تم صبح کے وقت کسی باغ میں گئی ہو؟ رنگ برنگ کے پھولوں کے ساتھ اگر باغ میں چڑیاں چہچہا رہی ہوں تو مزا ہی اور آتا ہے۔ بہت سی ایسی چڑیاں ہیں جن کا کام ہی صرف گانا اور اڑنا ہے۔ کیا تم ان چڑیوں کے نام جانتی ہو؟

آم کا موسم آیا اور **کوئل** نے کوکنا شروع کر دیا۔ ایک پیڑ سے دوسرے پیڑ پر جا پہنچی۔ اس ڈال سے اڑ کر اس ڈال پر بیٹھ گئی۔ دن بھر پھدک پھدک کر ہی گذارا کرتی ہے۔ یا گھنے پتوں میں چھپ کر بیٹھ جاتی ہے اور "کو کو۔ کو کو" کرتی رہتی ہے۔ سناٹے میں اس کی آواز بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی آواز تو سنائی دیتی ہے مگر وہ خود نظر نہیں آتی چھپی ہوئی بیٹھی رہتی ہے۔ لڑکے اس کی آواز کی نقل کرتے ہیں اور ڈھونڈھتے رہتے ہیں۔ اسے لڑکوں کے ستانے میں مزہ آتا ہے۔

کوئل ہر وقت خوش اور مگن رہتی ہے ہنسنا کھیلنا اس کی عادت ہے۔ ہنسنا کھیلنا کوئی اس سے سیکھے۔ وہ آواز پر بولتی ہے۔ تم "کوکو" کر کے دیکھو برابر جواب دے گی۔ "کوکو" کرتی رہے گی۔

کوئل کالے رنگ کی ہوتی ہے۔ ایسی کالی جیسے کاجل یا کالا کوا۔ وہ اپنا گھونسلا بنا کر انڈے نہیں دیتی۔ کوے کے گھونسلے میں گھس کر انڈے دے آتی ہے۔ کوا سیانا مشہور رہے مگر کوئل اس کی بھی استاد ہے۔ کوا کوئل کے انڈوں کو اپنے انڈے سمجھ کر سیتا رہتا ہے۔ جب بچے نکل آتے ہیں تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نہیں۔ کوئل کے ہیں۔ وہ انھیں چونچ مار کر نکال دیتا ہے۔

برسات سے پہلے ایک اور چڑیا گاتی رہتی ہے اسے **پپیہا** کہتے ہیں تم نے کبھی کسی چڑیا کو "پی کہاں" کی رٹ لگاتے سنا ہے؟ اندھیری رات کے سناٹے میں یا پو پھٹنے سے پہلے ہلکی ہلکی چاندنی میں اس کی آواز ہر طرف گونجتی ہے۔ یہ پپیہے کی کوک ہے۔ پپیہا خوب مست ہو کر تان لگاتا ہے۔ اس کی آواز میں تڑپ ہوتی ہے جیسے اس کا کلیجہ پھٹا جا رہا ہو

کوئل اور پپیہے کے علاوہ اور بھی گانے والی چڑیاں ہیں ان میں سے ایک **شاما** ہے۔ شاما گرمی کے دنوں میں گاتی ہے۔ جیٹھ کے مہینے میں دوپہر کو بڑی کڑی دھوپ پڑتی ہے اور چاروں طرف سناٹا ہوتا ہے۔ اس وقت شاما سب سے الگ کسی ہرے بھرے گھنے پیڑ پر بیٹھ کر اپنا راگ چھیڑتی ہے۔ اس کا گانا بڑا سریلا ہوتا ہے۔ خود بھی گاتے وقت مست ہو جاتی ہے

شاما کی باتوں میں کوئل سے ملتی ہے۔ اس کا گانا کوئل سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے پر تو کوئل کی طرح کالے ہوتے ہیں اور گلا بھی کالا ہوتا ہے۔ اس پر صرف ایک سفید لکیر ہوتی ہے اس کا سینہ پیلا پن لئے ہوئے لال ہوتا ہے۔ شاما کی دُم میں دو تہیں ہوتی ہیں۔ اوپر کی تہہ کالی اور نیچے کی سفید ہوتی ہے۔ یہ چڑیا زمین پر اُترتی ہے اور ریت پر بڑے مزے سے جلدی جلدی چلتی ہے۔

مینا بھی گانے والی چڑیوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ کوّے کی طرح ہوتی ہے مگر اس سے چھوٹی۔ اس کی چونچ چمپئی یا نارنجی رنگ کی ہوتی ہے۔ نارنجی اس رنگ کو کہتے ہیں جو نارنگی کے چھلکے کا سا ہوتا ہے۔ مینا کے کان ایسے ہوتے ہیں جیسے مرغی کے مگر ان کا رنگ زرد یا پیلا ہوتا ہے اس کے پیر بھی اسی رنگ کے ہوتے ہیں۔

لوگ مینا کو بڑے چاؤ سے پالتے ہیں اور بولنا سکھاتے ہیں۔ یہ بہت جلد بولنا سیکھ جاتی ہے۔ یہ آدمی کی بولی کی نقل خوب کرتی ہے جب بولتی ہے بس معلوم ہوتا ہے کوئی آدمی بول رہا ہے۔ یہ بھیگے چنے بڑے مزے سے کھاتی ہے پھل پھلیری بھی کھالیتی ہے۔

جنگلی **مینا** بھی ہوتی ہے مگر اس کی بولی میں کوئی خاص بات نہیں ہوتی۔ یہ کیڑے مکوڑے کھاتی ہے جنگلی مینا کسان کی بڑی دوست ہوتی ہے۔ کسان کھیت میں ہل چلاتا ہے اور یہ زمین کو چونچ سے کرید کرید کر کیڑے مکوڑے کھاتی جاتی ہے۔

بلبل ہمارے ملک کی چڑیا نہیں۔ یہاں جو چڑیا اس نام سے مشہور ہے اُسے **گلدُم** کہنا چاہیئے۔ گلدُم چھوٹی سی سیاہ رنگ کی چڑیا ہوتی ہے۔ اس کے سر پر سیاہ چوٹی ہوتی ہے۔ اس کے دُم کے نیچے گچھے یا پھول کی طرح سرخ پر ہوتے ہیں۔ اس لیے اُسے گلدُم کہتے ہیں۔ گل کے معنی پھول ہیں

اسے بھی لوگ شوق سے پالتے ہیں اور پنجرے میں رکھتے یا اڈے پر بٹھاتے ہیں۔ لمبے کالے دھاگے کا ایک سرا اڈے میں اور دوسرا سرا چڑیا کے پیر میں باندھ دیتے ہیں۔ گلدُم اُڑتی ہے اچھلتی ہے اور پھر اڈّے پر بیٹھ جاتی ہے۔ اُڑ کر بھاگ نہیں سکتی۔ اس کی بولی بڑی سریلی ہوتی ہے۔ اس کی آواز میں ایک طرح کا بانکپن ہوتا ہے۔ گاتے وقت پر پھلاتی اور دم اوپر کو اٹھا لیتی ہے۔

فاختہ کبوتر کی شکل کی مگر اس سے چھوٹی ہوتی ہے اس کے اوپر کا رنگ خاکی یا بہت ہلکا سُرمئی ہوتا ہے۔ اس رنگ کو فاختہ کے نام سے فاختئی بھی کہتے ہیں پیٹ سفید ہوتا ہے بڑی بھولی اور خوبصورت چڑیا ہے۔ فاختہ بھی جنگلی اور شہری ہوتی ہے جنگلی فاختہ شہری فاختہ سے چھوٹی ہوتی ہے۔ فاختہ ببول کے پیڑ پر زیادہ بیٹھتی ہے۔ گرمی کے دنوں میں دوپہر کو اُسے گاتے سنا جاسکتا ہے۔ اس کے گانے میں درد ہوتا ہے۔ یہ کچھ اس طرح کہتی ہے "اٹھ رے پُتو۔ چنے پورے پورے پورے۔

کہتے ہیں یہ چڑیا پہلے ایک بڑھیا تھی۔ اور پسائی کا کام کرتی تھی۔ اس کا لڑکا بہت بڑا نکما اور کاہل تھا۔ ایک دن بڑھیا کہیں سے چنے پیسنے کو لائی۔ اسے شک ہوگیا کہ لڑکے نے چنے چُرا کر کھالئے غصّہ میں ترازو کا ایک باٹ اُٹھا کر جو لڑکے کو مارا تو وہ اچانک مرگیا۔ چنے تول کر دیکھے تو پورے اُترے تب تو بڑھیا

حضرت رسول اللہ صلعم کی نیک صاحبزادیاں

۳۔ حضرت اُمّ کلثوم

آپ کا اسم مبارک اُمّ کلثوم تھا۔ والدہ کا نام خدیجہ رضی آپ آنحضرت صلعم کی تیسری صاحبزادی تھیں۔

پیدائش آپ کی پیدائش نبوت سے چھ سال پیشتر ہوئی تھی۔ آپ حضرت رقیہ سے ایک سال چھوٹی اور حضرت فاطمہؓ سے ایک برس بڑی تھیں

نکاح آپ کا نکاح بھی آنحضرتؐ نے نبی ہونے سے پہلے ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ کے ساتھ کر دیا تھا جب آنحضرت صلعم خدا کے رسول ہوئے تو ابولہب نے اپنے لڑکے سے حضرت اُمّ کلثوم کو طلاق دلوادی۔

حضرت عثمان کے ساتھ نکاح حضرت رقیہ کی وفات کے وقت حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ بیوہ ہو چکی تھیں حضرت عمر کو ان کے نکاح کی فکر ہوئی حضرت عمر سب سے پہلے حضرت عثمانؓ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ سے نکاح کے لئے کہا حضرت عثمان نے جواب میں تاخیر کی۔ اس کی خبر رسول اللہ کو ہوئی تو حضرت عمر سے فرمایا کہ تمہیں حضرت عثمان سے بہتر شخص دیتا ہوں اور عثمان کے لئے تم سے بہتر حالت رکھنے والا شخص بتاتا ہوں

حضرت عمر نے کہا کہ "حضور! اس سے بہتر بات اور کون ہو سکتی ہے؟"

آپ نے فرمایا کہ "تم اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کر دو۔ اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمان کے ساتھ کر دیتا ہوں" آنحضرتؐ نے حضرت حفصہ کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اور حضرت اُمّ کلثوم کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کر دیا۔ یہ ہجرت کے تیسرے سال ربیع الاوّل کے ماہ میں ہوا۔

حضرت اُمّ کلثوم نکاح کے بعد حضرت عثمان کے ساتھ چھ برس تک رہیں۔

حضرت عثمان کو حضرت رقیہ کی وفات کا بہت ہی رنج تھا اور ان کو اس بات کا خاص غم تھا کہ ان کی وفات سے رسول اللہ کے خاندان سے ایک خاص رشتہ ٹوٹ گیا۔

حضرت اُمّ کلثوم کے اس نکاح سے اللہ تعالیٰ نے اس کمی کو پورا کر دیا۔ اسی سبب سے حضرت عثمان کو "ذوالنورین" (دو نور والے) کہتے ہیں یعنی رسولِ پاکؐ کی ایک صاحبزادی کی وفات کے بعد دوسری صاحبزادی بھی آپ کے نکاح میں آئی تھیں اور یہ سب سے بڑی فضیلت صرف آپ ہی کو حاصل ہوئی کسی اور کو نہیں۔

وفات حضرت اُمّ کلثوم نے ہجرت کے نویں سال۔ ماہ شعبان میں وفات پائی۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط"

غسل و تجہیز و تکفین اسماء بنت عمیس۔ اُمّ عطیہ اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے میت کو غسل دیا۔ رسول پاک صلعم نے فرمایا کہ "بیری کے پتوں کو پانی میں اُبال کر غسل دو اور پھر کافور لگاؤ۔"

آپ کے حکم کے مطابق غسل دینے کے بعد حضور صلعم کو خبر دی گئی تو آپ نے ایک چادر مرحمت فرمائی اور کہا کہ "اسی میں سے کفن بنایا جائے۔"

جنازہ کی نماز حضرت اُم کلثوم رضہ کے جنازے کی نماز رسول اللہ صلعم نے پڑھائی حضرت ابوطلحہ حضرت علیؓ حضرت فضل بن عباس اور حضرت اُسامہ بن زید نے آپ کو قبر میں اُتارا۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ "حضور کرم کو حضرت اُم کلثوم کی وفات سے بہت صدمہ ہوا۔

اولاد:۔ حضرت اُم کلثوم رضہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

مانک بائی بنت اُم قدوس حسین

علمی جنگ

وطن والو میں ننھا سا علمبردارِ ملت ہوں
ہے سستی دُور مجھ سے میں فدائے شوقِ محنت ہوں

میری فطرت ہے تڑکے اُٹھ کے پہلے ہاتھ منہ دھونا
بچھاور رات کر دیتی ہے مجھ پر صبح کا سونا

کرن پھوٹے سے پہلے اُٹھکر اُس کو تنگ کرتا ہوں
میں روزانہ یونہی سورج سے پہلی جنگ کرتا ہوں

ذرا سا کھا کے کھانا دوڑ کر بستہ اُٹھاتا ہوں
در دولت پہ مُلاجی کے پھر فوراً میں جاتا ہوں

ادب سے جھک کے کرتا ہوں سلام اُن کو بشاشت سے
دوزانو بیٹھ جاتا ہوں قریب اُن کے شرافت سے

نہ کرتا ہوں کبھی جھگڑا نہ شور و غل مچاتا ہوں
میں کر کے یاد دن بھر کا سبق پھر گھر کو آتا ہوں

یہی رفتار ہے تو ایک دن ایسا بھی آئے گا
کہ بندہ بھی کلکٹر اور کمشنر بن ہی جائے گا

خدا نے چاہا تو پڑھ لکھ کے موٹر کار رکھوں گا

کوئی تو ایک رکھتا ہے مگر میں چار رکھوں گا

اے۔ کیو۔ حامد بخش (درجہ پنجم)

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز

آپ کا لقب "خلیفۃ الصالح" ہے۔ مؤرخین آپ کو خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہیں۔ عمر، عبدالعزیز بن مردان کے صاحبزادے تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام اُمّ عاصم ہے جو عمر بن خطاب کی صاحبزادی تھیں ۶۱ھ میں پیدا ہوئے دولت وحکومت کے آغوش میں پلے۔ بچپن ہی سے علم اور پرہیزگاری کی طرف رغبت تھی تھوڑی عمر ہی میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔ باپ نے طبیعت کی رغبت دیکھکر مدینہ منوّرہ کے مشہور محدّث صالح بن کیسانی کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے بھیج دیا۔

زمانۂ طالب علمی میں ایک دن حضرت کی نماز باجماعت فوت ہوگئی، اُستاد نے جواب طلب کیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا "آنا میرے بال سنوار رہی تھی" صالح نے آپ کے والد عبدالعزیز کو جو اس زمانہ میں مصر کے حاکم تھے واقعہ کی اطلاع دی اور اپنی ناراضی کا اظہار کیا عبدالعزیز نے فوراً ایک قاصد مصر سے روانہ کیا جس نے عمر بن عبدالعزیز سے بات کئے بغیر ان کے سر کے بال مونڈ دیے۔

خلافت ملنے پر آپ نے مسجد میں آکر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ مسجد سے نکلے تو شاہی سواری آپ کے سامنے پیش کی گئی اور جلوس کی صورت میں آپ کو تختِ خلافت تک لے جانے کا ارادہ کیا گیا۔ گھوڑوں خچروں کی قطاروں پر آپ کی نظر پڑی تو آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اہلکارانِ حکومت نے جواب دیا "شاہی سواری" آپ نے فرمایا۔

"جی نہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں میرا گھوڑا ہی میرے لئے موزوں ہے" چنانچہ جانور منتشر کر دیا گیا جب گھر تشریف لائے تو بہت رنجیدہ تھے۔ غلام نے پوچھا حضرت آپ اس قدر فکرمند کیوں ہیں آپ نے جواب دیا "میرا فکر بیجا نہیں مشرق ومغرب میں اُمّتِ محمّدیہ کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے حقوق کی ادائیگی میرے ذمّہ نہ ہو خواہ وہ طلب کرے یا نہ کرے"۔ خلیفہ ہوتے ہی آپ نے خاصہ کے گھوڑے فروخت کرکے اس کی قیمت خلافت کے خزانہ میں داخل کر دی۔ پھر بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا "میری سادہ زندگی ہے اگر تم میرا ساتھ دے سکو تو میرے ساتھ رہو ورنہ تمھیں اختیار ہے کہ اپنے میکے چلی جاؤ" نیک نفس بیوی یہ سنکر روتے لگیں پھر بولیں میں ہر حال میں تمہاری شریکِ زندگی ہوں

آپ کی بیوی فاطمہ کہتی ہیں کہ عشار کی نماز پڑھ کر عمر بن عبدالعزیز مُصلّے پر بیٹھ جاتے اور روتے رہتے یہاں تک کہ آنکھ جھپک جاتی جب آنکھ کھلتی تو پھر رونے لگتے اور یہی سلسلہ صبح تک رہتا۔ آخری بیماری میں جب قمیص بہت میلی ہوگئی تو مسلمہ بن عبدالملک نے اپنی بہن فاطمہ سے کہا "لوگ عیادت کو آتے ہیں دوسری قمیص بدلوا دو" بہن خاموش ہو رہیں۔ جب دوبارہ بھائی نے کہا تو بولیں "دوسری قمیص ہی نہیں ہے بدلواؤں کہاں سے"؟ خوفِ خدا کا یہ حال تھا کہ جب موت کا ذکر آتا

تو آپ کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا۔

حکومت ہاتھ میں لینے سے پہلے عیش و عشرت میں کسی سے کم نہ تھے جب مدینہ منورہ کے حاکم مقرر ہوئے تو تین اونٹوں پر آپ کا ذاتی سامان لدا تھا۔ بہتر سے بہتر قمیص پیش کی جاتی مگر فرماتے کہ اچھی ہے مگر کھردری ہے مگر جب خلیفہ کی حیثیت سے قوم کے سامنے آئے تو طرز زندگی ہی بدل گیا۔ کملی کی قمیص زیب بدن ہوتی تھی، پھٹی جاتی اور اس پر پیوند لگتے جاتے تھے۔

وفات کے بعد یزید نے آپ کے صندوق کو اس خیال سے کھولا کہ شاید کچھ خزانہ محفوظ ہو مگر دیکھا تو ایک ٹوٹی کملی اور طوق کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ تھی مسلمان شہنشاہوں کی زندگی اور خوفِ خدا۔

میر قطب الدین علی۔ حیدرآباد دکن

وعدہ وفائی

قرطبہ (اسپین) میں ایک عرب اپنے باغ کی دیکھ بھال کر رہا تھا کہ اسپین کا ایک عیسائی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس کے پاؤں پر گر کر درخواست کی کہ مجھے اپنے ہاں پناہ دو۔ پکڑنے والے میرے پیچھے آرہے ہیں۔ کیونکہ میں نے ایک نوجوان کو مار ڈالا ہے۔ عرب نے اُس کی حالت پر رحم کھا کر اپنے ہاں پناہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور گھر لے جا کر ایک کمرے میں بند کر دیا تاکہ رات کے وقت بھاگنے کا موقع مل جائے۔

تھوڑی دیر کے بعد لوگ اس کے اکلوتے بیٹے کی لاش لے کر آئے۔ عرب نے پوچھا "اس کو کس نے قتل کیا ہے" انھوں نے قاتل کا حلیہ بتایا۔ عرب نے حلیہ سن کر معلوم کر لیا کہ وہی ہسپانی جس کو اُس نے اپنے گھر میں پناہ دی ہے۔ اس کے اکلوتے بیٹے کا قاتل ہے۔ لیکن اپنے جذبات پر قابو رکھا۔ آدھی رات کے وقت مکان کا دروازہ کھولا اور اُسے باہر نکال کر کہا "ہسپانی جس جوان کو تو نے قتل کیا ہے وہ میری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور تھا۔ تیرا جرم بڑا سنگین ہے تو سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے۔ لیکن میں نے پناہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ نہیں چاہتا کہ وعدہ خلافی کروں"۔ یہ کہکر اُس نے ایک تیز رفتار گھوڑے پر کاٹھی ڈالی۔ اور ہسپانی کو گھوڑے پر بٹھا کر کہا۔ کہ رات کی تاریکی میں جتنا بھاگ سکتا ہے۔ بھاگ جا۔ ممکن ہے۔ کہ صبح میرے کسی رشتہ دار کو تیرا پتہ چل جائے۔ اور وہ تجھے

سندباد جہازی کا چھٹا سمندری سفر

ہم بہت سے آدمیوں کی نسبت سنتے ہیں کہ وہ بڑی بڑی دولت کے مالک ہیں اور ان کی زندگی عافیت و مسرت سے گذرتی ہے۔ ان کے عیش و آرام سے کاہلوں کے دلوں میں رشک و حسد کی آگ بھڑکتی ہے اور اپنی بدنصیبی کا افسوس ہوتا ہے اور اس کا شکوہ و گلا کر کے خدا کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں لیکن خدا منصف اور عادل ہے۔

ان ہی کاہلوں میں بغداد کا رہنے والا ہندباد بھی تھا۔ اس نے زندگی کے قیمتی وقتوں کو کاہلی و غفلت میں گذارا محنت و مشقت کے کاموں سے ہمیشہ جان چرائی اور مال کے لئے اپنی کوششوں کو کبھی صرف نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زندگی غربت و افلاس کی نحوست سے دوچار ہوئی اور جب مصیبت کی یہ شکل سامنے آئی تو وہ اپنی بدحالی پر آنسو بہانے اور خدا کو قصوروار بتلانے لگا سندباد ایک دولتمند شخص تھا۔ اس نے چونکہ وقت کے قیمتی لمحوں سے کام لیا، اس کو ہمیشہ مفید اور ضروری کاموں میں بسر کیا اور مشقتوں محنتوں کا عادی رہا تھا اس لئے اس کو اپنی محنتوں اور کاموں کا ثمرہ بھی برابر ملتا رہا۔ ہندباد اپنی قسمت کا موازنہ سندباد کی قسمت سے کیا کرتا اور خدائی انصاف پر حرف گیری اور نکتہ چینی کرتا ہوا خدا کو ملزم ٹھہراتا تھا۔

ایک مرتبہ سندباد کو ہندباد کے مکان کی طرف سے گذرنے کا اتفاق ہوا اس نے سنا کہ وہ اپنی بدبختی پر رو رہا ہے اور اس کی (سندباد کی) خوش قسمتی اور خوشحالی پر رشک و حسد کر رہا ہے۔

دوسرے دن صبح کو اس نے ہندباد کو اپنے ہاں بلا بھیجا۔ جب وہ آیا تو سندباد نے خوش اخلاقی، محبت اور مہربانی کا سلوک کیا اور اس کی دعوت کی جب ہندباد کھانے سے فارغ ہوا تو سندباد نے میٹھی میٹھی محبت آمیز باتیں شروع کیں۔ اس نے کہا بھائی ہندباد! یہ بات صحیح نہیں ہے کہ میں محض خوش نصیبی کے باعث امیر ہوں اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ تم بدنصیبی کے سبب غریب ہو میں دولت کا مالک ان تھک کوششوں اور محنتوں کی بدولت ہوا ہوں اور تم بھی غربت کے غلام سستی اور کاہلی کی وجہ سے ہوئے ہو۔ میں بھی ایک انسان ہوں اور تم بھی ایک انسان ہو۔ مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں۔ خدا کی نگاہوں میں ہم دونوں برابر ہیں۔ انسان کو اپنے کاموں اور محنتوں کا پھل ملنا ضروری ہے اور جو بھی جتنا کرتا ہے اس کا بدلہ اس کو ملتا ہی ہے۔

اگر میں بتاؤں کہ خوش حالی حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنی زندگی کن کن خطروں میں ڈالی ہے۔ اور کیسی کیسی محنتیں کی ہیں تو تم حیران رہ جاؤ گے۔ اگر تم سننا چاہو تو میں تمھیں اپنی داستانِ زندگی سنا سکتا ہوں۔

ہندباد نے درخواست کی "آپ سنائیں، میں ضرور سنوں گا"۔ سندباد نے اپنی زندگی کی داستان یوں

ں سے ایک واقعہ اُسے یوں سُنانا شروع کیا:-

"میں ایک جہازی ہوں" "لوگ مجھے سندباد جہازی کہتے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت دفعہ جہاز کا سفر کیا۔ اور کتنی مرتبہ میری زندگی خطروں میں گھری اور بال بال بچی۔ اور ہر بار میں نے فیصلہ کیا کہ اب کبھی جہاز کا سفر نہیں کروں گا لیکن جب کوئی جہاز چلنے لگتا تو میری حالت بدل جاتی اور اس وقت میں اپنے کو روکنے کی قدرت نہ رکھتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک جہاز روانہ ہوا۔ یہ بہت لمبے سمندری سفر کو طے کر رہا تھا۔ کپتان اور جہاز کا ڈرائیور دونوں اپنے اپنے فن کے مشاق اور ماہر تھے۔ جہاز اچھی طرح چل رہا تھا ہوائیں بھی موافق اور سمندر بھی خاموش اور ساکت تھا کئی روز تک جہاز باقاعدگی اور عمدگی سے چلتا رہا۔ اور ہم لوگوں کا سفر پُرلطف اور خوشگوار گذار رہا تھا۔

اچانک ایک دن جہاز کے کپتان نے شور مچایا "جہاز کی خبر نہیں، جہاز خطرہ میں ہے"۔ مسافروں نے گھبرا کر پوچھا۔ "کیوں کیا بات ہے؟" کپتان نے کہا "جہاز ایک چٹان سے ٹکرا جائے گا اور ڈوب جائے گا"۔ یہ معلوم کر کے خطروں کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام ملّاح تیار ہوگئے اور مسافروں کے لئے جان بچانے والی کشتیاں لے کر آ گئے۔ تمام مسافر کشتیوں میں بیٹھ کر ساحل پر پہنچ گئے۔ اتنے میں جہاز سچ مچ ایک چٹان سے ٹکرایا اور پاش پاش ہوگیا۔ مسافر بچ گئے تھے لیکن اُن کی یہ سلامتی تھوڑی ہی دیر کی تھی۔

جہازی جو تھوڑا سا سامانِ خوراک جہاز سے لائے تھے سب نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ اب مشکل یہ تھی کہ وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ یہ ایک بڑا جزیرہ تھا اور ایک بہت ڈھلواں پہاڑ ساحل پر واقع تھا۔ اور غذائیں ختم ہوگئی تھیں نتیجہ یہ ہوا کہ تمام جہازی فاقوں سے تڑپ تڑپ کر موت کے گھاٹ اُترنا شروع ہوئے اور اس طرح ہمارے تمام کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے ختم ہوگئے۔ میں یہ دیکھ کر مرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اُس وقت میں تنہا تھا اور دماغی سکون سے قطعی محروم"۔ لیکن خدا کو مجھ پر ترس آیا میں وقت گذارنے کے خیال سے اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا اور ساتھ ساتھ ساحل کو اس خیال سے اچھی طرح بغور دیکھ رہا تھا کہ شاید یہاں سے باہر نکلنے کی کوئی صورت نظر آجائے آخر میں نے دیکھا کہ ایک دریا ہے جو سمندر سے بہتا ہوا نکلا ہے اور وہ پھر پہاڑ کی ایک کھوہ میں گم ہوگیا ہے۔ میں نے قیاس لگایا کہ دریا ضرور اسی طرح بہتا ہوا کہیں باہر کھلی ہوئی روشنی میں نکلا ہوگا۔ یہ خیال کر کے میں نے اُسی وقت قسمت آزمائی کی ٹھان لی کیونکہ یہاں اس طرح مرنے سے اس تاریک غار کا یہ خطرناک سفر میرے لئے کہیں زیادہ غنیمت اور قابلِ ترجیح تھا۔

ساحل پر لکڑیاں بہت پڑی تھیں میں نے اُن سے ایک کشتی بنانا شروع کی۔ جب کشتی تیار ہوگئی تو میں اُس میں سوار ہوا اور غار کی طرف اُسے کھینا شروع کیا۔ کشتی اب دھارے پر تھی جو تیزی کے ساتھ ساتھ بہی چلی جا رہی تھی کئی روز تک میں اسی طرح کشتی کو کھیتا رہا لیکن غار کی آخری حد کا کہیں نشان نہ تھا۔ میں تکان سے چُور چُور ہوگیا۔ کھانے کی چیزیں بھی میرے پاس نہ تھیں۔

کئی دن اور کئی راتیں فاقوں میں بسر کرنی پڑیں۔ غار کے
اندر اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اُمید کی کوئی جھلک نہ تھی
اسی فکر کی حالت میں مجھ پر نیند طاری ہوئی اور میں گہری
نیند سو گیا۔ جاگا تو میں نے دیکھا کہ میری کشتی دریا کے کنارے
بندھی ہے اور بہت سے لوگ میرے ارد گرد کھڑے ہیں۔

میں نے انھیں سلام کیا۔ خوش قسمتی سے وہ لوگ
عربی سمجھتے تھے میں نے اُن سے دریافت کیا کہ میں
اس کنارے تک کیونکر پہنچا۔ اُن میں سے ایک شخص نے
کہا کہ جب ہم لوگ دریا سے ایک نہر کاٹ کر اپنے کھیتوں
کو سیراب کر رہے تھے تو دھارے میں کوئی چیز بہتی ہوئی
نظر آئی چنانچہ ہم میں سے ایک شخص تیرتا ہوا گیا اور
آپ کو اس کنارے تک لے آیا

وہ سب میرے جاگنے کا انتظار کر رہے تھے اور
میری کہانی سننے کے مشتاق تھے۔ بھوک کی شدت سے
اُس وقت مجھ میں بولنے کی سکت نہ تھی اس لئے سب
سے پہلے میں نے کھانے کی فرمائش کی اور میرے لئے
بھی غذائیں مہیا کی گئیں۔ میری داستان سن کر وہ
مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ شاہی آداب کے
مطابق میں نے اُسے جھک کر سلام کیا۔ بادشاہ نے میرا نام
اور میری سکونت دریافت کی اور یہاں آنے کی وجہ
پوچھی میں نے سارا حال بیان کیا۔ بادشاہ بہت خوش
ہوا اور مجھے ایک بلند ہمت اور بہادر جہازی تسلیم کیا۔ میں نے
دارالسلطنت کے مختلف حصوں کی سیر و سیاحت کی۔
شاہی خزانے میں بھی مجھے لیجایا گیا۔ جہاں ہیرے، زمرد،
یاقوت اور دوسرے قیمتی پتھر بھرے پڑے تھے۔ میں نے
اس سے پہلے ایسے نادر اور قیمتی پتھروں کا اتنا بڑا ذخیرہ
کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چند روز بعد میں نے بادشاہ سے
واپسی کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے روانگی کے وقت
قیمتی ہیرے مجھے عنایت کئے اور شہنشاہ بغداد خلیفہ
ہارون الرشید کے لئے بھی نادر بیش قیمت نذرانے ساتھ
کر دئے۔ حکومت کی طرف سے میرے لئے ایک خاص
جہاز کا انتظام کیا گیا۔ اور میں وہاں سے روانہ ہوا۔ بصرہ
کی بندرگاہ تک میں جہاز سے آیا اور پھر وہاں سے پیدل
چل کر بغداد پہنچ گیا۔ اور خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
بادشاہ کے تحفوں کی گرانقدر نذر پیش کی۔

ہندباد! یہ ہے میری ایک داستان اور یہی
وہ چیز ہے جس نے مجھے آج اتنی کثیر دولت کا مالک
بنایا ہے۔ میری امیری اور تمہاری غریبی کی وجہ یہ ہے
کہ میں جب محنتیں اور سخت مشقتیں اٹھاتا تھا تو تم پڑے
سوتے تھے اور جب میں کاموں میں وقت گذارتا تھا تو
تم اُسے کاہلی میں گنواتے تھے۔ یہ تمہاری غفلت کی وہی
میٹھی نیندیں ہیں اور کاہلی کی وہی گھڑیاں ہیں جو آج غربت
و افلاس کی شکل میں تبدیل ہو کر تمہارا راستہ دے رہی ہیں۔
اور یہ مصیبتیں چونکہ تمہاری خود پیدا کی ہوئی ہیں اس لئے
خدا کو قابلِ الزام سمجھنا سراسر نادانی اور غلطی ہے کیونکہ
خدا کا اس میں کچھ قصور نہیں۔ اب تمھیں چاہیے کہ کاموں
کے عادی بنو، محنتیں کرو اور مشقتیں اٹھاؤ تاکہ تمہاری یہ
شامِ عسرت صبحِ عشرت سے بدل جائے اور میری طرح
تمھیں بھی راحت و مسرت کی مطمئن گھڑیاں نصیب ہوں۔

(از انگریزی ریڈر سے ترجمہ کیا گیا) سید عبدالمنان بھٹوی

منصوری کی سیر

سب سے پہلے ہم لوگ میونسپلٹی گارڈن دیکھنے گئے۔ دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیا تھا صبح کی چائے پی کر ہم گھر سے روانہ ہوئے۔ باغ ہمارے گھر سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک رکشا کرایہ پر لی تھی جس میں باری باری سے بچے بیٹھے تھے۔ اس باغ میں ٹھیرنے کا باقاعدہ انتظام ہے۔ ایک بڑا برآمدہ ہے۔ پاخانہ غسل خانہ اور باورچی خانہ بھی ہے۔ بچوں کے جھولنے کے لئے دو قسم کے جھولے بھی ہیں۔ اور باغ میں طرح طرح کے خوبصورت پہاڑی پھول لگے ہوئے ہیں۔ پھلوں کے درخت بھی ہیں۔ کافی بڑا باغ ہے۔ ہم لوگوں نے باغ دیکھنے کے بعد کھانا کھایا پھر بڑے لوگ تو سب سو گئے۔ بچے دن بھر جھولتے رہے۔ اور ہم لوگ اِدھر اُدھر باغ میں گھومتے رہے۔ پھر چار بجے چائے بنا کر پی اور ظہر کی نماز ادا کی اس کے بعد واپس آ گئے۔

پھر کئی روز کے بعد کیمپٹی فال گئے۔ ہم لوگ "کلڑی بازار" میں رہتے تھے۔ وہاں سے کیمپٹی فال آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے میں۔ رشید اور جبو۔ میاں خالو ابا کے ساتھ گئے۔ صبح کی چائے پی کر آٹھ بجے روانہ ہوئے ناشتہ دان میں دوپہر کا کھانا لے لیا تھا۔ ۱۰ بجے وہاں پہنچ گئے۔ یہاں پانی کے کئی دھارے گرتے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر جو برف جما ہوا ہوتا ہے اسی کا پانی پگھل پگھل کر آتا ہے۔ بہت ٹھنڈا پانی ہوتا ہے پانی کے گرنے کا سین اتنا اچھا ہے کہ بس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

راستے بھر ہم کو پانی نہیں ملا تھا۔ پیاس کے مارے برا حال تھا پہنچتے ہی ہم لوگوں نے سب سے پہلے منہ ہاتھ دھو کر پانی پیا۔ اس کے بعد کچھ دیر آرام کر کے کھانا کھایا۔ پھر فال دیکھے۔ ایک پن چکی بھی دیکھی جو پانی کے زور سے چلتی ہے ہم نے دو تین تصویریں بھی آبشاروں کی لیں تین بجے ظہر کی نماز پڑھی۔ اس وقت چائے پینے کے لئے بہت دل چاہ رہا تھا لیکن وہاں جنگل میں چائے کہاں! آخر گھر واپس چلے۔ واپس آنے کے لئے دل نہیں چاہتا تھا۔ واپسی میں ہم لوگ دوسرے راستے سے آئے جس سے جلدی تو پہنچ گئے لیکن اس قدر چڑھائی تھی کہ خدا کی پناہ! کئی جگہ تھک کر بیٹھ بیٹھ گئے۔ ایک گاؤں میں پانی پیا۔ آخر خدا خدا کر کے سڑک ملی پھر کچھ دور چل کر ایک ہوٹل بھی ملا۔ اس میں جا کر چائے پی تو گویا سب تھکن اتر گئی پھر ہم لوگ تازہ دم ہو کر چلے۔ تین میل چلنے کے بعد گھر پہنچ گئے۔ راستہ کی خرابی کی وجہ سے سب کے جوتے ٹوٹ گئے۔

ایک دن موسیٰ فال دیکھنے بھی گئے۔ یہ آبشار چھوٹا ہے اور صرف ایک دھار گرتا ہے۔ "بارلو گنج" کی طرف کلڑی سے تین میل پر ہے۔ ٹول بھی لگتا ہے۔ ٹول تو کیمپٹی فال جاتے میں بھی دینا پڑتا ہے۔ لیکن وہاں صرف سواریوں رکشا۔ ڈانڈی اور گھوڑے پر ہی لگتا ہے۔ یہاں پیدل جانے والوں کو دینا پڑتا ہے

دوپہر کا کھانا کھا کر جلدی ہی ہم لوگ واپس آگئے۔

ایک پہاڑی گن ہل پر بھی گئے۔ اس پر ایک توپ رکھی ہوئی ہے۔ اس لئے اس پہاڑی کا نام گن ہل پڑ گیا۔

ڈسوہن بھی دیکھی۔ اس پہاڑی پر سے۔ قریب قریب ہمالیہ کی سب چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں اور ہمالیہ بلکہ دنیا کی سب سے اونچی اور مشہور چوٹی ایورسٹ بھی نظر آتی ہے ہر چوٹی کی طرف بورڈ لگے ہوئے ہیں اور ہر چوٹیوں کا نام "اونچائی" دوری سب لکھے ہوئے ہیں۔

منصوری کی قریب قریب تمام دکانیں اور بازار ہم لوگوں نے دیکھے مشہور ہوٹل "شارلے ول ہوٹل" بھی دیکھا۔

سلسل دھارا (یہ ایک گندھک کا چشمہ ہے) دیکھنے کی تمنا ہی رہی۔ گھر سے دور ہونے کے سبب سے ہمت نہ ہوئی۔

آصفہ بیگم چشتی ۔ ہمیرپور

میرے وطن کے نغمے

گاتا ہوں جب میں رو کر اپنے وطن کے نغمے

آزردہ میرے غم میں ہوتے ہیں سب ستارے

میرے وطن کے نغمے غم ہیں مرے ہی دل کے!

میرے وطن کے نغمے ہیں چاند سے حسیں تر

میرے وطن کے نغمے ہیں زندگی کے گوہر

میرے وطن کے نغمے غم ہیں مرے ہی دل کے!

میرے وطن کے نغمے ہیں میرے ساز غمگین

میرے وطن کے نغمے ہیں میرے راز شیریں

میرے وطن کے نغمے غم ہیں مرے ہی دل کے!

عظیم قریشی

شرارت

جس دن بھیا کا امتحان شروع ہو رہا تھا، ٹھیک اُسی
دن میں نے سالگرہ کی خوشی میں اپنی سہیلیوں کو دعوت پر
بلایا تھا، بھیّا صبح ہی سے میری اس دعوت پر رنجیدہ تھے،
مگر آخر اس میں ہمارا قصور ـــــ؟ میری سالگرہ بھی تو
اِسی دن تھی نا! چائے کے بعد ہم سب اپنی پوری آواز میں
قوالی کرنے میں مصروف تھے، کہ بھیا کی گرج دار آواز سنائی دی
اے شاہین کی بچی ادھر آؤ۔

اور میں آہستہ سے اپنی عزیز سہیلیوں کو چھوڑ کر باہر چلی
آئی "کیا ہے بھیا ـــــ؟ میں نے کہا۔

بدتمیز کمرے میں اُودھم مچا رکھا ہے۔ اور پوچھتی
ہے۔ کیا ہے بھیّا۔! انہوں نے میری نقل کرتے ہوئے کہا۔

"اودھم کیا، ہم تو قوالی کر رہے تھے، آپ کو شاید
غلط فہمی ہو رہی ہے" اوہ! بھیا، خدا کی قسم یہ شہلا غضب
کا گاتی ہے، سنیں گے آپ بھی؟ میں نے اطمینان سے
کہا،

میں کہتا ہوں، کیا فیل کرانے کا ارادہ ہے تمہارا؟
صبح سے مع اپنی سہیلیوں کے وہ بے سرے قہقہے لگا رہی ہو۔
کہ پاس تو کیا، دو میل پر بیٹھے ہوں، تو بھی نہ پڑھا جائے"
انہوں نے اپنی گرجدار آواز میں کہا، اور کمرے میں
ایک دم خاموشی چھا گئی،

جل ہی تو گئی اس خواہ مخواہ کے الزام سے، اور جب
آپ اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپیاں کرانے میں
مصروف ہوتے ہیں، تو شاید چار میل پر بیٹھا ہوا انسان
بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ ذرا آہستہ شغل فرمایئے۔
اُف! یہ روقی۔ شہلا وغیرہ کیا کہتی ہونگی۔ یہی کہ بڑا بدتمیز
بھائی ہے اس کا جس کی تعریفیں کرتی رہتی ہے۔ دل
میں شرم سے پانی پانی ہو گئی، اچھا تو ان بھیا صاحب کو
بھی ایک دفعہ مزا نہ چکھایا تو شاہین نام نہیں ـــ
دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی اپنے کمرے میں چلی آئی

اہو، خوب موقعہ ہاتھ آیا، ان بھیا سے بدلہ
لینے کا، چلے ہیں حضرت افسانہ لکھنے ـــــ
کیا خوب ـــــ!

نیلو!

آہ! آج تمہاری شادی ہو رہی ہے، اور
تمہاری اپنی مرضی سے، تمھیں وہ وعدے یاد نہ رہے
ہوں گے نیلو؟ وہ ماضی کے بیتے ہوئے دن، لیکن
میں کچھ کہنے کا حق نہیں رکھتا، صرف ایک التجا ہے۔
"آج شام مجھ سے اپنے گھر کے پائیں باغ میں ملنا میں
تمہارا انتظار کروں گا ـــــ"

افسانہ نامکمل تھا، جو شاید خطوط کی شکل میں لکھا
گیا تھا، میں نے نیچے بھیّا کا نام لکھ دیا، اور چپکے سے
ابا جان کو اس کے ساتھ ایک گمنام خط لکھ کر ان کے
کمرے میں رکھ آئی۔

شام کو ہم سب ڈر رہے تھے، کیونکہ ابا جان

غصے میں بھرے ہوئے۔ نہ معلوم کس بات پر پیچ و تاب کھا رہے تھے، امّی الگ پریشان بیٹھی تھیں ادھر بھیّا گھر میں داخل ہوئے اور ادھر ابا جان برس پڑے۔

"او نا شدنی میں تیرے سب چلتر جان گیا ہوں باغ میں پڑھنے جاتا ہوں" معلوم نہیں وہاں اور ہی گل کھل رہے ہیں، بتاؤ! یہ کون ہے، جس کو خط لکھے جا رہے ہیں، میں بھی کہتا تھا، شام ہوتے ہی یہ کہاں چلا جاتا ہے "پڑھنے جاتا ہوں"۔ امتحان نزدیک ہیں" نکل جا ابھی میرے گھر سے، اور اسی کے پاس چلا جا، جسے یہ وعدے یاد دلا رہا ہے"

بھیّا بے چارے حیران و پریشان، پہلے ہی پرچہ خراب ہونے کی وجہ سے رونی صورت بنائے تھے، اب اور بھی سر نیچا ہو گیا، روتی آواز میں بولے" "دکھائیے تو ذرا کون سا خط ہے؟

"بڑا بھولا بنا پھرتا ہے جیسے معلوم ہی نہیں، یہ لو پڑھو اپنی کرتوت"۔ خط پڑھ کر بھیّا ایک دم ہنس پڑے"۔ "شرم نہیں آتی، کمبخت قصور کر کے قہقہے لگاتا ہے، کیا اسی دن کے لئے پالا تھا تمہیں، کہ ہمیں بدنام کرتا پھرے۔؟

مگر ابا جان ٹھہریئے تو ــــــ اور بھیّا اپنے کمرے میں دوڑے گئے، تھوڑی دیر بعد بہت سے کاغذ لئے ہوئے آئے یہ لیجئے، افسانے کا مسودہ! میں نے تو افسانہ لکھنا شروع کیا تھا جو ابھی نامکمل ہے"۔ میری طرف قہر آلود نگاہیں ڈالتے ہوئے انھوں نے کہا،

اور میں نے بھاگ کر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا، بھیّا میری مرمّت کرنے کے لئے دوڑے آ رہے تھے۔

محنت

محنت سب لوگ کرتے ہیں۔ مگر بعض لوگ دل لگا کر نہیں کرتے۔ کوئی بھی محنت نہ کرے تو یہ دنیا درہم برہم ہو جائے۔ جو شخص محنت کرتا ہے وہی دنیا میں پھلتا پھولتا ہے اور بہت ترقی کرتا ہے۔ محنت کرنے سے ہمکو راحت نصیب ہوتی ہے اور مفلسی دور ہو جاتی ہے۔ ایک غریب انسان امیر بن سکتا ہے اور اس سے تندرستی بھی قایم رہتی ہے۔ ہم کو جس چیز میں ناکامی ہو اسے دوبارہ کرنا چاہیئے۔ اور جہاں تک ممکن ہو محنت و کوشش جاری رکھنا چاہیئے۔ اسی لئے لوگ کہتے ہیں کہ "حرکت میں برکت ہے"۔ ہم کو محنت کی بدولت علم و دولت حاصل ہوتی ہے تمہیں جو عالم و فاضل نظر آتے ہیں ان سب نے محنت ہی کی بدولت دنیا میں ترقی اور شہرت حاصل کی ہے۔ محنت ہی سے پہاڑوں میں راستے بنے ہیں بلبل کے گھونسلے پر غور کرو کہ کتنی محنت کے بعد وہ ...... تیار ہوتا ہے۔ کسان دن بھر اپنا خون پسینہ بہا کر اناج اگاتا ہے۔ یہ سب محنت ہی کی بدولت ہے۔ اگر غلہ پیدا نہ ہو تو ہم ایک ایک دانے کے لئے ترس جائیں، طالبِ علم کی زندگی پر غور کرو کتنی محنتوں اور مشقتوں کے بعد وہ ایک قابل انسان بنتا ہے اور نام پیدا کرتا ہے

آنسہ زلیخا عبدالستار

حیدر آباد دکن

حکایاتِ مُلّا نصر الدّین

۱۔ ایک دفعہ لوگوں نے مُلّا نصر الدین سے کہا۔ کہ۔ "اگر تو بجائے فضول باتوں کے جو کہ تیرے دماغ میں بھری ہوئی ہیں۔ اور اُن بیہودہ بلبلوں کے جو تو موقع بے موقع کہہ دیتا ہے۔ چند اچھی اچھی احادیث حفظ کرے تو دنیا بھی اچھی اور آخرت بھی"۔ مُلّا نصر الدین نے کہا "آپ لوگوں کا شاید یہ خیال ہے کہ میں احادیث سے ناواقف ہوں۔ میں نے اپنے اُستاد سے چند احادیث بھی حفظ کی ہیں"۔ لوگوں نے کہا۔ "اچھا تو پھر اُن احادیث میں سے ایک دو جو آپ کو یاد ہوں ہمکو سنائیے"۔ مُلّا نصر الدین نے کہا "حدیث میں ہے۔ کہ جو شخص دو صفتیں رکھتا ہو۔ اُس کی دنیا اور آخرت اچھی ہوگی"۔ "کونسی دو صفتیں؟" "ایک تو میں اُسی وقت بھول گیا تھا جب اُستاد نے بتائی۔ اور دوسری اب بھول گیا ہوں"۔

۲۔ مُلّا نصر الدین نے ایک دن پن چکی پر آ کر دوسروں کے گیہوں اپنے تھیلے میں ڈالنا شروع کئے۔ لوگوں نے پوچھا "ایسا کیوں کر رہے ہو؟" کہا "اس لئے کہ میں دیوانہ اور احمق ہوں"۔ لوگوں نے کہا "اگر تم دیوانے اور احمق ہو تو پھر اپنے گیہوں دوسروں کے تھیلوں میں کیوں نہیں ڈالتے؟" مُلّا نے جواب دیا "اس لئے کہ میں اُس وقت دوگنا احمق ہو جاؤں گا"۔

۳۔ کسی نے دیکھا۔ کہ مُلّا نصر الدین میدان میں بڑی بےچینی سے زمین کھود کر کوئی چیز تلاش کر رہے ہیں۔ پوچھا گیا "کیا کر رہے ہو؟" جواب دیا "میں نے ایک روپیہ یہاں کسی جگہ دفن کیا تھا۔ مگر باوجود تلاش کے اب نہیں ملتا"۔ لوگوں نے پوچھا "دفن کرتے وقت کوئی نشانی نہیں رکھی؟" ملا نے کہا "کیوں نہیں"۔ لوگوں نے پوچھا "کونسی نشانی؟" ملا نے کہا۔ "نشانی یہ کہ بادل کا ایک ٹکڑا اُس وقت زمین کے اُس حصّہ پر سایہ ڈالے ہوئے تھا"۔

۴۔ ایک دن مُلّا نصر الدین اپنا تھیلا لئے ہوئے۔ باغ میں آئے۔ اور بینگن۔ چقندر وغیرہ سے تھیلے کو بھرنا شروع کیا۔ اتنے میں باغبان آ گیا اور مُلّا نصر الدین سے پوچھا "تو کون ہے؟ اور اس تھیلے میں کیا ہے؟" مُلّا نصر الدین تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولے "میں اِس باغ کے قریب سے گذر رہا تھا سخت ہوا چلی۔ اور مجھے اٹھا کر باغ میں لا پھینکا"۔ باغبان بولا "بہت خوب۔ مگر چقندر وغیرہ کس نے توڑے؟" جواب ملا "ہوا بہت سخت تھی۔ ہوا میں اُڑتے ہوئے اپنے بچاؤ کے لئے جس چیز کا سہارا لیتا۔ وہ ٹوٹ جاتی"۔ باغبان نے کہا "اچھا اگر یہ بھی مان لیا جائے تو پھر ان کو جمع کر کے تھیلے کو کس نے بھرا؟" ملا نے جواب دیا۔ میرے بھائی میں بھی اسی فکر میں تھا۔ کہ یہ کام کس نے کیا۔ کہ تم سر پر آن پہنچے۔

(فارسی سے ترجمہ)

آنسہ قرۃ العین صالح محمد

نوشہرہ

حُسن بانو

گرمیوں کا زمانہ تھا۔ شام ہو رہی تھی سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا اور محمود اپنے پائیں باغ میں حوض کے کنارے گیند سے کھیل رہا تھا۔ یکایک گیند حوض میں جا پڑی اور نظروں سے غائب ہو گئی۔

محمود کو گیند گر جانے کا بہت افسوس ہوا اور وہ حوض کے کنارے بیٹھ کر زار و قطار رونے لگا اتنے میں اس کے کان میں آواز آئی۔

"منے میاں تم روتے کیوں ہو"

محمود اچانک یہ آواز سن کر کچھ ڈر سا گیا اور حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اس کو کوئی بھی نظر نہ آیا۔

اتنے میں پھر آواز آئی "ادھر دیکھو میں حوض سے بول رہی ہوں"

محمود نے حوض کی طرف نظر ڈالی تو دیکھا کہ ایک خوبصورت مینڈکی پانی سے سر نکالے بول رہی ہے۔

محمود نے کہا "میری گیند پانی میں گر گئی ہے"۔

بی مینڈکی نے جواب دیا "اگر میں تمہاری گیند نکال دوں تو مجھے کیا انعام دو گے"۔

محمود نے کہا "میں تمھیں منھ مانگا انعام دوں گا"۔

بی مینڈکی نے جواب دیا "میری تین شرطیں ہیں۔ پہلی تو یہ کہ مجھے تم اپنے ساتھ رکھنا، دوسری یہ کہ مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلانا، تیسری یہ کہ مجھے اپنے بستر پر سلانا، کہو منظور ہیں تینوں شرطیں؟"

محمود نے خوش ہو کر کہا "ہاں ہاں منظور ہیں"

یہ سن کر بی مینڈکی نے پانی میں ڈبکی لگائی اور آن کی آن میں منھ میں گیند پکڑے اوپر آ گئی اور پھر جو چھلانگ لگائی تو حوض کے باہر۔ گیند محمود کو دے دی۔

شام ہو گئی تھی اور رات کی سیاہی دن کی روشنی پر غالب آ چکی تھی کہ اتنے میں محمود کا نوکر آیا اور محمود کو لیکر چلا گیا اور بیچاری مینڈکی چیختی چلاتی رہ گئی کہ "محمود میاں ذرا ٹھیرئیے میں بھی آ رہی ہوں" لیکن ان آوازوں سے محمود کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور وہ سیدھا کوٹھی کی طرف چلا گیا۔

ابھی محمود نے کھانا بھی نہ کھایا تھا کہ باہر سے آواز آئی "محمود میاں دروازہ کھولو" محمود آواز سنتے ہی کھٹک گیا کہ وہی آفت آ گئی۔

متعدد آوازیں سننے کے بعد محمود کے باپ نے محمود سے کہا "جاؤ دیکھو تمھیں کون آواز دے رہا ہے" محمود بت بنا بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئیے

محمود کی خاموشی دیکھ کر باپ نے کہا "تم چپ کیوں ہو آخر کچھ تو بتاؤ" یہ سن کر محمود نے تمام واقعہ کہہ سنایا۔

واقعہ سن کر والد نے جواب دیا "بیٹے تمھیں اپنا وعدہ پورا کرنا چاہئیے جاؤ دروازہ کھول دو اس کو اندر آنے دو"

جب محمود نے دروازہ کھولا تو مینڈکی کہہ رہی تھی "محمود میاں! آپ اتنی جلدی اپنا وعدہ بھلا [illegible]

منوڑا کی سیر

چند روز ہوئے میں کراچی گئی۔ وہاں سے سب بہن بھائی مل کر منوڑا کی سیر کرنے گئے۔ منوڑا ایک چھوٹا سا خشکی کا ٹکڑا ہے جس کے چاروں طرف سمندر ہے۔ یہ کنارے سے کوئی دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ سمجھ لیجئے کہ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جہاں ایک چھوٹی سی بستی آباد ہے۔ یہاں نیوی کا سکول خوبصورت اور پکے مکان ہیں۔ ایک مندر اور مسجد بھی ہے اس مقام تک پہنچنے کے لئے لوگ کنارے سے کشتیوں یا موٹر کشتیوں میں سوار ہو کر جاتے ہیں عموماً لوگ سمندری سیر کے خیال سے اس سفر کو پسند کرتے ہیں۔ یہ جگہ کراچی شہر سے تقریباً ۸ میل کے فاصلہ پر ہے ہم ٹریموے میں بیٹھ کر سمندر تک اور وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر منوڑا پہنچے یہ سیر عجب لطف انداز تھی۔ دور افق تک پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا۔ موجیں کوشش کرتی تھیں کہ وہ کسی طرح سمندر کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیں۔ شاید وہ سمندر میں اتنا عرصہ رہ کر اکتا گئی ہوں۔ کم از کم جب میں کشتی میں سوار تھی۔ تو مجھے بے حد ڈر اور خوف محسوس ہو رہا تھا۔ حالانکہ ایسا نہ ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ یہاں تو اس سیر کا معمول ہے۔ میرے خوف اور ڈر کی وجہ شاید یہ تھی کہ میں پہلی دفعہ ایسی سیر کر رہی تھی۔ دو تین گھنٹے اس بستی کی سیر کر چکنے کے بعد واپس آنے کی ٹھانی۔ واپسی پر موٹر کشتی پر سوار ہوئے۔ تاکہ اس کی سواری بھی دیکھ لی جائے۔ یہ کشتی انجن کے ذریعہ سے چلتی ہے۔ اسے اگن بوٹ بھی کہتے ہیں اور پانی میں نہایت تیز دوڑتے کی کوشش کرتی ہے۔ اس میں سادہ کشتی کی طرح ڈر اور خوف بھی نہیں لگتا۔

میری دعا ہے کہ خدا ہمیں سب مسلمان بہن بھائیوں والدین کو اسی راستے یا بمبئی کی بندرگاہ سے مکہ معظمہ کی زیارت کرائے (آمین ثم آمین۔

انور بیگم بھٹی (بنت اللہ بخش)

حسن بانو (بقایا صفحہ ۱۷)

محمود خاموش تھا۔

دسترخوان بچھایا گیا بی مینڈکی بھی محمود کے قریب جا کر بیٹھ گئیں اور مزے مزے کے کھانے کھانے لگیں محمود کا بار بار یہی جی چاہتا تھا کہ اٹھ کر چلا جائے لیکن مجبور تھا۔

آخرکار سونے کا وقت آیا اور محمود اپنے کمرہ میں جانے لگا تو بی مینڈکی نے کہا۔ "میں بھی آپ ہی کے ساتھ لیٹوں گی مجھے اپنے ساتھ لے چلئے۔

محمود نے بی مینڈکی کو دو انگلیوں سے پکڑا اور کمرے میں لیجا کر بڑے زور سے زمین پر پٹک دیا اور غصہ بھری آواز میں کہا۔ "عاجز کر رکھا ہے اس مینڈکی نے، کم بخت میں نہیں لٹاؤں گا تجھے جا یہیں کہیں زمین پر.........'

ابھی محمود یہ جملہ ختم بھی نہ کرنے پایا تھا کہ بی مینڈکی گرتے ہی ایک خوبصورت لڑکی بن گئی اور کہنے لگی "مجھے ایک جادوگرنی نے مینڈکی بنا دیا تھا خدا کا شکر ہے کہ میں تمہاری بدولت

عقل کا امتحان

ؤں کو ترتیب دیکر سازوں کے نام بتاؤ

ل ہ و ن ا ی۔

. ا آس ر ک ٹ۔

. گ ج ن ت ر ل۔

. ن پ و ا ی۔

. م م ر ہ ی ن ا و مس صغیرہ نعیم خان

ذرا بوجھیے تو۔

. تیتر کے دو آگے تیتر۔ تیتر کے دو پیچھے تیتر۔
آگے تیتر۔ پیچھے تیتر۔ تو بتلاؤ کتنے تیتر؟

انورجہاں قیصر جونپوری

پہیلیاں

۱۔ رسلتا مسلتا ہاتھ سے پھسلتا

۲۔ سامنے آئے کردے دو۔ مارا جائے نہ زخمی ہو

۳۔ لالم لال کچھ گولم گولا بن بیلے وہ بیلا ہے
گھی میں تر مزے میں میٹھا اس کا نام پہیلا ہے

انورجہاں قیصر جونپوری

پڑھنے لکھنے کی چیزوں کو تلاش کرو

۱۰۔ آج رحمان باغ نہیں گیا

۱۱۔ شکیلہ کی دوا تخت پر گر گئی

۱۲۔ آج عاقل مرادآباد جائے گا۔

۱۳۔ تمہاری چوڑی تخت یا میز پر ہوگی۔

۱۴۔ آمنہ کا کتا باہر بیٹھا ہے۔ مس پروین کلاس پنجم

ہنڈکلیا

سالن

اشیاء:۔ گوشت پاؤ سیر۔ ٹماٹو سیر بھر ادرک ۴ ماشہ۔ لہسن بڑی ایک پوتھی۔ دھنیہ دو تولہ۔ خشخاش دو تولہ۔ پیاز ۴ عدد۔ مرچیں۔ نمک حسب ضرورت گھی دو چھٹانک۔ جتنا کھٹا ڈالنا چاہیں اس مقدار سے املی لیں۔ سالم مرچیں ۴ عدد۔ ۴ چٹکی سفید زیرہ۔

ترکیب:۔ پہلے پیاز گھی میں گلابی کر لیجئے پھر اس میں تمام مسالے پسوا کر بھون لیں۔ اور گوشت ڈال کر بھونیں پھر اندازاً اتنا پانی ڈالیں کہ گوشت گل جائے۔ ٹماٹو کا عرق نکال کر چھان لیں (اگر آٹے کی چھلنی میں چھانا جائے تو بہتر ہے) جب گوشت گل جائے تو گوشت کو خوب بھونیں کہ خوشبو آنے لگے۔ اور اس میں ٹماٹو کا عرق نمک اور تھوڑا پانی ڈالدیں جب گاڑھا ہونے لگے تو املی کا کھٹا ملکر چھوڑ دیں چند منٹ پکنے کے بعد اتار لیں۔ پھر سفید زیرہ۔ اور مرچ سے بگھار دیں نہایت لذیذ سالن ہوتا ہے آزمودہ ہے۔

آنسہ حمیرہ پروین عبدالرؤف حسن صدیقی حیدرآباد

میسوپاک

شکر آدھ پاؤ۔ گھی آدھ پاؤ۔ چنے کا آٹا ایک چھٹانک۔ پانی آدھی چھٹانک سب کو دیگچی میں ڈال کر اچھی طرح ملا لیجئے۔ اور دھیمی آنچ پر پکایئے جب خوشبو آنے لگے تو سینی میں گھی لگا کر اس پر پھیلا لیجئے۔ اور فوراً ہی لوزیں کاٹ لیجئے ورنہ ٹھنڈا ہونے پر مشکل سے کٹے گی۔

مس رابعہ بائی کوچاپن

ذرا ہنسئے

(۱)

ایک آدمی نے کسی شخص سے پوچھا کہ "بڑا دوا کھانہ کہاں ہے" اُس نے جواب دیا "گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے" آدمی نے کہا "کون گورنمنٹ حوض جہاں آدمی نہاتے ہیں"

(۲)

ایک شخص کو اپنے لڑکے کو پڑھانے کا بہت شوق تھا وہ ایک دن لڑکے کا داخلہ کرانے قریب کے مدرسہ میں گیا مولوی صاحب نے پوچھا "فرمائیے آپ لڑکے کو عربی پڑھانا چاہتے ہیں یا اردو" اس نے جواب دیا کہ "میں کیا فرماؤں آپ ہی فرما دیجئے" مہر نگار زینت حافظ مصطفےٰ۔ لکھنو

مصنف: مضامین میں جو الفاظ آپ کو ناپسند ہوں اُن کو نکال دیجئے
ایڈیٹر:۔ جی ہاں یہ تو ہم کر چکے ہیں۔
مصنف:۔ باقی کو شائع کر دیجئے۔
ایڈیٹر:۔ چھپنے کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہا۔

دو امریکن ایک تھیٹر دیکھ رہے تھے۔ ایک امریکن نے ایک لڑکی کے بال دیکھ کر کہا۔ واللہ کیا بال ہیں۔ میں دس روپیہ اس کی ایک لٹ کے لئے دے سکتا ہوں۔ دوسرے امریکن نے کہا۔ لاؤ میں اس کا انتظام کرتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے وہ سٹیج کی طرف گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہا۔ لو اُس نے دس روپیہ میں مصنوعی بالوں کا گچھا ہی دے دیا ہے

استاد:۔ برق اور بجلی میں کیا فرق ہے۔

ہندسوں کی لڑائی اور صلح

دو دوست تھے۔ ایک کا نام تھا چھ ۶ اور دوسرے کا دو ۲۔ یہ ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور جب اکٹھے بیٹھتے تو بن جاتا ۲۶۔

ایک دن باتوں باتوں میں ذرا جھگڑا سا ہو گیا۔ چھ صاحب روٹھ گئے اور دوست کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ۲۶ کا ۲۲ بن گیا۔

دو صاحب پہلے تو منت سماجت کر کے چھ صاحب کو مناتے رہے لیکن جب وہ نہ مانے تو دو صاحب بھی روٹھ کر دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ یعنی ۲۲ کا ۶۲ بن گیا۔

اب چھ کے دل میں خیال آیا کہ میرا دوست بھی روٹھ گیا ہے یہ تو کوئی اچھی بات نہیں۔ اُس نے مڑ کر دو صاحب کو منانا شروع کیا۔ اور باسٹھ کا چھیاسٹھ بن گیا یعنی ۶۲ کا ۶۶۔

تھوڑی دیر تک دو صاحب نہیں مانے لیکن آخر من گئے۔ منہ پھیر لیا اور پھر ۲۶ بن گئے۔ زینت جہاں نئی دہلی

شاگرد:۔ ایک کے لئے دام نہیں دینے پڑتے۔

انور جہاں قیصر۔ جونپور

ایک شخص اپنی جیب میں انڈے لئے جا رہا تھا راستہ میں ایک بیوقوف ملا اُس سے پوچھا اگر تم یہ بتاؤ کہ میرے پاس کیا ہے تو میں تم کو ان میں سے ایک انڈا دے دوں گا اور اگر یہ بتاؤ کہ کتنے ہیں تو دس کے دس انڈے تمہارے ہوئے بیوقوف نے جواب دیا کہ میں فرشتہ تو ہوں نہیں جو معلوم ہو جائے

عجائب خانہ

گداگری کا پیشہ ہندوستان کے ہر شہر میں فقیروں کے گروہ کے گروہ نظر آتے ہیں۔ ان میں طرح طرح کے فقیر ہوتے ہیں بعض فقیروں کو نوکر رکھ کے اُن سے کمائی کرتے ہیں۔ ایسے فقیر بھی ہیں کہ دن بھر اپنے کسی صنعتی کام میں مصروف رہ کے خوب دام حاصل کرتے ہیں اور شام ہوتے ہی ڈنڈا جھولی سنبھال کے اپنے ٹھکانوں میں بھیک مانگنے لگتے ہیں جس سے بغیر ہنڈیا چولہا کئے گھر بھر کا پیٹ بھرتا ہے اور باقی ٹکڑے سکھا کے بیچ دیئے جاتے ہیں بعض ضرورت مند تازہ روٹی اُن سے خرید کے لے جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی ذات فقیر بتایا کرتے ہیں۔

ہندوستان میں بچّوں کو بچانے والی ایک انجمن قایم ہے وہ ایسے بچے پکڑتی رہتی ہے۔ ایک اپاہج یتیم بچہ اُس کے ماموں نے سات روپیہ ماہوار پر تمسک لکھ کے ایک شخص کو کرایہ پر دیدیا۔ اسی شخص نے ایک اور بچہ اسی طریقہ سے حاصل کیا اور دونوں کو لے کے وہ کلکتہ آگیا۔ اور اُن سے بھیک منگوانے لگا۔ اس مجلس نے دونوں کو پکڑ لیا تحقیقات سے پتہ چلا کہ شیر خوارگی میں ہی اُن بچّوں کو مصنوعی طریقوں سے اپاہج بنایا گیا تھا مگر عدالت میں اس کی شہادت نہ دی جا سکی۔ کرایہ پر لانیوالے شخص کو سخت قید کی سزا ملی اور انجمن بچّوں کو لے گئی۔ لائق جرّاح کی مدد سے ایک بچّہ کے اعضا کا نقص دور کر دیا گیا لیکن دوسرا اب تک ہاتھ پاؤں کے بل ہی چل رہا ہے

ایک اور بچّہ کو آندھی مینہ چلچلاتی دھوپ میں سڑک پر بیٹھے رہنے اور بھیک مانگنے کی ہدایت تھ
ایک اندھا بچّہ دن بھر سڑک کے کنارے بھیک مانگتا تھا ا
آخر میں اُس کا آقا اُس سے کمائی وصول کر لیتا تھا۔
اُس کی تصویر متحرک کیمرہ سے لے کے شہادت میں پیش
بڑے ہو کے ایسے بچّے مستقل فقیر بن جاتے ہیں ا
فقیر جا بجا نظر آتے ہیں اُن کی حالت پر ترس آیا کرتا۔
بعض دق زدہ ہوتے ہیں بعض کوڑھی کلنگی کسی کے ہاتھ نہیں کس
پاؤں نہیں کسی کا ہاتھ مڑا تڑا ہے کسی کا پاؤں۔ کوئی با
اندھا ہے۔ کوئی اندھا تو ہے لیکن آنکھیں ایسی کھلی
کہ بینا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کی اصلاح کے لئے کوشش
جاری ہیں کہ سرکاری نگرانی میں ان کی دیکھ بھال کر
کمانے کھانے کے قابل بنایا جائے۔ مگر ہر شہر اور دیہ
ایسی کوشش کی ضرورت ہے۔

چاندی کا سکّہ ہمارے ملک کا سکّہ برطانیہ کی سکّہ کی
کا پابند ہے جیسا سکّہ وہاں چلتا ہے اُس
نمونہ پر یہاں جاری کر دیا جاتا ہے چنانچہ اب چاندی کا سکّ
اُڑا دیا گیا اور تانبے اور نکل کا ملا جلا روپیہ جاری ہو رہا ہے چو
جاری ہو چکی ہیں پہلی بڑی لڑائی کے دوران میں ایک روپیہ کا نو
ہوا اور اب دو مستقل جزیرے ہوئے کا سکّہ بند کر دیا گیا ہے چنانچہ
روپیہ کی اشرفی کی قیمت باسٹھ اور ستر کے بیچ میں ہے۔ چاندی

سکّہ میں ۵۰ فیصدی چاندی۔ ۴۰ فیصدی تانبہ ہے اب اس
میں ۳ حصّے تانبہ اور ایک حصّہ نکل ہوا کرے گا۔ ایک وجہ یہ
ہے کہ چاندی کی قیمت بہت بڑھی ہے دوسرے آئندہ پانچ
سال میں امریکہ کو ۴۴ کروڑ چھٹانک کے قریب چاندی
جنگ کے زمانہ کی خریدی ہوئی اشیا کی قیمت کے طور پر دینی ہے

چاندی کے سکّے برطانیہ میں دو ہزار برس سے زیادہ
پہلے سے رائج رہے ہیں۔ رومیوں کے برطانیہ پر قبضہ کرنے سے
پہلے ہی سے گول کے زمانہ سے وہاں سکّہ جاری تھا۔ سونے
چاندی کی پہلی ٹکسال ۵۰ اسال قبل مسیح وہاں قایم ہوئی تھی۔
اس سے پہلے صرف چاندی کا سکّہ چلتا تھا۔ آریہ نسل کی قبروں
سے چاندی کے چھلّے برآمد ہوتے رہے ہیں۔ یہ سکّہ کے طور پر
چل رہے تھے۔ نارمن قوم کے برطانیہ پر قبضہ کرنے کے
وقت صرف چاندی کا سکّہ وہاں جاری تھا اور ایڈورڈ سوم
کے زمانہ تک ایک سکّہ کے سوا یہی چاندی کا قایم رہا۔ ایک
طرف بادشاہ کا سر منقّش ہوتا تھا۔ دوسری طرف صلیب

ہنری ہشتم کے زمانہ میں چاندی کے سکّہ میں اس قدر تانبا
ٹھونس دیا گیا کہ ٹکسال کا باہر لٹنے مرنے پر طیار ہوگیا کہ
اس بادشاہ کا ناک بالکل تانبے جیسا سُرخ ہوگیا۔ ولیم سوم
کے زمانہ میں سکّہ کی حالت اور بھی خراب ہوگئی۔

ہندوستان والے خالص سونے چاندی کے سکّوں
کے عادی تھے۔ سونے کے بعد اب چاندی کا سکّہ بالکل اڑا دینا
انھیں بہت شاق گذر رہا ہے۔

انگریزی بادشاہوں کی شادی

سوائے ایک دو بادشاہوں کے
انگریز بادشاہوں نے شادیاں کرہی لیں گو تخت نشینی کے
وقت وہ کنوارے تھے۔ جارج سوم ۲۲ سال کی عمر میں تخت
نشین ہوا اور سال بھر کے اندر ہی اس نے بیاہ کرلیا۔ چارلس
دوم ایک دفعہ تخت سے اتارے جانے کے بعد دوبارہ ۱۶۶۰ء
میں ۳۰ سال کی عمر میں دوبارہ تخت پر بیٹھا اور دو سال
بعد اس نے شادی کرلی۔ ہنری ہشتم ۲۲ اپریل ۱۵۰۹ء
میں تخت نشین ہوا اور ۱۱ جون کو اسی سال اس نے اپنی
پہلی شادی کی۔ بعد میں وہ ایک بیوی کو مارتا اور دوسری
سے شادی کرتا رہا اور اس طرح اپنی عمر میں متعدد شادیاں
کیں۔ ہنری ہفتم نے تخت نشینی کے اگلے سال شادی کی۔
ایڈورڈ چہارم ۱۴۶۱ء میں تخت نشین ہوا۔ اس نے
۱۴۶۴ء میں الزبتھ وُڈوِل سے شادی کی۔ اُس وقت
اس کی عمر ۲۳ سال کی تھی۔ ہنری پنجم انگلستان کا بہادر
اور فاتح بادشاہ بہت زمانہ تک کنوارا رہا۔ وہ ۱۴۱۳ء
میں ۲۵ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اس نے ۱۴۲۰ء
میں فرانس کی کیتھرائن سے شادی کی۔ رچرڈ اول نے
تخت نشینی سے دو سال کے اندر شادی کی تھی۔ ہنری
اوّل نے تخت نشینی سے چند ہفتہ بعد شادی کی۔ ایڈورڈ
ششم سولہ برس کی عمر میں کنوارا ہی مرا۔ ولیم دوم ۴۴
برس کی عمر میں شکار میں تیر لگ جانے سے مرگیا۔ وہ کنوارا
ہی مرا۔ ایڈورڈ ہشتم ۱۹۳۶ء میں ۴۲ سال کی عمر میں
تخت نشین ہوا۔ فوراً بعد ہی اس نے ایک غیر شاہی عورت
سے شادی کرنی چاہی جو پہلے کئی مردوں سے طلاق لے
چکی تھی۔ یہ بات شاہی قانون کے خلاف تھی۔ اس لئے
اس نے اس عورت کی خاطر تخت کو لات ماری اور اس
عورت سے شادی کرکے چھوڑی۔ محمد ظفر

اُستانی لاثانی

پاؤں کی تکلیف چلنے پھرنے اور دن بھر کی رگید میں پاؤں دکھنے لگتے ہیں۔ گرم پانی میں نمک ملائیں اور پاؤں اُس میں ڈبو دیں۔ میتھی لیٹیڈ سپرٹ میں ملائم اور دھنی ہوئی روئی ڈبو ڈبو کے پاؤں پر ملیں اور بورک پوڈر Boracic Powder یا فلرس ارتھ Fuller earth ان پر چھڑک دیں۔

بعض پاؤں میں آبلے جلد پڑ جانے کی عادت ہوتی ہے۔ پانی میں پرمیگنیٹ آف پوٹاش کے چند دانے ملا کے پاؤں ڈبوئیں اور چند منٹ تک اس میں ڈبوئے رکھیں۔ کھلاڑیوں کے پاؤں دوڑ دھوپ اور اچھل کود کی وجہ سے دُکھ جایا کرتے ہیں پانی میں بے سالٹ Bay salt کا ایک چمچہ اتنے پانی میں ڈالیں جس میں پاؤں بخوبی ڈوب جائیں۔ پاؤں کو سکون و آرام ملے گا جن کے پاؤں میں پسینہ بہت آیا کرتا ہو۔ ایک اونس نشاستہ نصف اونس بورک ایسڈ۔ دس گرین سیلی سی لک ایسڈ salicy acid. اتنے پانی میں ملائیں کہ پاؤں اچھی طرح ڈوب سکیں۔ اس پانی میں پاؤں خوب دھوئیں۔ جوڑ بڑھتے معلوم ہوں تو ان پر آیوڈین لگائیں اور جوتہ ایسا پہنیں کہ ٹھیک آئے اور دکھ نہ دے۔

تعلیم میں جلد بازی آج کل جلد بازی عام دستور ہوگیا ہے اور اب زندگی جلد بازی کا ہی نام ہے۔ اسی لئے لوگوں کا دلی اطمینان اور سکون جاتا رہا ہے۔ کام میں جلدی کرو وقت ضائع نہ ہو جلدی ہی کا نام ہے اگر جلدی کا تعلق کسی کل کے کام سے ہو تو یہ صحیح کیونکہ وقت کا ضائع کرنا گویا کوشش کا منافع کرنا ہے مگر جلدی کو اگر بچوں کی تعلیم پر حاوی کیا جائے تو یہ بڑی غلطی باپ بچہ کو مدرسے لے جاتا ہے اور اُستاد سے کہتا ہے کہ ہوشیار ہے اس کی طرف توجہ کیجئے اور جلد جلد پڑھائیے یہ دو سال میں چوتھی جماعت پاس کرے۔ نج کے طور پر اُستاد لگانے کو طیار رہوں۔ اُستاد اگر سمجھدار ہے تو کہتا ہے کہ میں ذرا بھی وقت ضائع نہ کروں گا مگر دلی ایک دن میں نہ بنی۔ آدمی ایک دن میں فاضل نہیں بن سکتا۔ علم کوئی پانی ہے نہیں کہ برتن میں بھر دیا جائے۔ بچے رفتہ رفتہ ترقی کرتے جیسے بیج پھوٹ کے آہستہ آہستہ درخت بنا کرتا ہے۔

اس کے برے جواب سے حیران ہو کے بچہ کو گھر لے جاتا ہے نج کے طور پر سستا سا اُستاد رکھ لیتا ہے۔ اب بچہ دماغ میں جا و بیجا مضمون ٹھونسا چلا جاتا ہے جس کا بہت سا ایک دو روز میں ہی اُس کے دماغ سے نکل جاتا ہے۔ دماغ کی صفائی اور ذہن کی ماری جاتی ہے۔ اسی قسم کی غلطی اُستاد بھی کرتے ہیں جو افسروں کو خوش کرنے اور ترقی حاصل کرنے کے لئے پاس ہونے والے لڑکوں کی تعداد دکھانے کے لئے بچوں سے زبردستی کراتے ہیں اور آگے دوڑ پیچھے چھوڑ پڑ

چلے جاتے ہیں۔ کوئی پیچھے بیٹھنے والا لڑکا یا کند ذہن بہت کر کے سوال کر بیٹھتا ہے۔ یہ کیا پڑھایا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا اُستاد کہتا ہے ایسی تو کوئی بات نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکتی ہو۔ تمہیں سمجھانے بیٹھوں تو اوروں کا وقت ضائع ہو۔ امتحان سر پر ہے اور یہ ساری کتاب ختم کرنی ہے۔ گویا لڑکوں کو سوچنے اور سمجھنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ ذہن اور دماغ پر غیر ضروری بوجھ پڑنے سے انہیں نقصان پہنچتا ہے۔ انہیں خیالات قائم کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ ذہنی ترقی سے بچہ محروم رہ جاتا ہے۔ دماغ وقت سے پہلے تھکا تھکا [illegible] کمزور ہو جاتی ہے۔ باپ ترقی کا خواہاں ہوتا ہے۔ ترقی کی بجائے تنزل ہاتھ آتا ہے۔ بعض باپ بچہ کی علمی ترقی کی رفتار سست دیکھ کے مدرسہ سے اُسے اٹھا کے اُسی کسی کام میں لگا دیتے ہیں تاکہ اُس سے کچھ نفع میسر ہو۔ یہ سب باتیں بچہ کی قدرتی اٹھان میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ تعلیم کا مسئلہ بہت نازک ہے۔ بچوں کی تعلیم اس طرح جاری رکھی جائے کہ اُن کا دل لگا رہے اور وہ شوق سے اس میں ترقی کرتے رہیں۔ اُن کی عمر کے مطابق اُن پر تعلیم کا بوجھ ڈالا جائے۔ محمد ظفر

جوابات صفحہ 19

1993ء

(۱) وائلین (۲) آرکسٹرا (۳) جل ترنگ (کٹوروں کا باجہ) (۴) پیانو (۵) ہارمونیم (۶) تمن تمتر (۷) صابن (۸) آئینہ (۹) گلگلہ (۱۰) نب (۱۱) دوات (۱۲) قلم (۱۳) تختی (۱۴) کتاب۔